بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گلزارِ قدیر

تصنیف وتالیف

حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ

اشاعت بہ اہتمام

خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری
چشتی یمنی بندہ نوازی ترابی قدیری

گلزار قدیر کے جملہ حقوق
بحق صاحبزادہ سید احمد محی الدین شاہ قادری یمنی
آستانہ قدیری ہلکٹہ شریف محفوظ ہیں
بغیر اجازت مصنف طباعت واشاعت قابل مواخذہ و اخلاقی جرم ہے
قانونی چارہ جوئی کیجائے گی۔ کتاب رجسٹرڈ ہے۔

۱۶/واں ایڈیشن

کتاب

Sahab\Inner
Title copy
copy.jpg not

تصنیف و تالیف

حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ ہلکٹہ شریف

زیر اہتمام

آستانۂ قدیری، ہلکٹہ شریف، نزد واڑی، جنکشن ضلع، گلبرگہ شریف

تصحیح و نظر ثانی: حضرت مولانا شاہ محمد فصیح الدین نظامی رضوی القادری، مہتمم کتب خانہ جامعہ نظامیہ

حضرت مولانا حافظ سید رؤف علی قادری ملتانی صاحب قبلہ، صدر مدرس دار العلوم عربیہ کورم پیٹ

طباعت: مطبع ابوالوفاء الافغانی پرنٹنگ پریس جامعہ نظامیہ۔ حیدرآباد

کمپیوزنگ وڈیزائننگ: انوار پرنٹرس 9390045494

سنِ اشاعت و تعداد

۱۳/محرم الحرام ۱۴۴۱ھ م ۱۴/ستمبر 2019ء

تعداد: 2000 ھدیہ گلزارقدیر: -/300 روپے

کتاب یہاں سے حاصل کرسکتے ہیں

- خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی، آستانہ قدیری ہلکٹہ شریف، نزد واڑی جنکشن، گلبرگہ شریف
- خانقاہِ قدیریہ، جل پلی گیٹ پہاڑی شریف روڈ نیو بابا نگر حیدرآباد
- خانقاہِ قدیریہ، پاشاہ پورہ، پائن گلبرگہ شریف، کرناٹک
- خانقاہِ قدیریہ، سیّد نگر، پونہ، مہاراشٹرا
- خانقاہِ قدیریہ، نزد کاویری اسکول، جمّلا موڑگ بائی پاس، پردوٹور، کڑپہ
- خانقاہِ قدیریہ، تاڑپتری۔ ضلع آننت پور
- خانقاہِ قدیریہ، یرگنٹلہ۔ ضلع کڑپہ
- خانقاہِ قدیریہ، کیرلا وینگارڈ

www.quadeeriya.com E-mail: aastanaquadeeri@gmail.com

خلاصۂ حقیقت

بفضلِ ربی وعطائے محسن کائنات فخرِ موجودات حضورِ اکرم نبیٔ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان عظیم و پیرانِ سلاسل کی عطا و بطفیل نگاہِ غائبانہ والدی ومرشدی حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحبؔ قدیریؒ کی صحبت و تربیت نے خادم کو حوصلہ بخشا اپنے اسلاف کے تعلیمات کو عام کرنے کیلئے

عطا کیا مجھ کو دردِ اُلفت کہاں تھی اِس پُر خطا کی قسمت
میں اس کرم کے کہاں تھا قابل حضور کی بندہ پروری ہے

گُلزارِقدیر کا ۱۶واں ایڈیشن طباعت کے نقائص سے پاک حتی الامکان کوشش کر کے آپ کے ہاتھوں میں آپہنچا ہے۔ گلزارِقدیر میں کسی قسم کی ردّ وبدل کسی قسم کی کمی نہیں کی گئی ہے بلکہ جن واقعات کے دلائل نہیں تھے وہ درج کردیئے گئے ہیں۔ گُلزارِقدیر تصنیف کم تالیف زیادہ ہے تاکہ قارئین کو سمجھنے میں دشواری نہ ہو۔ بعض قدیم اہلِ سلسلہ نے لوگوں کے وہم وگمان میں ایسی باتیں ڈالی ہیں پُرانی گُلزارِقدیر میں کچھ اور واقعات تھے جو کہ نئی میں نہیں ہیں۔ دراصل گُلزارِقدیر جانشین حضرتِ قدیرؒ صاحبؔ قدیریؒ نے کتاب کو جدید لب و لہجے کے قالب میں ڈھال کر شریعت اور طریقت وتصوف کے تعلیمات کو بہ آسانی سمجھنے کی صلاحیت پیدا فرمائی ہے۔ گلزارِقدیر کو چند دنیا پرست کتاب گھر والے اپنی منفعت کے لئے کتاب کی نقل کرکے فروخت کررہے ہیں۔ ایسی کتابوں کا آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

کتابوں پر اور مُصنف پر ہر دور میں انگشت نمائی ہوتی رہی ہے۔ گلزارِقدیر بھی ان ہی مراحل سے گزرتی رہی ہے سلسلۂ قدیریہ مرکز آستانہ قدیری کو بھی حاسدین نے اپنے حسد کا شکار بنایا بغور گلزارقدیر کا مطالعہ فرمائیے جہاں تعلیم وتفہیم رموز وعرفان ہے وہیں نماز وروزہ حج وزکوٰۃ کے مضامین بھی ملاحظہ فرمائیں۔ سلسلۂ قدیریہ کے گمراہ کُن چند افراد مساجد اور

نمازوں سے دوری اختیار کر کے یہ کہتے ہیں کہ ہم سلسلۂ قدیریہ سے وابستہ ہیں وہ حضرات شاید آستانۂ قدیریہ ہلکٹہ شریف کو تشریف نہیں لائے جبکہ آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف میں عظیم مسجد موجود ہے۔ پنجگانہ نماز، جمعہ وعیدین شریعت کی ہر انداز میں پابجائی کی جاتی ہے۔ ایسے خلافِ شرع حضرات کا سلسلۂ قدیریہ وآستانۂ قدیری سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر ازبر ہو　　　تو پسر قابل میراث پدر کیونکر ہو

جاری کردہ صاحبزادہ جانشین حضرت صاحبؒ قدیریؒ

خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی ترابؔ قدیری

ہلکٹہ شریف

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	مضامین
4	خلاصۂ حقیقت
11	اظہارِ حقیقت
13	پیش لفظ
43	صاحبزادی حافظہ بی بی کا ذکرِ خیر
45	روضۂ کریمی (چٹگو پہ شریف)
46	بلند پرواز مرشد
50	رسالہ من عرف
51	تعمیر حضرت آدم علیہ السلام بہ فیضِ تسبیح
53	خلاصہ شش جہت
54	ظہورِ کائنات ونورِ محمدی ﷺ
61	دین کا تخم توبہ ہے
62	قولِ ثابت کلمہ طیبہ
66	راہِ تصوف
67	اربع عناصر
70	رسالہ کشف القلوب
77	مرتبۂ انسان است
78	رسالہ برزخ تلاوۃ الوجود حضرت آدم صفی اللہ و برزخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پنجتن پاک اجمعین
81	حروف تہجی کا ہے یہ خُلاصہ
85	نسبتِ قدیرؒ
86	مُنتظِر دید
87	پیشین گوئیاں
91	ہندو کتاب کی پیشین گوئی
93	”کلک اوتار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم“
94	عیسائیوں کی پیشین گوئی

بیعتِ رضوان	99
دعوتِ فکر	101
فیوضات حضرت اشرف جہاں ماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا	102
حضرت مخدومہ اشرف جہاں ماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا	105
اعجازِ نبوت ﷺ	106
حضورِ اکرم ﷺ اور انبیاء کرام کے صحیفے	108
غزوات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم	110
ہر ایک مقصد ہُوا پورا جو ختم المُرسلیں آئے	111
نمازِ شریعت وطریقت	112
نہ جانے کب سے رہبر جاگتے ہیں	115
حضرت خلیفۃ الرحمٰن قادری قدس سرہٗ العزیز	116
درشانِ خلیفۃ الرحمٰنؒ فیروز آباد۔ گلبرگہ شریف	121
تاثراتِ قلبی	122
سلام	123
جامع مدحت	124
کلمۂ طیبہ کی فضیلت اور اس کے ظہور کے بیان میں	137
مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کریں	145
مرتبۂ انسانِ کامل	149
شجرۂ طیّبہ قادریہ عالیہ خلفائیہ	156
ہدایات	162
کلمۂ شریف دراصل ایک عہد اور اِقرار ہے	176
نماز	178
زکوٰۃ	180
روزہ	181
حج	181
حقیقتِ ذکر	187
فیوضاتِ کلمۂ طیبہ	241

ذکر کامل۔ ذکرِ نجات	275
طریقت، معرفت وحقیقت	280
فضائل درود شریف	295
درودِ تاج	296
سلام عشقی رحمۃ اللہ علیہ	297
سلام بارہ	298
قصیدہ غوثِ پاکؓ	299
قصیدہ غوثیہ	301
منقبتِ خاص	308
دیگر منقبت	311
منقبت جھولا نامہ	314
عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر	315
دوری میں بھی نصیب ہے قربت قدیر کی	316
نورِ عین قدیر	317
کلامِ کریم رحمۃ اللہ علیہ	318
سلامِ قدیر	319
کلامِ قدیر	320
کلامِ قدیر	321
کلامِ قدیر	322
کلامِ قدیر	323
کلامِ قدیر	324
کلامِ قدیر	325
کلامِ قدیر	326
کلامِ قدیر	329
کلامِ قدیر	330
کلامِ قدیر	321
کلامِ قدیر	323
بازارِ رحمت	333

کلامِ قدیرؔ	335
کلامِ قدیرؔ	337
کلامِ قدیرؔ	339
تعارف	342
شمعِ قدیر	343
سلام	344
نعت شریف	345
صلِّ علیٰ	346
خیرالوریٰ	347
یاسیدی	348
خیرالبشر ﷺ	349
شرحِ قرآں	350
عنوانِ مشیت	351
مدحت غوث الوریٰ علیہ الرحمۃ	352
ذکرِ خیر	353
نذرِ عقیدت	354
لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ	355
کلمہ طیبہ	357
منزلِ عشق	358
دیرینہ خواب	358
کلامِ حارثؔ حیدرآبادی	360
کلامِ حارثؔ	361
کلامِ حارثؔ درمدح حافظؒ	363
کلامِ حارثؔ	364
کلامِ ذاکرؔ	365
کلام محمد عثمان شاہ قادری (مصور) المتخلص بہ یقینؔ سکندرآبادی	368
رباعی	369
کلام رفعت الحسینی شاہ قادری متخلص رفعتؔ بھوپالی	370

کلام سید شاہ فضل الرحمان صاحب قادری	371
کلام حارثؔ	372
انوارِقدیرؔ	373
سلطان الاذکار	374
تحفۂ معراج	375
تمنائے آخر	376
دعوتِ عام	377
حق آشنا	378
رہبرِ کامل	379
جانِ غزل	380
سلسلۂ ہدایت	381
نذرِقدیر علیہ الرحمۃ	382
سلام بحضور رہبرِ انام	383
تذکرۂ وصال قدیرؔ	384
سلام	393
عشق وعرفاں کا سمندر اب بھی ہلکٹہ میں ہے	395
منقبت	397
منقبت	398
سلام بحضور خیرالانام صلی اللہ علیہ وسلم	399
کلام پرویزؔ دھمڑی (انجینئر آستانۂ قدیری)	400
کلام میرؔ	401
الوداع	402
منقبت (بموقع عرسِ قدیرؔ) (۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء)	403
تاریخ تعمیر آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف	404
چھپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا	405
کاروانِ زندگی	406
منظوم شجرہ مبارکہ قادریہ عالیہ خلفائیہ	407
جانشینِ قدیرؒ	409

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

هُوَ الَّذِیْۤ اَنْزَلَ السَّكِیْنَةَ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِیْنَ لِیَزْدَادُوْۤا اِیْمَانًا مَّعَ اِیْمَانِهِمْ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ
وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَكِیْمًا

وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں تسکین نازل فرمائی تا کہ ان کے ایمان پر مزید ایمان کا اضافہ ہو (یعنی علم الیقین ، عین الیقین میں بدل جائے) اور آسمانوں اور زمین کے سارے لشکر اللہ ہی کے لئے ہیں، اور اللہ خوب جاننے والا بڑی حکمت والا ہے۔ (پارہ ۲۶ سورۃ الفتح آیت:۴)

خودی میں گم ہے خدائی تلاش کر غافل — یہی ہے تیرے لئے اب صلاحِ کار کی راہ
اپنے من میں ڈوب کر پا جا سراغِ زندگی — تو اگر میرا نہیں بنتا نہ بن اپنا تو بن

اقبالؒ

اظہارِ حقیقت

والدی و مرشدی حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؔؒ کی تصنیف و تالیف ''گلزارِقدیرؔ'' کو شائع ہوئے نصف صدی گزری جسے رہروانِ طریق نے حسبِ طلب اپنے ذہن وفکر کی وسعتوں میں سمایا ''گلزارِقدیرؔ'' میں تصنیف کم تالیف زیادہ ہے۔

بہ نظر اخلاص مکمل جائزہ لیا جائے تو تشفی ہوگی۔ مولیٰ تعالیٰ حضور نبی اکرم رحمۃ للعالمین حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے وصدقہ و طفیل استقامتِ ایمانی عطا فرمائے۔ آمین۔

قدیم و جدید تقاضوں کو حدودِ شریعت میں رکھتے ہوئے ہم نے پہلے بھی اصلاح کی ہے۔ فنِ طباعت سے سبھی آشنا ہیں، کہیں کہیں کاتب کا چھوٹا سا سہو بھی بڑی غلط فہمیوں کو پیدا

کردیتا ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت ہی ہمارے لئے سرمایۂ زندگی وضامنِ نجات ہے۔ شریعت وتصوف کی منزلیں جداگانہ نہیں مگر احتیاط ہر حال میں ضروری ہے۔

مقاصد الاسلام، مصباح الحیات، برہان الحقائق، حلیۃ الاولیاء، ہدایات الشیوخ، تجلیاتِ ربانی جواہر العشاق، حافظ الاحبا، سر الاسرار، قصص الانبیاء، معین الارواح، تعلیمِ غوثیہ، عین الفقر اور دیگر معتبر کتب سے ''گلزارِ قدؔیر'' کو استفادہ حاصل ہے۔

دلائلِ قرآنی، احادیث، درودِ تاج، سلام بہ بارگاہِ خیر الانام، قصیدۂ غوثیہ، شجرۂ طیبہ قادریہ وچشتیہ، مناجات زینتِ گُلزارِ قدؔیر ہیں۔

تقاضۂ بشریت سے کوئی مبرا نہیں، نادانستہ کلام وتحریر میں سہو ہوگیا ہوتو اللہ پاک اپنے رحم وکرم سے سرکارِ ذیشان صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلے اور پیرانِ سلاسل کی نسبتوں سے درگزر فرمائے۔ معاف فرمائے۔ دلوں کا جاننے والا اللہ ہے، خطاؤں کو معاف فرمانے والا اللہ ہے۔

دل بڑھانا ہوتو دل توڑ دیا کرتے ہیں … اُن کے اندازِ کرم خاص ہوا کرتے ہیں
چاہتے ہیں تو خطاؤں پہ عطا کرتے ہیں … کسی آئین کی پابند نہیں دین ان کی

جنوں کی منزلوں میں شوق خود بیدار ہوتا ہے
ترا دیوانہ باطن میں بڑا ہوشیار ہوتا ہے
بقدرِ ظرف ملتی ہے ترے میخوار کو ساقی
وگرنہ ہوش کا مسئلہ بڑا دشوار ہوتا ہے

حسبِ ضرورت ایک رسالہ بعنوان ''فکرِ قدؔیر، گلزارِ قدیر و آئینہ گلزارِ قدیر'' کی بھی اشاعت کی گئی ہے جو تعلیماتِ حضرتِ قدؔیر کی آئینہ دار ہے۔

پیش کردہ

جانشینِ حضرتِ قدؔیرؒ خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی

صاحبِ قدیریؒ، ہلکٹہ شریف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ وَ بَارَکَ وَ سَلَّمَ۔

ھُوَ الْقَدِیْر

پیش لفظ

وَ تَمَّتْ کَلِمَۃُ رَبِّکَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا.

اور تیرے رب کا کلمہ سچائی، انصاف اور اعتدال کے اعتبار سے پورا ہے۔(سورہ انعام)

اَلْاِیْمَانُ اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِیْقٌ بِالْجَنَانِ وَ عَمَلٌ بِالْاَرْکَانِ (امام اعظمؒ)

کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار، دل سے تصدیق، اور اعضاء کے ساتھ عمل ایمان ہے۔

تجلیات کا مرکز صدائے کُن فیکون

صدائے کُن فیکوں کا مدار ہے کلمہ (شاہیںؔ)

دنیائے آب وگل میں کارکنانِ قضا وقدر نے یہ فیصلہ کر دیا کہ آدمی کو آدم کی، مرید کو پیر کی، اُمتی کو رسول کی اور بندے کو اللہ کی اتباع اور پیروی ضروری ہے۔ کتابِ کائنات کے مصنّف نے سب سے پہلے اپنی رنگین تجلّیات سے جو پیش لفظ لکھا، وہ آج بھی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے نظرنواز، ایمان پرور حیات آفرین الفاظ میں سرِ عرشِ بریں موجود ہے۔ یہی کلمہ طیبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا پیش لفظ ہے۔ جسے آدم نے دیکھا اور اولادِ آدم کے سامنے پیش کیا۔ اور یہی کلمہ طیبہ ہر مُرید و اُمتی کے لئے نبوت کا پیش لفظ ہے جو ولایت وامامت کا مرکز بنا اور جسے اہلِ دل نے آدمی، مرید اور امتی ہونے کے ناطے عبدیت کی معراج سمجھ کر اپنی زندگی و بندگی کا پیش لفظ قرار دیا اور کلمہ طیبہ کو اپنا کر ماسوا سے منہ پھیر لیا کہ۔

قلندر جُز دو حرفِ لَا اِلٰہَ کچھ بھی نہیں رکھتا

فقیہہ شہر قاروں ہے لغت ہائے حجازی کا (علامہ اقبالؒ)

کلمہ طیبہ کی لامحدود آفاقیت، ہمہ جہتی معنویت اور عالمگیر قبولیت تو ہے جو اس کو اپنا کر ایک پاکیزہ روح بول اٹھتی ہے:۔

تعمیر کائنات کا دیرینہ خواب ہوں — اوراقِ زندگی کی مکمل کتاب ہوں
الجھے ہوئے ہیں آج بھی اہلِ خرد یہاں — جلوہ ہوں یا کہ پردہ نشیں کا نقاب ہوں

(صاحبؔ قدیری)

ہر دَور کی تاریخ گواہ ہے کہ مشیّتِ ایزدی لاکھوں تشنگانِ معرفتِ حق کو سرچشمۂ وِلایت سے سیراب کرتی رہی۔ بارگاہِ ولایت میں جو بھی خلوصِ دل سے آئے گا اپنا دامنِ مُراد گوہرِ مَنْ عَرَفَ سے بھر لے گا۔ اور یہ سلسلۂ رشد و ہدایت سینہ بہ سینہ دم بہ دم، سر بہ سر منشائے خداوندی کو پورا کرتا رہا۔ ایسے ہی ایک روشن دَور کی یادگار صبح کا نام ہے۔

حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؔ

جو نوازشاتِ نگاہِ کریم سے مشّرف ہو کر سرکارِ ولایت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے زیرِ سایہ سراپا قدیرؔ بن کر سلسلہ عالیہ قادریہ کی روحانی خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ کی تعلیمات کا انمول ذخیرہ اور آپ کے فریضۂ خلافت کی مُنہ بولتی تصویر ''گلزارِ قدیرؔ'' ہے۔ آپ نے ساداتِ یمنی سے خاندانی نسبت اور سلسلۂ حسنی سے تعلق کے باوجود تصدیق بالقلب کی تکمیل کے لئے حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت و غلامی قبول فرمائی کہ۔

بندۂ عشق شدی ترک نَسب کُن جامیؔ — کہ دراِیں راہ فلاں ابنِ فلان چیزے نیست

آپ کو اپنے پیرِ کامل سے قادری چشتی دونوں خلافتیں حاصل ہوئیں جن کا سلسلہ حضرت سید شاہ چندا حسینی قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ ساکن کنّی اور عارف الحق حضرت سید افتخار علی شاہ وطنؔ قبلہ چشتی قادری رحمۃ اللہ علیہ سے جاملتا ہے۔ اور خادم کو حضرت قدیرؔ سے قادری خلافت ۲۲/ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ روز پنجشنبہ بمقام چٹگوپہ شریف حاصل ہوئی، اور سرکار عالی وقار نُور دیدۂ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیر بندہ نوازی قدس سرہ العزیز سے چشتی خلافتِ خلفائیہ بتاریخ ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ بروز جمعہ بمقام حیدرآباد عطا ہوئی۔ الحمد للہ۔

حضرت قدؔیر نے اپنے اِکاون (۵۱) سالہ دَورِ خلافت میں اپنے پیرِ کامل رحمۃ اللہ علیہ کے ارشادات عالیہ اور ان کی لازوال تعلیمات کی روشنی میں ۳۱؍جنوری ۱۹۵۶ء کو اقطاعِ عالم میں کلمہ طیبہ کے انوار و تجلیات کو پنج رنگی طغرے کے قالب میں ڈھال کر اربابِ فکر و نظر کو دعوتِ فکر و نظر دی اور تقریباً پانچ لاکھ وابستگانِ طریقت کو بالقلب صہبائے معرفت سے سرشار فرما کر دیڑھ سو خلفائے کرام کو کلمہ طیبہ کی حقیقی، ظاہری و معنوی دعوت و اشاعت پر مامور فرمایا جن کا سلسلہ در سلسلہ اندرون و بیرون ہند، الحمدللہ جاری و ساری ہے۔ مزید برآں عامۃ المسلمین کی ہدایت کے لئے آپ نے دنیائے طریقت کی معرکۃ الآراء کتاب ''گلزارِ قدؔیر'' تالیف فرمائی جو ابِ زیورِ طباعت سے آراستہ ہو کر زینت آرائے انجمن قلب و نظر ہے اور یہی گلزارِ قدؔیر بحمد اللہ جدید مضامین و کلام کے ساتھ طبع ہو کر بایں اندازِ حُسن و جمال آپ کے ہاتھوں میں پہنچ رہی ہے کہ ؎

وہ میخانہ ہے میرے ساقی امن و محبت کا بلاتفریق رنگ و بوجہاں سب ایک ہیں صاؔبر

گلزارِ قدؔیر کا ایک ایک ورق شاہد و عادل ہے کہ آپ کی حیات کا مقصد اور آپ کی تعلیمات کا لبِّ لباب لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی عالمگیر دعوت و اشاعت کے سوا کچھ اور نہیں۔ یہی وہ تعلق و نسبت اور عشق و محبت کی معراج ہے جہاں خود عقیدت بول اُٹھتی ہے ؎

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

اللہ تبارک و تعالیٰ کا ہزار ہزار شکر و احسان کہ معبودِ حقیقی نے اپنے بندے سے اپنے منشا کے تحت کام لیا اور یہ سلسلۂ خلافت ہنوز جاری ہے۔

یہ خدمت و دعوت و اشاعت، یہ دولتِ نیابت و خلافت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی بخشی ہوئی مخصوص امانت ہے۔ امانت کے لئے دیانت ضروری ہے۔ ہر وہ صاحبِ مقام جو شیوہ دیانت داری کو اپنائے وہ بقائے دوام پا سکتا ہے۔ امانت میں کسی قسم کی بے وجہ تبدیلی یا تصّرفِ بیجا یا ذہنی اختراع قانونِ قدرت سے گریز اور امانت میں یقیناً خیانت تصور کی جائے

گی۔ وَمَا عَلَیْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

گلزارِقدیر۔ ''مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ'' کے تعلیمات معنوی کا آئینہ ہے۔

اکابر نے اپنے فکر وتصدیق کے ذریعہ اہلِ علم تک جن نعمتوں کو پہنچایا ہے گلزارِقدیر اُنہی جلیل القدر رہبرانِ ملت کی تصدیق وتقلید کرتی ہے۔

آقائے دکن سرچشمۂ عرفان شہبازِ طریقت حضرت سید محمد حسینی گیسودراز بندہ نواز، بلند پرواز قدس سرہ العزیز کی شرح تصنیف ''تجلیاتِ ربانی'' ترجمہ ''جواہر العشاق'' صفحہ (۶۵) مطبوعہ ۱۳۶۲ھ پر تحریر فرماتے ہیں:

زاہد عارف اور واقف کے لئے نفس قلب اور روح میں راستے

قَالَ یَا غَوْثَ الْاَعْظَم جَعَلْتُ فِی النَّفْسِ طَرِیْقَ الزَّاھِدِیْنَ وَ جَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَ الْعَارِفِیْنَ وَ جَعَلْتُ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَ الْوَاقِفِیْنَ وَ جَعَلْتُ نَفْسِیْ مَحَلَّ الْاَسْرَارِ. (فرمایا کہ اے غوث اعظم میں نے نفس کے اندر زاہدوں کے لئے راستہ بنایا ہے اور دل کے اندر عارفین کے لئے راہ بنائی ہے۔ اور روح کے اندر واقفین کے لئے راستہ بنایا ہے اور میں نے اپنے آپ کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے)۔ زاہدوں کو بتاتا ہے کہ میں نے نفس میں زاہدوں کے لئے راستہ بنادیا ہے۔ بموجب آیت شریف ''تمہارے نفسوں میں ہوں، کیا تم نہیں دیکھتے'' ایسا راستہ کہ جس سے خدا تک پہنچتے ہیں۔ اور اس میں اپنے آپ کو دکھاتا ہے۔ زاہد کو چاہیئے کہ اس نفس سے گذر جائے مراد جسم ہے اور جسم سے اندرونی جسم مراد ہے جو تیری ہی صورت کا ہے۔ یہ بھی انسان ہی کی طرح ایک مخلوق ہے۔ مگر انسان تیرے نفس ہی کی ایک حقیقت ہے۔ سُنو! اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ خَلْقًا مِنْ خَلْقِ اللّٰہِ تَعَالٰی کَھَیْئَۃِ النَّاسِ وَ لَیْسَ بِالنَّاسِ. (ابن آدم کے جسم میں ایک خلق ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے انسان کی ہیئت میں پیدا کیا ہے۔ دراصل وہ انسان نہیں ہے) نفس یہ ظاہری تن نہیں ہے جس کو جسم کہتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے کہا گیا کہ جِسْمُ الْاِنْسَانِ لَیْسَ نَفْسَہٗ. (انسان کا جسم ہی اس کا نفس نہیں ہے۔) ان کو علیحدہ علیحدہ بیان کیا گیا ہے۔ میں تو جسم اور نفس میں کوئی فرق نہیں پاتا۔

میں نے دل میں عارفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔یعنی عارف کا دل میرا آئینہ ہے۔
وَ جَعَلْتُ فِی الْقَلْبِ طَرِیْقَ الْعَارِفِیْنَ ''میری دوانگلیوں کے درمیان عارفوں کے لئے ان کے دل میں سے میں نے راستہ بنایا ہے''۔یعنی عارف کو خود اس کے دل میں اس (خدا) نے خود کو دکھایا ہے۔اِذَا نَظَرَ فِیْھَا تَجَلّٰی رَبُّہٗ. (جب اس میں دیکھو تو اس کا رب تجلی کرتا ہے)اس دل سے مشاہدہ کرنے والا عاشق مُراد ہے۔کیونکہ جلال و جمال کی کسوت وصورت میں وہی ہے۔کبھی اپنے جلال کو دیکھنے والے کے ذات کے آئینہ میں دکھاتا ہے اور کبھی جمال کی تجلی کرتا ہے۔اسی لئے کہا گیا کہ قَلْبُ الْمُؤْمِنِ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی مومن کا قلب اللہ تعالیٰ کا عرش ہے۔اور اسی طرح اللہ تعالیٰ کا گھر اور اللہ کا آئینہ اور اللہ کا حرم ہے۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے پوچھا کہ اے رسول اللہ، خدا کہاں ہے تو فرمایا کہ مومنوں کے قلب میں۔تو نے تو اپنے نفس ہی کو نہیں پہچانا۔اس کے دل کو کیونکر پہچان سکتا ہے ؎

اپنے کافِ کفر کی تجھ کو خبر اب تک نہیں تو حقائق ہائے ایماں کو بھلا کیا جانتا

وَ جَعَلْتُ فِی الرُّوْحِ طَرِیْقَ الْوَاقِفِیْنَ . میں نے روح میں سے اسرارِ الٰہی کے واقفوں کے لئے راہ بنائی ہے۔یعنی روح محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی واقف ہے اس لئے تمام واقفوں کی انتہاء محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔جب تک صورتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا لباس نہ پہنو تو حضرتِ صمدیت خداوند کے دربار میں تمہیں جگہ نہ مل سکے گی۔یعنی روحِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے آئینہ میں دیکھو تو مجھے دیکھ سکو۔کیونکہ احمد تو احد ہی کی صورت میں ہے اور احمد کے معنی ہی احد ہیں۔آیت مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔وَ مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَاَی اللّٰہ اور جس نے مجھے دیکھا تو اُس نے اللہ کو دیکھا۔یہ بات واقفین جانتے ہیں اور عارفین پہچانتے ہیں۔

زاہد ملکوتی کو کہتے ہیں۔عارف جبروتی کو کہتے ہیں اور واقف لاہوتی کو کہتے ہیں مگر ہمارا مقصود تو اس جگہ ہے سنو۔وَجَعَلْتُ نَفْسِیْ مَحَلَّ الْاَسْرَارِ (کہ میں نے اپنے نفس کو بھیدوں کا مقام بنایا ہے) یعنی اپنی ذات کے مقام کو یا میری ذات کے تخت کو بھیدوں اور اسرار کا مقام بنایا ہے۔یعنی میرے بھیدوں کا مقام تیری روح ہے۔تیری روح میری صورت

ہے اور تیری روح کا معنی میں ہی ہوں۔ جو تیری روح کی کسوت وصورت میں ظاہر ہوا ہوں۔ (انسان میرا بھید ہے اور میں اس کا بھید ہوں)۔ اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَ اَنَا سِرُّہٗ ؎

اس صورتِ زیبا میں ہے اک بھید چھپا سا
ہوجائے وہ ظاہر تو خدا کہنے لگے تو

یہی وہ بھید ہے کہ وہ تجھ سے ظاہر ہے اور تو اُس سے قائم ہے۔

بحمد اللہ! گلزارِ قدیرؔ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ یقیناً یہ کرم ہے حضور آقائے دو عالم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا صدقہ ہے۔ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی قطبِ ربانی رضی اللہ عنہ کا وسیلہ ہے۔ نسبت خواجۂ خواجگان حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کا جودامن خیر قبلہ گاہی حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینیؒ سے سرفرازی ہوئی۔ فیاضِ دوراں تقدس مآب حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب قبلہؒ سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف کا سایۂ برکات ہے کہ حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری الچشتیؒ کی کرم نوازیاں شاملِ حال رہیں۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی رہیں گی۔

علم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے لذتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

آب و گل میں مدتوں آرائشیں ہوتی گئیں
تب کہیں یہ آدمی کونین کے قابل بنا

عرفان وایقان کی آگہی نے حضرت قدیرؔ رحمۃ اللہ علیہ کو گلزارِ قدیرؔ کی طرف مائل کیا

قدیرؔ بنی کریمہ کار سازی کرامت ہے میرے گھر پیشوا کی

جدِ طریق پیرِ قدیرؔ حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی دور رس نگاہوں نے بادشاہ قادری کو قدیرؔ بنا دیا، یہ تخلص بھی حضرتِ شیخ کا عطا کردہ ہے۔ تعلیم و تربیتِ شیخ نے ارشادات و معنی سے حضرت قدیرؔ سے وہ کام لیا جو منشائے کریمی تھا۔

وہی زمانے کی گردش پہ غالب آتا ہے
جو ہر نفس سے کرے عمرِ جاوداں پیدا

گزر کر دشت وصحرا سے یہاں گُلزار آتے ہیں
کہ شاخِ گل میں پھول آنے سے پہلے خار آتے ہیں
چلنے والے منزلوں کی سمت یوں چلتے گئے
مرحلے جتنے بھی آئے حوصلے بڑھتے گئے

ہزار ہزار شکر واحسان مالکِ لم یزل کا ''گُلزارِ قدؔیر'' جدید مضامین ومعتبر کتب کے حوالہ جات کے ذریعہ حسبِ ضرورت صحت کے ساتھ پیشِ ناظرین ہے۔ جہاں کہیں سہو پائیں بصد اخلاص درگزر فرمائیں۔

طالبِ دُعا: جانشینِ حضرتِ قدؔیر رحمۃ اللہ علیہ
خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی صاحب قدؔیری ہلکٹہ شریف
جانشین حضرت صاحب قدیری
خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی ترابؔ قدیری۔ ہلکٹہ شریف

وہی اصلِ مکان و لا مکاں ہے
مکاں کیا شئے ہے اندازِ بیاں ہے
خضر کیوں کر بتائے کیا بتائے
اگر ماہی کہے دریا کہاں ہے

عطا اسلاف کا جذبِ دروں کر
شریکِ زمرۂ لا یحزنوں کر
خرد کی گتھیاں سلجھا چکا میں
مرے مولا مجھے صاحبِ جُنوں کر

علامہ اقبالؔ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

قُلْ رَّبِّ زِدْنِیْ عِلْمًا وَّ ارْزُقْنِیْ فَھْمًا.

کہہ اے میرے رب زیادہ کر میرے علم اور عطا کر مجھ کو فہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہ ہزار ہزار شکر و احسان پاک پروردگار کا مالک وحدہ لاشریک لہ کا جس نے نیست کو ہست بنایا، جامۂ بشریت پہنایا، عقلِ کُل عطا کیا کہ اپنے کو جانے اور خالق کو پہنچانے۔ صد ہزار جان فدا محبوب رب العالمین پر اللہ کو اللہ، بندے کو بندہ بتایا، خود معراج پائے اور ہمیں ملنے کا راستہ بتلایا، شرک سے بچایا، کفر سے ہٹایا، دونوں کے درمیان سیدھی سادی راہ دکھایا تا کہ قربِ خدا نصیب ہو۔ دونوں جہاں میں انسان اشرف الخلق کہلائے۔ آئینِ اسلام یہی ہے، دلیل واضح ہے۔ اِنَّ الْاِنْسَانَ سِرِّی وَ اَنَا سِرُّہٗ. اسی شوق و ذوق کی لذّت نے لب کشائی کا موقع عطا فرمایا۔ قولِ علی رضی اللہ عنہ مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ. جس نے اپنے نفس کو پہچانا ضرور اس نے اپنے رب کو پہچانا۔ یہ وہ علم ہے جس کو میسر آیا اس نے چھپایا، اپنے کو بھولا خالق کو پایا۔

پہلے یہ عرض کرنا بے جا نہ ہوگا کہ خادم عالم و فاضل نہیں ہے۔ ہاں بزرگ اساتذہ کی صحبت سے کچھ جانتا ہے۔ یہ سب ان کی دعا ہے۔ میرا وطن ضلع رائچور ہے جو سرزمین دکن میں واقع ہے جہاں میرے جدِ اعلیٰ حضرت سید محمد ابو تراب یمنیؒ نے زندگی گزاری۔ آپ سادات مشائخ، بہترین عالم، معلّمِ وقت تھے جن کے ہزاروں شاگرد ہیں۔ چند حضرات سے ہمیں ملنے کا شرف حاصل ہے۔ وہ ہمیں عزّت و احترام کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ہر قوم کے لوگوں نے آپ سے علم سیکھا ہے۔ آپ کا وسیع مدرسہ، بڑا گھر اب بھی اندرون قلعہ موجود ہے۔ آپ ملکِ یمن سے ملک ہند تشریف لائے۔ علاقۂ عظمت مدار میں آپ کی اعلیٰ خدمات موجود ہیں جس کا فائدہ جدِ اعلیٰ کے بڑے صاحبزادگان کے آل اولاد کو پورا پورا حاصل ہے۔ جدِ اعلیٰ کی دو بیویاں۔ میرے والد ماجد چھوٹی بی بی صاحبہ سے ہیں۔ جدِ اعلیٰ کو

ہم نے نہیں دیکھا۔ بڑی دادی صاحبہ سے تین فرزند حضرت سید حبیب اللہ صاحب قادری یمنی، حضرت سید شاہ امین الدین قادری یمنی عرف پیراں صاحب، حضرت سید عارف صاحب قادری یمنی۔ چھوٹی دادی صاحبہ سے حضرت والد ماجد سید عبدالرحمٰن صاحب قادری یمنی۔ یہ سب کے سب کثیر آل اولاد والے جیتا جاگتا سلسلہ ہے۔ حضرت دادی صاحبہ فرماتی تھیں کہ دادا صاحب کے انتقال پُر ملال کے بعد بڑی بڑی مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں۔ اکثر دادا جان دادی صاحبہ کے پاس رہتے۔ شجرہ حسب ونسب جدِ عالیہ دیگر کتب خاندانی حضرت تایا سید شاہ امین الدین قادری یمنی صاحب کے پاس موجود ہے۔ ہاں اتنا علم ہے۔ اس کے ملاحظہ سے پتہ چلے گا کہ ہم کس خاندان سے ہیں، ہماری اصلیت کیا ہے۔ اب ضرورت اس بات کی ہے کہ اللہ تعالیٰ صالح عمل عطا کرے ورنہ خاندان خاندان ہی ہے۔ جدِ اعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ میری والدہ صاحبہ کی نسبت ٹھہرا کر چل بسے۔ میرے بڑے نانا حضرت محمد عبدالقادر صاحب جمعدار سواران لاولد تھے۔ چھوٹے نانا حضرت محمد شاہ علی صاحب جمعدار جن کی صاحبزادی والدہ صاحبہ ہیں، محلّہ گھٹالواڑی اندرون شہر رائچور ننھیال کا بھی کثیر کنبہ موجود ہے۔ دادا صاحب کو دیا ہوا قول وقرار نانا صاحب نے پورا کیا۔ اس کے بعد حضرت دادی صاحبہ فرماتی تھیں کہ میرے پیدا ہونے سے دو گھنٹے پیشتر دادای صاحبہ کو خواب ہوا کہ گھر جاؤ، صبح حج اکبر ہے، فاتحہ کا انتظام کرو۔ برخوردار پیدا ہوگا، اس کا نام میرا نام رکھنا۔ دادی صاحبہ نے اپنا خواب بیان فرمایا۔ خواب میں ان کے دادا نے آگاہ کیا ہے، لہٰذا میں گھر جاتی ہوں۔

کہتے ہیں صبح صادق روز جمعہ بقرعید میں پیدا ہوا۔ بقول دادا صاحب کے میرے نانا صاحب نے میرا نام سید محمد یمنی رکھا اور کہا کہ یہ بچہ حج اکبر کے دن پیدا ہوا، ضرور جہاد اکبر پائے گا۔ ہم جملہ پانچ بھائی اور دو بہنیں جن کے نام یہ ہیں: سید عبدالعزیز یمنی، سید محبوب یمنی، سید احمد یمنی، سید عبدالرشید یمنی، دو ہمشیرگان میں سے ایک ہمشیر سید شاہ قادر محی الدین صاحب قادری قاضی کوتال کی منکوحہ ہیں۔ دوسری ہمشیر محمد یوسف علی صاحب قادری ملازم سررشتۂ زراعت سرکار عالی کی بیوی ہیں۔ موصوف حیدرآبادی ہیں۔ ہم پانچ بھائی ایک ہی مکان میں رہتے ہیں۔ ہمارے دادا صاحب کا گھر جو اندرون قلعہ واقع تھا، اس کو حضرت والد

صاحب نے فروخت کردیا، اور ننھیال کے محلّہ میں دوسرا گھر خریدا جو اس وقت موجود ہے۔

حضرت دادی صاحبہ اکثر مجھے دعائیں دیتیں اور فرماتیں، تو ولی ہوگا۔ اور حضرت نانی صاحبہ بھی یہی کہتیں کہ تو ولی ہوگا۔ یہ اللہ کی مہربانی ہے، ان بزرگ ہستیوں نے دعائیں بخشیں جو شامل حال ہیں۔ تقریباً میری عمر تیرہ چودہ سال کی تھی، گھر میں مشائخی ہمارے تائرے تایا حضرت سید شاہ نبی محی الدین قادری چشتی قبلہؒ کی صحبت میں جایا کرتا۔ کیا دیکھتا ہوں سلسلۂ مریدین میں، راتوں میں ذکر و شغل کی محفل گرم ہے۔ اللہ اللہ ہر شخص کہتا ہے۔ مجھے بھی شوق ہوا۔ میں نے عرض کیا حضرت قبلہ مجھے بھی اپنا مرید کرلیجئے، آپ جو فرمائیں گے تعمیل کروں گا بڑی پیار کی نظر سے خادم کو دیکھتے۔ کہنے لگے، تمہارے والد اس وقت موجود نہیں ہیں، تمہاری والدہ سے اجازت لاؤ، مرید کرلوں گا۔ میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ قبلہ آپ سے اجازت لے آؤ کہتے ہیں۔ والدہ نے کہا کہ مدرسہ جاؤ، علم سیکھو، بعد مُرید ہونا۔ دل حضرت قبلہ کی محبت میں مجبور ہے۔ حضرت قبلہ نے فرمایا، جس وقت والدہ تمہاری سوتی ہیں تم پیر دباؤ اور جب تک اجازت مرید ہونے کی نہ دیں پیر دباتے رہو۔ ایک روز میں نے یہی عمل کیا، والدہ صاحبہ نے کہا چلو میں خود قبلہ سے کہتی ہوں۔ والدہ صاحبہ آئیں، قبلہ سے کہا، یہ تمہاری اولاد تمہارا بچہ ہے اس کو مرید کرلو، یہ تمہارا دیوانہ ہوگیا ہے۔ حضرت قبلہ نے مسکرایا اور کہا اللہ تعالیٰ کی یہی مرضی ہے۔ پھر مرید کرلیا اور فرمایا کہ مدرسہ برابر جانا اور شب میں ہماری خدمت میں حاضر رہنا، نماز باجماعت ادا کرنا، جس کو میں نے قبول کیا اور یہاں سے میری دنیا آباد ہونے لگی۔ اپنے قول و قرار پر برابر قائم رہا۔ چند روز بعد اپنے الطافِ کرم سے حضور پیر و مرشد قبلہ نے درونِ دل اسم اللہ کہنا سکھایا اور خادم پر بہت مہربان رہتے تھے۔ پھر چند روز بعد سہ ضربی ذکر کی تلقین عطا ہوئی۔ اکثر مریدین بعد نماز تہجد مراقبہ کیا کرتے تھے۔ خادم بھی ان کے ساتھ شریکِ مراقبہ ہونے لگا۔ چند یوم بعد عجیب عجیب سماں درونِ دل نظر آنے لگا۔ کثرتِ ذکر سے دل کا ناقص پانی بہہ گیا۔ دل مطہر ہونے لگا۔ پھر تو جوں جوں میری عمر بڑھ رہی تھی کثرتِ شوق اور زیادہ ہوتا جا رہا تھا۔ حضرت والد صاحب اور والدہ صاحبہ نے حضرت بڑے تایا سید شاہ امین الدین صاحب قادری یمنی سے مشورہ فرمایا اور کہنے لگے کہ بادشاہ کی شادی کردیجئے

چونکہ مجھے بچپن میں سب بادشاہ کہہ کر پکارتے تھے۔حضرت تایا صاحب نے کہا انشاء اللہ۔ چند یوم بعد کہنے لگے کہ تیار ہوجایئے۔میں نے حضرت سید ابراہیم حسن صیغہ دار کی دختر کو پسند کیا ہے۔وہ اعلیٰ خاندان، صاحبِ تقویٰ اور نیک سیرت بزرگ تھے جن کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ان کی دختر ہمارے خاندان کی زیب و زینت ہے۔میں ان کے بڑے فرزند سید صدیق حسین صاحب صیغہ دار تحصیل کی رضا مندی کے بعد یہ شادی طئے کروں گا۔ چنانچہ حضرت تایا صاحب کی درخواست مقبول ہوئی اور تاریخِ رسم مقرر کی گئی۔ بعد رسم حضرت سید صدیق حسین صاحب نے بھی انتقال فرمایا۔ان کے چچازاد بھائی حضرت سید شمس الدین صاحب صیغہ دار تحصیل رائچور نے تاریخِ عقد بروز جمعہ مقرر فرمایا۔اللہ تعالیٰ کی عنایت اور والدین کی محبت سے پیر و مرشد قبلہ کے روبرو میرا عقد ہوا۔سب خوش ہوئے اور تمام عزیز و اقارب میں مسرت ہی مسرت رہی۔میں نے والدہ صاحبہ سے کہا کہ حضرت قبلہ کے ہاتھ پر دلہن کو ابھی مرید کروایئے۔ یہ ارمان بھی پورا ہوا۔ ہم دونوں اللہ تعالیٰ کے ذکر و شغل میں گزارتے اور عجیب کیف و سرور پاتے۔دین و دنیا دونوں آباد تھے۔

حضرت دادی صاحبہ کے انتقال سے تین روز قبل یہ خادم ان کی خدمت میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ بالکل نحیف ہو چکی ہیں۔پھر میں نے پیر دبانے شروع کئے۔فرمایا کون۔خادم نے کہا، میں آپ کا بادشاہ ہوں۔فوری مجھے گلے لگالیا اور دعائیں دیں۔اس وقت میری والدہ صاحبہ موجود نہیں تھیں۔فرمایا، بادشاہ تمہاری والدہ نے میری وہ خدمات انجام دی ہیں جو بیان سے باہر ہیں۔ میں تمہاری والدہ کو بہت دعائیں دی ہوں کہ خداوندا اس کے چمن کو قیامت تک پھولا پھلا رکھ۔ مجھے میری آخری منزل کی فکر تھی کیونکہ تمہاری والدہ بچے والی، میری خدمت کیسے ہوگی۔وہ فکر بھی میری دُور ہوئی۔اب میں دنیا سے شاد و خرم آرام و راحت سے جا رہی ہوں۔خُداوندکریم دنیا میں بہو بیٹیوں کو ایسی ہی توفیق عطا کرے۔تمہاری والدہ میری بیٹی سے ہزار درجہ بڑھ کر ہے۔اگر آج بیٹی بھی ہوتی تو ایسی خدمت نہ کرتی۔ جب میں نے یہ الفاظ دادی صاحبہ سے سُنے واللہ والدہ کی عظمت و بزرگی میرے سینے میں پنہاں ہوگئی۔ پھر بادرِ دِل میں دادی صاحبہ سے اجازت و دعا لے کر رخصت ہوا۔

تیسرے دن آپ دنیائے فانی سے ملک بقا کو سدھاریں۔انسان رنج وغم کا بندہ ہے۔خوشی کم رنج زیادہ۔عاقبت میں خوشی زیادہ رنج کم ہوگا۔جو اللہ تعالیٰ کا منشاء ہو وہ سب کچھ منظور ہے۔

قدرت نے ہمیں ایک لڑکا عنایت کیا جس کا کم سنی میں انتقال ہو چکا۔اس کے بعد پھر برخورداری پیدا ہوئی۔حضرت پیرومرشد قبلہ نے برخورداری کا نام سیدہ حافظہ بی رکھا یہ کچھ زیادہ عمر پائی۔پھر عنایات پروردگار سے اور بچے بھی پیدا ہوئے۔

اب حالِ شوق و ذوق کا عرض کروں گا۔تعلیمات شیخ ، کچھ صحبت سے نصیب ہوئی۔ہر روز اوقاتِ پنجگانہ کے پابند۔شب میں مراقب یعنی زندگی بندگی میں گزر رہی ہے۔حضرت قبلہ کے عنایات مجھ ادنیٰ خادم پر سب سے زیادہ تھے۔اکثر اوقات مجھے اپنے شفقت سے قریب بُلاتے۔پھر فرماتے،تو میرا خلیفہ ہے اور خداوند کریم بزرگی عطا کرے گا۔وہ محبتِ مولائی یاد ہے جو ماں باپ سے زیادہ شیخ کامل میں پائی۔ہم بھی ان کی محبت میں غرق۔آپ اکثر پان زیادہ کھاتے۔

آپ چائے زیادہ پیتے،ہم بغیر آپ کے لب نہ لگائے کے نہیں پیتے۔اور یہ حال صرف میرا ہی نہیں سب مریدوں کا رہتا تھا۔حضرت قبلہ کو کبھی سوتے ہوئے نہیں دیکھا۔ہم سو جاتے تو آپ سینہ پر ہاتھ پھیر کر بڑے پیار و محبت سے جگاتے،نصیحت کی باتیں اور بزرگوں کی حکایات سناتے۔ ہماری نیند چلی جاتی، وضو کرواتے، بعد ادائی دوگانہ مراقبے میں بٹھلاتے جو جو تجلیات نظر آتیں ان کی خاصیت و احوال بیان کرتے۔دل منور ہے۔اس میں جو نظر آتا ہم بیان کرتے۔کبھی ہم دہشت سے کانپ جاتے،آپ پشت پر رہتے اور فرماتے گھبرانا نہیں۔اللہ سے دعا مانگتے کہ پروردگار میرے مرید کی منزل آسان کر، دہشت کو دور کر اور تیرا قرب نصیب کر،اس کو ہمت عطا کرتا کہ تیری قدرت دیکھ سکے۔جب ہم مراقبے سے بیدار ہوتے،پوچھتے کہ تم نے کیا کیا دیکھا،کیوں دہشت کھائے۔یہ وہ تفسیر ہے جو قابلِ بیان نہیں۔اللہ اللہ کی لذت دل ہی جانے زبان عاجز ہے اس کے بیان سے۔آنکھ شاہد ہیں دیدار سے اور ہماری سیر کے حالات کے لحاظ سے فرماتے کہ آئندہ ایسا مقام آئے گا گویا ہم کو

ایسا معلوم ہوتا جیسے خود دیکھے ہوئے ہیں، اور ہمیں دکھا رہے ہیں۔ بڑی بڑی روحانی مجالس میں گزر ہوتا، طرح طرح کے عجائبات نظر آتے۔ جو حضرت فرماتے وہی ہم دیکھا کرتے۔ بعض اوقات آسمانوں کی سیر ہوتی۔ فرماتے وہاں فرشتے کیسے تھے، ان کا لباس، ان کی عبادت کیسی ہے۔ وہ آسمان کا رنگ کیا تھا۔ ہم نے جو دیکھا وہی سنایا کرتے۔ قربان جائیں حضور کی عنایات پر۔ ہماری خاطر آپ نے کیا کیا تکلیفیں برداشت کیں۔

حضور کا حلیہ شریف یہ ہے۔ بڑی بڑی آنکھیں، اُونچی ناک، بلند پیشانی۔ میانہ قد چہرۂ مبارک نہایت خوبصورت۔ کوئی ایک بار دیکھ لے تو کبھی وہ صورت کو نہ بھولے۔ غذا آپ کی بالکل ادنیٰ تھی۔ خادم نے کئی بار دیکھا ہے کہ سوکھی روٹی مرچ کی چٹنی سے کھاتے۔ کبھی آپ کو کسی سے کسی چیز کی فرمائش کرتے بھی نہیں دیکھا۔ آپ کو سفید لباس نہایت پسند تھا اور خوشبو بھی بے حد پسند خاطر تھی۔ اکثر مجالسِ سماع نہایت محویت اور استغراق میں سنا کرتے۔ بعض وقت ایسے بے خود ہوتے کہ ہم سب کو پریشان کر دیتے۔ حضرت قبلہ اکثر فرماتے کہ میں نے پچاس سال اپنے مرشد قبلہ کی خدمت کی ہے۔ یہ ان کی عنایت ہے جو بندے کو اس درجہ پر فائز کیا۔ اللہ اکبر خدمت میں اللہ تعالیٰ نے کیا کیا عظمتیں پوشیدہ رکھی ہیں، جس نے کی اس نے پایا۔ ان کی خدمتوں کے لئے نہایت پُرخلوص قلب چاہئے۔ اپنے کو مُرید ایسے مرشد کے حوالہ کر دے گویا میں نہیں ہوں تو ہی تو ہے۔ تب بات بنتی ہے۔ یہ منزل عجیب ہے، اس کا حصول نرالا ہے۔ اسی لئے اب تک کہنہ قبروں میں اُجالا ہے۔

ملازمت کے سلسلہ میں میرا تبادلہ گلبرگہ شریف ہوا۔ یہاں پہنچنے کے بعد ہمارا وہی شغل رہا۔ اکثر اوقات نمازِ عشاء حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی درگاہِ معلّی میں ادا ہوتی۔ وہیں مراقب رہتے۔ بعض اوقات فجر کی نماز درگاہ شاہ رکن الدین تولّا رحمۃ اللہ علیہ میں ادا کرتے۔ اسی شغل میں شاد شاد رہتے۔

حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی قبلہؒ سے ملاقات

اب میں وہ حالات بتلاؤں گا جس کی ضرورت ہے۔گلبرگہ شریف محلّہ ہفت گنبد اخویم شیخ امام صاحب منیار کے مکان میں ہم رہتے تھے۔موصوف ایک بزرگ کے مرید تھے۔اکثر وہ بزرگ آتے، اتفاق سے گھر تشریف لائے۔خادم ملا۔بہت خوش ہوئے۔نام پوچھا۔خادم نے کہا سید محمد یمنی۔فوراً اپنے بازو بٹھلایا اور کہنے لگے سادات کے طفیل میں ہم سب انسان ہیں۔اگر آلِ بنی ہاشم نہ ہوتے تو ہم سب کہاں ہوتے۔تمہارے جد کا طفیل ہے،آج ہم اس درجہ پر ہیں۔جب ان کو دیکھا عجیب بزرگ ہیں۔صرف جسم پر تہمد ہے اور سارا جسم برہنہ، بالکل نحیف بدن۔اور فرمانے لگے، میرے بہت سے مرید ہیں دیہاتوں اور شہروں میں۔میرا یہی کام ہے نیک بندوں کی خدمت کرنا۔اکثر مریدوں میں گاؤں گاؤں پھرا کرتے۔دوسرے سال جب تشریف لائے تو خصوصاً مجھے طلب فرمایا۔اپنی جگہ سے ہٹے، مجھے بٹھلایا۔ان کا ادب دیکھ کر میرا دل ان کی اُلفت میں مبتلا ہوا۔پھر وہ چلے گئے۔تیسرے سال پھر تشریف لائے۔محبت و شفقت سے پیش آئے۔حسنِ اتفاق سے میری جانب توجہ خاص سے فرمایا۔میاں کچھ عرض کروں۔خادم نے کہا،فرمائیے۔فرمایا اِقْرَارٌ بِاللِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ خادم نے کہا اقرار کرنا زبان سے اور تصدیق کرنا دل سے۔فرمایا: اول کلمۂ طیّب پڑھو۔خادم نے کہا، میں ذاکر ہوں ہزاروں بار پڑھتا ہوں اور روزانہ یہی مشغلہ ہے۔حضرت نے کہا میں نے جو کہا ہے وہ کہو۔تو میں بآواز بلند لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا۔حضرت نے کہا: ماشاءاللہ جس طرح آپ زبان سے ادا فرمائے ہیں اسی طرح دل سے ادا فرمائیے۔میں نے کہا دل ہی سے یہ صدا نکلی ہے۔کہا دل اور ہے زبان اور ہے۔اور فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْفَ مَرَّاتٍ لَا بِتَحْقِيْقٍ فَهُوَ كَافِرٌ کہ اگر ہزار بار بھی بغیر تحقیق کلمہ پڑھے تو کافر ہے۔آخر اس کی تحقیق ہم سب پر فرض ہے۔میں نے جب یہ سُنا تو دل میں شرمایا، کوئی جواب بن نہ آیا۔حضرت نے کہا، جاؤ اپنے شیخ سے پوچھو اور کہو کہ

کریم اللہ شاہ قادری وچشتی یوں کہتے ہیں۔صحیح ہے یا جھوٹ؟اور فرمایا سید محمد یمنی میں اس کی طلب میں کئی مرشدوں کا مرید ہوا ہوں۔ یہ بہت بڑا محل ہے،اس کو پانا اول فرض ہے۔خادم نے کہا مجھے کچھ مدت دیجئے تا کہ رائچور میں میرے شیخ موجود ہیں، پوچھ کر آؤں اور آپ کا جواب ادا کروں۔فرمایا شوق سے جائیے اور پائیے۔ پھر میں گلبرگہ شریف سے رائچور آیا اور حضرت سید شاہ نبی محی الدین قادری قبلہ سے پورا حال کہہ سُنایا۔تو فرمایا تم ان باتوں میں نہ جاؤ۔تمہارا ذکر و شغل ہی کافی ہے جو تم کو دیا گیا ہے۔ابھی تمہاری عمر چھوٹی ہے، وہ بڑی باتیں ہیں۔ جب تمہارا حوصلہ بلند ہوگا دیکھا جائے گا۔تم کو جو بتایا گیا ہے وہ کافی ہے۔کسی کی صحبت میں مت جاؤ، اپنا کام جاری رکھو جس سے تمہاری زندگی، دین و دنیا میں بہتر ہوگی۔خادم نے کہا، مجھے شک ہے میں مسلمان نہیں ہوں اس کا علاج کیجئے۔ آیا وہ جو کچھ کہے ہیں اس کا جواب دے سکوں۔فرمایا تمہارا موجودہ مشاہدہ اچھا ہے اس کو قائم رکھو۔ میرے پاس یہی جواب ہے۔اللہ اللہ کہتے رہو، ان باتوں میں نہ جاؤ۔ مجبوراً گلبرگہ شریف آیا۔ان کو یہاں کے حال سے واقف کرایا۔اس بزرگ نے فرمایا، میاں آپ خاندانی سادات ہو،تمہارے ہی گھر سے نکلی ہوئی امانت ہے۔ میں نے جو کہا ہے اللہ تعالیٰ کا حکم اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے۔ پہلا فرض ہر مسلمان پر فرض ہے جس کو جاننا ضروری ہے۔ دیکھو، ڈھونڈو، پاؤ، پنج بنائے اسلام میں پہلا فرض کلمہ پڑھنا ہے، دوسرا نماز ادا کرنا، تیسرا روزہ رکھنا، چوتھا زکوٰۃ دینا اور پانچواں حج کو جانا ہے۔

مُنہ تو کلمہ پڑھتا ہے،خدانخواستہ مرتے وقت زبان پر فالج ہوجائے یا منہ بند ہو تو کیا ہم دنیا سے بے کلمہ مردار جائیں۔ پھر حکم یہ ہے کہ پڑھ۔کیا ٹائم بتلایا گیا ہے یا تعداد بتلائی گئی ہے کہ کب تک ادا کرے۔ یہ اہم فرض ہے جس کو ہم مسلمان معمولی فرض سمجھتے ہیں۔ یہ اسلام کا بڑا فرض ہے،اس سے بڑا کوئی فرض نہ سمجھو ورنہ دنیا سے یوں ہی جاؤ گے،آخرت میں پچھتاؤ گے۔ اسی لئے ہم نے اپنے کو برباد کر کے حق کو آباد کیا ہے۔ جتنے عاقل دنیا میں ایسے ہیں وہ ضرور طلب علم میں اپنی ہستی مٹائی، عارف معارف ہوئے، اپنے کو جانے اور خالق کو پہچانے۔

اس کے بعد پیرومرشد قبلہ نے مصباح الحیات باب زادالایمان ص:۲:۱۷۲ پیش کیا اس میں تحریر ہے: ''بعد حمد خدا کے اور نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظاہر ہوئے، جو کلمہ میں دو بات ہیں۔ایک لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ہے، دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ۔جو کوئی لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو ہزار بار پڑھے اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صدق دل سے نہ پڑھے وہ کافر ہے۔اس واسطے ہر ایک پر فرض ہے کہ ان باتوں کو دل میں ثابت کرنا اور برحق جاننا، جو حقیقت میں صدق دل سے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھتا ہے وہ مومن برحق ہوتا ہے۔جو کوئی ان باتوں کو برحق نہیں جانتا وہ کافر ہے۔اگرچہ کلمہ زبان سے پڑھتا ہے۔جب یہ مضمون دل نشین ہوا دل سے رہبرِ کامل کا عاشق ہوا۔

واقعاتِ بیعت

عرض کیا، حضور خادم آپ کے دستِ مقدس پر بیعت کرتا ہے۔مجھے وہ اسرار سمجھایئے اور حقیقی معنوں میں مسلمان بنایئے۔حضرت قبلہ نے کہا، تمہارے شیخ کی چٹھی یا اجازت لے آؤ، دیکھا جائے گا۔اگر آگاہ نہ کروں تو میری بیعت واپس۔بلکہ یہ راز جہاں کہیں ہوگا آپ اور میں مل کر تلاش کریں گے۔میں پھر رائچور حضرت شیخ کی خدمت میں آیا، دل کا حال کہہ سُنایا۔والدہ صاحبہ، میری بیوی، دیگر عزیز و اقارب سب سفارش فرمائے اور خادم نے کہا اگر آپ وہ راز و نیاز نہیں سمجھائیں گے تو میں خودکشی پر مجبور ہوں کیونکر مسلمان زمین و آسمان کے بیچ رہ سکتا ہے۔میں مسلمان نہیں ہوں۔ورنہ اجازت دو۔آخر میری فریاد پوری نہ ہوئی۔تمام مریدوں میں فساد برپا ہوا، سب مجھ سے ناراض ہونے لگے۔حضرت قبلہ خاموش۔میں نے علماً معروضہ پیش کیا، مرشد قبلہ بھی خوب بے قرار ہوئے۔ہمارا حال بے حال۔اللہ آخر کیا کروں؟ مجبوراً گلبرگہ واپس آیا۔ان سے سب حال کہہ سُنایا۔حضرت نے کہا، خیر میں بھی اپنے رہنماؤں سے اجازت طلب کرتا ہوں۔اس کے بعد میری حالت عجیب ہوگئی۔اکثر نماز ادا کرتا، خشوع و خضوع نصیب نہیں۔دل ہی دل میں روتا، آخر دل نے مشورہ دیا، اس زندگی

سے موت بہتر ہے۔ سنا کرتا تھا کہ فلاں چیز کھانے سے موت واقع ہوتی ہے، وہ شئی خرید لے کر اپنے صندوق میں محفوظ رکھا کہ آج رات کو استعمال کرنا چاہئے۔ پھر دل میں آیا پیرو مرشد قبلہ کے پاس جا کر آئیں۔ یہاں پہنچا تو حضور نے فرمایا آپ کے لئے حکم ہو چکا ہے۔ آپ بیعت یعنی طالب ہو سکتے ہیں۔ پھر دل کا وہ ارمان پورا ہو گیا دل کی دنیا آباد ہو گئی۔

پیرِ کامل کی آزمائش

عرض کیا، کیا حاضر کروں۔ قبلہ نے فرمایا، فاتحہ کے لئے بتاشے، کھجور، مصری اور پُھول لائیے۔ فوری لے کر پہنچا۔ فرمایا شام میں آئیے۔ شام میں گیا۔ فرمائے، ابھی حکم نہیں ہوا، صبح آئیے۔ صبح پہنچا تو فرمایا شام میں آئیے۔ اسی طرح چھ یوم گزرے۔ ساتویں دن بالکل ارادہ کرلیا کہ آج شب مرجانا چاہئے۔ حد ہو گئی۔ میرا عزرائیل یہی بزرگ ہے جو تر سا رہا ہے۔ میری بیوی گھر میں موجود، میری حالت پریشان مگر وہ مجبور، کچھ کہہ نہیں سکتیں۔ بہ مشکل وہ کہنے لگیں کہ اللہ تعالیٰ کا علم وسیع ہے، اگر یہ ظاہر نہ کریں تو کیا دنیا میں اس کے جاننے والے نہیں ہیں، ضرور ہیں ہم کو ہراساں نہیں ہونا چاہئے۔ دل بھر آیا، روتا ہوا گھر سے باہر چلا گیا، پروردگار، مجھے کیوں پیدا کیا، پیدا کیا تو مسلمان کیوں نہ کیا۔ میں مسلمان اس وقت ہوں سمجھوں گا جبکہ میرا دل کلمہ طیبہ ادا کرے گا۔

حیرت کا عالم دل پر چھا گیا ہے۔ کبھی بیوی کا خیال کرتا ہوں، والدین رائچور میں ہیں، ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ سب میرے روبرو موجود ہیں۔ فکرِ موت، طرح طرح کے تصورات میں مبتلا ہے۔ عصر کی نماز ادا کی۔ پھر دل نے مشورہ دیا، ایک بار پھر حضرت کو دیکھ لوں۔ شب میں سو جاؤں گا پھر کہاں ہم اور کہاں حضرت قبلہ۔ حضور اپنے خلیفہ مولوی محمد حسین شاہ قادری صاحب روزے کاری کے گھر میں موجود ہیں، پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی ارشاد فرمائے، آپ طالب ہو سکتے ہیں اجازت ہو چکی ہے۔ پھر تو دل نے کہا، حضرت قبلہ حقیقت میں طالب ہو سکتا ہوں۔ چونکہ سات یوم گزر گئے۔ میری حالت پروردگار پر روشن ہے۔ حضور نے مکرر کہا، ہاں فوری دو رکعت شکرانہ ادا کرو۔ وضو تھا، فوری دو رکعت نماز ادا کیا۔ عرض کیا،

بتاشے کھجور لاؤں، پھول سات یوم کے ہیں کُملا گئے ہیں۔ حضور نے کہا، طالبِ صادق کے سوکھے پھول میرے لئے کافی ہیں، ضرورت نہیں۔ بتاشے کچھ کچھ ٹکڑے نوش فرمائے ہیں۔ روبرو بیٹھ گیا، باادب دوزانو۔ ہاتھ میں ہاتھ لے کر چند آیتیں پڑھوائے۔ اقرار کر رہا ہوں اور مسکرا رہا ہوں۔ حضرت نے پڑھاتے ہوئے فرمایا، ہنس رہے ہو، خوب روؤ گے۔ دل میں شرما گیا۔ بعد طالب ہونے کے سب سے سلام علیک، مصافحہ ہوا، روبرو بیٹھ گیا۔ تخلیہ مکان ہوا۔ حضرت ہیں اور خادم وہ اسرار عالی باہوش باحواس سماعت کیا۔ اللہ اکبر، علم لدنی سینے میں پوشیدہ ہے۔ کاملوں کے دلیل شاہد ہے۔ باری تعالیٰ کی وَفِیۡ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ. جس وقت یہ نقطہ سمجھ میں آیا دل سے کہا مرحبا صد مرحبا تعلیماتِ شیخ پر۔ حقیقت میں لَاۤ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰهِ دل کے تئیں ہے۔ زبان عاجز ہے، دل گویا ہے۔ اسی لئے پہلا فرض کہنا فرض ہے۔

پھر کیا دیکھتا ہوں، مردہ دل زندہ ہوا، بے کار با کار ہوا، حواسِ خمسہ مرغوبِ علمِ لدنّی ہوئے۔ اسی محویت میں اُٹھا، طواف مرشد قبلہ کا کیا، قدم چوما، حضورِ والا نے کہا، خبردار ہوش بردم نظر برقدم۔ میرے قدم نہ چومو۔ یہ تمہارے ہی گھر کی دولت ہے۔ ہادیٔ برحق نے یہ علم معراج میں پایا، ذریعۂ خلافت طالبانِ حق کو میسر آیا۔ میرے رہنما کا ارشاد تھا، پورا ہوا۔ اب تمہارا کام ہے۔ اور فرمایا میں نے اس علم کی تلاش میں چودہ مرشدوں سے بیعت کی ہے۔ یہ علم حضرت مولانا مرشدنا حضرت سید شاہ صدرالدین قادری چشتی سہروردی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کرنولی سے حاصل کیا ہے۔ ان کا ارشاد ہوا یہ علم سید محمد یمنی کو عطا کرو۔ یہ میرا برخوردار ہے۔ میں نے عطا کیا۔ قربان جاؤں حکم دینے والوں کے۔ یہ کون بزرگ ہیں، ہم کو اس کا علم نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمت نازل کرے۔

حضرت قبلہ نے فرمایا، میں نے اپنی ساری عمر تلاشِ علم میں گمائی ہے۔ جب علم ہاتھ آیا اپنے مرشد کے طفیل سے آج اس درجہ پر ہوں۔ یہاں میرے علم میں ذرہ برابر نقص بتلادو، اگر کوئی صاحبِ سمجھ بتلادے تو میں پھر ان کا مرید ہو کر حاصل کروں گا۔ اب مرشد وقبلہ کی بزرگی وعظمت میرے دل سے سنئے۔ جس وقت کلمۂ طیبہ کی تلقین عطا فرمائی دل سے کلمہ،

آنکھ سے آنسو جاری ہوئے۔مرید ہوتے وقت مسکرا رہا تھا یہ سمجھ کر کہ یہ شیخ ہیں اور ہم سید، یہ مجھے کیا بتلائیں گے۔سچ کہا ہے حضرت خواجہ بندہ نواز قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے جس وقت آپ حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس پہنچے، دل میں کہا میں سیّد ہوں اور یہ شیخ، حضورِدل شیخ نے فوراً خواجہ صاحب سے فرمایا آپ سادات اور ہم شیخ۔حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ دل میں شرمائے۔بعد مرید ہونے کے یاد آئی تو خشوع خضوع قلب سے فرمایا، میری سیدی تمہاری شیخی پر سے واری۔مرحبا۔عزیزو، یہ وہ لاقیمت علم ہے جس کو نصیب ہوا اس نے تن من جان حکمِ مولا پر نثار کردی۔مرشد نے فرمایا میاں جو شئے آپ نے صندوق میں رکھی ہے وہ لاؤ میں اس کو کھاؤں گا۔اس وقت میں کیا بتاؤں دل کانپا،تن تھرّ ایا۔یہ حضور کو کیسے علم ہوا، کسی کو علم نہیں جو میرا ارادہ تھا، گھبرایا، رونے لگا عرض کیا، آپ پر سب روشن ہے۔ تو حضور نے کہا اگر آج آپ کو بیعت نہ لیتا تو آپ اپنا کام کرجاتے۔خادم نے کہا، حاضر کرتا ہوں۔اس کے بعد شش جہت کی تعلیم عطا فرمائی، صفاتِ اعلیٰ سے آگاہی بخشی۔جو جو نکاتِ علمِ سینہ ہیں اس سے سرفراز فرمایا۔اس علم کے جاننے والوں کے اقوال قابلِ دید اور درسِ عبرت ہیں۔فرمایا؛قَالَ عَلِیٌّ وَمَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ فِیْهِ اللّٰهَ (ترجمہ) نہیں دیکھا کوئی شئے مگر اس میں اللہ کو دیکھا۔قَالَ صِدِّیْقٌ وَ مَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَّا رَأَیْتُ اللّٰهَ قَبْلَهٗ (ترجمہ) دیکھا نہیں کوئی شئے مگر اس سے پہلے اللہ کو دیکھا۔قَالَ عُمَرُ ابْنُ الْخَطَّابِ وَمَا رَأَیْتُ الْخَلْقَ رَأَیْتُ الْحَقَّ (ترجمہ) نہیں دیکھا کوئی شئے مگر بیچ شئے اللہ کو دیکھا۔قَالَ عُثْمَانُ ابْنُ عَفَّانَ وَمَا رَأَیْتُ شَیْئًا اِلَا رَأَیْتُ اللّٰهَ بَعْدَهٗ (ترجمہ) نہیں دیکھا میں کوئی شئے مگر دیکھا ہر شئے کے پیچھے اللہ کو۔اہلِ طریق پر واضح ہے۔جس وقت صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین دستِ مقدس پر سرور کائنات کے اپنا دست رکھا علمِ اولین وعلم آخرین، علم ظاہرین وعلم باطنین سے مستفید ہوئے یہ اقوال بیان فرمائے تاکہ قیامت تک اس کی لذت باقی رہے اور رہے گی۔دلیل شاہد ہے: لا یقبل اللہ عبادۃ العبد اِلَّا بعد معرفۃ اللہ تعالیٰ. (ترجمہ) نہیں قبول کرتا ہے اللہ عبادت اس بندے کی جب تک نہ پہچانے اللہ تعالیٰ کو۔حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، تذکرۃ الاولیاء میں منقوش ہے۔

میں نے تین سو تیرہ مرشدوں سے دست بیعت ہوا۔ آخر امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نہ ملتے تو میں کافر کا کافر ہی رہتا۔ نہایت غور وفکر کا مقام ہے۔ ہم تو صرف کلمۂ طیبہ کو پڑھنے ہی میں اپنی نجات سمجھے ہوئے ہیں بلکہ پڑھنا پڑھ کر جاننا جان کر پانا، پا کر جاننا، یہ بڑا فرض ہے۔ اگر صرف ادا کرنا ہی کافی ہے تو ساری دنیا ادا کرتی ہے۔ پھر ساری دنیا مسلمان کیوں نہیں کہلاتی۔ ایسی ایسی بزرگ و برتر ہستیاں دنیا میں آئیں، علمِ الٰہی کے لئے کیا کیا سختیاں اُٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ حضرت منصور حلاج رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میری پچاس سال عمر ہوئی، میں اب تک مسلمان نہیں ہوا۔ غور وفکر کا مقام ہے جس وقت وہ نکاتِ مسلمانی سے واقف ہوئے عالم عشق میں وہ عالم پیدا کیا جس کا ثانی ممکن نہیں۔ حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں مجھے سب کچھ علم ہے لیکن تین باتیں نہیں معلوم، وہ یہ ہیں: ایک مرتے وقت کلمہ طیبہ مجھ سے ادا ہوگا یا نہیں، دوسری اب میں کیا کھاؤں گی نہیں معلوم، تیسری روزِ قیامت نامۂ اعمال سیدھے ہاتھ میں دیا جائے گا یا بائیں ہاتھ میں۔ مومنینِ اعلیٰ کا یہ حال ہے۔ ہمارے لئے یہ ہدایات مشعلِ راہ ہیں۔

تذکرۂ اولیاء میں ہے حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا وقت قریب آیا تو اکابر مشائخین عظام کو طلب فرمایا۔ سب حاضر ہوئے، سب کے روبرو کہا میری تصدیق کرو، میں کلمہ کہتا ہوں لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ۔ حضرت خواجہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میں آپ کو مسلمان ہی نہیں سمجھتا پھر کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، جنازہ کی نماز ادا نہیں کروں گا۔ پھر کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا مسلمانوں کے قبرستان میں دفن نہیں کروں گا۔ پھر کہا لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے دل لگی کی ہے۔ وہیں جاں بحق ہوئے اور اس کے علاوہ دوسرا جملہ زبان سے نکلنے نہ پایا۔ کلمۂ طیبہ کی عظمت و بزرگی جتنی عزیز ہو اتنی ہی بزرگی اللہ تعالیٰ عطا کرے گا۔

حضرت جدِ اعلیٰ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے طلب علم مَنْ عرف نفسه فقد عرف ربّهٗ کی خاطر چودہ یا اس سے زیادہ مرشدوں کے ہاتھ بیعت کیا۔ آخر حضرت شیخ ابوسعید مبارک مخزومی رحمۃ اللہ علیہ سے

وہ اسرار پایا۔ پھر تو میں اپنے تیرہ مرشدوں کو اپنے ہاتھ پر مرید کرلیا تو میرے مرشدوں نے مجھے پیرانِ پیر کے خطاب سے سرفراز فرمایا۔ اس دن سے مجھے سب پیرانِ پیر کہنے لگے۔ حیرت کا مقام ہے کہ مرید کے پیر بھی مرید ہوتے ہیں۔ وہ علم کے صدقے قربان۔ جس وقت حضرت خواجہ سید معین الدین چشتی سنجری رحمۃ اللہ علیہ بغداد شریف پہنچے دونوں بزرگان یکجا ہوئے، خوب علمی مظاہرے ہوئے، حضور خواجہ پاک نے فرمایا مجھے بھی وہ اسرارِ عالی سے سرفراز فرمائیے تو حضور غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، پردے کی ضرورت ہے۔ کچھ سوچ کر حضرت سیدنا خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے حق میں دُعا فرمائیے۔ حضور نے کہا بھائی جان جو کچھ آپ کے پیرو مرشد قبلہ نے عطا کیا ہے وہ کافی ہے۔ میری دُعا شامل حال ہے۔ تبرّکاً حضور کا جُبّہ مبارک بغداد شریف سے اجمیر شریف لایا گیا۔ ہر سال زیارت شریف کرتے۔ ایک مرتبہ حضرت سیدنا عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا میرے کندھے پر قدم سرکارِ نامدار محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میرا قدم کُل اولیاء اللہ کے کندھوں پر ہے۔ وہاں زبانِ مبارک سے یہ الفاظ ادا ہوئے۔ یہاں خواجہ پاک نے فوراً اپنا کندھا جھکا دیا۔ سب سے پہلے میرے کندھے پر آپ کا قدمِ مبارک ہے، بعد سب کے کندھوں پر۔ حاضرین نے اس حال کو دریافت فرمایا تو حضور نے کہا، تاریخ یاد رکھو معلوم ہو جائے گا۔ اللہ اکبر ان بزرگوں کی بزرگی اللہ تعالیٰ جانے یا اس کے رسول جانے۔ ہمہ شما در کجا۔ حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشدِ کامل کے ہاتھ پر بیعت فرمائے تو شیخ سے پوچھا حضور کی عمر شریف کیا ہوگی۔ حضور شیخ نے فرمایا تو بہلول نے کہا حکم ہو تو ایک شعر عرض کروں فرمایا کہو ؎

چہ خوش گفت بہلول فرخندہ فال

کہ من از خدا پیش بودم دو سال

قابلِ غور امر ہے اس پر بہت کچھ کہا گیا ہے۔ عجب اشارہ ہے، جو جانا شیخ کو تو وہ پہچانا

حضرت خواجہ بندہ نواز گیسو دراز رحمۃ اللہ علیہ گلبرگہ شریف نے ایک بات کہی ہے۔ ملاحظہ ہو

تحقیق کلمہ کرنا سو ہے اس کا اسم ذات بیدار تم یوں رہنا سو ہے دائم الصلوات

پرہیز غیر روزہ ہے اور حج اور زکوٰۃ تم یاد رکھیو کہنا قبول اللہ سچ ہے بات

حضرت قبول اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں یہ بات کہی ہے۔ مرحبا صد مرحبا۔

ہدایاتِ عالی پر حضرت قبلہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، مرید کیسا بھی ہو قیامت میں اپنے شیخ کے پیچھے ٹھہرنا ہوگا اور فرماتے ہیں مرشد اپنے مرید کو ساتوں آسمان کی سیر اپنے کندھوں پر لے کر نہ کرائے مُرید مُرید نہیں کہلاتا۔ مرشدِ کامل پر فرض ہے مرید کی دیکھ بھال کرے، مرید کو چاہئے حضوری مرشدِ کامل کی حاصل کرے، تب ہی یہ باتیں طئے ہوتی ہیں۔ اللہ توفیق عطا کرے۔

عطائے خلافت

بعد ازاں حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا، مجھے حکم ہوا ہے کہ آپ کو خلافت عطا کروں۔ آپ تیار ہو جاؤ۔ خادم نے عرض کیا، حضور مجھے آپ کے مریدوں میں رہنے کا شرف کافی ہے۔ نہ میں پڑھا لکھا نہ عالم نہ فاضل ایک اُمّی آدمی ہوں، یہ بارِ امانت کیسے برداشت کروں گا۔ حضور نے کہا، میرے حکم کی تعمیل کرو۔ تین ماہ تک آپ گلبرگہ شریف ہی میں قیام پذیر رہے۔ ایک روز دو بجے دن کے فرمایا ابھی پانچ بجے شام آپ کی خلافت ہوگی۔ خادم نے مجبوری ظاہر کی۔ فرمایا کوئی عذر قبول نہ ہوگا، فوری جاؤ انتظام کرو۔ میں آپ کے گھر آ رہا ہوں۔ میرے ہوش بجا نہ رہے، اللہ تو مدد کر۔ مجبوراً دوست احباب سے کہا، وہ سب خوش ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی عمریں دراز کرے۔ تین گھنٹوں میں مکمل انتظام فرمایا۔ بوقت پانچ بجے شام مشائخین وفقراء کو لے کر گھر تشریف لائے۔ مورخہ ۲۴/ جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ مطابق ۲۳/ ۱۳۳۹ فصلی سب کے روبرو لباس شایع شملہ اپنے جسمِ مبارک پر پہن کر مجھے پہنایا خلافت نامہ اپنے دست کرم سے لکھا، سب کی دستخطیں لی گئیں، سب دعائیں دیئے، خلافت نامہ دیا گیا جواب بھی موجود ہے۔ خادم نے عرض کیا، بندہ نواز نہ میں

دولت مند نہ عالم، آپ نے مجھ ادنیٰ سے یہ محبت فرمائی ہے۔ تو فرمایا تمہارا ادب پسند آیا، یہی دولت آپ میں کافی پایا۔ میرے رہنما کا ارشاد ہوا، میں نے تعمیل کی۔ اب آپ کا کام ہے۔

حضرت شیخ کی روشن ضمیری

میں نے اپنے صغرسن میں ایک مرتبہ ہرا شملہ رنگوا کر پہنا۔ پہننے کے بعد آئینہ دیکھا۔ فوری دل میں خیال آیا، ہرا شملہ وہ پہنے جو صاحبِ خلافت ہو۔ مجھ جیسے نادان بچے کو یہ زیب نہیں۔ فوری باؤلی پر گیا، خوب دھویا، پھر اس کو نہیں پہنا۔ جس وقت مرشد قبلہ نے سر پر شملہ رکھا، فرمایا آپ نے بچپن میں شملے کا رنگ دھوڈالا تھا، اب ہم نے پختہ رنگ چڑھا دیا ہے، اب ہرگز ہرگز یہ رنگ نہ جائے گا۔ میری دعا شامل حال ہے۔ اللہ اکبر جس وقت یہ جملہ حضور کی زبانِ مبارک سے سنا، کہا میرا سب کچھ حال آپ پر روشن ہے۔ مرحبا ایسے پیر کے صدقے

سادات کی چادر رنگ دیا، نہیں رنگ میں کوئی فرق ذرا
رنگریز کریم اللہ پیر مرا رنگ دینا سکھا کر چھوڑ دیا

فرمایا: ملازمت چھوڑ دو۔ خادم نے کہا میری بیوی برخورداری موجود ہیں، یہ کس طرح پرورش ہوں گے۔ تو قبلہ نے کہا، اللہ تعالیٰ روزی رساں ہے، ملازمت ترک کردو، دیکھو قدرت خدا کی۔ ہمّت نہیں ہوئی۔ بہانے پیش کرنے لگا۔ ایک مرتبہ باڈریس آپ کی خدمت میں پہنچا۔ تو آپ منہ پھیر لئے۔ اور کہا آپ فوری نوکری چھوڑ دو۔ خادم نے کہا، آپ دعا کرو۔ اس کے بعد آپ اپنے وطن چلے گئے۔ کیا دیکھتا ہوں، ایک صاحب نالوار سے تشریف لائے۔ میری صحبت میں وہ دو تین روز گزارنے کے بعد بولے آپ نالوار آیئے۔ میں کچھ پیر بھائیاں مل کر نالوار آئے وہ نالوار میں موجود تھے۔ بہت خوش ہوئے۔ عبدالقادر صاحب نالوار اور ان کی بیوی صاحبہ دونوں مجبور کر کے میرے ہاتھ پر بیعت کر لئے۔ میں نے کہا، ابھی مُرید نہں کرتا۔ وہ ہو گئے۔ اس کے بعد اور بھی حضرات مرید ہوئے۔ سلسلہ جاری ہوا۔ مریدوں نے بھی مجبور کیا کہ ملازمت چھوڑ دو۔ ہم سب آپ کے ملازم ہیں۔ نالوار کے مشہور حضرات امیر خان صاحب پائیگاہ، حسن خان صاحب، عبدالکریم خان صاحب وغیرہ۔ اس کے بعد ہلکٹہ میں محترم

سید مخدوم حسینی صاحب مقدم مالی، یہاں کے ملاّ لاڈلے صاحب وعبدالکریم صاحب ملاّ اور حضرت بلواڑگی میں میاں عباداللہ خان صاحب وغیرہ۔غرض کہ یہ سب مجبور کئے چندروز کے لئے ہلکٹہ میں رہو پھر جانا اللہ تعالیٰ کی مہربانی پیرومرشد قبلہ نے ان مریدوں کو دیکھا تو بہت خوش ہوئے اور کہا ہلکٹہ جاؤ توکّل بخدا گزارو۔ میں پہلے سے یہی کہتا تھا، اب تو یقین آیا۔ موضع ہلکٹہ متصل واڑی جنکشن معہ زنانہ آگیا۔ چندروز کے بعد ترکِ ملازمت کر کے یہیں بودوباش اختیار کرلی۔ مقدم مالی ہلکٹہ کا مجھ پر احسانِ عظیم ہے اوران کے برادروں نے بھی میری ہرطرح دلجوئی کی اور کرتے ہیں۔اس کے بعد رائچور پہنچا۔ والدین سے قدمبوسی حاصل کی، وہ خوش ہوئے۔ مرشدِ اول حضرت قبلہ سید شاہ نبی محی الدین قادری چشتی مدظلہٗ سے قدمبوسی حاصل کی۔سب حال کہہ سنایا۔ کہا اللہ تعالیٰ کو جومنظور تھا وہی ہوا۔خادم نے کہا حضور آپ نے مجھے انسان بنایا۔ یہ آپ کی دُعا ہے۔خادم سے بےحد خوش رہتے۔وہ الطافِ کریمانہ یاد ہیں۔

حضور کا وصالِ مبارک ضلع رائچور ہی میں ہوا۔خادم موجود نہ تھا۔ یہ وہ مبارک ہستی تھی جس کے گھر ذکر وشغل رہتا تھا۔تعلیم وتلقین ہوتی تھی۔ ۱۱؍جمادی الثانی کو صندلِ مبارک ہر سال اہتمام کے ساتھ منایا جاتا ہے۔صاحبِ قبلہ آل اولاد والے ہیں، بےحد مریدان وخلفاء ہیں۔مزارمبارک اندرون قلعہ جامع مسجد زیارت گاہِ خاص وعام ہے۔اسی مسجد میں میرے جدِ اعلیٰ حضرت دادا سید محمد ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت تایا سید امین الدین شاہ قادری چشتی یمنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کے مزارات موجود ہیں۔ یہ حال سب اہلِ رائچور پرروشن ہے۔ہم باعافیت توکّل بخدا ہلکٹہ میں ہیں۔ پیرومرشد شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ بھی کبھی کبھی تشریف لاتے۔اور فرماتے، میں نے اپنی زندگی مریدوں کے لئے وقف کردی۔ان کی تعلیم وتلقین کے لئے پھرتا ہوں۔ بعد میرے ان کو تعلیم کون دے گا۔ میرے مرید محتاج بھی نہیں ہیں خادم نے عرض کیا آپ ہمارے سروں پر سلامت رہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی عمر شریف دراز کرے۔دل میں ایک قسم کی کیفیت پیدا ہوئی۔آپ اپنے شیخ کو یاد کرتے۔قسم بخدا آنکھ مبارک سے اتنے بڑے آنسو بہتے دیکھتا۔میری آنکھ محتاج ہے ایسے آنسو بہانے کی۔جب کبھی منہ مبارک سے بات نکلتی پُرمعنی ہوتی۔آپ کا حلیۂ مبارک یہ ہے۔

حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادریؒ کا حلیہ مبارک

بڑی بڑی آنکھیں، اُونچی پیشانی، گھنی داڑھی مبارک، میانہ قد، ہمیشہ مستغرق جسمِ مبارک اتنا نحیف اور نرم گویا ریشہ گل چکا ہے۔ جسم پر صرف ایک تہد معہ لنگوٹ، سر میں بال، سارا جسم جوؤں سے پُر، کبھی پانی نہاتے ہوئے نہیں دیکھا۔ ایک مرتبہ خادم اور خادمہ حضور کو بے حد مجبور کئے کہ آپ پانی ہمارے ہاتھ سے نہائیے۔ بہ مشکل تیار ہوئے۔ پانی حسبِ منشاء تیار کیا گیا۔ نہانے بیٹھ گئے۔ ہم دونوں نہلائے۔ نہانے کے بعد مجھے ارشاد ہوا میری لنگوٹ دھولاؤ۔ میں نے لنگوٹ دھونے کے لئے بگونہ میں ڈالا۔ کیا دیکھتا ہوں بگونہ جوؤں سے پُر ہے۔ اللہ اکبر، دل نے کہا، آخر جسم کا کیا حال ہوگا۔ ایک مرتبہ آپ نے داڑھی مبارک سفید کاغذ پر ہلائی، ہزاروں جوؤں سے گویا کاغذ بھرا ہوا ہے اور اگر جوں نکل جاتی اور دیکھ لیتے تو فوراً جسم میں ڈال لیتے۔ فرماتے، یہ میرے رفیق ہیں۔ جو کچھ حاضر ہوتا نوش فرماتے، کسی دن فرمائش غذا کی نہ کرتے۔

آپ کو اکثر دردِ شکم رہتا تھا۔ عمدہ غذا سے پرہیز کرتے۔ اگر کوئی چیز تیار کرنے جاتے تو فوراً گھر سے باہر چلے جاتے۔ خادم کو اکثر ہمراہ رہنے کا شرف حاصل ہے۔ فرماتے جو کچھ حاضر ہے نوش کریں ورنہ فقیر کو فقر کافی ہے۔ کسی کو تکلیف دینا حرام سمجھتے۔

حضرت شیخ کی شب بیداری و تذکرۂ وصال

ایک روز مسرور تھے۔ فرمایا میاں تمہاری عمر اتنی نہیں ہے، باتیں عمر سے بڑی ہیں۔ خادم سُنا، دل میں کہا، اللہ بڑی عمر کرتا تو کیا اچھا ہوتا، وہ باتیں بھی پاتا۔ پشیمان دیکھ کر کہا دیکھو کہتا ہوں سنو۔ میری اس وقت ستّر سال عمر ہے۔ میں نے شادی کی، اللہ نے ایک برخوردار دیا جو موجود ہے۔ اس کے بعد میری اہلیہ کا انتقال ہوگیا۔ میں اس وقت سے اب تک کسی قسم کا غسل نہیں جانتا، نہ مجھے غسل کی حاجت ہوئی۔ یہ نقطۂ باریک میری سمجھ میں آیا۔ خادم نے کہا اگر آپ سوتے اس وقت آپ کو خواب ہوتا اور خواب میں ضرور جو کچھ ہوتا ہوتا۔ فرمایا میں نے اپنی عمر میں دوسر دیکھے۔ ایسا دماغ کم پایا۔ یہ ادنیٰ عمل تقویٰ طہارت میں پوشیدہ ہے۔ بارش گرمی،

سردی میں برہنہ رہتے مجذوبیت وسالکیت دونوں شان آپ میں موجود تھے۔ میں ہلکٹہ میں موجود ہوں ۔ایک کارڈ دلی کھنڈی سے آپ نے لکھا۔آپ خط دیکھتے ہی فوراً آجاؤ۔اگر آپ کے آنے سے پہلے میں مرجاؤں تو مجھ پر فاتحہ ورنہ ضرور ملوں گا۔خط پڑھا، میرے حواس بے قرار ہوئے۔اسی شام گلبرگہ شریف پہنچا۔ یہاں کے مریدوں سے حالات پوچھے۔کوئی کچھ کوئی کچھ کہے۔فوری چنگوپہ موٹر سے پہنچا۔ ہمناباد پر موٹر ٹھہری۔ کچھ لوگ ہوٹل میں موجود ہیں۔ ایک پیر بھائی آئے، فرمائے، حضرت قبلہ کا انتقال چنگوپہ میں ہوا ہے، میں ابھی سُنا ہوں ۔خادم سنتے ہی بے ہوش ہوگیا۔ جو حضرات موجود تھے وہ سمجھائے۔ہوش آیا تو ایک کلیانی شریف کے قاضی صاحب ہیں وہ مجھے ایسی ہدایتیں فرمائے اور کہا مرشد بھی کہیں مرتا ہے۔دل مضبوط ہوا وہ صاحب نے کہا میں بھی سُنا ہوں، ایسا نہیں ہوا ہوگا۔خیر اسی تفکر میں چنگوپہ پہنچا۔ عاشور خانہ حسینی علم میں پہنچا، کیا دیکھتا ہوں، کوئی نہیں ہے،صرف ایک پردہ پڑا ہوا ہے۔وہی عاشور خانے میں اپنے سر کو پٹک کر بے ہوش ہوگیا۔میرے گرنے کی آواز سے پورا محلّہ آیا۔ میں ہوش میں نہیں ہوں ۔مجھے لے جا کر حضرت قبلہ کے پلنگ پر ڈال دیئے۔اس کے بعد ہوش آیا تو حضور کی حضوری میں ہوں۔اور وہ بھی بے ہوش ہیں۔گویا سات یوم سے یہ حال ہے۔ پھر حضور کو بھی ہوش آیا، خادم ملا۔اسی شب تمام چنگوپہ میں افواہ عام ہوئی، پاشاہ قادری آیا ہے۔ حضرت کریم اللہ شاہ قادری چشتی ہوش میں آئے ہیں۔شب میں بڑی مجلس ہوئی، ضروری ہدایتیں ہم سب کو فرمائے۔خادم نے پوچھا سات یوم آپ بے ہوش رہے۔فرمایا مجھے جہاں جانا ہے وہاں پہنچایا گیا تھا۔آپ سب کی عنایت سے کسی قدر آرام ہے۔

اس کے بعد گیارھویں شریف کا اعلیٰ انتظام فرمایا۔ بے حد مرید جمع ہوئے۔اپنے برخوردار امان اللہ خان صاحب کو اور حکیم محمد مستان صاحب و دیگر حضرات شیخ چیتا صاحب سوداگر چیتا پور، سید بہادر میاں صاحب صیغہ دار چیتا پور، حکیم محمد حنیف صاحب وغیرہ قبلہ کے دست مبارک پر مرید ہوئے۔ چند یوم چنگوپہ میں رہنے کے بعد گلبرگہ شریف ارادہ فرمایا۔ بیماری میں کسی قدر صحت ہوئی تھی۔ خیر خادم، قبلہ مع برخوردار کے گلبرگہ شریف پہنچے چنگوپہ والوں نے مجھ سے وعدہ لیا۔آپ لے جارہے ہیں، پھر قبلہ کو یہاں لانا۔ چونکہ قبر تیار ہوچکی

تھی، خود اپنی قبر میں اُترے، خوب دیکھے خوش ہوئے۔ ایک صاحب مولوی عالمِ حیدر آبادی نے کہا قبلہ آپ کو بہترین جگہ ملی۔ فرمایا، اگر میں اپنی خودی سے قبر اپنی مرضی پر بناؤں تو مجھے حرام ہے۔ حکم یہ ہے جہاں جگہ ملے قبر ہو۔ نماز میں جو سورت یاد آئی تلاوت کرے یہ مسئلہ وہ مولوی صاحب نے سنا، کہا آپ عالم باعمل ہیں، بیحد مرید ہندو مسلمان نے ہم کو خدا حافظ کہا، وہ منظر ایسا تھا گویا باپ بچوں سے جدا ہو رہا ہے۔ سب آہ وزار کسی کو کسی کا امتیاز نہیں۔ گلبرگہ شریف موٹر پر پہنچے۔ بازار میں قبلہ کے دوست احباب اور مشائخین ملے۔ سب نے کہا، ایسی حالت میں آپ تشریف لائے۔ فرمایا خواجہ بندہ نواز قبلہ رحمۃ اللہ علیہ نے کپڑے دینے کا وعدہ فرمایا تھا پہننے آیا ہوں، مجھے ایک قسم کا دل میں شبہ ہوا، بات کیا ہے۔ خیر محمد حسین شاہ قادری روزے کا ری خلیفہ کے گھر پہنچے۔ یہاں بھی گیارھویں شریف کے فاتحہ کا انتظام فرمایا۔

۱۹؍ربیع الثانی کی شب میں سب مریدانِ صادقین جمع ہوئے۔ دو بجے رات قبلہ اور خادم دیگر میرے پیر بھائیاں شیخ حسین صاحب بارودگر، اخویم شیخ امام صاحب منیار، اخویم محمد اسماعیل صاحب بادی، اخویم غلام رسول صاحب خیاطی بے حد عزیز رفیق پیر بھائیاں ہیں موجود ہیں۔ بقیہ سب کوئی تو سو گئے کوئی چلے گئے۔ اب وہ راز و نیاز کی مکمل تعلیم عطا فرمائی۔ بہت آبدیدہ ہوئے۔ خاص احکام خداوندی بجالانے عہد لیا۔ مجھے اپنے سینۂ مبارک سے لپٹا لیا۔ خوب بیقرار ہوئے۔ فرمایا، میں آپ کو بہت آزمایا، دوسرا ہوتا تو اس کا قدم ڈگمگا جاتا۔ مجھے معاف کرو پاشا قادری۔ جب تک آپ خوش نہ ہو جنت مجھے حرام ہے۔ تمہاری خوشی میری روحی مسرت ہے۔ یاد رکھو جہاں تم رہو گے چالیس قدم پر میری روح آپ کی نگران رہے گی۔ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہے۔ میرے بعد آپ کا کیا حال ہوگا۔ صبر اختیار کرو، دنیا چندروزہ ہے، دین وسیع ہے۔ یہاں کی زندگی تھوڑی وہاں کی زندگی بہت۔ خادم اور پیر بھائیانِ موجودہ حیرت سے پوچھے، آج کیا سبب ہے الطاف وکرم حضور کا ہم سبھوں کے حال پر زیادہ ہے۔ خوب اپنے پیر کو یاد کر کے روئے اور فرمائے اگر کل میں آپ سے جدا ہو جاؤں تو مجھے چٹگو پہ کیسے پہنچاؤ گے۔ خادم نے کہا حضور ہم غریب ہیں، آپ کو علم ہے، کچھ نہ سہی ہم

پانچوں پیر بھائیاں اپنے کندھوں پر لے جائیں گے۔فرمایا مجھے اُمید ہے شریعتِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا ہر حالت میں احترام کرو۔ جو اللہ کے بندے علمِ طریقت کے طالب ہوں ان کی طلب کے موافق علم عطا کرو۔

نماز فجر ادا کی۔ ہم سب گیارھویں شریف کے انتظام میں مصروف ہوئے۔ دو بجے دن آپ نے اپنے ہاتھ پر چند حضرات کو بیعت لی۔ تنفس زیادہ ہو رہا تھا۔ مزاج کا کچھ اور ہی عالم تھا۔ خادم نے کہا حضور تلقین عطا کرنے میں تکلیف ہوگی۔ فرمایا مجھ پر فرض ہے، چاہے میری سانس نکل جائے۔ تلقین میں ہم سب شریک ہوئے اور ایک غزل لکھی۔ حاضرین کو صبر وشکر دم بہ دم یاد سے غفلت نہ کرنے ہدایت فرمائی۔ بار بار فرماتے۔ اگر میرا کوئی قصور ہو معاف کرو۔ خادم نے کہا، آخر معاملہ کیا ہے۔ سچ بتاؤ، ہم سب کو چھوڑ کر آپ جاؤ گے۔ پورا گھر ماتم کدہ بن گیا۔ وہ وہ ہدایتیں و شفقتیں یاد کر کر کے ہم سب بے قرار ہوئے۔ سرِ مغرب فرمایا، آپ نماز مغرب ادا کر کے جلد آؤ۔ خادم فرض نماز ادا کر چکا، سنت ادا کر رہا تھا، کسی صاحب نے پکارا، پاشاہ قادری جلد آؤ۔ خادم دوڑا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ آپ لیٹے ہوئے ہیں۔ تمام مریدان اطراف گھیرے ہوئے ہیں۔ خادم نے چیخ ماری، حضور خادم کا کیا حال ہوگا۔ فوری منہ مبارک قبلہ کی طرف تھا سیدھا کیا، تبسم بھرے نظروں سے دیکھا۔ ۲۰/ربیع الثانی بعد نماز مغرب جسدِ خاکی سے جسدِ روحی کو لے کر جہاں سے آئے تھے وہاں پہنچ گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ.

ایک عجیب حالت ہم سب کی تھی، کیوں نہ ہو، ہادیِ زماں، مکاں سے لامکاں مُوۡتُوۡا قَبۡلَ اَنۡ تَمُوۡتُوۡا پہلے سے تھے، اب ذائقۃ الموت، ہاں مولیٰ سب کا، حال سب پر روشن۔ میں قدموں پر سر رکھ دیا، دل مشورہ دیا، دو دریا ہم جھیلا ہم جیون بہہ رہے تھے، روک دیا، بڑی ہمت و استقلال صبر عظیم سے نکل گیا۔ سب چاہنے والوں کو خبر دیا۔ پیر و مرشد قبلہ جہاں سے آئے تھے وہاں چل بسے۔ اس کے بعد وہ جملہ یاد آیا۔ خواجۂ پاک مجھ برہنہ کو کپڑے دینے کا وعدہ فرمائے تھے پہننے آیا ہوں۔

میرے چاروں پیر بھائیوں نے کفن عطا کیا۔ قابلِ ذکر اخویم عطاء محمد، قاسم علی صاحب گلبرگوی اپنی دکان بارہ بجے تک بند نہ کی۔ میرے مولا کے لئے جو جو عمدہ سے عمدہ چیزیں تھیں عطا کیں۔ اللہ تعالیٰ اجرِ عظیم دے۔ ان کا یہ کارنامہ کندہ دل پر ہے۔ عاشقِ صادق

مخلص مومن ایسے ہوتے ہیں۔ دو بجے رات حضرت قبلہ پیش امام مسجد مارکٹ محمد عبدالکریم شاہ قادری صاحب نے غسل دیا۔ جنازۂ مبارک کندھوں پر مسجد اندرون شہر مارکٹ لایا گیا۔ نماز جنازہ خود حضرت قبلہ پیش امام صاحب نے ادا کی۔اس قدر حضرات شریکِ جنازہ ہوئے کہ مسجد کے باہر صفیں تھیں۔ بعد فاتحہ میری روح چیخ اٹھی۔ یہ سب مخلوق خدا ہیں یا خالق کے بھیجے ہوئے فرشتے۔ حضرت پیش امام صاحب نے میری زبان بند کردی۔ کہا خبردار، خاموش اللہ تعالیٰ بہتر جانتے ہیں۔ پھر سب حاضرین سے اجازت لے کر آہ آہ کرتے ہوئے تیس چالیس مریدان ہم سب چگلو پہ کے لئے بذریعہ موٹر روانہ ہوئے۔ چگلو پہ گیارہ بجے دن پہنچے۔ وہاں مطلع کردیا تھا وعدہ قبلہ کو لانے کا تھا پورا کر رہا ہوں۔ انتظار میں ہندو مسلمانان مریدان محبان تمام موجود تھے۔ محلّہ حسینی علم عاشورخانہ میں جنازہ مبارک رکھا گیا۔ مکرّر دیدار یہاں کے حضرات کو کرایا، قرآن خوانی ہوئی۔ بوقتِ بعد نماز عصر ۲۱/ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ میدان غازی شہید مخدوم سالار حسینی رحمۃ اللہ علیہ کے قبر شریف تیار ہی تھی، سپرد خاک کر کے ہمیشہ کے لئے روتا ہوا موجود ہوں۔ حضور پیر و مرشد قبلہ کا سنِ پیدائش ۱۲۷۲ھ ہے۔ اَسّی سال کی عمر میں آپ نے وصال فرمایا۔ ۲۳/ربیع الثانی ۱۳۵۲ھ کو زیارت شریف بعد زیارت حسب الحکم حضور کے صاحبزادے کو خلافتِ قادریہ عالیہ عطا کیا۔ ان کا نام امان اللہ شاہ قادری رکھا۔ دوسرے حکیم محمد مستان شاہ قادری کو خلافت قادریہ عالیہ عطا کیا۔ موصوف کی جتنی بھی تعریف لکھوں کم ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو ان کی آل اولاد کو ہمیشہ ہمیشہ خوش وخرم رکھے۔

یہاں بے حد مریدین ہیں، بے حد سامان قبلہ کا تھا، ان کے فرزند کے حوالے کیا گیا۔ تمام حاضرین خلفاء حضرت قبلہ کی بہترین کملی میرے سر پر رکھی۔ خادم نے کہا، آپ سب دعا کرو، میرے عشق میں فہم میں میرے مریدوں میں اس کملی کی بزرگی و عظمت رہے۔ ہر سال عرس باعظمت منایا جاتا ہے۔ جالی لوہے کی تقریباً ڈھائی ہزار روپئے میں تیار ہوئی۔ ایک بزرگ لوٹن شاہ صاحب دوسرے قبلہ کی مزار دونوں ایک ہی جالی میں آرام کرتے ہیں۔ ایک شعر ؎

جانبِ مغرب لوٹن شاہ لیٹے مشرق کریمہ سجائی
داسی قدیرؔ علم سینہ بہ سینہ مرشد نبی جی کی جائی
کریمہ جالی سبز رنگوائی

صاحبزادی حافظہ بی بی کا ذکرِ خیر

برخورداری حافظہ بی بی بھی حضرت قبلہ کی مریدتھیں، ان کا ذکر و شغل اچھا نہایت لطیف قلب۔ تقریباً تیرہ سال کی عمر تھی، بخار سے علیل ہوئیں۔ میں اس وقت موجود نہیں تھا۔ جب آ گیا تو خود کہنے لگیں، باوا جان میں جہاں سے آئی ہوں وہاں جاؤں گی۔ آپ میری قبر کھول کر دیکھ لینا کہیں آپ کا نمک گل سڑ نہ گیا ہو۔ یہ الفاظ سنتے ہی دل پر وحشت طاری ہوئی۔ کیا دیکھتا ہوں کہ بخار روزانہ ترقی پر ہے۔ علاج سے کچھ فائدہ نہیں ہو رہا ہے۔ آخر تیرھویں رات بارہ بجے شب ۱۸/ذی قعدہ کو انتقال کر گئیں۔ خداوند کریم و کارساز کی قدرت میں کس کا اجارہ ہے۔ اور ہم سب کے دل پر جو کچھ گزری وہ اللہ تعالیٰ پر روشن ہے۔ ہندو مسلمان سب مریدوں نے مل کر موضع ہلکٹہ اپنے ہی کھیت میں ۱۹/ذی قعدہ بوقت پانچ ساعت شام دفن کئے۔ پھر اس کی اطلاع والدین اور پیر و مرشد قبلہ کو کی گئی۔ والدین ہلکٹہ تشریف لائے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا، ہم کو اس واقعہ کی مطلق خبر نہیں۔ یہ تمہارا مال نہیں تھا، تم نے کیسے دفن کیا۔ سب عزیزوں کا ماتم۔ پھر والدہ صاحبہ سے خادم نے کہا کہ برخورداری پھر قبر کھول کر دیکھ لو کہہ گئی ہے۔ انتظار کرو چالیس یوم تک۔ پھر خدا کی قدرت دیکھیں گے۔

حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ایک بار اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے جسم عطا فرمایا ہے۔ اگر اس کی حفاظت نہ کی جائے تو دوبارہ پھر اُٹھنا ہے۔ اس وقت پھر جسم بنایا جائے گا۔ اس کی اجرت دینی ہوگی۔ اسی لئے اس کی حفاظت ضروری ہے۔ ایک مرید نے عرض کیا کہ اس کی حفاظت کیسے کی جائے؟ تو حضور نے فرمایا صرف اکلِ حلال، صدق مقال، درونِ دل اللہ اللہ کہنے سے محفوظ رہتا ہے جس کا تجربہ صدق وصفا کو حاصل ہے۔ انتالیسویں دن برخورداری کی قبر بنوانے مٹی ہٹائی گئی تو بہترین سنگ سیلو سے محفوظ گھر پایا گیا۔ پھر اُوپر کی سِل اُٹھائی گئی تو کیا دیکھتے ہیں، قدرت خدا کی، خوشبو پھیل گئی اور سارا جسم اس خوشبو سے تر ہے۔ صورت مرحبا پہلے سے بہتر پائی گئی۔ بے حساب حضرات ہندو مسلمانوں

نے دیکھا۔ خُدا کی قدرت کے صدقے جائیں۔ والدہ صاحبہ و برخورداری کی والدہ اور بہت سی عورتوں نے بھی دیکھا۔ سب بجائے رونے کے درود پڑھنے لگے۔ گیارہ بجے دن کے پھر قبر بند کردی گئی اور نماز جنازہ دوبارہ ادا کی گئی۔ شعر

چلو مدینہ چلو مدینہ مزارِ اطہر کو دیکھ لیں گے
لحد میں زندہ ہیں شاہِ والا چلو پیمبرؐ کو دیکھ لیں گے

ذرّے ایسے ہوں تو آفتاب کا کیا کہنا۔ پھر تو سب مریدین ومعتقدین نے دوسرے سال صندل وعرس کا سلسلہ قائم کیا۔ بہت سے حضرات اس کارِ خیر میں ہر سال حصہ لیتے ہیں۔ میری توکّل زندگی۔ ان سب کے کرم کا دل مشکور ہے۔

اللہ تعالیٰ نے اب تک بارہ بچے دیئے جس میں سے ۹ بچے لے لئے۔ اب تین ۳/ موجود ہیں:

بڑی صاحبزادی: سید صابر ولی شاہ قادری حیدرآبادی سے منسوب ہے۔

چھوٹی برخورداری: محمد عبدالکریم شاہ قادری (آدھونی) سے منسوب ہے۔

تیسرے ایک برخوردار جن کا نام حضرت والد صاحب قبلہ نے ان کے نانا صاحب کے نام پر سید ابراہیم حسن یمنی رکھا، یہ ہونہار سب کی دُعاؤں کا نتیجہ ہے۔ شعر

میرا مجھ میں کچھ نہیں ہے جو کچھ ہے سو تیرا
تیرا تجھ کو سونپ دینے کیا جاتا ہے میرا

برخورداری کے مزار کے قریب ایک باؤلی ہم چوک دس گز کی تعمیر کردی گئی ہے۔ اسی باؤلی (کنویں) پر ایک بہترین سرائے بھی بنوائی گئی ہے تاکہ زائرین کو تکلیف نہ ہو۔ اس کارِخیر میں بہت سے حضرات نے حصہ لیا جس کا اجرِ عظیم انہیں قیامت تک ملتا رہے گا۔ یہی خدمتِ خلق ہے۔ یہ مقام اطراف واکناف میں مشہور ہے۔ کیوں نہ ہو توکلِ تعمیر جس کا خدا خود محافظ ہے۔ موضع ہلکٹہ میں حافظہ باؤلی کے نام سے یہ باؤلی مشہور ہے۔

روضۂ کریمی (چڑگوپہ شریف)

صدیوں سے سرزمینِ دکن حیدرآباد خدا پرستوں اور صاحبانِ باطن کی آماجگاہ رہی ہے۔ یہاں کتنے ہی بے نام ونمود آفتاب و ماہتاب نے اپنے جلوے بکھیرے اور محبوبِ حقیقی سے جا ملے جن پر زمانے کے انقلاب نے نہ کوئی اثر کیا نہ سلطنتوں کے جاہ وجلال نے ان برگزیدہ ہستیوں کی عزت وعظمت میں کوئی فرق آیا۔

ہرگز نمیرد آں کہ دلش زندہ شد بہ عشق　　ثبت است برجریدۂ عالم دوامِ ما

جن کی شہرت ہوئی ان پر تو سب کی نگاہیں پڑتی ہیں لیکن گوشۂ گمنامی میں خدا جانے ایسے کتنے بزرگوں نے خود کو نگاہِ عوام سے پوشیدہ رکھا ہے۔

معمارِ زمانہ وہ بھی تو ہیں　　تاریخ میں جن کے نام نہیں

ایسی ہی ایک برگزیدہ ہستی میرے پیر و مرشد حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری الچشتی رحمۃ اللہ علیہ کی بھی ہے جن کی یاد آج ۴۶ سال سے اہلِ سلسلہ بہ حسنِ عقیدت مناتے چلے آرہے ہیں۔ چنانچہ خادم نے حقِ غلامی ادا کرتے ہوئے اہلِ سلسلہ کی مدد سے ماہ محرم ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۹۷۳ء میں درگاہ والا پر چوکھنڈی وچھت کی تعمیر کی جو آج سرزمینِ چڑگوپہ ہی نہیں بلکہ تمام اہلِ نسبت وعقیدت کے لئے مرکزِ نگاہ ہے۔ دورانِ تعمیر میں جن مرحلوں سے خادم دوچار ہوا وہ قابلِ بیان نہیں۔ یہ عشق ہی تھا جو صورتِ تکمیل اختیار کرگیا۔ توکّل زندگی جس حد تک اسباب بنے کام ہوتا رہا۔ ہر شب آہ وزاری دستِ دعا دراز کیا، میرا مولا مجھ ضعیف کیلئے راہ یقین ہموار کرتا چلا گیا۔ موسم ایسا کہ دنیا تنگیٔ آب کے سبب قطرہ قطرہ پانی کے لئے ترس رہی تھی۔ ایسے دشوار کن حالات میں روضۂ کریمی شانِ کریمی بن کر اُبھرا۔

بلند پرواز مرشد

(از: مولوی دہلی رسول نمبر صفر وربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

اسرارِ عرفان اور رسولِ کریم ﷺ:

سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیاتِ انسانی کا ہر دائرہ مکمل ہے۔ جہاں آپ نے عامۂ اہلِ عالم کو شریعتِ اسلامیہ کی کامل تعلیم دے کر اُستادِ جہاں اور بہترین خلائق بنا دیا وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے خواص کو طریقت کی تعلیم بھی دی اور روحانیت وعرفان کے مشاہدات بھی کرائے۔ وَ فِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ کی عملی تفاسیر بھی سمجھائے اور اولیاء بنا دیا تا کہ یہ سلسلہ تا قیامِ قیامت قائم رہ کر اصلاحِ امت کا کام کرتا رہے اور نائبِ رسول کی حیثیت سے صوفیاء ہر ضرورت کے وقت میدان میں آئیں اور وہی کر کے دکھائیں جو انبیائے بنی اسرائیل کرتے رہے۔ آپ نے خلافت حضرت علی کرم اللہ وجہہ، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کو بھی عطا فرمائی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اَنَا مَدِیۡنَۃُ الۡعِلۡمِ وَ عَلِیٌّ بَابُھَا.

رموز ہائے معرفت اور اسرار ہائے عرفان کی تعلیم خاص اہلیت واستعداد دیکھ کر خواص کو نہایت مخفی طریق پر دی جاتی تھی۔ اس کی مجالس جداگانہ اور رازدارانہ ہوتی تھیں۔

مجلسِ عرفان اور رسولِ کریم ﷺ:

ایک روز اسی قسم کی مجلس منعقد تھی جس میں حضراتِ شاہ مرتضٰی علی، ابوبکر، عثمان، ابوہریرہ، عبداللہ بن مسعود، خالد، بلال رضی اللہ عنہم اور دیگر سخن شناس صحابہ تشریف فرما تھے۔ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیرِ طریقت اور مرشدِ حقیقت کی حیثیت سے سجادہ پر بیٹھے ہوئے حقائق معرفت اسرارِ عرفاں اور رموزِ مخفی خاص محویت اور جوش کے ساتھ بیان فرما رہے تھے، محفل کی محفل مطلعِ انوار بنی ہوئی تھی۔ تجلیات پرتوفگن تھے عجیب کیف تھا اور عجب رنگ اتنے میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تشریف لائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاموش ہو گئے

لوگ متعجب ہوئے کہ شاید یہ حقائق اسرارِ ربانی آپ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو بتانا نہیں چاہتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ گئے اور فرمایا یہ بات نہیں کہ میں عمر سے کچھ چھپانا چاہتا ہوں مگر طفلِ شیر خوار کو گوشت اور حلوہ نقصان کرتا ہے۔ جب بچہ بالغ ہو جاتا ہے تو سب کچھ کھا سکتا ہے۔ (معین الارواح صفحہ:۱۷۶)

واضح رہے کہ اس وقت حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعلیم روحانی ابتدائی تھی۔ آپ کی تعلیم بعد کو مکمل ہوئی۔ نیز وہ پیر کتنی غلطی کرتے ہیں جو مبتدیوں کو نہیں بلکہ نااہلوں کے سامنے اسرار بیان کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ اس سے شریعتِ غرّا کو نقصان پہنچتا ہے اور جب راز کی بات باہر جائے گی نقصان پہنچے گا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کی تعلیم اور رسول اللہ ﷺ:

اس کے بعد اسی مجلس میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو آگے تعلیم کرنی شروع کی۔ ہم جانتے ہیں کہ قارئین مولوی میں پونے سو فیصد بھی ایسے نہ نکلیں گے جو اسے بھی سمجھ لیں۔ لیکن عنوان کے ذیل میں عنوان کی باتیں بیان کرنی ضروری ہیں۔ اگر ان کا ایک بھی سمجھنے والا نکل آیا تو سعی رائگاں نہ گئی۔ سرشار ہو جائیے گا۔ یہ باب عوام کے لئے ہے یہی نہیں اہلِ نظر اور اہلِ حل کے لئے ہے۔ بہرکیف آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: **مَنْ عَرَفَ اللّٰہَ لَا یَقُوْلُ اللّٰہ وَ مَنْ یَّقُوْلُ اللّٰہ لَا عَرَفَ اللّٰہ.** یعنی ہر کہ شناخت اللہ نگوید اللہ اور ہر کہ بہ گفت اللہ نہ شناخت اللہ را۔ بچہ جب تک باپ کے رتبہ سے واقف نہیں ہوتا اسی وقت تک اُس کا نام لیتا ہے۔ اس کے بعد ادب نام لینے سے باز رکھتا ہے۔ کونسا ایسا بیٹا ہے جو باپ کے سامنے بار بار اُس کا نام لے کر بات کرے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سوال کیا کہ یہ کیا شناخت ہوئی کہ بندہ آقا کا نام نہ لے اور اُسے یاد نہ کرے۔ فرمایا قال اللہ تعالیٰ: **وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ.** عمر جو شخص اپنے آقا کے ہمراہ ہو اور اُسے دیکھ رہا ہو اُس کا یاد کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ پوچھا یا رسول اللہ! خدا ہمراہ کہاں ہے؟ فرمایا: **اِنَّ اللّٰہَ فِیْ قُلُوْبِ الْعِبَادِ.** یعنی اللہ بندوں کے دلوں میں موجود ہے۔ پوچھا بندہ کہاں ہے؟ فرمایا **وَهُوَ الْاِنْسَانُ.** لیکن

عمر ذہن نشین کر لے کہ دل کی دو نوع ہیں ایک قلبِ مجازی دوسرا قلبِ حقیقی۔قلبِ حقیقی وہ دل ہے جو نہ بجانب چپ ہے نہ بجانب راست نہ تحت ہے نہ فوق نہ دور ہے نہ نزدیک۔

ذکرِ خفی اور رسول اللہ ﷺ

لیکن مرشدِ کامل کے ارشاد کے بغیر اسے کوئی سمجھ ہی نہیں سکتا۔حقیقت میں قربِ ربانی پر یہ چیز حاصل ہوتی ہے۔قُلُوْبُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَرْشُ اللّٰہِ تَعَالٰی قَلْبُ الْمُؤْمِنِ حَاضِرَۃٌ مِّنْ ذِکْرٍ کَثِیْرٍ فَھُوَ حَیٌّ یعنی مومنوں کا قلب خدائے برتر کا عرش ہے اور مومن کا قلب زیادہ ذکر و شغل میں مصروف رہنے سے زندہ ہو جاتا ہے۔یہ مقام مقامِ ذکرِ خفی ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پھر سوال کیا مومن اور مسلمان میں کیا فرق ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:لَیْسَ الْمُؤْمِنِیْنَ الَّذِیْنَ یَجْتَمِعُوْنَ فِی الْمَسَاجِدِ وَ یَقُوْلُوْنَ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ عَلَی الرَّسْمِ. جو لوگ مسجدوں میں جمع ہو کر محض رسمی طور پر کلمہ پڑھتے ہیں وہ مومن نہیں ہیں اے عمر رسمی طور پر کلمہ پڑھنے والے حقیقت میں ایمان سے بے خبر ہیں۔وہ بظاہر مومن بلکہ منافق ہیں۔اس لئے کہ زبانِ ظاہری سے تو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ کہتے ہیں لیکن حقیقت سے بے بہرہ ہیں نہیں جانتے کہ کلمہ کیا ہے اس کا مقصود کیا ہے۔معنی کیا ہے ان معنوں میں لا الہ کہتا ہے کہ ہیں اور نہیں ہے کہتے ہیں اور اخیر میں ہست۔اس طرح وہم و شک میں پڑ جاتے ہیں جو عین کفر ہے رسمی کلمہ گو زبان کے سوا اور بجز زبانی جمع خرچ کچھ نہیں جانتے کہ کس کی نفی کر رہے ہیں اور کس کا اثبات (تعلیمِ غوثیہ،صفحہ:۱۲۹)

تعلیمِ کلمہ اور رسول کریم ﷺ

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے پوچھا یا رسول اللہ! پھر کلمہ کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہ کہ حق سبحانہ وتعالیٰ کے سوا کوئی موجود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ظہورِ خدا ہیں۔اس لئے چاہئے کہ بندہ ماسویٰ اللہ کے نفی کرے اور ذاتِ احدیت کو ہر چیز اور ہر جگہ میں ثابت قرار دے۔قال اللہ تعالیٰ:فَاَیْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْہُ اللّٰہِ یعنی ہر جا کہ او آرید پس ہمانجا روئے خدا است۔اے عمر جب بندہ اپنی صفات کی نفی اور ذاتِ اللہ کا اثبات

کرے تو وہ درجۂ نہایت پر پہنچے گا۔اور مَنْ عَرَفَ رَبَّهٗ كَلَّ لِسَانُهٗ کی منزل میں آئے گا جو اپنے رب کو پہنچان لیتا ہے اس کی زبان بند ہو جاتی ہے اور یادِاللہ کی وادی سے آگے بڑھ جائیگا۔اے عمر یقین رکھ اور خوب سمجھ لے کہ جب تک سالک اپنی نفی نہ کرے یادِاللہ سے نہ گزرے وہ اس وقت تک وحدت کی منزل میں نہیں آتا دوئی میں پڑا رہتا ہے اور دوئی عین شرک کفر ہے۔حقیقی کلمہ کا یہی مطلب ہے۔اسی مجلس میں آپ نے نماز، روزہ،اور حج وزکوٰۃ کی حقیقت پر عارفانہ نظر ڈالی اور اس کے حقائق بھی بیان فرمائے۔بشرطِ ضرورت پھر روشنی ڈالی جائے گی۔

تعلیمِ شہود اور رسول کریم ﷺ

یہ تعلیم مدرسہ جیسی تعلیم نہ تھی جو کہا جاتا تھا وہ دکھایا بھی جاتا تھا عقلی چیز نہ تھی عینی تھی۔ یہ کلمہ کی تعلیم تھی۔یہی جو تصوف کی اعلیٰ ثانوی کا عینی درس ہے۔اس کے بعد جبروت ولاہوت کی عینی منزل آتی ہے۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم کی ابتداء غارِ حرا میں ہوئی اور تکمیل معراج میں ہوئی۔یہ عرفان ہی کے کمال کے ثمرات اور کرشمہ کاریاں تھیں کہ بادشاہی میں بھی فقیری کی۔دنیا کو کھلایا اور بھوکے سوئے مخلوق کو بانٹا اور بیٹی موخر رہی۔رات رات بھر محویت و استغراق میں کھڑے رہتے، یہ عرفان وولایت اتنی بڑی چیز ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا تمام انبیاء کو انتہا میں یہ دولت عطا ہوئی ہے آپ کو ابتداء ہی میں مل گئی ہے۔ظاہر بیں یہ سمجھے ہیں اور نہ سمجھ سکتے ہیں۔ورنہ وہ دیکھ کر پھر اور کچھ دیکھنے کی آرزو ہی باقی نہیں رہتی۔جس نے اسے دیکھ لیا پھر وہ کسے دیکھ سکتا ہے۔اللہ تعالیٰ مرادمندوں کو بامراد کرے۔

(ازمولوی دہلی رسول نمبر صفر وربیع الاول ۱۳۵۴ھ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ من عرف

قَالَ النَّبیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیۡہِ وَ سَلَّمَ اَلۡفَقۡرُ فَخۡرِیۡ وَ اَلۡفَقۡرُ مِنِّیۡ ۔
اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ الَّذِیۡ نَوَّرَ قُلُوۡبَ الۡعَارِفِیۡنَ بِنُوۡرِ مَعۡرِفَتِہٖ وَ الۡفُرۡقَانِ وَ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الۡاِنۡسِ وَ الۡجَانِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصۡحَابِہٖ ذُو الۡفَضۡلِ وَالۡاِحۡسَانِ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا دَائِمًا اَبَدًا۔

اما بعد! محبان صادقین مریدان واثقین و اہلِ نظر ناظرین پر واضح ہو کہ خادم اپنے شیخ حضرت مولانا ومرشدنا شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ سے جو اسرار راز و نیاز پایا اس کو من وعن پیش کروں گا۔ جدِ اعلیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمائی معراج شریف سے لائی ہوئی برکتیں عرفانی شوق و ذوق رکھنے والوں میں لٹاؤں گا۔ دانا خوش ہوں گے نادان طنز کریں گے۔ میرے لئے دونوں بھی مرغوب ہیں۔ یہ وہ علم ہے، اول آخر ظاہر باطن موجود ہی موجود ہے۔ پہلے اپنی بود کا یقین ہونا پھر تو معبود ہی معبود ہے۔ حضرت میر حیات قبلہ کا شعر ملاحظہ ہو ؎

آپ ہوتے پر منزّہ غیب سے ہے نکالا سر کے تئیں ہر جیب سے

العلم نقطۃ، نقطہ شناس ضرور جانتے ہیں کہ جاننا علماً فرض ہے۔ الف، لام، میم، ذالک الکتاب۔ مقطعات کے معنی اللہ تعالیٰ جانتے ہیں۔ کتاب کو جاننا ہم پر فرض ہے۔

قرآنِ کریم سے سب واقف ہیں۔ ام القرآن تلاوۃ الوجود جو ربِّ مہربان کے پاس سے آئی ہوئی کتاب ہے۔ اس کو پہچاننا علماً فرض ہے۔ جب تک اپنی کتاب کی لذت حاصل نہ ہوگی انہیں کچھ میسر نہ آئے گا۔ قولِ علی کرم اللہ وجہہ، مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ کی یہی تفسیر ہے۔ میر حیات رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

لفظ معنی مل کے ایک انسان ہے یعنی دونوں مل کے ایک قرآن ہے

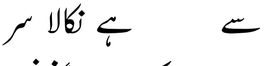

خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدّیر ہلکٹہ شریف متصل واڑی جنکشن

تعمیرِ حضرت آدم علیہ السلام بہ فیضِ تسبیح

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

راویانِ معتبر سے روایت ہے کہ جب ارادۂ الٰہی واسطے خلافت حضرت آدم علیہ السلام کے بموجب آیتِ کریمہ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً اورظہور ریاست بنی آدم کے متعلق ہوا۔ تب حضرت عزرائیل کو حکم ہوا کہ ایک مٹھی خاک ہر قسم کی سرخ اور سفید اور سیاہ زمین سے لائیں۔ حضرت عزرائیل علیہ السلام بحکمِ خداوندی ایک مٹھی خاک رنگارنگ کی تمام روئے زمین سے جمع کر کے لائے اور بموجب حکمِ الٰہی درمیان مکہ وطائف کے رکھی اور اللہ تعالیٰ نے بارانِ رحمت اُس مٹی پر برسایا۔ اور اپنی قدرتِ کاملہ سے حضرت آدم کا پتلا اُس مٹی کے خمیر سے بنایا۔ اور (۴۰) چالیس برس تک وہ قالبِ بے جان وہاں پڑا رہا جب عنایتِ الٰہی نے چاہا کہ ستارۂ اقبال حضرت آدم علیہ السلام کا روشن اور مرتبۂ شرافت بنی آدم تمام مخلوق پر ظاہر ہو۔

(قصص الانبیاء تصحیح وجدید موضوع بندی مطبوعہ جنوری ۱۹۸۸ء صفحہ:۱۵)

عرش وکرسی زمین وآسمان وغیرہ چار عناصر مقابلہ میں وحدت کے چار اعتبار کے ہیں چار اعتبار روح کے یہ ہیں عقلِ کُل، نفسِ کُل، طبیعتِ کُل، شکلِ کُل۔ نفسِ مطمئنہ تعلق رکھتا ہے آتش سے، نفسِ ملہمہ تعلق رکھتا ہے پانی سے، نفسِ لوامہ تعلق رکھتا ہے ہوا سے، نفسِ امارہ تعلق رکھتا ہے خاک سے۔ اسی طور سے خطرۂ رحمانی، خطرۂ شیطانی، خطرۂ ملکی، خطرۂ نفسانی علاقہ رکھتے ہیں ان چار چیزوں سے اور تعلق نفس کا خاک سے اور تعلق پانی کا عقل سے اور ہوا کا روح سے اور آتش کا عشق سے۔ رنگ خاک کا زرد مزہ اس کا شور، رنگ پانی کا سرخ مزہ اس کا شیریں، رنگ ہوا کا سبز مزہ اس کا تُرش، رنگ آتش کا سیاہ مزہ اس کا تیز بعض رنگ اس کا سفید لکھے ہیں۔ (برہان الحقائق، مرتبۂ ششم مرتبۂ عالم اجسام صفحہ:۸۰)

جان اے عارف اللہ تعالیٰ نے پانچ عناصر بنائے ہیں۔ مٹی پانی آگ ہوا خاک یہ پانچوں عناصر کے پانچ رنگ ہیں۔ مٹی کا رنگ پیلا، پانی کا رنگ لال، آتش کا رنگ کالا، ہوا کا

رنگ سبز، خاک کا رنگ سفید۔

(مجموعہ سیزدہ رسالہ فقرا ۱۳۸۷ھ، رسالہ وجودیہ صفحہ:۳۵)

جان اے عارف، تن کا اول بادشاہ روح علوی وزیر اس کا سفلی، دویم بادشاہ دل وزیر اس کا زبان، سیوم بادشاہ نفس وزیر اس کا خطرۂ شیطان۔ منگتا سو نفس، بوجھتا سو دل، دیکھتی سو روح، کرتا سو سر، سوتا سو نور، جاگتی سو ذات۔ جان اے عارف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ سے روشن ہوا۔ درخت زیتون جان، اے عارف سدرۃ المنتہٰی گنجِ مخفی بیت المعمور و بیت المقدس نظر روح علوی روزِ میثاق آواز روحِ سفلی دم قبلہ چڑھتا اُترتا ہے دم منہ سے بولتا ہے پیالۂ محبت شرابِ عشق میں مست اور الست ہو کر دمبدم کہا کر لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

(مجموعہ سیزدہ رسالہ فقرا ۱۳۸۷ھ، رمزِ محل صفحہ:۲۹)

فکرِ قدیرؒ و تعلیمات قدیرؒ وضاحتِ پچرنگ

لَآ کالا اِلٰـهَ سفید اِلَّا اللّٰـهُ ہرا
لال مُحَمَّد پیلے رَسُوْلُ اللّٰهِ کھرا

چشمِ حقیقت آشنا مصروفِ دید ہے میری
ہر شے میں ہے وہ جلوہ گر پردے اُٹھا کر کیا کروں

خلاصہ شش جہت

اول کلمہ طیب	لَا	اِلٰهَ	اِلَّا اللّٰهُ	مُحَمَّدٌ	رَّسُوْلُ	اللّٰهِ
معنی	نفس	دل	رُوح	سر	نُور	ذات
محلات	ناسوت	ملکوت	جبروت	لاہوت	ہاہوت	سیاہوت
تجلیات	کالا	اجلا	ہرا	لال	پیلا	بیرنگ
خواہشات	مانگنا	بوجھنا	دیکھنا	کرنا	سونا	جاگنا
وجودات	واجب الوجود	ممکن الوجود	ممتنع الوجود	عارف الوجود	واحد الوجود	شاہد الوجود
تعمیرات	آگ	نور	ہوا	پانی	مٹی	مالک
عالمان	عالمِ حیواں	عالم جِنّ	عالم ملک	عالم لطیف	عالم الوہیت	عالم ہست
چھ صورتاں	بےصورت	ذات کی صورت	صفات کی صورت	خیال کی صورت	خواب کی صورت	ظاہر کی صورت
چھ سمجھ	بدن	تن	تصوّر	ظہور	سوچ	بوجھ
فرشتگان	عزازیل	جبرائیل	میکائیل	اسرافیل	عزرائیل	ذات پاک
لباساں	شریعت	طریقت	حقیقت	معرفت	وحدت	وصلت
ایّام	شنبہ	یکشنبہ	دوشنبہ	سہ شنبہ	چہارشنبہ	پنجشنبہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ظہورِ کائنات ونورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم

حدیثِ قدسی: کُنتُ کَنزًا مَخفِیًّا فَاَحبَبتُ اَن اَعرَف فَخلَقتُ الخَلقَ

ترجمہ: ڈوبا ہوا تھا خزانہ پوشیدگی میں جب جانا اللہ اپنے کو ظاہر کیا یعنی خلق کو

(اقتباسات از: کتاب خلاصۃ الانبیاء ترجمہ اُردو قصص الانبیاء ۱۳۷۶ھ)

روایت کرتے ہیں محمد بن اسماعیل بن ابراہیم بن آزر بخاری حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد حضرت امام محمد باقر رضی اللہ عنہ سے اور وہ اپنے والد امام زین العابدین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے روایت کی اپنے والد حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے سُنا اپنے والد امیر المؤمنین حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے آپ نے فرمایا کہ ایک روز میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھا تھا کہ جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے آکر رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! فداک امی و ابی مجھے خبر دو کہ اول اللہ تعالیٰ نے کس چیز کو پیدا کیا۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب کے آگے اللہ تعالیٰ نے نور میرا پیدا کیا تھا۔

اُس نورِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہ ہزار برس تک عالمِ تجرد میں خدا کی عبادت کی پھر حق تعالیٰ نے اُس نور کو چار قسم کر کے ایک قسم سے عرش کو پیدا کیا دوسری قسم سے قلم تیسری قسم سے بہشت کو چوتھی قسم سے عالمِ ارواح اور ساری مخلوق کو خلق کیا۔

لَولَاکَ لَمَا خَلَقتُ الاَفلَاکَ

ترجمہ: اگر نہ پیدا کرتا تجھ کو اے محمد ہر آئینہ نہ پیدا کرتا
میں آسمان وزمین اور ساری مخلوق کو

اور موافق اس حدیث کے اَنَا مِنْ نُورِ اللّٰہِ وَ الْخَلْقُ کُلُّھُم مِنْ نُورِیْ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں پیدا ہوا ہوں اللہ کے نور سے میرے نور سے ساری مخلوق ہے۔

بعد اس کے رب العالمین کا حکم ہوا قلم کو، ساقِ عرش پر اول اس کلمہ کو لکھ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ترجمہ: نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد اللہ کے بھیجے ہوئے رسول ہیں۔ قلم نے چار سو برس لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ تک لکھا اور ایک روایت یوں ہے کہ قلم نے جو لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تک لکھا تو عرض کی یارب العالمین تو بے مثل و بے مانند ہے تیرے نام کے ساتھ یہ نام کس کا ہے پس جنابِ باری سے آواز آئی کہ یہ نام میرے حبیب برگزیدہ کا ہے تو لکھ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ جب یہ حکم ہوا ہیبتِ خطابِ جل شانہ سے قلم کے منہ پر شگاف ہوا تب قلم نے لکھا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ تب ہی سے قلم کا شگافِ مسنون جاری ہوا۔

عرش کے نیچے ایک دانۂ مروارید پیدا ہوا اس سے اللہ تعالیٰ نے لوحِ محفوظ بنایا۔ بلندی اس کی سات سو برس کی راہ اور چوڑائی اس کی تین سو برس کی راہ ہے اور چاروں طرف اس کے یاقوت سرخ جڑا ہوا اور حکم ہوا قلم کو اُکْتُبْ عِلْمِیْ فِیْ خَلْقِیْ وَ مَا ھُوَ کَآئِنٌ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ ترجمہ: لکھ علم خدا کا موجودات میں خدا کی اور جتنی چیزیں کہ ذرہ ذرہ بیچ موجودات کے ہونے والی ہیں قیامت تک، پہلے لوحِ محفوظ پر لکھا گیا۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ. اَنَا اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مَنِ اسْتَسْلَمَ بِقَضَآئِیْ وَ یَصْبِرُ عَلٰی بَلَآئِیْ وَ یَشْکُرُ عَلٰی نَعْمَآئِیْ کَتَبْتُہٗ وَ بَعَثْتُہٗ مَعَ الصِّدِّیْقِیْنَ یَقِیْنًا وَ مَنْ لَّمْ یَرْضٰی بِقَضَآئِیْ وَلَمْ یَصْبِرْ عَلٰی بَلَآئِیْ وَلَمْ یَشْکُرْ عَلٰی نَعْمَآئِیْ فَلْیَطْلُبْ رَبًّا سِوَآئِیْ وَ یَخْرُجْ مِنْ تَحْتِ سَمَآئِیْ.

ترجمہ: شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے جو بہت مہربان ہے نہایت رحم والا۔ میں ہوں پروردگار سب کا، نہیں ہے کوئی معبود مگر میں ہوں جو راضی ہے میری قضاء پر اور صابر ہے میری بلاؤں پر اور شاکر ہے میری نعمتوں پر جو میں نے مقدر کی ہیں پس شامل کروں گا میں اُن کو صدیقوں میں اور وہ جو راضی نہ ہو میری قضاء پر اور صابر نہ ہو میری بلاؤں پر اور شاکر نہ ہو نعمتوں پر تو لازم ہے اُسے کہ طلب کرے دوسرے رب کو سوا میرے اور نکل جائے تحت سما سے۔ میرے بعد اس لکھنے کے لوحِ محفوظ خود بخود جنبش میں آیا اور کہا کہ مثل میرے

ہستی میں کوئی بھی نہیں اس واسطے کہ علم خدائی کا مجھ پر لکھا گیا۔ پس جنابِ باری کی طرف سے یہ آواز آئی: قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی: یَمۡحُوا اللّٰہُ مَایَشَآءُ وَ یُثۡبِتُ وَعِنۡدَہٗۤ اُمُّ الۡکِتٰبِ. ترجمہ: مٹاتا ہے اللہ اور رکھتا ہے جس بات کو وہ چاہتا ہے، اس کے پاس ہے اصل کتاب خلاصہ یہ ہے اگر چاہوں مٹادوں یا رکھوں، اور اسی کے پاس ام الکتاب ہے۔

وَسِعَ کُرۡسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضَ. ترجمہ: جیسا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کشادہ ہوئی کرسی اس کے برابر ساتوں آسمان اور زمینوں کے اور نام اس کا کرسی ہوا۔

پھر اللہ تعالیٰ نے قدرتِ کاملہ سے اپنی اس کفِ آب سے پشتۂ خاک سرخ پیدا کیا اُسی جگہ پر جہاں اب خانۂ کعبہ ہے۔ اور جبرئیل علیہ السلام میکائیل علیہ السلام اسرافیل علیہ السلام کو حکم ہوا کہ چار گوشہ اس پشتِ خاک کو پھیلا دو۔ انہوں نے ویسا ہی کیا اور زمین اُسی پشتۂ خاک سے پیدا ہوئی۔

قولہ تعالیٰ خَلَقَ الۡاَرۡضَ فِیۡ یَوۡمَیۡنِ ترجمہ: بنایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو دو دن میں اور روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ ایک روز احوالِ زمین کے دریافت کرنے کے واسطے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور پوچھا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ نے اس زمین کو کس چیز سے بنایا؟ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کفِ آب سے۔ پھر پوچھا کہ وہ کف کس سے پیدا ہوا؟ فرمایا پانی کی موج سے۔ پھر سوال کیا موج کس سے نکلی؟ فرمایا پانی سے۔ پھر پوچھا وہ پانی کس سے نکلا ہے؟ فرمایا ایک دانۂ مروارید سے۔ کہا کہ مروارید کس سے ہے؟ فرمایا تاریکی سے کہا صدقت یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر سوال کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمین کا قرار کس سے ہے؟ کوہِ قاف سے۔

اور بعد اس کے خالق نے یہ سات دن پیدا کر کے روزِ یکشنبہ کو حاملانِ عرش کو بنایا اور دوشنبہ کو سات طبق آسمان اور سہ شنبہ کو سات طبق زمین اور چہارشنبہ کو تاریکی اور پنجشنبہ کو منفعت زمین اور جو اس میں ہے اور جمعہ کے دن آفتاب و ماہتاب اور سب ستاروں کو اور ساتوں آسمانوں کو حرکت میں لایا اور ساتویں روز تمام جہاں سے فراغت کی قولہ تعالیٰ خَلَقَ

السَّمٰوٰاتِ وَ الْاَرْضَ وَمَا بَیْنَهُمَا فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ. ترجمہ: جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا بنایا اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو اور جو بیچ اس کے ہے چھ دن میں۔

بعدہ درگاہِ الٰہی سے خطاب آیا کہ اے ملائک میں زمین پر ایک خلیفہ بناؤں گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: وَ اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰئِکَةِ اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً، قَالُوْا اَتَجْعَلُ فِیْهَا مَنْ یُّفْسِدُ فِیْهَا وَ یَسْفِکُ الدِّمَاءَ وَ نَحْنُ نُسَبِّحُ بِحَمْدِکَ وَ نُقَدِّسُ لَکَ. قَالَ اِنِّیْ اَعْلَمُ مَالَا تَعْلَمُوْنَ. ترجمہ: اور جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کو مجھ کو بنانا ہے زمین میں ایک نائب بولے کیا تو رکھے گا اس میں سے اس شخص کو جو فساد اور خونریزی کرے اور ہم ذکر کرتے ہیں تیری خوبیاں اور یاد کرتے ہیں تیری پاک ذات کو۔ اللہ نے کہا مجھ کو معلوم ہے جو تم نہیں جانتے۔ جبرئیل علیہ السلام پر رب العالمین کا حکم ہوا مشتِ خاک زمین پر سے لاؤ۔ بعدہ حکمِ الٰہی سے فرشتوں نے وہ مشتِ خاک مابین طائف و مکہ معظّمہ کے رکھ دی۔ پس بارانِ رحمت کا برسا تب دو برس میں وہ خاک گل ہوئی اور چوتھے برس میں صلصال ہوئی اور چھٹے برس میں فخار ہوئی آٹھویں سال میں آدم علیہ السلام کی صورت بنی۔

رب العالمین کا حکم ہوا کہ جمیع ملائک آدم علیہ السلام کو سجدہ کریں اور وہ سجدہ تعظیم کا تھا، نہ عبادت کا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا اِلَّا اِبْلِیْسَ اَبٰی وَاسْتَکْبَرَ وَ کَانَ مِنَ الْکٰفِرِیْنَ. ترجمہ: جب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کرو آدم کو تو سجدہ کیا سب مگر ابلیس نے سجدہ نہ کیا اور تکبر کیا۔ اور وہ تھا منکروں میں سے۔ تب رب العالمین نے ابلیس کو فرمایا: قَالَ یٰاِبْلِیْسُ مَامَنَعَکَ اَنْ تَسْجُدَ لِمَا خَلَقْتُ بِیَدَیَّ اَسْتَکْبَرْتَ اَمْ کُنْتَ مِنَ الْعَالِیْنَ. ترجمہ: اے ابلیس تجھ کو کیونکر انکار ہوا سجدہ کرنے سے اُس چیز کے جس کو میں نے بنایا اپنے دونوں ہاتھوں سے یہ تو نے غرور کیا یا تو بڑا تھا درجہ میں۔ تو ابلیس نے کہا قولہ تعالیٰ قَالَ اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ. ترجمہ: وہ بولا میں بہتر ہوں اس سے کہ مجھ کو بنایا تو نے آگ سے اور اُس کو بنایا مٹی سے۔

بعدہٗ جنابِ باری کے حکم سے تختِ آدم کا فرشتوں نے جنت الفردوس میں لا رکھا اور

سب نعمتیں حق تعالیٰ نے اُن کو عنایت کی تھیں۔اس کے ساتھ بھی اُن کو قرار و تسلی نہ تھی۔ کیونکہ آرام و تسلی ہر کسی کو اپنے ہم جنس سے ہوتی ہے۔اور اس عالمِ تنہائی میں کوئی ہم جنس اُن کا نہ تھا۔اور خالق کی مرضی ہی تھی کہ اُن کا جفت و ہمسر پیدا کرے کیونکہ بے جفت و بے مثل و بے مانند و بے حاجت سوائے خدا کے کوئی نہیں۔ جب وہ بے قرار ہوئے تب حق تعالیٰ نے اُن کو خواب میں ڈالا وہ ایسے سوئے کہ نہ نیند آئی نہ بیدار ہوئے۔اس صورت میں خالق نے جبرائیل علیہ السلام سے ایک ہڈی بائیں پہلو سے اُن کے نکلوائی اور اُس سے اُن کو درد والم نہ پہنچا تھا اگر پہنچتا تو ہر گز محبت عورتوں کی دل میں مردوں کے نہ ہوتی۔اُس ہڈی سے حوا علیہا السلام کو بنایا۔ بعد اُس کے آدم کو نیند سے بیدار کر کے حوا علیہا السلام کے ساتھ جلوہ دیا۔آدم علیہ السلام نے حوا علیہا السلام کو اس طرح دیکھ کر بے اختیار چاہا کہ اُن پر دست انداز ہوں تب حضرتِ الٰہی سے آواز آئی اے آدم خبردار اُسے مت چھُو۔

بے نکاح اس کی صحبت حرام ہے۔ تب آدم علیہ السلام نے اس سے نکاح کرنے کی خواستگاری کی۔ بعدہٗ حق سبحانہ وتعالیٰ نے آدم علیہ السلام کا نکاح حوا علیہا السلام کے ساتھ کر دیا۔

جب آدم علیہ السلام نے قصد مباشرت کا کیا حوا علیہا السلام کے ساتھ وہیں آواز آئی اے آدم خبردار جب تک کہ ادائے دین مہرِ حوا علیہا السلام نہ کرو گے تب تک وہ تم پر حلال نہ ہوگی۔آدم علیہ السلام نے کہا الٰہی میں کہاں سے ادا کروں۔فرمایا کہ (۱۰) دس مرتبہ درود محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر پڑھ۔تب آدم علیہ السلام نے شوق سے حضرت پر (۱۰) دس بار درود پڑھا۔بعدہ حق تعالیٰ نے فرمایا: وَ قُلْنَا يٰٓاٰدَمُ اسْكُنْ اَنْتَ وَ زَوْجُكَ الْجَنَّةَ وَ كُلَا مِنْهَا رَغَدًا حَيْثُ شِئْتُمَا وَلَا تَقْرَبَا هٰذِهِ الشَّجَرَةَ فَتَكُوْنَا مِنَ الظّٰلِمِيْنَ. ترجمہ: اے آدم تو جنت میں جا اور تیری بیوی بھی اور کھاؤ اس میں محظوظ ہو کر جہاں چاہو اور نزدیک مت جاؤ اس درخت کے پھر تم بے انصاف ہو گے۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فَقَاسَمَهُمَآ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ فَدَلّٰهُمَا بِغُرُوْرٍ. ترجمہ: اور شیطان نے اُن کے پاس قسم کھائی کہ میں تمہارا دوست ہوں پھر کھینچ لیا اُن کو فریب سے۔ پہلے جس نے جھوٹی قسم کھائی سو ابلیس لعین تھا۔ پس حوا علیہا السلام نے اُس

کے قسم کھانے سے یقین کیا کہ یہ سچ کہتا ہے تب اس سے فریب کھا کر اُس درخت پر ہاتھ بڑھا کر تین دانے گندم کے لئے۔ایک تو آپ نے کھایا اور دو دانے آدم علیہ السلام کے لئے لائیں۔معاذ رضی اللہ عنہ نے اپنی تفسیر میں کہا ہے کہ جب حوا علیہا السلام نے گندم خوشہ سے توڑ لئے خوشہ کی جگہ سرخ ہوئی اور ایک خطرہ خون اُس سے ٹپکا۔تب اللہ تعالیٰ نے اپنی قسم کھا کر فرمایا کہ تمہاری بیٹیوں کو قیامت تک ہر مہینے میں ایک مرتبہ خون سے آلودہ کروں گا اور اپنے درخت کی داد تجھ سے اور تیری بیٹیوں سے لوں گا۔

حوا علیہا السلام اور آدم علیہ السلام کے لئے وہ دو دانے گندم کے لے گئیں، وہ بولے یہ کیا چیز ہے، حوا علیہا السلام نے کہا یہ پھل اُس درخت کا کہ جس کے کھانے سے ہمیں خدا نے منع فرمایا تھا۔اُس سے میں نے ایک دانہ کھایا اور دو دانے تمہارے لئے لائی ہوں۔آدم علیہ السلام نے کہا کہ اس میں کیا لذت ہے۔وہ بولیں کہ حلاوت وشیرینی ہے۔حضرت آدم علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں کھاؤں گا کہ اللہ تعالیٰ سے مجھ کو عہد ہے کہ اس درخت سے میوے نہ کھانا اور حق تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَلَقَدْ عَهِدْنَآ اِلٰٓى اٰدَمَ مِنْ قَبْلُ فَنَسِيَ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا** ۔ترجمہ: اور ہم نے تنقید کر دیا تھا آدم کو اس سے پہلے پھر بھول گیا اور نہ پائی ہم نے اُس میں کچھ ہمت۔حوا علیہا السلام جب مایوس ہوئیں آدم کو دانے کے کھانے سے پہلے ایک پیالہ شراب بہشت سے لاکر پلا دیا تو بے ہوش ہو کر اُن سے دو دانے گندم کے لے کر کھا گئے، اور عہد شکنی کی۔ہنوز وہ دانے نیچے حلق کے نہیں اُترے تھے کہ تاج اُن کے سر سے اُڑ گیا اور تخت سے گر پڑے دونوں ننگے ہوئے جیسا کہ باری تعالیٰ نے فرمایا **فَلَمَّا ذَاقَا الشَّجَرَةَ بَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَ طَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ**. ترجمہ: پھر جب چکھے درخت سے دونوں نے میوے کھل گئے عیب اور لگے جوڑنے اپنے اُوپر پتے بہشت کے۔

بعدہٗ بہشت کے لوگ آواز دینے لگے کہ آدم علیہ السلام وحوا علیہا السلام دونوں خدا کی درگاہ میں عاصی ہوئے اور دیوانوں کی طرح بہشت میں بھٹکتے پھرتے ہیں۔اللہ کی درگاہ سے تین بار اُن کی پکار ہوئی جواب اُس کا کچھ نہ دیا تب جبرائیل اُن کے پاس آئے اور بولے اے آدم علیہ السلام تجھے تیرا رب بلاتا ہے تب آدم علیہ السلام نے کہا لبیک یا رب ہم تجھ سے

شرمندہ ہیں۔قولہٗ تعالیٰ وَ نَادٰهُمَا رَبُّهُمَآ اَلَمْ اَنْهَكُمَا عَنْ تِلْكُمَا الشَّجَرَةِ وَ اَقُلْ لَّكُمَآ اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَكُمَا عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ. ترجمہ:اور پکارا اُن کو اُن کے رب نے میں نے منع کیا تھا تم کو اُس درخت سے اور کہا تھا تم کو کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

تب آدم علیہ السلام و حوا علیہا السلام دونوں روتے ہوئے کہنے لگے جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے قَالَا رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَ اِنْ لَّمْ تَغْفِرْلَنَا وَ تَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ. ترجمہ: آدم و حوا علیہما السلام نے کہا اے رب ہمارے ہم نے خراب کیا اپنی جان کو اور اگر نہ بخشے تو ہم کو اور ہم پر رحم نہ کرے تو ہم ہو جائیں نامراد۔اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَالَ اهْبِطُوْا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ وَ لَكُمْ فِى الْاَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَّ مَتَاعٌ اِلٰى حِيْنٍ. ترجمہ: کہا تم اُترو ایک دوسرے کے دشمن ہوئے اور تم کو زمین میں ٹھہرنا ہے اور کام چلانا ایک وقت تک۔اور کہا اسی میں جیو گے اور اسی میں مرو گے اور اسی سے نکالے جاؤ گے۔

آدم علیہ السلام میدانِ عرفات میں جبلِ رحمت پر آرام کے واسطے جب بیٹھے حوا علیہا السلام کو دیکھا کہ جدے کی طرف سے آتی ہیں۔انہوں نے اُٹھ کر اُن کو گودی میں اُٹھالیا اور دونوں زار زار رونے لگے۔چنانچہ رونے سے اُن کے آسمان کے فرشتے بھی روئے۔پس دونوں نے آسمان کی طرف نگاہ کی اور خدائے تعالیٰ نے حجاب کو اُن کی آنکھوں سے اُٹھالیا تب اُنہوں نے عرش کی طرف نظر کی جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا: فَتَلَقّٰى اٰدَمُ مِنْ رَّبِّهٖ كَلِمٰتٍ فَتَابَ عَلَيْهِ. ترجمہ: پھر سیکھ لیں آدم نے اپنے رب سے کئی باتیں پھر متوجہ ہوا اُس پر اور حق وہی ہے معاف کرنے والا مہربان۔اور ساقِ عرش پر یہ کلمہ لکھا تھا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔تب آدم علیہ السلام نے کہا یا رب برکت سے اُس نام کی جو تیرے نام کے ساتھ ہے گناہ ہمارے بخش دے اور توبہ ہماری قبول کر۔

(اقتباسات از کتاب خلاصۃ الانبیاء ترجمہ اردو قصص الانبیاء ۱۲۷۶ھ)

ہیں کتنے راز پنہاں حضرتِ انسان میں دیکھو
مشیت کار فرما ہوگئی تخلیقِ آدم میں

دین کا تخم توبہ ہے

حضرت مخدوم نے فرمایا کہ دین کا تخم توبہ ہے اللہ تعالیٰ نے ایک قانون بنا دیا ہے کہ اگر ایک شخص دس ہزار سال تک کفر وعصیاں میں آلودہ رہا ہو لیکن جیسے ہی وہ توبہ کرلیتا ہے اور لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ صدق دل سے پڑھ لیتا ہے دس ہزار سال کے اُس کے تمام کفر ایک لمحہ میں مٹ جاتے اور ختم ہو جاتے ہیں گویا وہ ابھی پیدا ہوا ہو، اسی طرح اگر کوئی فاسق اپنی ساری زندگی گناہ و بدکاری میں مبتلا رہا ہو لیکن اگر اُس نے کسی نیک ساعت میں اپنے گناہوں اور فسق و فجور سے توبہ کرلیا تو اُس کے تمام گناہ معاف ہو جائیں گے۔ اور اس طرح دھل جائیں گے جیسے کپڑا صابون سے دُھل کر صاف ہو جاتا ہے۔

تمام انبیاء اور اولیاء کا سرمایہ یہی توبہ ہے اس لئے کہ انسان لغزش اور بھول سے مرکب ہے۔ توبہ ہی ان لوگوں کی پناہ گاہ ہے۔ جیسے ہی کہ وہ توبہ کر کے خدا کی طرف لوٹ جاتے ہیں پھر وہ بالکل صاف ستھرے اور روشن ہو جاتے ہیں۔

اگر توبہ نہ ہوتی تو کوئی مقربِ بارگاہِ ایزدی نہ ہوتا۔ اولیاء اور انبیاء سب اپنے مقام پر اسی توبہ ہی کی وجہ سے پہنچے۔

(از کتاب ''جوامع الکلم'' ملفوظات حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودرازؒ صفحہ: ۱۵۷)

یہ سائبانِ شفاعت ہے دوڑتے آؤ
پناہِ آخری روزِ شمار ہے کلمہ

قولِ ثابت کلمہ طیبہ

ازکتاب ''مقالاتِ طاہر''علمی واحسانی مضامین ومقالات مع حالات
رئیس العلماء تقدس مآب حضرت علامہ
سیدشاہ طاہررضوی قادری رحمۃ اللہ علیہ صدرالشیوخ جامعہ نظامیہ

یُثَبِّتُ اللّٰہُ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا بِالۡقَوۡلِ الثَّابِتِ فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَ فِی الۡاٰخِرَۃِ

(سورۃ ابراہیم ۱۴، آیت:۲۷)

ترجمہ:حق تعالیٰ ایمان والوں کے قول کوقولِ ثابت یعنی کلمہ طیبہ
لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہِ کے ذریعہ ثابت قدم رکھے گا۔

کلمہ یا کلام:عربی قواعد کے مطابق ایک لفظ کوکلمہ کہتے ہیں۔لا الہ الا اللہ میں چار لفظ ہیں محمد رسول اللہ میں تین لفظ ہیں جملہ سات الفاظ ہوئے چونکہ دو یا دو سے زیادہ لفظ ہوں تو اس کوکلمہ نہیں کلام کہتے ہیں اور یہاں سات لفظ ہیں کلام کہنا چاہیئے کلمہ کیوں کہتے ہیں؟اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث شریف میں آیا ہے ہر چیز کا ایک ظاہراور ایک باطن ہوتا ہےاور قرآن کی ہرآیت کا ایک معنی ظاہری اور ایک معنی باطنی ہے۔اور ہر چیز کا دل ہےاور قرآن کا دل سورۃ یٰسٓ ہے۔تولا الہ الا اللہ ظاہر میں کلام ہے کیونکہ ایک سے زیادہ الفاظ ہیں اور باطن میں یہ کلمہ ہے کیونکہ اس کلمہ کا مصداق ایک ہی ذات حقیقت واحدہ ہے اس باطن کا لحاظ کرتے ہوئے کلمہ ہے۔

نفی واثبات:دوسرا سوال یہ کہ کلمہ میں نفی واثبات کیوں لایا گیا۔سادہ سیدھا اللہ الہ کیوں نہیں ہے۔تواس کا جواب یہ ہے کہ سادہ لاتے تو معبودانِ باطلہ کی نفی نہیں ہوتی جس طرح کہا جاتا ہے فلاں شخص اس شہر میں عالم ہے تو کسی اور کے عالم ہونے کی نفی نہیں ہورہی ہے اور نفی اثبات کے ساتھ کلام کیا جائے تو یوں کہا جائے گا نہیں ہے کوئی عالم اس شہر میں سوائے فلاں شخص کے اسی طرح اللہ الہ کہتے تو کسی اور کے الہ ہونے کا

احتمال تھا لہٰذا نفی اثبات لایا گیا۔نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے۔تو کسی اور کے الہ ہونے کا احتمال ختم ہو گیا چونکہ کلمہ عربی زبان میں ہے اور لا سے نفی الا سے اثبات کی تاکید مقصود ہے اور لا الہ میں بہت بڑی تاکید ہے۔اس سے کم درجہ کی تاکید ما اور الا سے ہوتی ہے۔جیسے وما محمد الا رسول خدا اپنے لئے لا الہ سے شروع کیا پھر لا الہ میں لا نفی جنس ہے اس لئے زبر دیتا ہے جیسے لا حول ولا قوۃ میں زبر آیا سب کی نفی کر دیا یعنی معبودانِ باطلہ ہو یا معبودِ برحق ہو مگر یہاں معبودِ برحق کی نفی نہیں ہوتی اس لئے کہ اس کا وجود حقیقی ہے اور وجودِ حقیقی نفی کو قبول ہی نہیں کرتا اب یہاں غور طلب بات یہ ہے کہ نفی سے عدم محض کی نفی مراد نہیں کیوں کہ عدم محض وہ ہے جس کا وجود ہو نہ ثبوت۔نفی جب ہی ہوگی جب کہ وجود یا شہود ہو اور نفی خدا کی نہیں ہو رہی ہے کیونکہ خدا کا وجود حقیقی ہے۔جو نفی کو قبول ہی نہیں کرتا لہٰذا کوئی لا الہ پڑھا اور الا اللہ نہیں پڑھا اور روح نکل گئی اور یہ ملحوظ جو بتایا گیا تو وہ ایمان کے ساتھ گیا۔

عدمِ اضافی و وجودِ اضافی: تیسرا سوال یہ کہ نفی اثبات کا دارومدار کس پر ہے۔اس کا جواب یوں ہے کہ نفی اثبات کا دارومدار عدمِ اضافی اور وجودِ اضافی پر ہے۔عدمِ اضافی وہ ہے جس کا ثبوت ہو وجود نہ ہو اور وجود اضافی وہ ہے جو عدم سے وجود میں آیا ہو۔یعنی اس کا وجود حقیقی نہ ہو۔تو یہ خلاصہ نکلا مرتبہ ثبوت سے یعنی عدمِ اضافی سے نکالے تو وجودِ اضافی کا اثبات ہوا۔اور وجودِ اضافی کی نفی کرے تو عدمِ اضافی کا ثبوت ہوا۔

دو کفر اور چار شرک کا مطلب: اگرچہ کلمہ میں نہ شرک ہے نہ کفر یہ کلمۂ توحید ہے مگر دیگر اعتبارات کا لحاظ کرتے ہوئے دو کفر اور چار شرک کا اعتبار آتا ہے۔کفر اس طرح کہ لا الہ میں خالق کی نفی کی جائے تو ایک کفر آ گیا۔مخلوق کی نفی کی جائے تو دوسرا کفر آ گیا۔ کیونکہ مخلوق کی نفی مستلزم ہے۔خالق کی نفی کو جس طرح مصنوع کی نفی مستلزم ہے صانع کی نفی کو یعنی مخلوق کی نفی سے خالق کی نفی ہوئی۔اور خالق کی نفی سے اس کے الہ ہونے کی نفی

ہوئی (الہ یعنی معبود) جو الہٰ نہیں وہ خالق نہیں اس طرح دوسرا کفر آیا۔ اور چار شرک کا اعتبار اس طرح سے۔

۱) اللہ کے سوا کسی اور کو معبودِ حقیقی جانا

۲) اللہ کے سوا کسی اور کو مقصودِ حقیقی جانا

۳) اللہ کے سوا کسی اور کو مشہودِ حقیقی جانا

۴) اللہ کے سوا کسی اور کو موجودِ حقیقی جانا

کیوں کہ

خدا ہی حقیقی معبود ہے

وہی حقیقی مقصود ہے

وہی حقیقی مشہود ہے

وہی حقیقی موجود ہے

کلمہ شریعت

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلمہ طریقت

لَا مقصود الا اللہ محمد عند اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلمہ معرفت

لا مشهود الا الله محمد نور الله (صلی اللہ علیہ وسلم)

کلمہ حقیقت

لا موجود الا الله محمد معلوم الله (صلی اللہ علیہ وسلم)

حقیقت طور لطائف خمسہ کو کسی بزرگ نے اس طرح بیان کیا ہے وہو ہذا

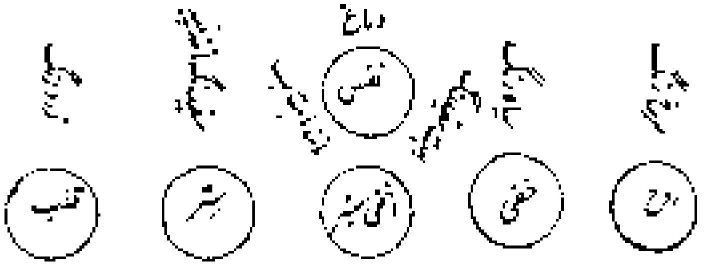

زیر پستان راست - درمیان اشع واخفی - درمیان سینہ - درمیان قلب واخفی - زیر پستان چپ
بطریق مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ۔

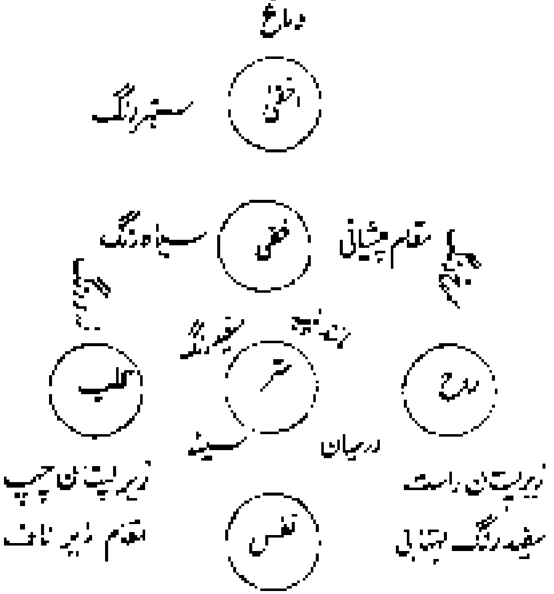

حقیقت طور لطائف خمسہ کو کسی بزرگ نے اس طرح بیان کیا ہے وہو ہذا

راہِ تصوف

تصوف نام ہے احسان کا اخلاص و حکمت کا
تصوف دیکھئے پاکیزہ ورثہ ہے قدامت کا
زمانے میں حسن بصری کے صوفی نام رائج تھا
ابو ہاشم ہیں صوفی باصفاء اسلامی عظمت کا
ہو صوفی باعمل تو خانقاہیں اب بھی روشن ہیں
تقاضہ ہے شریعت کا طریقت کا حقیقت کا
فقہ کو چھوڑ کر راہ تصوف بے معانی ہے
محقق دونوں راہوں کا امیں خلوت کا جلوت کا
حضور پاکؐ سے تا انبیاء تا حضرتِ آدم
یقیں اصحاب سے اب تک ہے جاری فیض صحبت کا
مذاہب ملتیں ادوار ماضی اور مستقبل
سبھی سیراب ہوتے ہیں یہ ہے دریا سخاوت کا
ادب تہذیب صُوفی کی علامت پیش کرتا ہے
اِسی میں ایکتا قوموں کی، ہے یہ درس وحدت کا
بلا تفریق سب کو مل رہا ہے بادۂ اُلفت
چلے آؤ کُھلا ہے خانقاہ شاہِ ولایت کا
زہے تقدیر کہ ہر حال میں بندہ نوازی ہے
غلامِ خیؔر ہے صاحب شرف پایا خلافت کا

اربع عناصر کشف القلوب

سیزدہ رسالہ حافظ الاحبا صفحہ۴۰ حافظ الاحبا صفحہ۲۲

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

واضح ہو کہ یہ رسالہ اربع عناصر الوجود حضرت آدم صفی اللہ علیہ السلام و برزخِ محمدی روح انسان بنیاد راز و نیاز ہے۔ جان ایسے عارف وجود حضرت آدم علیہ السلام اول شریعت خاک واجب الوجود منزل ناسوت، عبادتِ ذکر جلی پیر مہتر جبرئیل گھر دل مقام حضرت مولیٰ علی رضی اللہ عنہ دروازہ منہ ہے۔ دوم مقامِ طریقت باد ممکن الوجود منزل ملکوت عبادت ذکر قلبی پیر مہتر اسرافیل، گھر پسلیاں مقام حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ دروازہ زیرِ ناف ہے۔ سویم مقام عناصر تن حقیقت آتش ممتنع الوجود منزل جبروت عبادت ذکر خفی پیر مہتر عزرائیل، گھر پتہ مقام امام حسین رضی اللہ عنہ دروازہ کان ہے۔ چہارم مقام عناصر تن معرفت آب عارف الوجود منزل لاہوت عبادت ذکر سری پیر مہتر میکائیل گھر کلیجہ مقام حضرت خاتونِ جنت دروازہ آنکھیں۔ پنجم عناصر ضعیف خالی واحد الوجود منزل ہاہوت عبادت ذکر روحی پیر مہتر عزرائیل گھر شاہ رگ مقام محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم دروازہ ناف۔

سوال: اگر تیرے تئیں کوئی پوچھے کہ تیرے تن میں من عرف کا مقام کونسا ہے؟

جواب: بول اول مغز، دوم سینہ، سوم ناف، چہارم کمر۔

سوال: تن میں تیرے یہ چار مقام کس عزم سے رہتے ہیں؟

جواب: بول مغز میں خدا ہو کر رہتا ہے۔ دوم سینہ میں محمد ہو کر رہتے ہیں۔ سوم ناف میں بندہ ہو کر رہتا ہے۔ چہارم کمر میں جو ہر ہو کر رہتا ہے۔

سوال: اگر کوئی پوچھے یہ چاروں کا مقام کیا ہے؟

جواب: بول ایک اللہ ہزار نام پیر و پیغمبر اولیاء انبیاء غوث قطب۔ من عرف نفسہ فقد عرف ربّہٗ۔

سوال: زبان کیا بولتی ہے، اُوپر کا لب کیا بولتا ہے اور نیچے کا لب کیا بولتا ہے؟
جواب: بول اُوپر کا لب لَا اِلٰـهَ بولتا ہے، نیچے کا لب اِلَّا اللّٰه بولتا ہے اور زبان مُحَمَّد بولتی ہے، تمام دانت رَسُوْلُ اللّٰه بولتے ہیں۔

سمجھ اے عارف اول وجود و واحد الوجود ہے۔ دوسرا ممکن الوجود ہے۔ تیسرا ممتنع الوجود ہے، چوتھا عارف الوجود ہے، پانچواں واجب الوجود ہے۔ واجب الوجود کہنا، ممکن الوجود پھرنا، ممتنع الوجود دیکھنا، عارف الوجود بوجھنا، واحد الوجود بے خود رہنا، ناسوت کا مقام وجود، ملکوت کا مقام دل، جبروت کا مقام روح، لاہوت کا مقام سر، ہاہوت کا مقام نور، سیاہوت کا مقام ذات ہے۔

جاننا چاہئے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے سات طبق آسمان، سات طبق زمین پیدا کیا ہے۔ اس سبب خاک سے نباتات کو پیدا کیا اور اس نباتات سے حیوانات کو ظاہر کیا اور حیوانات سے انسان کو کامل پیدا کر کے اس کو چار قسم کی روح عطا فرمایا۔ اول روح جمادی، دوم روح نباتی، سوم روحِ حیوانی، چہارم روح انسانی۔ اسی طرح روحوں کو پیدا کر کے پانی سے اس کو تازگی بخشا۔ اور روحِ قدسی بیچ اس کے داخل ہے اور بیچ اس کے روح صورتِ حیوانی ہے اور نباتی نفس ہے اور روحِ انسانی عقل ہے اور قالب مانند شیشے کے ہے اور روحِ انسانی مانند روغن کے ہے۔ صفائی سے صفائی اور لطافت سے لطافت پاتی ہے دیکھتی اور جانتی ہے جیسا کہ نور انوارِ الٰہی سے پیوست ہے۔ اسی وجہ سے بیچ مقام جبروت کے نشستہ ہے۔

سوال: اگر کوئی پوچھے کہ نور کی شناخت کیا ہے؟
جواب: بول اول پہچانت وجود کی چاہئے۔ دوسری پہچانت موجود کی۔ تیسری پہچانت پہچاننا دم کا جو اندر آتا ہے اور باہر جاتا ہے۔

سوال: جو دم اندر جاتا ہے کیا ذکر کرتا ہے اور جو دم باہر آتا ہے کیا ذکر کرتا ہے؟
جواب: بول جو دم اندر جاتا ہے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه کہتا ہے اور جو دم باہر آتا ہے مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـه کہتا ہے۔ اور جو دم ہے آدم صفی اللہ ہے۔ اسی طرح دم بالا سے روح سوار ہے۔ سالک اس دم کو جانتے ہیں اور اس کے فعل کے ماہر ہیں۔ جو کوئی اس دم

کی کیفیت نہیں جانتا ہے مثال اس کی چارپایہ کی ہے اور جس نے اپنے کو فراموش کیا گویا خدا کو فراموش کیا۔ خدا تعالیٰ توفیق نیک عمل کی دے۔ یہ رسالہ حضرت عثمان ہارونی رضی اللہ عنہ سے ہے۔ اس میں بہت کچھ کہا گیا ہے:

یادِ خدا بھی شادؔ رہے ہر نفس کے ساتھ جو سانس لے رہے ہو کہیں آخری نہ ہو

شادؔ

دروازۂ حیات پہ ہر دم ہو باخبر دستک لگا رہی ہے کہیں موت ہی نہ ہو

صاحبؔ قدیری

ہر سانس زندگی کی متاعِ عظیم ہے
اے دل عطائے خاص ہے فضلِ کریم ہے

صاحبؔ قدیری

کلمے میں کل جہان ہے یہ راز پایئے
ذکرِ حبیبِ پاک سے دم کو سجایئے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رسالہ کشف القلوب

بعد حمد خدا و نعت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ واصحابہٖ وسلم۔ سمجھ اے عارف! عین پہچانت خدا کی ہے سو کیا ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مَنْ عَرَفَ نَفْسَهٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهٗ. جس نے پہچانا اپنی روح یعنی اپنے نفس کو پس تحقیق اس نے پہچانا خدا کو۔ اس نور کو نورِ محمدی کہتے ہیں۔

سوال: علم الیقین کس کو کہتے ہیں؟

جواب: علم الیقین علم یقینی ہے جو مرشدِ کامل سے حاصل ہوتا ہے جو سب شکوک کو کھو کر درجہ یقین کو پہنچاتا ہے۔ قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ اَلْعِلْمُ الْیُقِیْنِ وَهُوَ عِلْمٌ یُعْرَفُ بِهٖ وَ اَحْوَالُ الْبَدَنِ کُلُّهَا بِالْیَقِیْنِ بِحُضُوْرِ الْمُرْشِدِ الْکَامِلِ وَ هٰذَا مُرْتَبَةُ الْمُرِیْدِ الْمُبْتَدِیْ.

سوال: عین الیقین کیا ہے؟

جواب: علمِ شہود کو کہتے ہیں۔

سوال: حق الیقین کس کو کہتے ہیں؟

جواب: علمِ ذاتی جو تحریر و تقریر سے باہر ہے۔ اگر پیر زندہ دل ملے تو کام چلے۔

اے فقیر جان اور خوب بوجھ کہ جو تیرے خاکی تن میں دوسرا ایک تن ہے روحانی اس کی صورت تیری ظاہر کی سی صورت ہے لیکن اس تن کو مرنا اور فنا ہونا نہیں اور وہ تن گلائے تو گلتا نہیں اور توڑو تو ٹوٹتا نہیں اور کاٹو تو کٹتا نہیں اور جلائے تو جلتا نہیں اور ڈبائے تو ڈوبتا نہیں۔ اصل میں اس کی پیدائش نور سے ہے۔ وہ نور پاک خاص منزہ ہے جس طرح فانوس میں چراغ کی روشنی نظر آتی ہے۔ اسی طرح وہ تن میں روشن ہے۔ اس سے تن کی آبادبستی ہے اور وہ وقت خواب کے سیر کو نکلتا ہے۔ اسے روحِ سفلی اور جاری ممکن کہتے ہیں۔ یہ روح میثاق کے روز پیدا

ہوئی۔حق تعالیٰ نے اس روح کو بلا کر پوچھا کہ الستُ بربّکم کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔
روحانیوں نے جواب دیا قالوابلٰی یعنی بے شک تو ہمارا پروردگار ہےاور روح اسی تمام اعضاء
کے ساتھ صورت وشکل پکڑ کر تیرے جسم کے بیچ پھرتی ہے اور ہلنا، چلنا، دیکھنا، سننا، جاگنا،
سونا، چمکنا سب اسی سے ہے۔اور ہر ایک چیز کی لذت اور ذوق لینے ہارا اور تکلیف اور درد
دینے ہارا وہی ہے اور جسم سے باہر بھی وہی سیر کرتا ہے۔زمین وآسمان،عرش کرسی اور تحت
الثریٰ تک ایک ساعت میں سیر کرآتا ہے اور جب کہ روحِ علوی نکل جائے سومردہ ہے۔
روح علوی کے نکلنے کوموت کہتے ہیں اور روحِ سفلی ہمیشہ سیر میں پھرتی ہے۔ایک لحظہ ایک جگہ
ایک چیز پر اس کا مقام نہیں رہتا۔وہ لحظہ میں تمام جہان کی شکل ہوتی ہے۔نہ ظاہر نہ باطن
سب جائے دیکھتی ہے۔

اور روح علوی وسفلی خاص تیرے تن کے درمیان برزخ ہےاور صورت وشکل لطیف و
کثیف اس کی یا دوسرے کی جو تیرے باطن میں دیکھتی ہے،سووہ سب وہی ہے اور باطن کی
جو جس میدان میں یہ صورتیں بنی ہیں اور سیر کرتی ہیں سواس میدان کو دل بولتے ہیں۔جوکہ
آئینہ صفائی میں صورتیں بنی ہیں اور اس نورانی تن کی آنکھیں سب چیز دیکھتی ہیں اور زبان
ناک وکان اور باقی سب اعضاء بھی اس کے لطیف ہیں۔منہ بند مگر دل اس کا بات کرتا ہے،سو
منہ اس کا ہے، یہ پاؤں اس کے ہیں اور ظاہر آنکھیں بند باطن میں کشادہ جوتن کی آنکھوں سے
دیکھے گا اسے دیدار ہوگا۔اسی تن سے قبر میں سوال وجواب،حساب وکتاب اور حشر بھی ہوگا اور
اسی کے واسطے بہشت اور دوزخ ہے۔اے طالب دیدار خدا کا تجھے لازم ہے تو اسی خاکی تن
سو بندگی اور یادِ خدا کیا کرے گا۔اسی کو طریق بولتے ہیں۔

اے طالب، یہ تن کا بیان خوب جان اور یقین کر اور آنکھوں سے دیکھ، جو آپ ہی
بہرتن ہوکر اسی تن سے برات کرنا اور خالی وقت خالی جائے میں وضو کر کے دوگانہ نفل نماز
گزار،منہ طرف قبلہ کے۔کر ذکر جلی زبان پر رکھ اور تمام اعضاء سے اور دم سے تھوڑے وقت
ہاتھ پاؤں حرکت سے باز رکھ۔زبان خاموش اور آنکھیں بند اور کان غیر سماعت سے باز کر

کے بندگی کر،کوئی خطرہ دل میں نہ لا، یا اپنے پیر کی صورت مرید ہوتے وقت جس طرح دیکھا تھا اسی طرح دیکھ۔اپنے روحانی تن کو جس طرح سیر میں پاتا ہے اسی طرح نظریں لا کر دیکھ۔ کوئی خطرہ دل میں آنے نہ دے۔اسی طرح فراموش ہو کہ اگر کوئی سوئی چبھودے تو معلوم نہ پڑے۔اس طرح بندگی میں وصل ہو۔اسی خاکی تن کا جامہ ہے اور زبان اور منہ ہے سو اسی سے ہمیشہ اللہ اللہ بلند آواز سے کہا کر اور اسی طرح دل کو رجوع کر کے اللہ تعالیٰ میرے سامنے حاضر و ناظر ہے دیکھتا ہے اور سنتا ہے، یہ اعتقاد دل میں محکم کر کے بلند آواز سے اللہ اللہ کر۔ اس کی آواز کانوں سے سُن ، آنکھوں سے دیکھ کہ اس میں کیا نظر آتا ہے۔اللہ مرشد ہے، اللہ مُرید ہے، اللہ کریم ہے اور اللہ کلیم ہے۔تحقیق کہ یہ نوّ ونہ (۹۹) نام اللہ کے ہیں۔ان ناموں کے معنوں کو تصور کرنا اس کو ذکرِ قلبی کہتے ہیں۔یہ ذکر بغیر مرشد حاصل نہیں ہوتا۔اسی طرح یاد خدا کر تب تیرے دل کا خطرہ ٹوٹے اور آخرت کا احوال اور مقام ملکوت کا تجھے کشف ہوگا تو بہت لذتیں اٹھائے گا۔ تجھے تمام شئے اس عالم کی نظر آئے گی۔اپنے دل کو ہمیشہ ایسے شوق میں رکھ اور نماز آبِ زمزم سے یا حوضِ کوثر سے وضو کر کے عرش پر اپنے پیر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ یا جمیع انبیاء اور اولیاء مومنین کے ساتھ جماعت سے پڑھ۔قرأت قرآن و رکوع و سجود قاعدہ و قیام با اطمینان ادا کر۔وقتِ نماز بھی یہی تصور رکھنا، غیر چیز کا خطرہ دل میں آنے نہ دینا، اپنی موت کو یاد کرنا۔اسی کو حضورِ دل بولتے ہیں۔اے طالب یہ باتیں بغیر مرشد کامل حصول نہ ہوگی۔وماتوفیقی الا باللہ علیہ توکلت و الیہ انیب.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد حمدِ خدااور نعتِ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ واصحابہٖ وسلم کے ظاہر ہوئے جو ہر ایک کوفرض ہے۔ یہ تین حال پر ایمان لانا جو حقیقت میں کلمۂ توحید پڑھتا ہے وہ مومن برحق ہوتا ہے۔ جو کوئی یہ تین حال پر ایمان نہیں لاتا اور زبان سے کلمہ پڑھتا ہے وہ مومن نہیں ہوتا۔ جو کوئی یہ تین حال سے واقف ہوتا ہے وہ ولی خدا کا ہوتا ہے۔

حالِ اول: یہ ہے جو معلوم کرنا ہے جو نہیں سو خود نہیں ہے اور ہے سو اللہ ہے۔ اللہ تعالیٰ واسطے ظہور اسماء اور صفات کے اسی نیستی ذاتی کو جو صورت لطیفہ کی دیا اور اس نطفہ کو رحم میں لاکر علقہ کیا بعد مضغہ کیا بعد استخواں پر اس کے گوشت کا لباس پہنا کر دیکھا تو نہ نجس ہے اور مردہ ہے اور جاہل ہے، عاجز ہے مضطر ہے بوڑھا ہے اور اندھا ہے اور مُگا ہے اور بے حس وحرکت ہے۔ جب حق تعالیٰ اس پر رحم کی نظر فرما کر روحِ حیوانی جو پرتو روحِ انسانی کا ہے اس میں داخل کیا اور اس عالم میں اس کو لایا، قویٰ حسّی اور نفسانی وحیوانی پرتو سے روحِ انسانی کے بدن میں ظہور پائے وہ مردہ زندہ ہوا اور جاہل عالم ہوا اور عاجز قدرت پایا اور مضطر مختار ہوا اور بہرہ سماعت پایا اور اندھا بینائی پایا اور مُگّا کلام میں آیا۔ حق تعالیٰ حاجتیں اس کی روا کیا اور اس کو بزرگی دیا۔ جو اپنے کو جانے خالق کو پہنچانے۔

اے عزیز! اس بدن میں روح حیوانی کا بدن ہے تب یہ بدن زندہ ہے۔ اس آنکھ میں وہ آنکھ ہے تب وہ دیکھتا ہے۔ اس کان میں وہ کان ہے تب سنتا ہے، اس منہ میں وہ منہ ہے تب بات کرتا ہے، اس ہاتھ میں وہ ہاتھ ہے تب لیتا دیتا ہے، اس پاؤں میں وہ پاؤں ہے جو چلتا پھرتا ہے۔ اس بدن سے وہ بدن کیا وہ مردہ ہے۔ یعنی عدم اول صورت جماد کی پایا، بعد نباتات میں آیا پھر حیوان میں آکر تجلی سے انوار صفات کے انسان ہوا ہے۔ اس واسطے مظہر ذات اور صفاتِ حق کا انسان ہے۔ اور مظہر صفات حق کا روح ہے اور مظہر روح کا دل ہے اور مظہر دل کا جسم ہے اور مظہر جسم کا سایہ ہے۔ یعنی سایہ کو حرکت جسم سے ہے اور جسم کو حرکت دل سے ہے اور دل کو حرکت روح سے ہے اور روح کو

حرکت حق سے ہے یعنی انسان مظہر اللہ کا ہے۔ مظہر حیؔ کا ہے، دل مظہر علیم کا ہے، نفس مظہر مرید کا جسم مظہر قدیر کا، چشم مظہر بصیر کا گوش مظہر سمیع کا، زبان مظہر کلیم کا ہے۔ اسی طرح ہر اعضاء اور حرکت مخلوقِ خدا کا ہے اور مظہر ایک ایک اسم کا ہے۔ بوجھنا اور شکر احسان اللہ کا بجالانا اور ذلّت وخواری اپنی نظر میں رکھنا اور تمام چیز اں اپنے میں عاریت ہیں۔ جاننا اس واسطے حق تعالیٰ امتحان کرنے کے لئے پیغمبر کو روانہ کیا ہے اور قرآن شریف دیا ہے اور موت اس پر بھیجا ہے اور اس کو اول کے سیری کا بناتا ہے تا بندگان جانیں جو خالق اپنا وحدہٗ لاشریک ہے اور لطیف ہے اور قادر ہے اور حسی ہے اور قیوم ہے۔ سب کمال اس کو ہیں اور تمام نقصان ہم کو ہے۔ پھر حق تعالیٰ اس مردے کو زندہ کرتا ہے اور حشر میں لاتا ہے اور شاہدی سے اس دو گواہ کے حساب اس سے لیتا ہے۔ یہ جیسا کیا ویسا پاتا ہے۔

حال دوسرا: یہ ہے جو اللہ کو تو وجود ذاتی ہے اور صفات اس کے نہ عین ذات ہیں نہ غیر ذات ہیں۔ عالم کو وجود عارضی اور زاید برذات ہے اور صفات عالم بھی زاید برذات ہے۔ یعنی وجود تمام پرتو وجود حق کا ہے اور حیات تمام عالم کی پرتو حیات حق کی ہے اور علم تمام عالم کا پرتو علم حق کا ہے اور ارادہ تمام عالم کا پرتو ارادہ حق کا ہے اور قدرت تمام عالم کی پَرتو قدرت حق کی ہے اور سماعت تمام عالم کی پرتو سماعت حق کی ہے اور بصارت تمام عالم کی پرتو بصارت حق کی ہے اور کلام تمام عالم کا پرتو کلام حق کا ہے۔ باقی حال اس نہج پر بوجھنا ہے۔

حال تیسرا: یہ ہے جو تمام عالم مظہر اسماء وصفات خدا کے ہیں۔ ظہور ہر اسم کا اس طور پر بوجھنا ہے۔ ماں باپ بچوں کے ساتھ جو محبت رکھتے ہیں اور دوست دوست کے ساتھ دوستی رکھتا ہے ودود کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم آپس میں جو کچھ دشمنی رکھتے ہیں ''قاہر'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ عزت و بزرگی پاتے ہیں اور رکھتے ہیں ''عزیز'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ لذت پاتے ہیں اور خواری میں رہتے ہیں ''مذل'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ نماز کرتے ہیں روزہ رکھتے ہیں ''معبود'' کا ظہور ہے جاننا اور جو لوگ مسلمان ہوئے

ہیں ہوتے ہیں ''ہادی'' کا ظہور ہے جاننا اور جو لوگ کہ کافر ہوئے ہیں ہوتے ہیں ''مضل'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ نفع پاتے ہیں ''نافع'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ نقصان پاتے ہیں ''ضار'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم سے جو کچھ کہ بول و براز دفع ہوا یا ہوتا ہے ''دافع'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ دھوتے ہیں اور وضو اور غسل کرتے ہیں ''طاہر'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ مرتے ہیں ''ممیت'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ جیتے ہیں ''محی'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ حاصل کرتے ہیں ''علیم'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ چاہتے ہیں ''مرید'' کا ظہور ہے جاننا۔ اور عالم جو کچھ کہ کرتے ہیں اور چلتے ہیں ''قدیر'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ سنتے ہیں ''سمیع'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ کہتے ہیں ''کلیم'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ دیکھتے ہیں ''بصیر'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ لباس پہنتے ہیں ''ستار'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں ''رزاق'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ ہوئے ہیں ہوتے ہیں ''خالق'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ دیتے ہیں ''معطی'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ لیتے ہیں ''قابض'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم جو کچھ کہ راحت پاتے ہیں ''باسط'' کا ظہور ہے جاننا اور عالم میں جو کچھ کہ ضائع ہے ''ضائع'' کا ظہور ہے جاننا اور آسمان کو ''بدیع'' کا ظہور جاننا اور زمین کو ''عدل'' کا ظہور ہے جاننا۔

اے عزیز! اس نہج پر ہر چیز ایک ایک نام کا ظہور رکھتی ہے اور ظہور ایک نام کا تابع دوسرے نام کے ہوتا ہے واقف ہونا۔ جو کوئی یہ تین حال سے واقف ہوا وہ ولی خدا کا ہوا، اس کو جنت ہے اور دیدار خدائے تعالیٰ کا ہے۔ شعر

اس عقائد کو لکھا سیّد حیاتؒ یاد اس کو جن رکھا پایا نجات
جان باب المغفرت ہے اس کا نام مصطفیؐ پر ہوں درود اور سلام

عزیزانِ ملت سے التماس ہے کہ پاکباز سالکان بلند فہم و اصلوں کے ارشادات کا معنوی معنی سمجھنے کے بعد اور کوئی عرفان کی طلب باقی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ عقل سلیم و فہم عظیم عطا

کرے۔حدیث تَفَکَّرُ فِیْ صِفَاتِ اللّٰہِ وَلَا تَفَکَّرُ فِیْ ذَاتِ اللّٰہِ. شعر ؎

نہیں ذات صفت سے جُدا سہی
یہ سمجھ نہیں سو گدا سہی

اس لئے علم کا جاننا فرض ہے ؎

بے علم نتواں خدا را شناس

تذکرۃ الاولیاء میں ایک بزرگ نے فرمایا، گھی زیادہ کھایا کرو۔دوسرے بزرگ نے کہا گھی زیادہ کھانے سے نفس جوان ہوگا۔ وہی بزرگ نے کہا اس لئے نہیں بلکہ گھی زیادہ کھانے سے عقل وفہم میں تازگی آئے گی اور خداوند کریم بھی خوب سمجھ میں آئے گا۔

ہادیانِ برحق نے ہمارے لئے کیسی کیسی ہدایتیں بخشی اور ہمیں کس کس ادا سے سمجھایا۔ قربان جائیں۔

عِلم کی حد سے پرے بندۂ مومن کے لئے
لذّتِ شوق بھی ہے نعمتِ دیدار بھی ہے

(اقبالؔ)

ظہورِ ششم

مرتبۂ انسان است

از میر حیات قبلہ رحمۃ اللہ علیہ

مرتبہ ہے آخری انسان کا
آہ جامع ہے سو وہ ہر شان کا

لفظ معنی مل کے ایک انسان ہے
یعنی دونوں مل کے ایک قرآن ہے

آئینہ ہے وہ جمالِ پاک کا
گرچہ ہے برقعہ اسے اس خاک کا

بھائی جان انسان ہے سو خاص نور
دو جہاں کا اس میں ہے پورا ظہور

ہے نہاں خورشید اس شبنم کے بیچ
ہفت دریا ہے عیاں اس نم کے بیچ

تو بصیرت کو سمجھ انسان کر
ہے وہ ربّانی لطیفہ خاص کر

وہ خلاصہ عالم ملکوت کا
وہ خلاصہ عالم جبروت کا

وہ مرکب تن سے ہے اور جان سے
جب خلافت اس کو ہوئی سبحان سے

دو جہاں اسباب ہے مقصود وہ
جب فرشتوں سے ہوا مسجود وہ

جب اُٹھایا وہ امانت کو صدا
مستحق کا ہے سو حق کرنا ادا

سب وسط کے بیچ وہ کرتا ہے کام
خلق ہونا نیک اس کو والسّلام

اس میں ہیں یہ چھ مراتب کا ظہور
جب عروجی سیر وہ لاتا ہے سور

جوں لیاقت ذات میں رکھتا ہے وہ
یوں بسایط مرتبوں کی اس کو ہو

مصطفیؐ کو ہے بساطِ باکمال
جب کیا ختمِ رسالت ذو الجلال

رسالہ

برزخ تلاوۃ الوجود حضرت آدم صفی اللہ
و
برزخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پنجتن پاک اجمعین

لَا	اِلٰہَ	اِلَّا اللّٰہُ	مُحَمَّدٌ	رَّسُوْلُ	اللّٰہِ
ذات	علیؓ	فاطمہؓ	حَسنؓ	حُسینؓ	تو
غیب	عشق	میں	دیکھتا پن	نظر آتا پن	تو
آدم	مومن	مسلمان	بندہ	انسان قول جان	فقیر
ناسوت	ملکوت	جبروت	لاہوت	ہاہوت	سیاہوت
مجاہدہ	مراقبہ	مشاہدہ	معائنہ	مکاشفہ	مغائبہ
پھول یعنی میوہ	گل	شاخ	پیڑ	جڑ	تخم
الف اللہ	لام جبرئیل	م محمد	الف اللہ	م احمد	میم مرشد
الف اللہ	لام محمد	میم مرشد	الف عشق	لام عاشق	میم معشوق
درشن ۱	درشن ۲	درشن ۳	درشن ۴	درشن ۵	درشن ۶

حضرت امام حسینؓ	حضرت امام حسنؓ	حضرت بی بی فاطمہؓ	حضرت علیؓ	حضرت محمد ﷺ
۵تن	۴تن	۳تن	۲تن	۱تن
جلی وسرّی	قلبی ونور	روحی وروح	سرّی ومحبت	خفی ودل
عناصر جبرائیل	عناصر اسرافیل	عناصر میکائیل	عناصر عزرائیل	عناصر عزازیل
بولتا پن یعنی آواز	ہوکتا پن	نظر آتا پن یعنی روشنی	سُنتا پن یعنی قیاس	خالی پناوجان
خاک منہ	بادناک	آب آنکھ	آتش کان	نوروذات
خاک کا جان پانی	بادی کا جان خالی	پانی کا جان آگ	آگ کا جان بارا	جان کا جان ذات
واجب کانفس امّارہ	ممکن کانفسِ لوّامہ	ممتنع کانفس مطمئنہ	عارف کانفس ملہمہ	واحد کانفسِ رحمانی
روح جاری	روح سفلی	روح ملکی	روح قدسی	روح علوی
نکتہ	جزم	نون	پیش	ک

خلاصہ کُن کے معنی یہ ہے کُن سے مراد کاف ن جزم پیش نقطہ کن فرمایا۔ سو یہ ہے کُن کے معنی کر یعنی پیدا کر ذات پنجتن یعنی کُن کے پانچ حروف ہوئے۔ یعنی کاف، سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم، پیش سے حضرت علی کرم اللہ وجہہ، نون سے حضرت بی بی فاطمہ زہراء رضی اللہ عنہا، اور جزم سے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ، نقطے سے حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ۔

اَفْضَلُ الذِّکْرِ

لَااِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

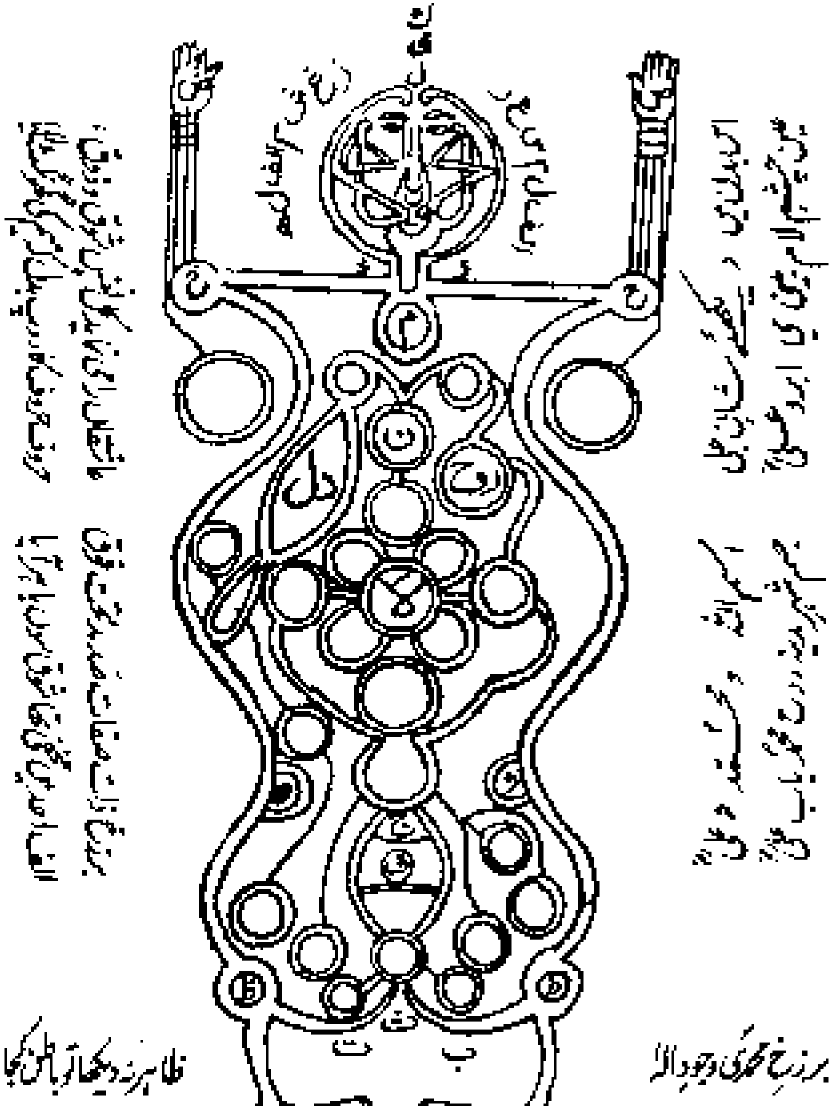

حروفِ تہجی کا ہے یہ خُلاصہ

ہے قطرے میں دریا نظر ہو تو پا تا

تشریح: تلاوت الوجود بست وہشت حروف ختم ختم قرآن اینست۔

سات شغل اس وجود میں ہیں۔ چنانچہ تفصیلِ ذیل یہ ہے۔

اول شغل: حرفِ یؔ کو قدم میں رکھے ہیں، دعوت اس کی یہ ہے۔ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا یَا اللّٰہُ. یعنی اے باری میرے قدم تیری عبادت کی طرف ثابت رکھ، میں تیری عبادت کے سوائے دوسری جانب نہ جاؤں۔

دوم شغل: ھؔ کو زانو میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے۔ھربٌ حلنًا یا اللّٰہ یعنی باری میرے زانوؤں کو تیری عبادت کے بغیر مت اُٹھا۔

سوم شغل: حرف وؔ کو ناف میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے وَ احْفَظْ اَنْفُسَ یَا اللّٰہ یعنی اے باری میرے دم کو تیرے ذکر سے نگاہ رکھ تا کہ تیری یاد کے سوائے دم خالی نہ جائے۔

چہارم شغل: نؔ کو سینے میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے۔نَوِّرْنَا بِالْحَقِّ یَا اللّٰہ یعنی اے باری یہ نعمتان ہیں جو نور میرے سینے میں رکھا ہے الٰہی اس نور سے مجھے نصیب کر۔

پنجم شغل: مؔ کو حلقوم میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے۔مِمَّا رِجُ اِیْمَانَنِیْ یَا اللّٰہ اے باری یہ میرے حلقوم کو ذکر سے الحاق بخش تا کہ شوق میرا تیرے ذکر سے باقی رہے اور موقوف نہ رہے۔

ششم شغل: حرف لؔ کو پیشانی میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے۔ لَفَسَقْنَا نُوْرُکَ یَا اللّٰہ اے باری تیرے ذکر کا نور ظاہر کر، اس سے عالم باطن کا مجھے نظر پڑے اور تو جہاں ہے وہاں میرا سر نجھایا جائے۔

ہفتم شغل: کؔ کو دماغ میں رکھے ہیں۔ دعوت اس کی یہ ہے۔ کَمَا مَنَا مَنَا یَا اللّٰہ یعنی

اے باری تعالیٰ میرے دماغ میں بوجھیج تیری محبت کی، اور باقی نہ رہے اول جسمانی سے خلاصی ہوئے کہ عارف اور مرید اور طالب اوران سات شغلوں کو واجب الوجود کے حوالہ کرے تاکہ شیطان اس میں داخل نہ ہو۔

بیان اٹھائیس حروف مشروطی حقیقت ختم قرآن تلاوۃ الوجود اس طور سے مندرج ہے۔ چنانچہ

۱) اول حرف الفؔ کی شکل زبان میں اس کا احدیت الٰہی پر دلیل سامع ہے۔

۲) حرف بؔ کی جائے سیدھے بیضے میں قرار ہے اور اس کا بریت وغیریت پر برہانِ قاطع ہے۔

۳) حرف تؔ کا مقام بائیں بیضہ میں مقام ہے۔ اس کا تصور تصدیق معرفت کی تکرار ہے۔

۴) حرف ثؔ کا مقام وحدیت کی جائے میں مقرر ہے۔ اس کا ثبوت ماسوی اللہ کا دم بھرنا ہے۔

۵) حرف جؔ کمر میں قرار پایا ہے اور اس کا جلال وجمال کے صفاتوں پر سردار ہے۔

۶) حرف حؔ سیدھے بازوؤں میں نمود ہے۔ اس کی حکمت حکیم مطلق پر سرشار ہے۔

۷) حرف خؔ بائیں بازوؤں میں مقرر ہے اس کے خیالات شرک دوئی دور کرنے والا ہے۔

۸) حرف دؔ اُوپر کے لب کو قرار دیئے ہیں۔ اس کی دلیل سکوت سے منزلِ مقصود پر پہنچنے والا ہے۔

۹) حرف ذؔ کو نیچے کے لب کو مقرر کئے ہیں اور اس کا ذکرِ خیر سے ذاکر مذکور ہے۔

۱۰) حرف رؔ سیدھے ابرو یعنی بھوں میں شکل بنا اس کا رافت اُلفت سے معمور ہے۔

۱۱) حرف زؔ بائیں ابرو میں شکل مقرر ہے۔ اس کا رکاوٹ قلب سے تزکیہ نفس کرتا ہے۔

۱۲) حرف سؔ سیدھے کان کی شکل بنا کے قائم ہے اس کی سلامتی سرّی وسرّہٗ کے ہے۔

۱۳) حرف شؔ بائیں کان سے شکل بنا کے قرار پائی ہے۔ اس کا شمس فلکِ ابتدا ہے۔

۱۴) حرف صؔ سیدھے ہاتھ کے پنجے میں شکل بنی ہے اس کی صلح کل کی ابتدا ہے۔

۱۵) حرف ضؔ بائیں ہاتھ کے پنجے میں موجود ہے،اس کی ضیاء نافع کے اوصاف سے خبردار ہے۔
۱۶) حرف طؔ سیدھے پاؤں کے گھٹنے میں شکل بنا کے موجود ہے، یہ اس کی ظاہر ومظہر میں نمودار ہے۔
۱۷) حرف ظؔ بائیں گھٹنے میں قرار پایا ہے۔اس کی ظاہر و باطن میں آشکار ہے۔
۱۸) حرف عؔ سیدھی آنکھ کی شکل رکھتا ہے۔اس کی عبادت آنکھ سے عین اور غیر پر ہوشیار ہے۔
۱۹) حرف غؔ بائیں آنکھ کی شکل ہے۔اس کی غیض وغضب سے غافلوں کو ڈراتا ہے کہ وہ عین وغین یہ دونوں حروف برزخ پنجتن سے نسبت چہرے کی رکھتے ہیں۔
۲۰) حرف فؔ کو گردن کے گرد میں جائے قرار دیئے ہیں۔اس کا فواد قلب کے فواید فَفِرُّوْا اِلَی اللّٰهِ کی راہ فقیروں اور امیروں کو بتاتی ہے۔
۲۱) حرف قؔ تالو میں قرار ہے۔اس کا عقبیٰ کی رحمت سے اور حرصِ دنیا کی زحمت بیان کرتا ہے۔
۲۲) حرف کؔ سر کا لپیٹا ہے۔اس کا کرم مولیٰ فیضان اور کرامت اولیاء کا احسان اعلان کرتا ہے۔
۲۳) حرف لؔ پیشانی میں موجود ہے۔اس کے لباس ظہور کثرت کا وجود وحدت پر ہر روز تازہ بہ تازہ نو بہ نو بتاتا ہے۔
۲۴) حرف مؔ حلقوم میں قرار پائی ہے۔اس کے مقامات سالکوں کے منزلِ ملکوت و جبروت میں بِحُكْمِ اللّٰهِ مُحْكَمٌ وَ اَيْنَمَا كُنْتُمْ بناتے ہیں اور اس میں برزخِ محمدی کا ظہور ظاہر دیکھتا ہے۔
۲۵) حرف نؔ سینہ میں داخل ہے۔اس کی نورانی اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰاتِ وَالْاَرْضِ کا ذکر خفی وجلی ہردم جاری رکھتا ہے اور اس نون سے شان نبوت کی ظاہر ہے۔

۲۶)حرف ھ ناک میں ھ کی شکل رکھتا ہے۔اس کی ھُوَ اللّٰہُ کے مشاہدہ مراقبہ سے منزلت دل میں یاد دلاتی ہے۔

۲۷)حرف و گردے کی شکل رکھتا ہے۔مقام وحدت جودم سازِ ذکر ہے۔

۲۸)حرف ی ہر دو قدم میں یعنی ایڑیوں میں اپنی شکل رکھتے ہیں۔اس کی یاد اللہ کے اور موت کے ہر ایک پڑھنے اور سننے والوں کو یاد دلاتی ہے کہ اے طالب ہر حرف ہر جاندار پر ہر ہر اشیاء پر ہر قسم کا ظہور رکھتا ہے۔کیا زمین وآسمان وغیرہ کوئی جگہ حروف کے ظہور سے خالی نہیں۔

علی ہذا القیاس آٹھ سیروں کے نام یہ ہیں۔

اول سیر سفر الحق دوم سیر سفر البعید سوم سیر سیر الی اللہ چہارم سیر سیر فی اللہ
پنجم سیر سیر اجمال ششم سیر سیر عین اللہ ہفتم سیر سیر طیر ہشتم سیر سیر تفصیلی

یہ کسب وکمال دانایانِ معرفت سالکانِ پُر حقیقت پر واضح ہیں۔وابستگانِ محبت سے پوشیدہ نہیں۔فقط

در بیان رنگہائے رنگارنگ:

نورِ خدا، رنگ اور بے جہت بے مانند نور رنگ رسولِ خدا مثالِ آفتاب وقمر،نورٌ علیٰ نور۔اودا رنگ ونور بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا۔زرد رنگ اور امام حسن رضی اللہ عنہ کا نور رنگ سبز اور نور امام حسین رضی اللہ عنہ رنگ سرخ اور نور مرشد رنگ سبز وسرخ اور نور نفس امارہ رنگ سیاہ و پیلا،نورِ ابلیس زرد رنگ،نور دل رنگ سفید،نور روح بے رنگ سفید وسیاہ مائل نور لطیفہ سرّ خفی بے رنگ سیاہ نور سرّی رنگ سبز نور خناس سیاہ رنگ نور نفی زرد رنگ نور اثبات اودا رنگ۔

تمام شد

نسبتِ قدیرؒ

اہلِ نظر نے دیکھی حقیقت قدیرؒ کی
اللہ سے ملاتی ہے نسبت قدیرؒ کی

پاکیزہ فکر درس گہہِ عشق نے دیا
کرو بیاں بھی کرتے ہیں حرمت قدیرؒ کی

بادہ کشان ہوش کا ساغر ہے جس کی ذات
ہر ہر نفس نے دی ہے صداقت قدیرؒ کی

رنگینیٔ حیات کے موتی لُٹا گئے
کتنی عظیم تر ہے سخاوت قدیرؒ کی

ہے گنج بخش بندہ نواز و وطنؒ کا فیض
لُطفِ کریم سے ہوئی شہرت قدیرؒ کی

گویا قدیرؒ کلمۂ طیّب کا درس ہیں
اس کے سوا نہیں ہے وجاہت قدیرؒ کی

ہے خاکِ پا قدیرؒ کا صاحبؒ ہے جس کا نام
مجھ سے فقیر پہ ہے عنایت قدیرؒ کی

مُنتَظرِ دیُد

فیض جاری ہے بدستور یہ میخانے کا
ہاں پتہ ڈھونڈ لیا ہے ترے کا شانے کا

یہ جبیں وقف ہے نقشِ کفِ ساقی کیلئے
کتنا با ہوش عمل ہے ترے دیوانے کا

آپ کی دید ہے تسکین کا باعث آقا
منتظر ایک زمانہ ہے ترے آنے کا

وقت کے ساتھ بدل جاتے ہیں موسم کتنے
بجلیوں کا بھی ارادہ ہے ستم ڈھانے کا

آپ کے ہاتھ میں ساغر ہے عطا کا صاحبؔ
فخر رہ جائے سخی میرے بھی پیمانے کا

صاحبؔ قدیریؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیشین گوئیاں

مدینہ شریف کی ایک کتاب مقسوم بخاری سے یہ پیشین گوئی نقل کی گئی ہے۔ چودھویں صدی کے دوسرے ثلث میں حضرت امام مہدی علیہ السلام کا ظہور ہوگا ان کے ظہور سے عیسائیوں کی وہ حکومت جو سب سے زیادہ مسلمانوں پر حاکم ہوگی اسلام اختیار کر لے گی۔ اور سب سے پہلا شخص امام کے دست مقدس کو مکہ کے پہاڑ کے نیچے بوسہ دے گا وہ اُس نومسلم بادشاہ کا ایلچی ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اِنَّ مِنْ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ اَنْ يَّرْفَعَ الْعِلْمُ وَ يَكْثُرَ الْجَهْلُ وَ يَكْثُرَ الزِّنَا وَ يَكْثُرَ شُرْبَ الْخَمرِ وَ يَقِلَّ الرِّجَالُ وَ يَكْثُرَ النِّسَاءُ حَتّٰى يَكُوْنَ لِخَمْسِيْنَ اِمْرَاَةً اَلْقَيِّمُ الْوَاحِدِ.

یعنی قیامت آنے کی علامات یہ ہیں کہ علم اُٹھ جائے گا، جہالت بڑھ جائے گی، زنا کاری کی کثرت ہوگی، شراب نوشی ترقی پائے گی، مرد کم ہو جائیں گے اور عورتیں زیادہ ہو جائیں گی یہاں تک کہ پچاس عورتوں میں ایک مرد ہوگا۔

دوسری حدیث امامِ بخاری نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اَوَّلُ اَشْرَاطِ السَّاعَةِ نَارٌ تُحْشَرُ النَّاسُ مِنَ الْمَشْرِقِ اِلَى الْمَغْرِبِ یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کی پہلی نشانی وہ آگ ہے جو آدمیوں کو مشرق سے مغرب کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔

تیسری حدیث حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”لَا تُذْهَبُ الدُّنْيَا حَتّٰى يَمْلِكُ الْعَرَبَ رَجُلٌ مِنْ اَهْلِ بَيْتِىْ يُوَاطِئُ اسْمُهٗ اِسْمِىْ وَ فِىْ رِوَايَةٍ لَهٗ قَالَ

لُوْلَمْ یَبْقَ مِنَ الدُّنْیَا اَلْیَوْمُ لَطَوَّلَ اللّٰہُ ذٰلِکَ الْیَوْمَ حَتّٰی یَبْعَثَ اللّٰہُ رَجُلًا مِنِّیْ اَوْ مِنْ اَھْلِ بَیْتِیْ یُوَاطِئی اسْمُہٗ اِسْمِیْ وَ اسْمُ اَبِیْہِ اسْمَہٗ اَبِیْ یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جُوْرًا''.

یعنی دنیا فنانہیں ہوگی جب تک ملکِ عرب پر میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص کا تسلط نہ ہو جس کا نام میرے نام پر ہوگا اور انہی اسناد وروایات سے دوسرا ارشاد ہے فرمایا اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے تو بھی اللہ تعالیٰ اس کو اتنا دراز کر دے گا کہ خدا کی طرف سے ایک شخص ظاہر ہو جو میرے اہلِ بیت میں سے ہوگا اور جس کا نام میرے نام پر ہوگا اُس کے باپ کا نام میرے باپ کا سا ہوگا زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جیسا کہ وہ ظلم وجور سے لبریز ہوگی۔

چوتھی حدیثِ شریف یہ ہے اَلْمَھْدِیُ مِنِّیْ اَجْلَی الْجَبْھَۃِ اَقْنَی الْاَنْفِ. یَمْلَأُ الْاَرْضَ قِسْطًا وَ عَدْلًا. کَمَا مُلِئَتْ ظُلْمًا وَ جُوْرًا یَمْلِکُ سَبْعَ سِنِیْنَ. مہدی مجھ سے یعنی میرے خاندان سے ہوگا روشن پیشانی نازک وبلند بینی والا روئے زمین کو عدل وانصاف سے پُر کر دے گا جیسے کہ وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی اس کی حکومت سات برس رہے گی۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا دنیا ختم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک صاحب عرب کے بادشاہ ہوں گے اُن کا نام میرے نام کے موافق ہوگا۔

(ترمذی، ابوداؤد)

اور آپ کی ایک روایت میں ہے آپ نے فرمایا اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہا ہو تو بھی اللہ تعالیٰ اس دن کو دراز فرما دے گا اس قدر کہ اُس میں ایک ایسے صاحب کو بھیج دے گا۔ جو میرے یا میرے گھر والوں میں سے ہیں۔ اُن کا نام میرے نام کے اور اُن کے والد کا نام میرے والد کے نام کے موافق ہوگا جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے جیسے وہ ظلم و زیادتیوں سے بھر گئی تھی۔

حضرت ابو اسحاق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے انہوں نے کہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا وہ اپنے صاحبزادے حسن کو دیکھ کر ارشاد فرمایا میرا یہ بیٹا سید ہے جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کا (سید) نام فرمایا اور اُن کی پشت سے ایک صاحب نکلیں گے جو تمہارے نبی کے نام سے موسوم ہوں گے۔ اخلاق میں اُن کے مشابہ ہوں گے اور شکل میں مشابہ نہ ہوں گے۔ پھر آپ نے پورا قصہ بیان کیا کہ وہ زمین کو عدل وانصاف سے بھر دیں گے۔

(ابوداؤد)

سیدتنا ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے وہ فرماتی ہیں میں نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ مہدی میرے خاندان سے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ (ابوداؤد)

(نور المصابیح، ترجمہ زجاجۃ المصابیح جلد چہارم)

امام مہدی علیہ السلام کا دورِ خلافت آئے بغیر قیامت بپا نہیں ہوگی

ام المومنین حضرت ام سلمی رضی اللہ عنہا روایت کرتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو (امام) مہدی کا ذکر کرتے ہوئے سنا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مہدی حق ہے۔ (یعنی اُن کا ظہور برحق اور ثابت ہے) اور وہ سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی اولاد سے ہوں گے۔ (القول المعتبر فی امام المنتظر صفحہ: ۱۷)

۱) امام حافظ ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ''جامع ترمذی'' میں فرماتے ہیں: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دنیا اُس وقت تک ختم نہ ہوگی یہاں تک کہ میرے اہلِ بیت میں سے ایک شخص عرب کا بادشاہ ہو جائے جس کا نام میرے نام کے مطابق (یعنی محمد) ہوگا۔

(القول المعتبر فی امام المنتظر صفحہ: ۲۰)

۲) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میرے اہلِ بیت سے ایک شخص خلیفہ ہوگا جس کا نام میرے نام کے موافق

ہوگا۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ایک روایت میں ہے کہ اگر دنیا کا ایک ہی دن باقی رہ جائے گا تو بھی اللہ تعالیٰ اُس ایک دن کو اتنا دراز فرما دے گا یہاں تک کہ وہ شخص (یعنی مہدی علیہ السلام) خلیفہ ہو جائے۔

۳) ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ مہدی میری نسل اور فاطمہ (رضی اللہ عنہا) کی اولاد سے ہوگا۔

(القول المعتبر فی امام المنتظر صفحہ:۲۱)

نوٹ

علاماتِ قیامت وظہورِ حضرت امام مہدی علیہ السلام سے متعلق جو پیشن گوئیاں ''گلزارِ قدیر'' میں پیش کی گئی ہیں من وعن ایسی ہی کئی پیشن گوئیاں محدثِ دکن ابوالحسنات حضرت سید عبداللہ شاہ صاحب قبلہ نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد کی کتاب ''نور المصابیح'' (ترجمہ زجاجۃ المصابیح جلد۴) اور شیخ الاسلام پروفیسر ڈاکٹر علامہ محمد طاہر القادری صاحب قبلہ کی کتاب ''القول المعتبر فی امام المنتظر (امام مہدی علیہ السلام سے متعلق مدلل ومفصل نادر کتاب)'' میں بھی پیش کی گئی ہیں۔ اُن کتابوں کے بھی چند اقتباسات پیشِ خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

ہندو کتاب کی پیشین گوئی

ہندوؤں کی مشہور کتاب ’’کلکی پُران‘‘ میں جس کو سب سناتن دھرم ہندو سچا اور پکا مانتے ہیں یہ لکھا ہے: (از کلکی پوران مطبوعہ صادق المطابع میرٹھ صفحہ اول)

کلجگ میں جو راجہ ظلم کریں گے وہ اُن کے (یعنی کلکی اوتار کے) ہاتھوں سے جو کہ مثل زہریلے اور تند سانپوں کے ہیں۔ لقمہ ہوں گے۔ اور اُن ہاتھوں سے جو کہ مثل اُن سانپوں کے ہیں جن کی پھنکار سے شعلے نکلتے ہیں اُن کے (یعنی ظالم راجاؤں کے) جسم پر تلوار کی ضرب سے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ جو (کلکی اوتار) برہمن کے گھر میں پیدا ہو کر اور ملک سندھ کے گھوڑے پر سوار ہو کر ملک بھر میں ست جُگ کی شروعات کریں گے۔ وہ قدیمی دھرم کو ترقی دینے والا پر ماتما کلکی روپ میں بھگوان سری ہری سب کی حفاظت کریں گے۔

پھر صفحہ ۵۔۶ میں لکھا ہے: اس کے (یعنی کلکی اوتار کے) ظہور سے پہلے خلقت کی یہ حالت ہوگی کہ سب لوگ پاکھنڈی اور بُرے کام کرنے والے اور ماں باپ کو تکلیف دینے والے ہوں گے۔ وہ وید پڑھے ہوئے نہ ہوں گے۔ ہمیشہ شودروں (کمینوں) کی خدمت کو تیار رہیں گے۔ اکثر خراب دلائل کریں گے (رس، گھی، تیل وغیرہ) کی فروخت کا پیشہ اختیار کریں گے۔ دولت مند برہمن ہی کلین (اعلیٰ خاندان) مانے جائیں گے اور جو برہمن روپئے کے سود پر بسر اوقات کریں گے اُنہیں کی پوجا (عزت) کی جائے گی۔ سنیاسی لوگ گھروں میں رہنا پسند کریں گے۔ اور گرہستی گیان سے الگ ہو جائیں گے۔ سب لوگ گرو کی نند (بُرائی) کیا کریں گے۔ اور دھرم کے جھنڈے لگا کر مخلوق کو لوٹیں گے۔ دولہا دلہن کا آپس میں ایک دوسرے کو پسند کرنا ہی شادی کہلائے گا۔ بے وقوف آدمی دوستی اور خیرات وغیرہ دینے کو خود مشہور کرنا پسند کریں گے۔ جس آدمی کو کسی کے ساتھ برائی کرنے کی طاقت نہ ہوگی وہ معافی دے گا۔ مفلسی کے سبب بیراگ اختیار کیا جائیگا۔ لوگ اپنی علمی لیاقت ظاہر کرنے کے لئے بہت بولیں گے۔ اور دھرم کے کام کم کریں گے۔ دولت مند لوگ سادھو سمجھے

جائیں گے اور دور کا پانی تیرتھ مانا جائے گا۔ گلے میں صرف ڈورا ہونا ہی برہمن کی علامت ہوگی اور صرف ڈنڈا ہاتھ میں رکھنے ہی سے سنیاسی کہلائے گا۔ پیداوار اجناس کی ہوگی اکثر ندی کے کنارے کاشت ہوگی۔ اچھے اچھے خاندانوں کی مستورات نازیبا گفتگو کرنا پسند کریں گی اور اپنے خاوند سے محبت نہیں کریں گی۔ بیوہ دھرم مارگ میں نہیں رہیں گی۔ بلکہ خود مختار ہو جائیں گی۔ بادل ضرورت کے وقت نہیں برسا کریں گے۔ رعیت محصول وغیرہ سے بہت تکلیف پائی گی۔ پھر صفحہ (۸) پر ہے۔ کلکی اوتار کا مقامِ پیدائش شمبل، ان کے باپ کا نام وشنو داس اور ماں کا نام سومتی ہے۔

کلکی پُران از: علمی دینی ڈائجسٹ ''استقامت کے سیدنا محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم نمبر''

مطبوعہ ۱۴۰۵ھ م ۱۹۸۵ء کانپور کے صفحہ ۷۹

ہنود کے عقائد کے مطابق اس دنیا میں دنیا اور دنیا والوں کی مدد اور ہدایت کے لئے (۲۴) چوبیس اوتاروں کا تشریف لانا یقینی اور قطعی ہے۔ جو نمونۂ خداوندی یا حاملِ بعض اوصافِ خداوندی ہوں گے۔ جن کا ذکر شری مدبھاگوت میں موجود ہے۔ ان میں سے (۲۳) تیئیس اوتار تو اس کتاب کلکی پُران کے زمانۂ تصنیف تک تشریف لا چکے اب صرف ایک چوبیسویں آخری اوتار کا انتظار ہے جن کا ذکر کئی کتابوں میں ہے۔ اور اُن کا نام ''کلکی اوتار'' یعنی سیاہی دور کرنے والا اوتار بتایا گیا ہے۔

انہیں اوتار کے تذکرے میں ایک وید کو چار وید اور اٹھارہ پُران بنانے والے اکیسیویں اوتار وویدیو یاس جی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کلکی پُران رکھا۔ اس کتاب کے صفحہ ۹ پر ہے کہ کلکی اوتار کے پِتا کا نام ''وشنو یس'' اور ماتا کا نام ''سوم وتی'' ہوگا۔

تشریح: نبی آخر الزماں کے والد ماجد کا نام عبداللہ اور والدہ ماجدہ کا نام آمنہ ہوگا اس لئے کہ ''وشنو'' اللہ کے ناموں میں سے ایک نام بمعنی حاضر و ناظر ہے یعنی اللہ اور ''یس'' بمعنی عبد یعنی عبداللہ اور ''سوم وتی'' بمعنی امن و امان والی یعنی آمنہ۔

''کلکی اوتار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم''

کلکی اوتار سے متعلق پنڈت وید پرکاش اپادھیائے رسرچ اسکالر شعبہ سنسکرت پریاگ یونیورسٹی کی کتاب جس کا اُردو ترجمہ مولانا غلام نبی شاہ صاحب نقشبندی حیدرآباد نے کیا ہے ''کلکی اوتار اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم'' میں لکھا ہے۔

پنڈت وید پرکاش اپادھیائے یونیورسٹی کے سینئر پروفیسر ہیں اپنا P.hd کا مقالہ ''کلکی اوتار'' میں کھلے طور پر ظاہر کر دیا ہے کہ ہندوؤں کی تمام ویدوں وغیرہ میں موجود پیشن گوئیوں میں ہندوؤں کو جس ''کلکی اوتار'' (آخری کامل نبی) کا انتظار ہے وہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ (مترجم کتاب)

کلکی کی تردید کرنے والا:

جن معنوں میں ''کلکی'' لفظ استعمال ہوتا ہے ان ہی معنوں میں لفظ شیطان بھی استعمال ہوتا ہے آخری اوتار کے ذریعہ ''کلکی'' یعنی ''شیطان'' کی ہار ہوگی۔

شمبھل کے اعلیٰ پروہت کے گھر میلاد:

شمبھل کے مقام اعلیٰ پروہت کے نور والے کے یہاں ولادت ہوگی اور والدہ کا نام سومتی ہوگا۔ یہ تمام خصوصیات آخری اوتار میں ہوں گی۔

عیسائیوں کی پیشین گوئی

مکاشفات یوحنا فصل (۲۰) آیت (۴) ’’پھر میں نے تخت دیکھے اور وے جو اُن پر بیٹھے تھے عدالت ان کو دی گئی اور ان کی روحوں کو بھی دیکھا جنہوں نے مسیح کی گواہی اور خدا کے کلام کے لئے اپنا سر دیا اور جنہوں نے نہ اس درندے جانور نہ اس موت کو پوجا۔ اور مسیح کے ساتھ ساٹھ ہزار سال تک بادشاہی کرتے رہے۔

اور باقی مردے جب تک ہزار سال نہ ہوئے نہ جئے۔ یہ پہلی قیامت ہے۔

مبارک ومقدس وہ جو پہلی قیامت میں شریک رہے۔ ایسوں پر دوسری موت کا کچھ اثر نہ ہوگا بلکہ وے خدا اور مسیح کی خبر دینے والے ہوں گے اور خداوند کے ساتھ ہزار سال تک بادشاہی کریں گے۔

اور جب ہزار سال ہوچکیں گے شیطان اپنی قید سے خلاص ہوگا۔

اور نکلے گا کہ ان قوموں کو جو زمین کے چاروں کونوں میں ہیں یعنی یا جوج ماجوج کو فریب دے اور انہیں لڑائی کے لئے جمع کرے۔ وے شمار میں سمندر کی ریت کے مانند ہیں۔ اور وے زمین کی وسعت پر چڑھ گئے اور انہوں نے مقدس کی چھاؤنی اور عزیز شہر کو گھیر لیا تب آسمان پر سے خدا کے پاس سے آگ اُتری اور ان کو کھا گئی اور شیطان جس نے انہیں فریب دیا تھا آگ اور گندک کی جھیل میں ڈالا گیا۔

مکاشفات یوحنا کی فصل (۲۰) آیت (۴) میں بیان کیا گیا ہے کہ مسلمان مسیح کی صداقت میں گواہی اور خدا کی راہ میں سر دیئے ہیں یوحنا کو عالم مکاشفات میں تخت پر بیٹھے نظر آئے۔ مسلمانوں کی یہ خصوصیت بھی بیان کی گئی ہے کہ مسلمان عیسائیوں کی بُت پرستی اور اوہام کے شریک نہیں ہوں گے۔

اور آخر میں کہا ہے کہ مسلمانوں کی ہزار برس تک حکومت ہوگی اور وہ ان ایام میں گویا مُردہ سے زندہ ہوں گے۔

پانچویں آیت میں بڑی باریک بات ہے کہ جب تک مسلمانوں کی حکومت کو ہزار سال نہ گزر جائیں باقی ماندہ مُردے زندہ نہ ہوں گے اور اس کو پہلی قیامت لکھا ہے۔

مطلب غالباً یہ ہے کہ جس طرح مسلمان اسلام لانے سے پہلے تنِ بے جان بنے ہوئے تھے اسلام نے ان کو زندہ کیا۔ اسی طرح ہزار سال کی حکومت کے بعد کچھ اور لوگ مردگی سے زندہ ہوں گے۔

اس کے بعد ساتویں آیت کو دیکھئے جس میں لکھا ہے کہ مسلمانوں کی ہزار سالہ حکومت کے بعد شیطان اپنی قید سے خلاص ہوگا اور یا جو ماجوج قوموں کو فریب دے کر مُقدّس کی چھاؤنی یعنی امام آخر الزماں تشریف لائیں گے اور ان قوموں کو فنا کر دیں گے اور شیطان یعنی روپیہ پیسہ آگ و گندک کی جھیل میں ڈالا جائے گا۔ یعنی اس جنگ میں وہ روپیہ جو حرمین کی چڑھائی کا باعث ہوا گویا بہکانے والا شیطان تھا گولی بارود کی جھیل میں ڈوب جائے گا۔ یہ ایک استعارہ ہے۔ بہرحال انجیل سے بھی ثابت ہے کہ جب یہ قومیں حرمین کا رُخ کریں گی اس وقت حضرت امام مہدی کا ظہور ہوگا۔ مَا لَا بُدَّ قَبْلَ الْقِيَامَةِ. (ترجمہ) جس کا ہونا قیامت سے پہلے ضروری ہے۔ یہ ایک رسالہ کا نام ہے جو حضرت محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے اور مصر میں چھپا ہے، اس رسالہ میں حضرت شیخ الاکبر نے اپنے مکاشفات کی بناء پر قریب قیامت کے اہم واقعات لکھے ہیں جن کا ظاہر ہونا نوشتہ قدرت کی رو سے لازمی ہے۔ قیامت کے دامن میں وہ ایام فتن و فساد کے دن ہیں جن کی خبریں حدیث نبوی میں دی گئی ہیں اور زبانِ شریعت میں حسبِ فہم عوام کو بتایا گیا ہے۔ ان ہی دامنوں کے طول و عرض، شرق و غرب کی تشریح کسی اور زبان میں بیان کی جاتی ہے۔ اگر تم مغربی ہو تو مشرقی سمت کی تعریف ہے تم فاتح ہو تو ذمّیوں اور مفتوحوں سے حالت بدتر ہے اور محکوم ہو تو حاکم قابلِ رشک و حسد بنا ہوا ہے۔ تم اس کا مطلب نہیں سمجھے۔ قیامت کے قریب ایسے دن آئیں گے کہ مشرق والے مغرب کی تعریف کریں گے اور اس کی خوبیوں پر فریفتہ ہوں گے۔ اور مغربی اقوام مشرق کے آوارہ محاسن پر شیفتہ ہوں گے۔ دولت مند مفلسوں کو حقیر جانیں گے اور مفلس دولت والوں کو نظر حسرت سے دیکھیں گے۔ غرض وہ دن دوسروں کو دیکھنے اور جلنے

کے ہوں گے۔ اپنے اندر کی خوشیوں اور خوبیوں کو بھول جائیں گے۔ ان دنوں خوشی شراب کے عوض خریدی جائے گی۔ اطمینان نیند کی بے ہوشی کے سوا کہیں دستیاب نہیں ہوگا۔

آدمی قدرت کے بیرونی اسرار کی واقفیت میں اہلِ یونان کو بھی مات کر دیں گے مگر اندرونی انکشافات سے ان کو بالکل محرومی ہوگی۔ اس زمانہ میں عورتیں مردوں کے مراتب عقل و ہنر سے بڑھ جائیں گی اور مردوں کی مردانگی فقط رسمی رہ جائے گی۔ سونا بے قدر ہوگا۔ لوہے کی قدردانی بڑھے گی۔ چاندی کو کوئی نہ پوچھے گا۔ اس کی ہم شکل دھاتیں نکل آئیں گی اور گھر گھر رواج پائیں گی۔

دمشق کے بازاروں میں بھی تم دیکھوگے کہ رات کے وقت سورج سوّا نیزہ پر نظر آتا ہے۔ یہ سورج جگہ جگہ ہوں گے اور تم کو سہانی روشنی دیں گے مگر اس وقت تمہاری بصارت اور بصیرت میں خلل پڑ جائے گا۔ آخرت کے راستوں سے بے پروائی ہوگی اور شہروں کے راستے بہت صاف بنائے جائیں گے۔ بازاروں میں بیٹھ کر کھانا کھانا فخر سمجھا جائے گا۔ تم کھانا کھانے کے لئے لوہے کے ہاتھ بناؤ گے۔ تمہارے دستر خوان سینے کے پاس چنے جائیں گے۔ کھانا سفید مٹی کے برتنوں میں کھایا جائے گا۔ سونے کے لئے لوہے کے پلنگ بنائے جائیں گے جن کے اُوپر گنبد ہوں گے۔ تمہاری نیند بڑھ جائیگی، صبح کی نماز پڑھنے والے کم ہو جائیں گے۔ لباس دامن بریدہ پہنا جائیگا اور اس میں اتنی زیادہ قسمیں ہوں گی کہ آج ان کا خیال آنا بھی دشوار ہے۔ تمہاری جوتیاں زمین کی پشت ٹھکرانے والی اور چلنے میں مغرور بنانے والی ہوں گی۔ تم جوتیوں کے آگے سر جھکاؤ گے اور عماموں کو پامال کرو گے۔ وہ وقت استادوں کی حرمت چھین لے گا۔ خدا کے نام کے بغیر کتابیں لکھی جائیں گی۔ تمہارا لکھنا بھی لوہے کا محتاج ہوگا اور تمہاری کتابیں بھی لوہے کی دستکاری سے تیار ہوں گی۔

اس زمانہ میں آدمی اپنے خیالات دوسرے ملکوں اور شہروں کے باشندوں کو لوہے کے ذریعہ آن کی آن میں بھیج دے گا۔ لوہا تمہارا مرکب اور آگ کوڑا اور ہوا لگام ہوگی۔ تمہاری سواریاں بے جان ہوں گی اور زمین کو قینچی کے مثل کتریں گی۔ تم ہوا کی طرح بادلوں میں تیرتے

پھروگے۔ دریاؤں میں تمہاری کشتیاں شہروں کی مانند آباد اور رفتار میں ہوا سے باتیں کریں گی۔

خیرات دینے اور لینے کے نئے نئے ڈھنگ نکل آئیں گے۔ نفسی نفسی کی پکار ہوگی۔ کوئی کسی کے نیک اور بد سے سروکار نہ رکھے گا۔ ماں باپ کی عزت مثل ایک دوست کے ہوگی۔ بیویوں کو سجدہ کیا جائیگا۔ مذہب کا نام لے کر حکومت کی جائے گی۔ مگر مذہب کی پابندی نہ ہوگی۔ غریب اور مفلس امیروں کی برابری چاہیں گے۔ تم سے دس قسم کی زکوٰۃ لی جائیگی۔ جب یہ باتیں نمودار ہوں تو جانو قیامت قریب آ گئی۔ اس وقت تم اپنے گھر میں زیادہ رہا کرو۔ میل جول کے تعلقات کم کرو ورنہ تم کو امن اور اطمینان میسر نہ آئے گا خدا سے لو لگاؤ، نیک کمائی کو کفایت شعاری سے کھاؤ۔ یہی وقت ہے جب کہ تلواریں میانوں سے تڑپ تڑپ کر نکلیں گی اور آگ کی بارشیں ہوں گی۔ اس بارش میں آگ کے بھاری بھاری اولے ہوں گے جو آدمیوں کا ستیاناس کر دیں گے۔ (غالباً توپوں کے گولے مراد ہیں)۔

سنو! ایک وقت ایسا آنے والا ہے کہ تم شام کے ملک میں اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں سے ذبح کروگے۔ تمہاری عورتیں ہتھیار باندھ کر میدانِ جنگ میں جائیں گی۔ اس دن دنیا کے ہر باشندے کو جنگ کا بلاوا آئے گا۔ یہ جنگ دین اور ملک کے لئے نہ ہوگی بلکہ خدا کا قہر ہوگا۔ جو بندوں پر نازل ہوگا۔ اس دن کسی کے قطرہ میں عدل و انصاف کی بو نہ ہوگی۔ اس روز زمین بھی تمہاری لاشوں کو اپنے اندر نہ آنے دے گی۔ وہ بڑا ہولناک زمانہ ہے تم اس کو پاؤ تو توبہ کے لئے خدا کے سامنے جھک جاؤ، وہی تم کو اس تباہی سے بچائے گا۔ اسی کے گھر سے تم کو امن وراحت ملے گی۔ ہراس میں گھبرا نہ جانا، اپنے خالق کا دامن تھامنا۔

ہڈی اور خون کی لڑائی:

قیامت سے پہلے ایک وقت ایسا آئے گا کہ قبائلِ عرب کی سی جہالت ساری دنیا میں پھیل جائیگی۔ نسل، ہڈی وخون کی بناء پر لڑائیاں ہوں گی۔ عقلمند چاہیں گے کہ یہ بے وقوفی کی ضد دنیا سے اُٹھ جائے، وہ ان کے سامنے مساوات اور انسانیت کے خطبے پڑھیں گے مگر ان کی کوئی نہ سنے گا کیونکہ خدا نے لکھ دیا ہے کہ میں ان قوموں کو اس نسلی تعصب کی آگ سے

ہلاک کرنا چاہتا ہوں۔تم دیکھو گے کہ ہم قبیلہ قومیں غیظ وغضب میں گھروں سے نکلیں گی اور ایک دوسرے کا خون پیئں گے۔ یہ آگ دنیا کے شرق وغرب شمال وجنوب چاروں طرف پھیل جائیگی۔ بادشاہوں کے محل سرنگوں ہوجائیں گے۔ دولتمندوں کے ہاں فاقہ کشی ہونے لگے گی۔عورتوں اور بچوں کی لاشیں جنگلوں میں پڑی سڑتی ہوں گی۔اس معرکہ سے پہلے بھی بادشاہوں کی بات کم سنی جائے گی مگر اس جنگ کے بعد تو کوئی شخص بادشاہوں کی بات کو نہ مانے گا اور گھر گھر کی علٰحدہ حکومت ہوجائے گی۔اس دن جبکہ دنیا اپنے مرنے والوں کا ماتم کر رہی ہو تم ایک آواز پہاڑ سے اُترنے والے لوگوں کی سنو گے۔ یہ تم کو تسلی دینے آئیں گے،ان کی زبانوں پر تعزیت کے الفاظ ہوں گے۔تم ان کی گفتگو میں صداقت اور صلاحیت پاؤ گے۔ اس گروہ کا سردار چوڑے سینے والا ہے جس کی زبان لکنت کرتی ہے وہ خدا تعالیٰ کا محبوب بندہ ہے،تم اس سے محبت کرو،خدا کی رضامندی اسی میں ہے۔اس کے بعد تم ایک سیاہ دیوار کے پاس جاؤ گے جو ظلم وعدل امن وفساد دین وبے دینی کے درمیان خدا کی جانب سے کھڑی ہوگی۔تم اس دیوار کا ادب کرنا کہ فرشتے اس کے پاس کھڑے ہوں گے۔ میں افریقہ اور چین کے عابدوں سے تمہاری ملاقات کراؤں جو اس دیوار کے نیچے کھڑے ہیں۔انہی کی خاطر خدا نے دنیا کو تباہی سے بچایا۔اب دنیا انہی کے حوالے کی جائے گی۔ وہ تم پر مہربانی کریں گے، وہ تمہارے زخموں پر مرہم لگائیں گے۔ وہ رات کو تمہارے گھروں پر پہرہ دیں گے۔ وہ تمہارے بچوں کو سینے سے لگائیں گے، وہ تمہاری عورتوں کی عصمت کو خدا کے قانون کی حفاظت میں لائیں گے۔تم سوؤ گے جاگنا اب ان کا فرض ہے۔تم بے فکر ہو کہ فکر اب اُن کے سپرد کیا گیا ہے۔شام کے ابدال ان کے بازو کی قوت ہوں گے۔ مردانِ غیب ان کے پشت پناہ ہیں۔ ان کی منادی دنیا کے ہر گھر میں ہوگی۔ یہی وہ جماعت ہے جو مہدی موعود علیہ السلام کے خیر مقدم کو آئی ہے۔مہدی ان ہی کے ذریعہ منشائے ربّانی کو پورا کریں گے۔ایک وقت مقررہ تک ان کی اور مہدی کی صف آرائیاں دشمنوں کے مقابلے میں ہوں گی۔اس کے بعد زمین پر امن وسکون ہوجائے گا اور اس کے ایک مقررہ وقت اور حد ہے۔ پھر انقلاب شروع ہوگا،اور اسی انقلاب کے دوران میں قیامت آجائے گی۔

بیعتِ رضوان

یہ سب نقل کرنے کے بعد میں ہر مسلمان عورت مرد کو اطلاع دیتا ہوں کہ بیعتِ رضوان کا وقت آ گیا ہے۔

وہ سب اپنے اپنے پیروں اور عالموں کے ہاتھ پر اللہ کی اطاعت اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت اور قرآن کریم کی اطاعت کی بیعت کریں تا کہ ظہورِ مہدی علیہ السلام سے پہلے جو انقلابی تکلیفیں ہندوستان اور ساری دنیا میں پیش آئیں گی ان سے محفوظ رہیں۔ جن لوگوں نے میرے ہاتھ پر بیعت کی ہے ان کو بھی یہ نئی بیعت کرنی چاہئے۔اس بیعت کا منشاء یہ ہے کہ اپنے سب دینی و دنیوی کام پیر کے حکم سے ہوں۔

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ حسن نظامی دہلوی ٦/ جمادی الاول ١٣٥٩ھ

شمس العلماء مولانا حضرت خواجہ حسن نظامی مدظلہ العالی کا علم و فضل عالم پر روشن ہے۔ موصوف کا نسخہ خادم کو دستیاب ہوا جس میں چند باتیں کتاب گلزارِ قدیر میں پیش کیا ہوں۔

کتاب مصباح الحیات صفحہ: ٩٧ رسالہ مفتاح الایمان۔

در بیان آنکہ علامتِ قیامت حق است

ہے برحق جگ میں آنا قیامت
سُنو، اول تمہیں اس کی علامت

رہیں گے کئی جگت کے بیچ جاہل
نہ دنیا میں رہے گا کوئی عادل

کریں گے لوگ دنیا بیچ بدکام
رہیں گے بے نمازی خاص اور عام

کریں گے خوف کو سب دل سے باہر
کہ مہدی ہوئیں گے اس وقت ظاہر

کریں گے وہ سات برساں بادشاہی
مٹے یکبار جگ کی دھو سیاہی

بعد از اُن کے آکر جگ میں دجّال
کرے گا خلق کو یک بار بد حال

جگ پھر ہوئے گا یک بار معمور
کرے گا لوگ کو ایمان سے دُور

فلک سے آکے عیسیٰ ابن مریمؑ
بتادیں گے اسے راہِ جہنم

محمد کی شریعت پر رہے وہ جبھی ان کے دین پر دعوت کریں وہ
بھی ان کے بعد ازاں اے بھائی جان بوجھ جہاں میں آئیں گے یا جوج ماجوج
نکل مغرب طرف سے آئے گا سوّر دلاں ہو جائیں گے یک بار بے نور
بدھیں توبہ کے دروازے ملائک بھی ہوئے سخت ترنازل بلا ایک
نکل آوے جہاں میں دابۃ الارض کروں کیوں کر بیاں اس رنج کا عرض

خسوف اس وقت ہوئے جگمنے تیئں
یمن سے آگے نکلے صاحبِ دیں

پہلا ایڈیشن ۲۷/محرم الحرام ۱۳۷۱ھ م ۲۹/اکتوبر ۱۹۵۱ء (ازمیر حیات قبلہؒ)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دعوتِ فکر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَ الْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

الحمدللہ سابقہ ''گلزارِقدیرؔ'' کے مضمون کو باقی رکھتے ہوئے مزید مضمون اضافہ کیا جارہا ہے جس میں طغرا پنج رنگی جو اقوام عالم کو بعنوان ''دعوتِ فکر'' بھیجا گیا ہے، دوسری مرتبہ اقوام عالم کو ایک یادداشت جس میں توجہ دلائی گئی ہے اور حضرت خلیفۃ الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ فیروز آبادی کے حالات گنبد وتعمیرات فیروز شاہ بادشاہ کے زمانہ میں تیاری گنبد وغیرہ کا مضمون طبع ہو چکا ہے اور مضامینِ عرفان اعلیٰ سے اعلیٰ دیگر کتابوں سے لے کر معہ شجرۂ طیبہ وغیرہ کے پیش کروں گا انشاء اللہ ناظرین مستفید ہوں گے۔ آرزو دلی یہی ہے کہ خالق میری تحریر کو بارآور کرے۔ بتوکّل علی اللہ کتاب شائع کرنے کا ارادہ کر چکا ہوں۔ اللہ پاک اپنے فضل وکرم سے پورا فرمائے جس میں کلمۂ طیبہ، نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج وغیرہ پر بھی مضمون پیش کیا جائے گا۔ جو جو حضرات مجھ پر احسان فرمائے ہیں طباعت میں، اللہ ان کو اجرِ عظیم عطا کرے۔ کسی صورت لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی عظمت و بزرگی بلند رہے جس میں ہماری نجات ہو۔ آمین ثم آمین۔

اشاعت مضمون اخبار ''رہنمائے دکن'' ہفتہ وار ایڈیشن مورخہ ۲۰؍جنوری ۱۹۶۴ء م ۴؍رمضان المبارک ۱۳۸۳ھ سے لیا گیا ہے۔

''حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک وقت درخواست کی کہ آپ اپنے مسلک کی وضاحت کریں۔ آپ نے جواب میں بڑی حکیمانہ تقریر فرمائی جس سے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اندازِ فکر کا صحیح صحیح اندازہ ہو جاتا ہے اور آپ کی روحانیت پوری طرح اُجاگر ہو جاتی ہے۔ یہ تقریر خطاب وکلام کی تاریخ میں بجائے خود ایک

اعجاز ہے۔ عربی ادب میں اس کا جو مقام ہے اس کا سرسری اندازہ مندرجہ ذیل ترجمانی سے بھی کیا جاتا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو جواب دیا کہ:

''عرفان میرا سرمایہ ہے، عقل میرے دین کی اصل ہے، محبت میری بنیاد ہے، شوق میری سواری ہے، ذکرِ الٰہی میرا مونس ہے، اعتماد میرا خزانہ ہے، حزن میرا رفیق ہے، علم میرا ہتھیار ہے، صبر میرا لباس ہے، خدا کی رضا میری غنیمت ہے، عاجزی میرے لئے وجہِ اعراض ہے، زہد میرا پیشہ ہے، یقین میری طاقت ہے، صدق میرا سفارشی ہے، طاقت میرا بچاؤ ہے، جہاد میرا روادار اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔''

مرحبا مرحبا صد مرحبا بار بار غور کریں۔

دوسرا ایڈیشن گلزار قدیر: یکم جمادی الاول ۱۳۸۵ھ م ۲۹/ اگست ۱۹۶۵ء

فیوضات حضرت اشرف جہاں ماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

درگاہِ معلّٰی اشرف جہاں ماں صاحبہ کرسی شریف پر ۴/ رجب ۱۳۷۴ھ گیارہ بجے دن معہ مریدین صادقین کے پہنچا۔ اندرونِ گنبد داخل نہیں ہوا۔ بعد ظہر کے فاتحہ دوں۔ کیا دیکھتا ہوں کہ عالمِ رویا میں حضرت مخدومہ برقعہ پوش فرماتی ہیں:

انبیاء علیہم السلام پر زبور، توریت، انجیل، قرآن پاک نازل ہوئیں۔ ہم عورت ہیں، ہم پر کوئی کتاب نہیں اُتری۔ پھر تو چاروں کتابوں میں ہمارا نام کونسی آیت میں ہے بتاؤ۔ یہ سنتے ہی خادم نے کہا، یہ سوال مجھ پر ہی ہو رہا ہے یا اس سے پہلے کسی پر ہوا ہے۔ فرماتے ہیں آپ کلمہ کی تحقیق کروا رہے

ہیں نا۔ یہ سُن کر میں اپنے پیر کامل کو یاد کیا میری مدد فرماؤ۔ میرے دل میں ہمت پیدا ہوئی۔ یہ بغور عقل کہا، اماں جان دنیا میں فرعون آیا وہ اپنے عرفان سے آپ واقف ہوا تو کہا **اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی** ، یہ کس کا بیٹا تھا فرمایا میرا جس وقت میرا سنا میں نے سمجھا یہ زبانِ حق ہے۔ پھر تو بخوشی کہا، اماں جان نمرود دنیا میں آیا اپنے عرفان سے آپ واقف ہوا، کہا ابراہیم علیہ السلام کے مقابلے اَنَا نَارٌ ۔ یہ کس کا بیٹا تھا تو کہا میرا۔ اماں جان شدّاد دنیا میں آیا اپنے عرفان سے آپ واقف ہوا تو کہا دنیا کے روبرو **اَنَا الْجَنَّةُ** ۔ یہ کس کا بیٹا تھا، کہا میرا۔ پھر میں نے کہا خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ آپ کے سلسلہ میں مرید ہوئے، اپنے عرفان سے آپ واقف ہوئے، کہا **سُبْحَانِیْ مَا اَعْظَمُ شأنِیْ** یہ کس کا بیٹا تھا، کہا میرا۔ اماں جان آپ کے مریدوں میں منصور حلاّج رحمۃ اللہ علیہ اپنے عرفان سے آپ واقف ہوئے کہا اَنَا الْحَقُّ ۔ یہ کس کا بیٹا تھا کہا میرا۔ میں نے کہا اماں جان جب آپ کے فیض سے پیدا ہونے والے یہ دعویٰ اَنَا کا کرتے ہیں تو ہماری کیا مجال آپ کا مقام آیاتِ الٰہی میں ثابت کریں۔ فرمایا اگر ثابت نہ کروگے تو ہماری فقیری رکھ دو۔ خادم کے ہوش اُڑ گئے، بہ خشوع وخضوع رجوع الی اللہ ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حیدرآباد مدینہ بلڈنگ کے روبرو ہوں۔ جلی حرفوں میں علاء الدین بلڈنگ پر لکھا ہوا ہے۔ میرے ذہن میں یہ حروف آگئے تو کیا دیکھتا ہوں کہ مخدومہ کے

روبرو وہی موجود ہوں۔ خادم باادب عرض کیا، اماں جان
آپ علاء الدین ہیں۔ یہ سنتے ہی مرحبا صد مرحبا صد مرحبا
تین بار زبانِ خاص سے فرمایا: مخدوم جہاں ماں صاحبہ کے
مرشد کامل کا نام بھی ''علاء الدین جنیدی'' ہے۔

میں تسلیم بجالایا، قدم چوما، پھر تو میرے دل میں ایسی روشنی پیدا ہوئی۔ بیدار ہوا۔ اپنے مریدوں سے کہا، آج میری فقیری کامل ہوئی۔ ۲۴؍ جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ مجھے خلافت ہوئی، ۴؍ رجب المرجب ۱۳۷۴ھ حضرت مخدومہ اشرف جہاں ماں صاحبہ سے روحی عظمت نصیب ہوئی۔ یہاں بڑے بڑے اولیاء اللہ حضرت خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف لائے، فیض پائے۔ میری کیا مجال میرے مولا نے میری عزت رکھ لی۔ اب دوبارہ ۱۰؍ رجب المرجب ۱۳۷۵ھ م ۲۳؍ فبروری ۱۹۵۶ء پنجشنبہ ایک غزل پسند آئی۔ محمد ذکریا صاحب قوال عرفانی کی ان کے ہمراہ دربار معلیٰ میں غزل سنوں۔ گھی کے چراغ جلانے چراغ دان لے کر آیا ہوں۔ مخدومہ میری دعا بارگاہِ رب العزت میں قبول کروائے ہیں۔

پنج رنگی طغرا میں نے ساری دنیا میں بھیج دیا ہے تاکہ دنیا کلمہ طیب میں تجلیاتِ ربانی کو غور کریں۔ ارمان دلی یہ ہے ؎

قدیرؔ بنی کریمہ کار سازی کرامت ہے مرے گھر پیشوا کی

دیگر

یہی مانگے قدیرؔ شانِ کریمی میں خُداوندا پڑا کلمہ نبی کا ہو جہاں قائل محمد کے

توحید و رسالت کی عجب شان ہے کلمہ
مومن کے لئے مرکزِ ایمان ہے کلمہ

تعمیر بشر کا ہے خلاصہ تو یہی ہے
ہو دید تو آپ اپنا ہی عرفان ہے کلمہ

حضرت مخدومہ اشرف جہاں ماں صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا

ٹھمری ذاکرؔ عرفانی سکندرآبادی

تمرے دوارے میں آئی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

علیؓ محمد کی آنکھوں کے تارے حسنؓ و حسینؓ کے راج دلارے
بگڑی بنانے میں آئی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

تورے کلسوا کے بل بل جاؤں من کی مرادیں بھر بھر پاؤں
گھی کے چراغ میں لائی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

برہا کی آگ سے دل کو جلا کر دیس بدیس کی خاک اُڑا کر
دھونی رمانے میں آئی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

پریم کے مندر میں پریتم پیارے تن من دھن کے وارے نیارے
نذر کو تمرے میں لائی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

پچرنگی چندری کے رنگ ہیں نیارے خونِ جگر سے چمکے ہیں تارے
مہندی میں تمری رچائی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

قدؔیر کی آس کو توڑو نہ ماتا اپنوں سے منہ اپنا موڑو نہ ماتا
ذاکرؔ کی بات میں لائی ہوں۔ پت راکھو ماتا جی

منبع فیضان کا ہے آپؒ کا در

ہو کرم اشرف جہاں ماں صاحبہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اعجازِ نبوت ﷺ

از کتاب ''پیغمبر رحمت صلی اللہ علیہ وسلم'' ترجمہ شیخ الحدیث حافظ محمد امین حفظہ اللہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر مبارک پینتیس سال ہوئی تو قریش نے کعبہ کی تعمیرِ نو شروع کی۔ جب حجرِ اسود رکھنے کا موقع آیا تو اختلاف ہو گیا کہ یہ سعادت کون حاصل کرے؟ ہر قبیلہ چاہتا تھا کہ یہ عزت وہی حاصل کرے۔ (قریب تھا کہ ان میں خوفناک لڑائی ہو جاتی) تاہم طئے پایا کہ جو شخص ہمارے پاس سب سے پہلے آئے گا وہ یہ سعادت حاصل کرے گا۔ اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی سب سے پہلے تشریف لائے۔ وہ سب بہت خوش ہوئے اور نعرے لگانے لگے: ''امین آگیا، ہم اس کے فیصلے پر راضی ہیں''۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جھگڑا ختم کرنے کے لئے حکم دیا کہ ایک کپڑا بچھایا جائے اور حجر اسود اس پر رکھ دیا، چنانچہ آپ نے ہر قبیلے کے سردار سے کہا کہ سب مل کر کپڑا اٹھائیں۔ جب اصل جگہ پر پہنچے تو آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اسے اصل مقام پر نصب فرما دیا۔

(جوں جوں دورِ نبوت قریب آیا) اللہ تعالیٰ نے آپ میں تنہائی اور خلوت کا شوق فراواں کر دیا۔ آپ غارِ حرا میں چلے جاتے اور کئی کئی دن مسلسل دین ابراہیمی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے رہتے۔ جب عمر مبارک پورے چالیس سال ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو خلعت نبوت سے سرفراز فرمایا۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں کہ یہ پیر کا دن تھا اور جمہور کے قول کے مطابق اکتالیسویں سال ربیع الاول کی آٹھ تاریخ تھی اور عام الفیل کے لحاظ سے پہلا سال تھا۔

(اس حدیث کے متعلق امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''اس حدیث کے معنی صحیح ہیں اگرچہ اس کی سند ثابت نہیں''۔ امام سخاوی اور سیوطی رحمہما اللہ نے بھی اس کی تائید کی ہے۔ دیکھئے کشف الخفاء ومزیل الالباس: 70/1، نیز دیکھئے السلسلۃ الضعیفۃ: 173/1، حدیث: 72۔ ملاحظہ کیجئے مسند

احمد:425/3۔ الفصول فی سیرۃ الرسول ﷺ، ص:95)

(زاد المعاد: 78/1۔ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''ایک قول کے مطابق آپ کی بعثت رمضان میں ہوئی اور ایک قول کے مطابق رجب میں ہوئی''۔)

جبرئیل علیہ السلام غارِ حرا میں آئے اور کہنے لگے:

''اِقْرَأْ، فَقَالَ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، قَالَ: فَأَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّیَ الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِیْ، فَقَالَ: اِقْرَأْ، قُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ الثَّانِیَةَ حَتّٰی بَلَغَ مِنِّیَ الْجَهْدَ، ثُمَّ أَرْسَلَنِیْ فَقَالَ: اِقْرَأْ: فَقُلْتُ: مَا أَنَا بِقَارِئٍ، فَأَخَذَنِیْ فَغَطَّنِیْ الثَّالِثَةَ ثُمَّ أَرْسَلَنِیْ، فَقَالَ:

''پڑھیئے!'' آپ نے فرمایا: ''میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔آپ نے فرمایا: ''جبریل علیہ السلام نے مجھے پکڑ کر بھینچا حتی کہ مجھے تھکا دیا، پھر انہوں نے مجھے چھوڑا اور کہا: ''پڑھیں۔''میں نے کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں''۔انہوں نے پھر مجھے پکڑ کر زور سے بھینچا حتی کہ مجھے تھکا دیا، پھر انہوں نے مجھے چھوڑا اور کہا: ''پڑھیے۔'' میں نے پھر کہا: ''میں پڑھا ہوا نہیں ہوں۔'' انہوں نے تیسری بار پھر پکڑ کر مجھے بھینچا، پھر مجھے چھوڑ دیا اور کہا:

اِقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّکَ الَّذِی خَلَقَ (۱) خَلَقَ الْإِنسَانَ مِنْ عَلَقٍ (۲) اقْرَأْ وَرَبُّکَ الْأَکْرَمُ (۳) الَّذِی عَلَّمَ بِالْقَلَمِ (۴) عَلَّمَ الْإِنسَانَ مَا لَمْ یَعْلَمْ (۵)

''پڑھیے اپنے رب کریم کے نام سے جس نے سب کو پیدا کیا۔اس نے انسان کو خون کے ایک لوتھڑے سے پیدا کیا۔ پڑھیے! آپ کا رب بڑی عزت والا ہے جس نے قلم کے ذریعہ سے علم سکھایا اور انسان کو وہ علم سکھایا جو وہ نہیں جانتا تھا''۔(العلق،96:1-5)

حضور اکرم ﷺ اور انبیاء کرام کے صحیفے

شروع سے اب تک جملہ ۱۲۴۰۰۰۔ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء آئے ہیں۔ان میں تین سو تیرہ ۳۱۳ رسول ہوئے ہیں جن کو عربی میں رسول اور فارسی و اردو میں پیغمبر کہتے ہیں، پیغمبروں پر صحیفۂ آسمانی جن کو آسمانی کتاب بھی کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل کئے جاتے رہے جس میں شرع شریف کے مسائل اور قانون وقواعد جس قدر اس زمانہ کے لئے ضروری سمجھے گئے درج ہوا کرتے تھے اسی کے بموجب وہ مذہب اسلام کی اشاعت میں زندگی بسر کرتے رہے ان کے بعد انبیاء جو ان کے بعد پیدا ہوتے رہے اپنے پیش رو پیغمبر کی کتاب کے بموجب اور اپنے پیش رو پیغمبر کی پیروی میں تبلیغ اسلام کرتے رہے ہر پیغمبر کے مراتب انبیاء سے بڑھے ہوئے ہیں اور ہر پیغمبر نبی ہوتے ہیں، اور یہ کوئی ضروری نہیں کہ ہر نبی پیغمبر بھی ہو۔

پیغمبروں پر آسمانی صحیفے اللہ تعالیٰ نے جو نازل فرمائے حسبِ ذیل ہیں:

صُحُفِ ابراہیمی	یکم رمضان کو نازل ہوئے
توراۃ حضرت موسیٰ علیہ السلام پر	۶ رمضان کو نازل ہوئی
زبور حضرت داؤد علیہ السلام پر	۱۲ رمضان کو نازل ہوئی
انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر	۲۱ رمضان کو نازل ہوئی

قرآن کریم حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۷ رمضان کو نازل ہوا۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک جتنے صاحب صحیفہ پیغمبر ہوئے ہیں ان کی بعثت کی مُدتوں میں فصل حسبِ ذیل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت نوح علیہ السلام کا زمانہ ۱۲۰۰ سال

حضرت نوح علیہ السلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کا زمانہ ۱۱۴۳ سال

حضرت ابراہیم علیہ السلام سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ۵۷۵ سال

حضرت موسیٰ علیہ السلام سے حضرت داؤد علیہ السلام کا زمانہ ۵۷۸ سال

حضرت داؤد علیہ السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ ۱۰۵۳ سال

حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۶۰۰ سال

حضرت آدم علیہ السلام سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ ۵۱۴۹ سال

یہ قرآن کریم اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل کیا ہوا آخری اور مکمل قانون انسانیت ہے، اور پورے جہاں کے ہر ملک کے ہر طبقہ کے لوگوں کے لئے مشعلِ راہ اور قابلِ عمل ہے، قرآن کریم کے مختلف ۵۵ نام ہیں جو قرآن کریم ہی میں استعمال ہوئے ہیں۔

کس پیغمبر پر کتنی مرتبہ وحی نازل ہوئی؟

حضرت آدم علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی	۱۲ مرتبہ
حضرت شیث علیہ السلام پر	۴ مرتبہ
حضرت ادریس علیہ السلام پر	۴ مرتبہ
حضرت نوح علیہ السلام پر	۵۰ مرتبہ
حضرت ابراہیم علیہ السلام پر	۴۲ مرتبہ
حضرت موسیٰ علیہ السلام پر	۱۰۴ مرتبہ
حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر	۱۰ مرتبہ
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پر	چوبیس ہزار مرتبہ

حضور ﷺ پر وحی ۶۱۰ء میں نازل ہوئی، اور آخری وحی ۶۳۲ء میں، جملہ ۲۳ سال۔

غزوات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات اقدس دُنیوی کے زمانہ میں جتنی اسلامی جنگیں لڑی گئیں ان میں سے جن جنگوں میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بہ نفسِ نفیس شریک رہے ان کو ''غزوہ'' کہتے ہیں، ان جن جنگوں میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم خود شریک نہ ہوئے بلکہ کسی صحابی کی سُپردگی میں فوج بھیجی گئی اس کو ''سَرِیّہ'' کہتے ہیں۔ کس غزوہ میں کتنی فوج صحابہ کرام کی تھی وہ یہاں درج کر دی گئی ہے:

جنگ بدر	۳۱۳
حُدیبیہ	۱۵۰۰
فتحِ مکہ	۱۰،۰۰۰
جنگِ حُنین	۱۲،۰۰۰
حجۃ الوداع	۴۰،۰۰۰
غزوۂ تبوک	۷۰،۰۰۰
بوقت وفات مبارک صحابہ کرام کی تعداد	۱،۲۴،۰۰۰

ماخوذ از کتاب ''ضروری دینی مسائل''

ہر ایک مقصد ہُوا پورا جو ختم المُرسلیں آئے

ہزاروں انبیاء آئے مگر ایسے نہیں آئے
بشر ہونے پہ جن کے خود بشر کو کم یقیں آئے

سرِ عرش بریں پہنچے کہ بَر رُوئے زمیں آئے
ازل کا نور، ازل کا نور ہے چاہے کہیں آئے

لباسوں کی طرح نامِ شہِ لَولاک ہیں کیا کیا
جہاں جیسی ضرورت تھی وہ ویسے ہی وہیں آئے

فرشتہ شکلِ انساں میں بھی آئے تو فرشتہ ہے
اگر گنجِ خفی انساں بنے تو کیا یقیں آئے

اَبد تک جگمگائے گا جرا تہذیب و دانش کا
دلوں کو روشنی دینے اُجالوں کے امیں آئے

کہاں ہے ذکر اَکْمَلْتُ لَکُمْ کا آپ سے پہلے
ہر اک مقصد ہُوا پورا جو ختم المرسلیں آئے

نہ دیں سرکارؐ تو پھر دینے والا ہی نہیں کوئی
درِ محبوبِ حق ہے جس کو آنا ہو یہیں آئے

اُنہی کی جلوہ آرائی ہے سب اول سے آخر تک
گئے کب تھے جو نورِ اوّلیں و آخریں آئے

لگی ہے مہر پشتِ پاک پر ختمِ نبوت کی
ہُوا دَر بند جب پیغمبری مسند نشیں آئے

خدا نے رحمتوں کی انتہا کر دی غریبوں پر
غریبوں بیکسوں میں رَحْمَۃٌ لِّلْعَالَمِیں آئے

درِ شاہِ ہُدیٰ پر شوقؔ اپنی حیثیت کیا ہے
نظر والے لُٹاتے سجدہ ہائے بے جبیں آئے

نمازِ شریعت و طریقت

از کتاب سرالاسرار: تصنیف و تالیف حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ

ترجمہ: مولانا محمد منشاء تابش قصوری مدرس و صدر شعبہ فارسی جامعہ نظامیہ رضویہ، لاہور

بہر حال جو شرعی نماز ہے اسے تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَ الصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى. (البقرہ ۲۳۸) تمام نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً نماز وسطیٰ کی اس کا علم بخوبی ہو چکا۔

شرعی نماز ظاہری اعضاء (ہاتھ، پاؤ وغیرہ) کی حرکات و سکنات سے ارکانِ نماز کو بجالانا ہے۔ مثلاً قیام، رکوع، سجود، قعود آواز اور قرأتِ قرآن و تسبیحات وغیرہ کی ادائیگی ہے اسی سبب سے (مذکورہ بالا آیت میں) حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ جمع کا کلمہ ارشاد ہوا۔

بہر حال جو نمازِ طریقت ہے وہ دائمی اور قلبی نماز ہے اس آیت میں کلمہ وسطیٰ سے مراد قلب (دل) ہے اس لئے کہ قلب جسم کے وسط میں (درمیان) ہے۔ یعنی دائیں اور بائیں پہلوؤں کے مابین جسم کے بالائی حصہ اور نچلے حصہ کے درمیان۔ یعنی سعادت اور شقاوت کے مابین۔ چنانچہ ارشادِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے اِنَّ قُلُوْبَ بَنِیْ اٰدَمَ بَیْنَ اِصْبَعَیْنِ مِنْ اَصَابِعِ الرَّحْمٰنِ یُقَلِّبُهَا كَیْفَ یَشَآءُ بے شک اولادِ آدم کے دل اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں۔ (جیسے اس کی شان ہے) وہ جس طرف چاہتا ہے دلوں کو پھیر دیتا ہے۔

دو انگلیوں سے مراد اللہ تعالیٰ کے قہر و لطف کی صفتیں ہیں۔ آیتِ کریمہ اور حدیثِ شریف سے واضح ہوا کہ حقیقی نماز قلبی ہے۔ جب انسان اس نماز سے غافل ہوا تو اس کی نماز فاسد ہو گئی۔ جب قلبی نماز ہی نہ رہی تو اس کی ظاہری نماز بھی باطل ٹھہرے گی۔ نماز ہوتی ہی نہیں۔ نمازی تو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مناجات کرتا ہے۔ پکارتا ہے۔ عاجزی و انکساری کا اظہار کرتا ہے۔ جبکہ مناجات کا اصلی مقام تو قلب (دل) ہی ہے۔ اور جب قلب ہی غفلت کا شکار ہو گیا تو اس کی باطنی نماز باطل ہی ٹھہرے گی۔ یوں اس کی ظاہری نماز بھی فاسد ہو جائے

گی۔ کیونکہ بات تو دل سے ہی بنتی ہے۔ جو مرکز اور بنیاد ہے باقی اعضاء تو اسی کے تابع ہیں۔
چنانچہ سیدِ عالم نبی مکرم رسول معظم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

اِنَّ فِیْ جَسَدِ ابْنِ اٰدَمَ مُضْغَۃٌ فَاِذَا صَلُحَتْ صَلُحَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ وَ اِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ کُلُّہٗ اَلا وَھِیَ الْقَلْبُ.

انسان کے جسم میں ایک گوشت کا لوتھڑا ہے وہ درست ہو تو سارا جسم درست، گر وہ خراب ہو جائے تو سارا جسم خراب ہو جائے گا۔ آگاہ ہو جایئے وہ دل ہے۔

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے　　پر نہیں طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

بہرحال نمازِ شریعت کے شب و روز میں پانچ وقت مقرر ہیں اور سنت یہ ہے کہ اسے بلا ریا کاری، دکھاوے، تصنع یا بناوٹ مسجد میں جا کر قبلہ رُخ امام کے پیچھے باجماعت ادا کی جائے۔ مگر نمازِ طریقت کے لئے کوئی خاص وقت مقرر نہیں اسے دائمی طور پر ادا کرتے رہنا چاہیئے۔ اس کے لئے تمام عمر درکار ہے۔ اس نماز کی ادائیگی کی مسجد دل ہے۔ اور اس کی جماعت اعضاء و قوائے جسمانیہ باطنیہ ہیں۔ جو لسانِ باطن سے اسمائے حسنٰی کے اسرار و تذکار میں مصروفِ عمل رہیں۔

ان قوائے باطنیہ کا امام قلب کے اندر جذبۂ عشق ہے اور اس کا قبلہ خود ذاتِ خداوندی جمالِ صمد ہے۔ جسے قبلۂ حقیقت سے موسوم کرتے ہیں۔ قلب و روح دونوں ہمیشہ ہمیشہ اس نماز میں مشغول رہتے ہیں۔

دل نہ سوتا اور نہ اسے موت سے واسطہ ہے بلکہ خواب اور بیداری ہر دو حالتوں میں نمازِ باطنی میں مصروف رہتا ہے۔ اور باطنی یا قلبی نماز دل کی زندگی سے ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **لَا صَلٰوۃَ اِلَّا بِحُضُوْرِ الْقَلْبِ** حضورِ قلب کے سوا کوئی نماز کامل نہیں ہوتی۔ اس نماز میں نہ آواز ہے نہ قیام و قعود اس میں صرف اور صرف اتباعِ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے صرف اللہ کی ذات ستودہ صفات ہی مخاطب ہے۔ جیسے **اِیَّاکَ نَعْبُدُوَ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْن** الٰہی ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد کے طالب ہیں۔

اس آیۃ کریمہ کی تفسیر میں اس طرح بیان ہے کہ اس میں عارف کے احوال کی طرف اشارہ ہے۔ یعنی اس کی حجابی کیفیت ختم ہوجاتی ہے اور اسے بارگاہِ احدیت میں حضوری کا شرف نصیب ہوجاتا ہے۔ پھر وہ اُن مقربانِ خاص میں جگہ پالیتا ہے جن کے متعلق سیدِ عالم مخبرِ صادق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں اَلْاَنْبِیَاءُ وَ الْاَوْلِیَاءُ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُبُوْرِھِمْ کَمَا یُصَلُّوْنَ فِیْ بُیُوْتِھِمْ انبیاء ومرسلین علیہم السلام اور اولیاء کرام اپنی قبروں میں ایسے ہی نماز پڑھتے رہتے ہیں جیسے وہ اپنے گھروں میں پڑھتے رہتے تھے۔ یعنی وہ اپنے زندہ دلوں کے ساتھ ذکر واذکار میں مشغول رہتے ہیں۔ پھر جب ظاہری اور باطنی ہردو نمازیں جمع ہو جائیں تو پھر نماز پائیہ تکمیل کو پہنچ جاتی ہے۔ اور اس کا اجرِ عظیم بارگاہِ احدیت وصمدیت کا روحانی قرب نیز جنت میں درجاتِ جسمانیہ مرحمت ہوتے ہیں۔ ایسی نماز کا ادا کرنے والا ظاہراً عابد ہوتا ہے اور باطناً عارف اگر حیاتِ قلبی حاصل نہ ہوتو نمازِ شریعت اور نمازِ طریقت میں یکسانیت ہی نصیب نہیں ہوتی۔ اور اس کی نماز ناقص ہے۔ اس کا اجر محض درجات و مراتب کی صورت میں تو عطا ہوجاتا ہے مگر قربِ الٰہی کی دولت سے محروم رہتا ہے۔

اس مضمون کو سرالاسرار کے سلیس بامحاورہ اُردو ترجمہ مع حواشی
''نورالانوار'' ترتیب، ترجمہ حضرت قاضی سید شاہ اعظم علی صوفی صاحب قادری
مطبوعہ جنوری ۱۹۹۰ء کے صفحہ ۱۱۹ میں بھی ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نہ جانے کب سے رہبر جاگتے ہیں

جہاں میں جب قلندر جاگتے ہیں
زمانے کے مقدر جاگتے ہیں

فقط رسمِ تغافل ہے یہ ورنہ
جگائیں وہ تو پتھر جاگتے ہیں

میں اپنا حال کہہ کر سو رہا ہوں
وہ میرا حال سن کر جاگتے ہیں

مری آنکھوں میں اُن سے روشنی ہے
وہ میرے دل کے اندر جاگتے ہیں

ابھی تک قافلہ سویا ہے اظہؔر
نہ جانے کب سے رہبر جاگتے ہیں

برہان الدین احمد اظہؔر القادری یادگیری

حضرت خلیفۃ الرحمٰن قادری قدس سرہٗ العزیز

سرزمین فیروز آباد علاقہ کرناٹک گلبرگہ شریف

حضور پُرنور معلم معنوی خلیفۂ قادریہ عالیہ ملقب خلیفۃ الرحمٰن قادری درزمینِ حیدرآباد علاقہ گلبرگہ شریف کے جنوب میں فیروز آباد سترہ میل پر واقع ہے جہاں گنبدِ شریف موجود ہے۔آپ بغداد شریف سے سرزمینِ دکن فیروز آباد فیروز شاہ بادشاہ کے دور میں تشریف لائے حضرت کی آمد کا حال فیروز شاہ کی صاحبزادی کے خواب میں قدرت نے دکھلایا۔اپنا خواب بادشاہ سے شہزادی نے کہا۔لیکن فیروز شاہ اس کو خیال میں نہیں لایا۔جس وقت حضرت کی آمد اسی خواب کے موافق ہوئی تو صاحبزادی نے عرض کیا۔یہ وہی حضرت ہیں جن کو میں نے خواب میں دیکھا تھا۔آپ سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز رفیقِ طریقت وخلیفہ ہیں۔عجیب وغریب روحِ لطیف کے حامل ہیں۔آپ کے ریاضات بلند ہیں۔معلوم ہوتا ہے جس وقت آپ کو دکن جانے کا حکم ملا آپ سے حضرت قبلہ محبوب سبحانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا راستے میں خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوگی۔

آپ کے بے حد کرامات ہیں۔جس کی ابتدا سنئے۔آپ فیروز پور میں داخل ہوئے۔بادشاہ کو خبر ہوئی۔اپنی فوج کو اس نے حکم دیا کہ حضرت کو ہماری زمین سے نکال دو۔آپ کے ہمراہ سید شاہ احمد قادری یمنی رفیقِ اعلیٰ موجود تھے۔حضرت نے کہا فوج آئی۔آپ چہرے پر نقاب رکھتے تھے اُٹھایا ایک نظر ڈالتے ہی فوج زمین میں گھٹنوں تک گڑ گئی۔یہ خبر بادشاہ کو ہوئی وہ بذاتِ خود ہاتھی پر سوار ہوکر آیا۔چاہتا تھا کہ پیروں سے حضرت کو کچل دے۔جب سید صاحب نے کہا بابا ہاتھی قریب آیا تو نقاب اُلٹا، ہاتھی کی نظر میں نظر ملائی، ہاتھی نے بادشاہ کو اپنی سونڈ سے کھینچ پیروں میں ڈال دیا۔بادشاہ اس کرامت کو دیکھ کر عاجز ہوا۔درونِ دل بے خوف تھا۔خیر مزاج پرسی کے بعد کہا، کیسے آنا ہوا۔حضرت نے کہا، اللہ پیر کا حکم لے کر تمہاری زمین پر آیا ہوں، یہیں رہوں گا۔آپ مجھے زمین عنایت کریں۔فیروز شاہ نے کہا۔اگر آپ کو

میری زمین پر رہنا ہوتو فی قدم ایک اشرفی دوتو زمین دوں گا۔آپ نے کہا،تو ناپ میں دوں گا۔ بادشاہ راضی ہوا۔جس مقام پر ٹھہرے ہوئے تھے وہیں سے جگہ ناپتے ہوئے اور بادشاہ ہرقدم پر ایک ایک اشرفی لیتا ہوا چلا۔کہاوت ہے کہ سات چادرزمین آپ نے لے لی۔وزیر مالیہ نے کہا،آپ زمین کہاں تک لیں گے؟ آپ نے کہا، جہاں تک سورج غروب ہوتا ہے۔ بادشاہ نے کہا، میں وہاں تک کا بادشاہ نہیں ہوں۔آپ نے کہا میں بڑا بادشاہ سمجھ کرخرید نے آیا۔ بادشاہ نے حضور کی جھولی میں ہاتھ ڈالا کچھ نہیں ہے۔آپ برابر اشرفی جھولی سے دے رہے ہیں۔ بادشاہ نے کہا،آپ جادو کی اشرفی تو نہیں دے رہے ہیں؟ آپ نے کہا، ہمارے جدّ کو بھی جادوگر کہتے تھے۔ یہ نہیں، میرے ساتھ فرشتے متعین ہیں، میں ہاتھ ڈالتا ہوں، وہ میرے ہاتھ اشرفی دیتے ہیں اور میں آپ کو دیتا ہوں۔سند بادشاہ نے لکھ دی۔ جو وہاں کے وارثوں میں موجود ہے۔ بادشاہ لکھتا ہے کہ جب تک چاندوسورج گردش کرتے ہیں اس وقت تک کوئی بادشاہ ان سے خراج نہ لے۔ ہم نے ہر قدم پر ایک ایک اشرفی لے کر یہ زمین حوالے کی ہے۔سب سے پہلے آپ نے مسجد کی بنیاد ڈالی۔مسجد کے شمالی حصہ میں ذکر گھر قائم کیا۔حجرہ درحجرہ جس میں ذکر گھر موجود ہے۔اس کی بلندی تقریباً چارفٹ اونچی ہے۔اگر اندر رکوع کرنا چاہو تو رکوع نہیں ہوسکتا۔صرف دوزانوں آپ بیٹھ کر عبادت الٰہی میں رہتے تھے۔عبادت میں نیند نہ آنے کے لئے آپ نے پیشانی پر اور سر کے چاروں طرف برچھیاں لگا رکھی تھیں۔اگر نیند آئے تو سر کو چبھیں۔اللہ اللہ صدقے جاؤں، ایسی عبادت کرنے والوں کے۔اب بھی ذکر گھر موجود ہے۔دیکھنے کے بعد روحِ انسانی گھبراتی ہے۔عشاقانِ الٰہی کی ریاضت پر آپ اس کے اندر جمعہ کے دن بعد نمازِ عصر داخل ہوتے۔ایک ہفتہ بعد بارہ بجے دن جمعہ کو باہر آتے۔کہا جاتا ہے پہلی آپ کی نظر چالیس پُر آب مٹکوں پر پڑتی وہ مٹکے تڑک جاتے، دوسری نظر چالیس گھاس کے گٹھوں پر پڑتی تو وہ جل جاتے۔ تیسری نظر بیمار مجروح ہمہ اقسام کے درد بھرے لوگوں پر پڑتی وہ شفا پاتے۔ایک عالم اپنی اپنی بیماری ظاہری و باطنی کی شفا پاتا۔وہ زمانہ قدیم بڑی بڑی آزمائش کر چکا ہے۔آپ نماز جمعہ خود ادا کراتے۔آپ

کے پیچھے کیسے کیسے علماء و مشائخین فقرا نماز جمعہ ادا کرتے۔ اور عصر تک سلسلۂ قادریہ عالیہ میں مرید ہونے والے ہو جاتے۔ بعد نماز عصر داخلِ ذکر گھر ہوتے۔ بادشاہ فیروز شاہ بلند تقویٰ رکھتا تھا، پانی و آگ پر مصلیٰ بچھا کر نماز ادا کرتا تھا۔ وہ بھی آپ کی امامت میں نماز ادا کئے ہیں۔ گنبد کا نقشہ حضرت نے معماروں کے حوالہ فرمایا۔ تعمیر شروع ہوگئی۔ ایسی گنبد رُوئے زمین پر نہیں ہے۔ میں نے بہترین سیاح جو دنیا کا چکر طئے کئے ہیں ان کو لایا، وہ فلسطین قدیم و جدید، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی گنبد و بی بی مریم کا روضۂ دیگر مقدس مقامات کو اور چین و عرب ممالک اور ہندوستان و بیرون ہند جہاں جہاں اعلیٰ تعمیرات پائے جاتے ہیں۔ بہ نظر غائر دیکھ چکے ہیں موجودہ تعمیر گنبد دکھلایا، وہ یہی کہتے ہیں کہ اس مخرج میں ایسی گنبد کہیں نہیں ہے۔ آیئے دیکھئے سمجھئے: مَنْ عَرَفَ نَفْسَہٗ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّہٗ کے تحت نفس کی قبر اندرونِ گنبد بنوائی۔ یہ قبر گنبد کے بیچ میں نہیں بلکہ مشرقی جانب ہے۔ اب قبر کے بالائی حصہ پر نظر ڈالیئے تو بنی آدم کی جتنی پسلیاں ہیں اتنی ہی پسلیاں صحن میں نظر آئیں گی۔ اس کو معنوی اصطلاح میں لا نفس مقام ناسوت رنگ کالا، اس کا معمار عزازیل ہے۔ (یہ گنبد کی ساخت کا پہلا مقام ہے) دوسرا مقام اِلٰہ، دل مقامِ ملکوت، رنگ اُجلا، اس کا معمار جبرائیل ہے۔ (یہ قبر کی بائیں جانب گنبد کی ساخت کا دوسرا مقام ہے)۔ تیسرا مقام اِلَّا اللّٰہ روح مقامِ جبروت رنگ ہرا اس کا معمار میکائیل ہے (یہ قبر کی دائیں جانب گنبد کی ساخت کا تیسرا مقام ہے)۔ چوتھا مقام محمد سر مقام لاہوت رنگ سرخ اس کا معمار اسرافیل ہے۔ (یعنی جہاں نفس کی قبر ہے، ساختِ گنبد میں اسی کو ہی چوتھا مقام سر قرار دیجئے) پانچواں مقام رسول نور مقام ہاہوت رنگ پیلا اس کا معمار عزرائیل ہے (یہ گنبد کی پانچویں ساخت ہے۔۔) چھٹا مقام الہ، ذات، مقام سیاہوت، رنگ بے رنگ، اس کا معمار بذاتِ خود مالک ہے (یہ حصہ گنبد کی چھٹی ساخت ہے)۔

گنبد میں شش جہات جو کلمۂ طیبہ کا جز و کل علٰحدہ علٰحدہ موجود ہے۔ جس کو بوجھنا، جاننا، پہچاننا، ہر وجود پر فرض ہے۔ مغربی جانب دروازۂ گنبد ہے۔ جتنی تعمیریں مشرقی جانب ہیں اتنی ہی تعمیریں مغربی جانب ہیں۔ بالکل ہو بہ ہو گنبد کے بیچ شمالی حصہ میں صحن وہی

پسلیاں نما بازو میں ایک چھوٹی گنبد بازو میں اور ایک چھوٹی گنبد۔ یہ تینوں مقام بھی قابلِ فہم معنوی ہیں۔ جنوبی حصہ میں بھی ہو بہو تین مقام ہیں۔ تین تین چھ، یہاں بھی شش جہت پائی جاتی ہے۔

گنبد میں چودہ جالیاں موجود ہیں۔ پہلی جالی جو جانبِ مشرق قدِ آدم ہے سورج جب آسمان پر طلوع ہوتا ہے اس کی پہلی شعاع مزارِ پُرنور پر جالیوں میں سے پڑتی ہے۔ یہ وہ سین ہے جو زمین و آسمان کا قائم کیا ہوا ہے۔ اسی قسم سے تمام جالیوں میں غروبِ آفتاب تک مزار پر شعائیں رہتی ہیں۔ گویا مزار سورج اور چاند کی روشنی میں منور ہے۔ ایک مرتبہ فیروز شاہ نے فرمایا حضرت میرے پاس لعل ہے۔ حضرت نے کہا اس میں بال ہے۔ بادشاہ نے کہا نہیں۔ حضرت نے کہا اب جاؤ دیکھو فیروز شاہ نے دیکھا حقیقت میں بال آ گیا ہے۔

غصے میں آ کر حضرت سے کہا، میرے لعل میں بال ہے آپ کے پاس کیا ہے۔ حضرت نے کہا: میرے پاس چار لعل چار رنگ کے ہیں دکھلاؤں۔ بادشاہ نے کہا دکھلاؤ۔ آپ کو عالمِ جلال طاری ہوا۔ بھیم اندی سے کہا، اے بھیم اچار لعل لا دو۔ بھیم اگئی اور چار لعل لائی۔ اس کے لانے میں ندی کا رُخ فیروز شاہ کے قلعہ کی جانب ہوا۔ یہ دیکھتے دیکھتے تک فیروز شاہ کے قلعہ کی مینار تک جو قلعہ کا پہلا حصہ کہلاتا ہے پانی چڑھ گیا۔ کہاوت ہے کہ کوّا مینار پر بیٹھ کر پانی پی رہا تھا۔ نَو کروڑ کی تعمیر معہ کل کے پانی میں غرق ہوگئی۔ فیروز شاہ کے پاؤں تلے پانی آ گیا۔ فیروز شاہ صرف تنہا موجود ہمراہیوں کے فرار ہو گیا۔ حضرت نے فرمایا تو عود و گل کا نہ ہو۔ فیروز شاہ کی قبر کا پتہ نہیں ہے۔ معلوم ہوتا ہے فیروز شاہ درونِ دل خدا تعالیٰ کی خدائی میں دعویٰ رکھتا تھا۔ اس کے غرور تکبر کو فنا کرنے کے لئے حضرت تشریف لائے۔ وہ جیسا کیا ویسا پایا۔ وہی چار رنگین پتھر لعل نما گنبد میں نصب فرمایا جو شب چراغ کا کام دیتے تھے۔ چند دنوں بعد اس پر ملمع کیا گیا اور کہا جب اس میں روشنی نمودار ہوگی میری گنبد ساری دنیا دیکھے گی۔ مریدوں نے عرض کیا، حضرت گنبد مکمل ہو چکی ہے، دیکھئے۔ آپ نے کہا مجھے نہیں دیکھنا چاہیے۔ سب کے اصرار پر آپ نے دیکھا، جیسے ہی نظر گنبد پر پڑی دروازہ کے پتھر سے

لے کر پوری گنبد خفیف سی تڑک گئی۔ آپ نے کہا، قدرت نے گنبد بنوادی، لیکن میری نظر سے تڑک گئی۔ یہ پھوٹی گنبد قریب قیامت تک رہے گی جو آج تک اسی حال میں مدتوں کی عمارت موجود ہے۔ حضرت خواجہ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ نے معنوی تعمیر کو ملاحظہ فرمایا اور اندرونِ گنبد سات دن مراقب رہے۔ ساتویں دن آپ کو روحانی فیض عطا ہونے کے بعد آپ نے فرمایا، آپ ہمارے خلیفہ نہیں بلکہ خلیفۃ الرحمٰن ہو۔ یہ لقب بندہ نواز ہی کا عطا کردہ ہے۔ جب سے خاص و عام کی زبانوں پر خلیفۃ الرحمٰن آیا۔ آپ کا نام تاریخ میں موجود ہے۔ حضرت شیخ سراج الدین جنیدی رحمۃ اللہ علیہ و حضرت بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی قدیم تاریخوں میں پورا پورا احوال موجود ہے۔ میرے پیر شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتیؒ نے فرمایا، بادشاہ قادری جس وقت آپ خلیفۃ الرحمٰن قادری کی گنبد میں داخل ہوں گے گنبد مبارک کی جیسی معنوی تعلیم ہے ویسا ہی پاؤ گے۔ بلکہ تم گم ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو منظور تھا میں نیک ساعت میں داخلِ گنبد ہوا۔ کیا دیکھتا ہوں تعلیماتِ معنوی گنبد کے ذرہ ذرہ میں موجود ہیں۔ دل نے یہ شعر کہا ؎

من عرف نفسہ پہچان گنبد عیاں ہے خلیفۃ الرحمٰن گنبد

لا کالاالـــــہ سفیدالا الـــلـــہ ہرا

لال محـمـد پیلے رسول اللـہ کھرا

حضرت سید شاہ خلیفۃ الرحمٰن قادری رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے میری گنبد دنیا دیکھے گی۔

ہدایاتِ کریمی کے تحت حضرتِ قدؔیر رحمۃ اللہ علیہ نے حسبِ عقیدت و اشارات گنبد شریف کا نہ صرف مشاہدہ کیا بلکہ حضرت خلیفۃ الرحمٰنؒ کے فیوض سے مشرف ہونے اور نکاتِ مَن عرف کی شناسائی کے لئے عالم کو دعوتِ فکر دی۔

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل واکرے کوئی

اقبالؔ

درشانِ خلیفۃ الرحمٰنؒ فیروزآباد۔گلبرگہ شریف

بقائے عنصری کی بولتی تصویر ہے گُنبد
یقیناً اہلِ باطن کے لئے دلگیر ہے گُنبد

سلامت ہے یہاں پوشیدہ دولت اہلِ ایماں کی
فقط آخر زماں کے واسطے تعمیر ہے گُنبد

مقام عبد و ربّ کا وصل ہے سرِ محمد میں
دلِ حق آشنا کی سربہ سر زنجیر ہے گُنبد

تری جلوہ نمائی ہوگی اِس دربار سے آقا
قدیر اللہ کے ایمان کی تصویر ہے گُنبد

یہی تو ہے مسیحائے زمانہ دیکھ اے زاہد
علاج درد منداں کے لئے تاثیر ہے گُنبد

تصدق کیوں نہ جائیں آپ کی متوالی آنکھوں کے
بجا صاحبؔ نظر کے واسطے تقدیر ہے گُنبد

صاحبؔ قدیریؒ

تاثراتِ قلبی

مُرید صادق عبدالہادی المتخلّص بہ حارثؔ حیدرآبادی دام اقبالہ

ہے صدقہ تم پر دل و جان باباخلیفۃ الرحمٰن — تم ہی ہو دین مرا ایمان بابا خلیفۃ الرحمٰن
سلاطیں کیوں نہ جھکائیں سر غلاموں سے بھی ہیں وہ کمتر — فرشتے در کے ہیں دربان باباخلیفۃ الرحمٰن
خردمندانِ جہاں آکر ہوئے گم آپ یہ دُھن گا کر — تمہارا در ہے درِ عرفان بابا خلیفۃ الرحمٰن
سفر دنیا کا جو کر دیکھا نہ ایسے روپ کا گھر دیکھا — ہے شانِ گنبدِ عالی شان بابا خلیفۃ الرحمٰن
کچھ ایسی شانِ عمارت ہے کہ دنگ معمارِ سیاست ہے — ہے ششدر خلقِ جہاں حیران باباخلیفۃ الرحمٰن
ضیائے شمع ولایت ہے بجھائے کس کی یہ طاقت ہے — گر آئے آندھی اور طوفان باباخلیفۃ الرحمٰن
دیا اس گھر کا چمکاؤ جہاں کی نظریں پلٹاؤ — کرو اب روشن روشندان بابا خلیفۃ الرحمٰن
زمانہ آخری آپہنچا ظہورِ مہدیؑ کب ہوگا؟ — بنے گا آدمی کب انسان بابا خلیفۃ الرحمٰن
ہے نفس اور رب کی پہچانت اسی میں عقل کی ہے دولت — نہاں ہے گنبد میں عرفان باباخلیفۃ الرحمٰن
کھلاؤ آپ نے جو کھایا پلا دو دریا سے قطرہ — ہیں ہم سب آپ کے گھر مہمان باباخلیفۃ الرحمٰن
میں کیا بتلاؤں کیا ہو تم مجھی میں عقل میری ہے گم — بتاؤ مجھ کو مری پہچان بابا خلیفۃ الرحمٰن
بتاؤ کون یہ آیا ہے کہ جس کا ہم پر سایہ ہے — ہو اس کو جان کے کیوں انجان باباخلیفۃ الرحمٰن
نہ جانے اس کا پتہ کیا ہے قدیرؔ نام بتاتا ہے — اسی میں گم ہے میرا ایمان بابا خلیفۃ الرحمٰن
محمد نام بتاتے ہیں سمجھ میں پھر بھی نہ آتے ہیں — خطا ہیں میرے یہاں اوسان باباخلیفۃ الرحمٰن

کہیں رُسوا نہ ہوں عالم میں بھرو دم کلمہ کا دم میں
یہ حارثؔ دم کا ہے مہمان بابا خلیفۃ الرحمٰن

سلام

کرتا ہوں با احترام صاحبِ گنبد سلام
تم ہو ولی لا کلام صاحبِ گنبد سلام

حق یہ ہے حق کا پتہ آپ کے باعث مِلا
کیوں نہ کروں صبح و شام صاحبِ گنبد سلام

جاری رہے دم بدم کلمۂ طیب سے دم
لب پہ ہو میرے مدام صاحبِ گنبد سلام

کیوں نہ جواب آپ دیں گروہ مخاطب کریں
بارھواں آکر امام صاحب گنبد سلام

کر کے زیارت یہ سب ہو کے کھڑے باادب
پڑھتے ہیں سب خاص و عام صاحبِ گنبد سلام

مہدیِ دینِ متین آئیں گے اک دن بالیقیں
کہہ دیں گے ہم لے کے نام صاحبِ گنبد سلام

بن کے یہ سورج غلام گھر میں ہے دن بھر تمام
کہتا چلا وقتِ شام صاحب گنبد سلام

رات کو روشن قمر کرتا ہے روشن یہ گھر
ہے یہ ستاروں کا کام صاحب گنبد سلام

اس لئے رکھے حضور جالیاں چودہ ضرور
دو یہاں بارہ امام صاحب گنبد سلام

چشمِ کرم کیجئے مُڑ کے اِدھر دیکھئے
در پہ ہیں حاضر غلام صاحبِ گنبد سلام

آپ تصور میں ہیں آپ میرے گھر میں ہیں
لیجئے اے نیک نام صاحب گنبد سلام

کون محمد سوا کلمہ دیا ہے پڑھا
ہے یہ محمد کا کام صاحب گنبد سلام

روک لے حارثؔ قلم اب نہ ہو آگے رقم
سن چکے تیرا تمام صاحبِ گنبد سلام

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جامع مدحت

لاکھ لاکھ درود اس مظہرِ اتم پر جو باعثِ ایجادِ عالم ہے، رحمۃ للعالمین ہے، حق سبحانہ و تعالیٰ اور کل ملائکہ کل مومن مسلمانانِ عالم سے اَن گنت درود حاصل کرنے کی وجہ وہ محمد ہے۔ اللہ کی تعریف کرنے میں کل انبیاء پر سبقت لے جانے کی وجہ سے وہ احمد ہیں۔ مَـا یُبْـدِئُ الْبَاطِلُ وَمَا یُعِیْدُ کا تصرف اپنے اندر رکھنے والا ہونے کی وجہ سے وہ مَاحِیٌ ہے۔ حشر کے دن تمام انبیاء کو اپنے جھنڈے کے نیچے پناہ دینے والا ہونے کی وجہ سے وہ حَـاشِـرٌ ہے۔ انبیاء کے دین و ایمان کی تکمیل کرنے والے کی وجہ سے وہ عَاقِبٌ ہے۔ آپ ہی عالم ناسوت کی شریعت قائم کر کے آدم بنے۔ آپ ہی عالم ملکوت کی طریقت قائم کر کے اِنَّکَ لَـعَلٰی خُلُقٍ عَظِیْم کا خطاب پائے۔ آپ ہی عالم جبروت کی حقیقت قائم کر کے خَاتَمُ النَّبِیّٖن بنے۔ آپ ہی نے عالمِ لاہوت کی معرفت قائم کر کے اَلْاِنْسَانُ سِرِّیْ وَ اَنَا سِرُّہٗ اور قَدْ جَـاءَ کُـمْ مِـنَ الـلّٰـہِ نُوْرٌ وَّ کِتَابٌ مُّبِیْنٌ کی تکمیل فرمائی۔ آپ ہی نے عالمِ ہاہوت کی وحدت قائم کر کے اَنَـا مِـنْ نُـوْرِ الـلّٰہِ و کُلُّ شَیْءٍ مِنْ نُوْرِیْ کا مظہر صادر فرمائے۔ اِنَّ الـلّٰـہَ وَ مَـلٰئِـکَتَـہٗ یُـصَـلُّـوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیْمًا. اللہ سے اور اس کے تمام فرشتگان سے درود حاصل کیا۔ آپ ہی نے عالمِ سیاہوت کی وصلت قائم کر کے جو مشیت تجلیاتِ ذاتی واسطے ایجاد مقدم تھی تکمیل فرمائی اور فرشتوں سے سجدہ کروایا قُلْنَا لِلْمَلٰئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْا کی تکمیل فرمائی اور اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُھَـا فِی السَّمَاءِ (کلمہ طیبہ) لَآ اِلٰـہَ اِلَّا الـلّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ حضرت آدم نے پڑھا اور بیچ دائرہ اسلام کے آئے۔

دلیل قولہ تعالیٰ جز ۱۵ سورہ کہف رکوع ۸ (از کتاب مفتاح الحقائق)

فَوَجَـدَا عَبْدًا مِنْ عِبَادِنَا اٰتَیْنٰـہُ رَحْمَۃً مِّنْ عِنْدِنَا وَ عَلَّمْنٰـہُ مِنْ لَّدُنَّا عِلْمًا

(ترجمہ) پھر پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں کا جس کو دی تھی ہم نے مہر اپنے پاس سے ایک علم خاص۔ تفسیر قادری میں فرماتے ہیں، تو پایا ایک بندہ ہمارے بندوں میں سے کہ محض اپنی عنایت سے دی ہم نے اسے اپنی رحمت اپنے پاس سے کہ جو وحی اور نبوت ہے۔ یہ ان لوگوں کے قول کے موافق ہے جو انہیں پیغمبر جانتے ہیں یا دی ہم نے اس بندے کو ''درازئ عمر''۔ یہ ان لوگوں کے مذہب کے موافق ہے جو ان کی نبوت کے قائل نہیں ہیں۔ اور سکھایا ہے ہم نے اسے اپنے پاس سے ایسا علم جو ہمارے ساتھ خاص ہے۔ اور بغیر ہمارے سکھائے ہوئے کوئی وہ علم نہیں جانتا۔ (از کتاب برہان الحقائق ص: ۱۸۲، ۱۸۳، در باب العلم اللدنی)

حدیث قدسی:

اِنَّ فِیُ جَسَدِ ابُنِ اٰدَمَ لَمُضُغَةٌ وَ فِی الُمُضُغَةِ قَلُبٌ وَ فِی الُقَلُبِ رُوُحٌ وَ فِی الرُّوُحِ سِرٌّ وَ فِی السِّرِّ نُوُرٌ وَ فِی النُّوُرِ اَنَا. کہ یہ نکتہ انتہائے علوم مکاشفات میں کا ہے۔ ان علوم کے اسرار کا کسی کتاب میں لکھنا جائز نہیں کیونکہ بھید کا افشاء کرنا بُرا ہے اور تم نے کبھی نہ دیکھا ہوگا کہ جو شخص بادشاہ کے راز کا امین ہو اور بادشاہ اس سے اپنے خفیہ امور کہے تو وہ سب کے سامنے بیان کر دے اور اگر بھید کا افشاء کرنا درست ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے۔

لَوُ تَعُلَمُوُنَ مَا اَعُلَمُ لَضَحِکُتُمُ قَلِیُلًا وَ لَبَکَیُتُمُ کَثِیُرًا (ترجمہ) اگر تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تھوڑا ہنستے اور بہت روتے۔ یعنی وہ نورِ باطن رازِ مخفی حقیقتِ محمدی سِرّ خدا ہے یعنی ادلہ حقائقِ توحید الٰہی کو کہتے ہیں جو سینہ بہ سینہ منکشف ہوتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سَنُرِیْهِمْ اٰیٰتِنَا فِی الْاٰفَاقِ وَ فِیْ اَنْفُسِهِمْ حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَهُمْ اَنَّهُ الْحَقُّ اَوَ لَمْ یَکْفِ بِرَبِّکَ اَنَّهٗ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ شَهِیْدٌ. اَلَآ اِنَّهُمْ فِیْ مِرْیَةٍ مِّنْ لِّقَآءِ رَبِّهِمْ اَلَا اِنَّهٗ بِکُلِّ شَیْءٍ مُّحِیْطٌ.

ترجمہ: قریب میں دکھاتے ہیں ہم اُن کو ہمارے نشانات آفاق میں اور اُن کے نفسوں میں یہاں تک کہ اُن کے لئے کھلا ہو جائے گا کہ وہ حق ہے۔ کیا تیرا رب کافی نہیں ہے۔ وہ تحقیق ہر چیز پر شاہد ہے۔ ہوشیار ہو جاؤ ضرور وہ شک میں ہیں اپنے رب کی لقا سے وہ ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ (پارہ ۲۵ حٰم سجدہ، آیت: ۵۲ تا ۵۴)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، اے انسان کیا تو خود کو ایک جرمِ صغیر سمجھا ہوا ہے حالانکہ تیرے اندر عالمِ کبیر چھپا ہوا ہے۔ سَخَّرَ لَکُمْ مَّافِی السَّمٰوٰتِ وَ مَافِی الْاَرْضِ. یہ عالمِ کبیر جو پراگندہ و منتشر جزءً اجزءً ا پھیلا پڑا ہے وہ عبارت ہے عالمِ صغیر کی وہ تفصیل ہے اس وحدت کی جس مرکز پر زمین و آسمان کی ہر چیز آنے کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ جب تمام کو جمع کیا اس ارادے سے کہ اس میں خود جلوہ گر ہو وہ ضرور کائنات میں جلوہ گر ہے۔ ذات تقسیم تھی صفات میں۔ جب ذات اپنے تمام صفات کو وحدت میں لاکر ظہور کرنا چاہی تو وہ انسان کا وجود ظاہر ہوا۔

واقعہ یہ ہے کہ حضرت پیر و مرشد قبلہ خواجہ شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتیؒ خلافتِ قادریہ عطا کرنے کے دوسرے دن گھر تشریف لائے۔ فرمائے مصباح الحیات صفحہ ۹۷ نکالو۔ اس میں یہ شعر لکھا گیا ہے ۔

خسوف اس وقت ہوئے جگمنے تیئں　　　یمن سے آگ نکلے صاحب دیں

اسی موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے شاہِ کریم کے ارشادات کو حضرتِ قدیرؒ نے تحقیق انوارِ تجلیات کو طغرۂ پچرنگ کے قالب میں ڈھال کر دعوتِ فکر دی۔ جو ایک مومن کا حصہ ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے: کُنْتُمْ خَیْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ

وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنكَرِ وَتُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ (پارہ۴سورۃ آل عمران آیت:۱۱۰)۔ترجمہ:تم بہترین امت ہو جو سب لوگوں (کی رہنمائی) کے لئے ظاہر کی گئی ہے تم بھلائی کا حکم دیتے ہو اور بُرائی سے منع کرتے ہو۔ اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو۔ خلاصۂ شش جہت مقصودِ کائنات لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے پیغام کو دعوتِ فکر کے عنوان سے عالم کو روشناس کروانے کی دردمندانہ ومخلصانہ سعی کی۔ ارشادِ باری ہے: لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ .قَدْ جَاءَكُم بَصَائِرُ مِن رَّبِّكُمْ فَمَنْ أَبْصَرَ فَلِنَفْسِهِ وَمَنْ عَمِيَ فَعَلَيْهَا وَمَا أَنَا عَلَيْكُم بِحَفِيظٍ. (پارہ۷، سورۃ الانعام آیت:۱۰۳،۱۰۴)

ترجمہ: نگاہیں اُس کا احاطہ نہیں کرسکتیں اور وہ سب نگاہوں کا احاطہ کئے ہوئے ہے اور وہ بڑا باریک بین بڑا باخبر ہے۔ بے شک تمہارے پاس تمہارے رب کی جانب سے (ہدایت کی) نشانیاں آچکی ہیں پس جس نے (اُنہیں نگاہِ بصیرت سے) دیکھ لیا تو (یہ) اُس کی اپنی ذات کے لئے (فائدہ مند) ہے۔ اور جو اندھا رہا تو اُس کا وبال (بھی) اُسی پر ہے اور میں تم پر نگہبان نہیں ہوں۔

قولہ تعالیٰ: وَ سَارِعُوْا اِلٰی مَغْفِرَۃٍ یعنی جلدی کرو طرف اس چیز کے جو تمہاری بخشش کا سبب ہو۔ تفسیرِ قادری میں لکھتے ہیں۔ یہ جلدی قدمِ گل سے نہیں بلکہ قدمِ دل سے ہے۔ بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ جلدی کرو اس راہ میں قدم تقویٰ سے کہ وہ نفس کو اخلاقِ حیوانی سے پاک کرتا ہے۔ اس واسطے کہ سوائے اس قدم کے قرب اور جنت کے مقام کو پہنچنا محال ہے۔

کتاب مقاصد الاسلام جلد ششم ص:۸۶ میں تحریر ہے:

''غرض کہ اسرارِ طریقت چھپانے کی نہایت تاکید ہے اور اس کا نام تقیہ ہے کیونکہ اگر وہ نہ چھپائے جائیں تو وہی اسرار جو نتیجۂ قربِ الٰہی تھے باعث الحاد و زندقہ ہو جاتے ہیں۔ اسی وجہ سے شیخ محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ اکابر محققین نے تصریح کردی ہے کہ ہر کوئی ہماری کتابیں دیکھنے کی اہلیت نہیں رکھتا اس لئے ایسے لوگوں پر ان کتابوں کا دیکھنا حرام ہے''۔

بخاری شریف میں روایت ہے:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ حَفِظْتُ مِنْ رَّسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ وِعَائَیْنِ فَأَمَّا اَحَدُهُمَا فَبَثَّثْتُهٗ وَ اَمَّا الْاٰخَرُ فَلَوْ بَثَّثْتُهٗ قُطِعَ هٰذَا الْحَلْقُوْمُ. ترجمہ: ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مجھے دو قسم کے علم پہنچے ہیں۔ ایک وہ کہ میں اسے شائع کرتا ہوں دوسرا وہ ہے کہ اگر اس کو شائع کروں تو میرا گلا کاٹا جائے گا۔

''حلیۃ الاولیاء'' میں ابونعیم سے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے پانچ جراب علم پہنچائے یعنی پانچ کشتیاں۔ اس میں سے دو جراب میں نے ظاہر کئے۔ اگر باقی تین جراب ظاہر کروں تو تم لوگ مجھے رجم کرو گے۔ حلیۃ الاولیاء میں روایت ہے کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر میرے تمام علم پر تم مطلع ہو جاؤ گے تو میرے سر پر خاک ڈالو گے۔

حلیۃ الاولیاء میں ابوحذیفہ رضی اللہ عنہ کا قول مروی ہے کہ:

''اگر میں چاہوں تو ہزار باتیں ایسی بیان کروں کہ تم ان کو تصدیق کرو گے بلکہ میرے ہاتھ پر بیعت کر کے میری مدد کرو گے اور ہزار باتیں ایسی بیان کرسکتا ہوں کہ تم ان کی تکذیب کر کے مجھ سے بے گانگی اختیار کرسکو گے اور گالیاں دو گے حالانکہ وہ بھی صدق اور خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اقوال ہیں''۔

حلیۃ الاولیاء میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ قرآن سات حروف پر نازل ہوا۔ ہر حرف کے لئے ظاہر و باطن ہے اور سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کو اس کے ظاہر و باطن کا علم ہے۔

''جامع الصغیر'' میں سیدنا علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ علم باطن اسرار الٰہیہ سے ایک سِرّ ہے۔ خدائے تعالیٰ جس بندہ کو چاہتا ہے اس کے دل میں ڈال دیتا ہے''۔

فتوحاتِ مکیہ کے تیسویں باب میں ہے کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے سینہ پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اس میں کثرت سے علوم بھرے ہیں۔ کاش میں ایسے شخصوں کو پاتا جو اُن کا بار

اُٹھا سکیں۔ اور جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل ہے کہ کوئی شخص درجہ حقیقت تک نہیں پہنچ سکتا جب تک ہزار صدیق اس کے زندیق ہونے پر گواہی نہ دیں۔ اور سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا قول نقل ہے کہ آپ فرماتے ہیں کہ آیت شریفہ: اَللّٰـهُ الَّـذِیْ خَـلَـقَ سَبْـعَ سَـمٰوٰاتٍ وَ مِنَ الْاَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ الْاَمْرُ بَيْنَهُنَّ. اس کی تفسیر اگر میں بیان کروں تو تم لوگ مجھے رجم کرو گے اور ایک روایت میں ہے کہ کافر کہو گے۔ اور امام علی الحسین زین العابدین رضی اللہ عنہ یہ اشعار پڑھتے تھے ۔

يَا رَبُّ جَوْهَـرُ عِـلْمٍ لَوْ اَبُوْحُ بِـهٖ　　لَـقِيْـلَ لِـىْ اَنْـتَ مِـمَّـنْ يَعْبُدَ الْوَثْـنَـا
وَلَا سَتُحِلُّ رِجَالًا مُسْلِمُوْنَ دَمِّى　　يَـرَوْنَ اَقْبَـحَ مَـايَـأْتُـوْنَـهٗ لَـوْنَهٗ حَسَنًا

یعنی اگر میں جو ہر علم بیان کروں تو مسلمان لوگ مجھے بت پرست کہیں گے اور مجھے قتل کر کے کہیں گے کہ ہم نے یہ اچھا کام کیا۔

طبقات میں امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے کہا کرتے تھے کہ سرّ الٰہی کا افشاء محجوبین میں نہ کرنا۔

طبقات میں ابو عمر و عثمان بن مزروق رحمہما اللہ کے حال میں لکھا ہے کہ ان کے مریدوں نے ایک روز بالاتفاق کہا، آپ حقائق میں گفتگو نہیں کرتے۔ فرمایا آج میرے اصحاب کتنے ہیں؟ کہا چھ سو۔ فرمایا ان میں سے سَو کا انتخاب کرو۔ اس کے بعد فرمایا، ان میں سے بھی بیس کا انتخاب کرو۔ پھر فرمایا کہ ان میں سے بھی چار شخصوں کو منتخب کرو جو تمام مریدوں میں اعلیٰ درجہ کے باخدا اور مرتاض ہوں۔ چنانچہ ابن عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ منتخب کئے گئے۔ فرمایا، اگر حقائق کی ایک بات ان سے کہوں تو یہی چار حضرات سب سے پہلے میرے قتل کا فتویٰ دیں گے۔ یہی بات ہے جو کلینی ص: ۲۲۱ میں ابوالحسن موسیٰ علیہ السلام سے مروی ہے: فَـاِنْ لَـذَاعُـوْا فَهُـوَ الذَّبْحُ وَ اَشَارَبِيَدِهٖ اِلٰى حَلْقِهٖ یعنی اگر لوگوں نے ہمارے اسرار کو ظاہر کر دیا تو ہمارا اگلا کاٹا جائے گا، جو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بھی یہی فرمایا تھا کہ راز کی باتیں بیان کروں تو میرا اگلا کاٹا جائیگا۔

الحاصل علوم اسرار کا وجود سنّیوں کی بخاری وحلیۃ الاولیاء وغیرہ سے اور حضرات شیعہ کی کلینی وغیرہ سے ثابت ہے۔ کسی فرقہ کو اس سے انکار نہیں ہوسکتا۔ البتہ علمائے ظاہر اور حضرات شیعہ کو تعین مصداق میں کلام ہے اور اس کی خاص وجہ یہی ہے کہ جن ریاضات و مجاہدات سے یہ علم حاصل ہوسکتا ہے وہ ان حضرات سے تو ہونہیں سکتا۔ آخر بمصداق اَلْاِنْسَانُ عَدُوٌّ مَّا جَهِلَ اس فن کے دشمن ہی ہوگئے۔ اور انگور کھٹے ہیں کی مثل صادق آگئی۔ اور جن علماء نے مثل امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے مجاہدات کئے وہ کامیاب ہوگئے جیسا کہ ان کی تصانیف سے ظاہر ہے۔ جو لوگ اپنے آپ کو شیعہ ائمہ کرام میں شریک کرتے تھے حالانکہ وہ دراصل شیعہ نہیں تھے، جس کا حال ائمہ کرام کی تصریح سے ابھی معلوم ہوا انہوں نے اخفائے اسرار کا مطلب تقیہ قرار دیا۔

مقاصد الاسلام جلد ششم ص:۹۲:

''کلینی ص:۴۸۸ میں یہ روایت ہے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام ایک روز خطبہ پڑھ رہے تھے، عین خطبہ میں ہمّام نے پوچھا کہ مومن کی ایسی صفات بیان فرمائیے کہ وہ ممتاز ہو جائے فرمایا، اے ہمام وہ ایک سمجھدار شخص ہوتا ہے جس کا چہرہ تروتازہ ہوتا ہے مگر دل میں حزن بھرا ہوا۔ سب سے زیادہ وہ اپنے نفس کو ذلیل سمجھتا ہے۔ جو چیز فنا پذیر ہو اس سے نفس کو زجر اور ہر اچھی چیز کی طرف ان کو راغب کرتا ہے۔ اپنی رفعت کو مکروہ سمجھتا ہے۔ اکثر خاموش اور خدائے تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رہتا ہے۔ صابر، شاکر، اپنی فکر میں مغموم اور اپنے فقر کے ساتھ خوش۔ اس سے اذیت بہت کم پہنچتی ہے۔ غصے کی حالت میں وہ نہایت نرم، محبت اس کی خالص اور وعدہ اس کا مضبوط، اپنی خواہشوں کے مخالف، اپنے ماتحت پر رحم دل، لایعنی باتوں میں خوض نہیں کرتا، خرچ بہت کم کرتا ہے مگر بلا اسراف خلق اللہ پر نرمی کرنے والا، ضعیفوں کا مددگار، کسی کی پردہ دری نہیں کرتا، بھید کو چھپا کر رکھتا ہے۔ اگر خیر کسی میں دیکھتا ہے تو اس کا ذکر کرتا ہے اور شر دیکھتا ہے تو اس کو چھپاتا ہے۔ کسی سے لغزش اور قصور ہو تو معاف کردیتا ہے، عذر کو قبول کرتا ہے۔ لوگوں کے ساتھ نیک گمان بدگمانی سے دور۔ دوستی رکھتا ہے

تو اللہ تعالیٰ کے واسطے، برائی کا بدلہ نہیں لیتا، اس کا عفو دشمنی پر غالب۔ خدائے تعالیٰ کا فرمانبردار اور ہر حال میں اس سے راضی۔ سِرّ وعلانیہ میں لوگوں کا خیر خواہ، اُمید اس کی بہت تھوڑی، جو کچھ مل گیا اس پر قانع۔ لوگ اس سے راحت میں، اگر کوئی اس پر بغاوت کرے تو وہ صبر کرتا ہے اور گذشتہ اہلِ خیر کا مقتدی اور آنے والے اہلِ بر کا وہ امام ہوتا ہے۔

اب کہئے کہ امیر المؤمنین علیہ السلام نے مومن کو جو ممتاز کر کے بتایا تو کیا ہر شخص یہ دعویٰ کرسکتا ہے کہ وہ مومن ہے اور ان تمام صفاتِ کمالیہ کا جامع ہے۔ اس زمانے کو جانے دیجئے، یہ تو آخری زمانہ ہے، اس میں ان صفات کے ساتھ متصف ہونا تو درکنار اگر معلوم ہو جائے کہ کوئی شخص ان صفات کی توصیف کرتا ہے تو وہ بے وقوف بلکہ پاگل خانے میں بھیجنے کے قابل سمجھا جاتا ہے۔ زمانۂ سابق پر نظر ڈالی جائے تو وہاں کے بھی معدودے چند ہی نظر آئیں گے۔ چنانچہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے تمام شیعوں پر نظر ڈال کر فرمایا **اَلْمُؤْمِنُ اَعِزُّ مِنَ الْکِبْرِیتِ الْاَحْمَرِ** کہ مومن کبریتِ احمر سے بھی کم دستیاب ہیں۔ ہاں اگر ان صفات کے ساتھ متصف ہیں تو اولیاء اللہ ہیں۔ فی الحقیقت ان کا پانا کبریتِ احمر کا پانا ہے۔ غرض کہ امیر المومنین کرم اللہ وجہہ چونکہ امام الاولیاء ہیں، اولیائے کامل الایمان کے اوصاف بتادیئے تاکہ لوگ ان صفات کو حاصل کر کے درجۂ ولایت تک ترقی کریں"۔

ہم نے بڑی بڑی کتابوں سے یہ حوالے اخذ کئے ہیں تاکہ علم لدنی کی اہمیت بڑھے۔ طالبِ مولیٰ کو راہِ معرفت حاصل ہو۔ مقصد یہی ہے پیش کرنے کا۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم ص ۴۶:

"صواعقِ محرقہ میں ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ایک روز خلیفہ رشید نے دیکھا کہ امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ کعبہ شریف کے پاس بیٹھے ہیں۔ کہا، کیا آپ ہی ہو کہ پوشیدہ طور پر لوگوں سے بیعت لیا کرتے ہیں؟ فرمایا، ہاں۔ **أَنَا اِمَامُ الْقُلُوْبِ وَ اَنْتَ اِمَامُ الْجُسُوْمِ.** یعنی فرمایا کہ میں دلوں کا امام ہوں اور تم اجسام کے۔ مطلب یہ کہ ہماری بیعت دوسری قسم کی ہے کہ دلوں کو معرفتِ الٰہی سے منور کرتی ہے۔ اس کو سلطنت سے کوئی تعلق نہیں

ہے۔فی الواقع یہی امامت مقصود بالذات ہے کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت اسی غرض سے تھی کہ سرگشتگان وادیٔ ضلالت کو ہدایت کر کے خدائے تعالیٰ تک پہنچادیں۔بعثت سے مقصود بالذّات سلطنت نہیں کیونکہ سلاطین فقط تمدن قائم کرنے کے لئے ہوتے ہیں،خواہ شرعی اصول پر ہو یا قانونی''۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم،ص،۴۷:

''کلینی ص:۱۱۵میں روایت ہے کہ

''قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٌ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَا اَبَا خَالِدُ لِنُوْرِ الْاِمَامِ فِیْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ اَنْوَرَ مِنَ الشَّمْسِ الْمُضِيْئَةِ بِالنَّهَارِ وَهُمْ وَ اللّٰهِ يُنَوِّرُوْنَ قُلُوْبَ الْمُؤْمِنِيْنَ'' یعنی فرمایا امام جعفر علیہ السلام نے کہ امام کا نور جو مومنین کے دلوں میں ہوتا ہے وہ اس سے بھی زیادہ روشن ہے جو آفتاب کا نور روز روشن میں ہوتا ہے۔خدا کی قسم وہ مومنوں کے دلوں کو روشن کر دیتے ہیں۔انتہیٰ

یہ وہ نور ہے جو طالبین حق کے دلوں میں ہوتا ہے جس سے ان کو سلوک میں مدد ملتی ہے۔اور مسالکِ طریقت کو روز روشن کی طرح منور کر دیتا ہے۔یہ نور اس امام القلوب کا ہوتا ہے جو خدا رسیدہ ہو۔اور دوسروں پر اپنا اثر ڈال سکے۔بخلاف امام اجسام کے کہ خوں ریز اور فاجر بھی ہو تو ہو سکتا ہے،اس سے اس کو کوئی تعلق نہیں۔

کلینی صفحہ:۱۰۸میں روایت ہے کہ:

قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٌ يَا اَبَا حَمْزَةَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَخْرُجُ اَحَدُكُمْ فِرَاسِخْ فَيَطْلُبُ لِنَفْسِهٖ دَلِيْلًا وَ اَنْتَ بِطَرِيْقِ السَّمَاءِ اَجْهَلُ مِنْكَ بِطَرِيْقِ الْاَرْضِ فَاطْلُبْ لِنَفْسِكَ دَلِيْلًا. یعنی فرمایا ابو جعفر علیہ السلام نے اے ابو حمزہ تم زمین پر چند فرسخ جاتے ہو تو ایک رہبر کو ساتھ لیتے ہو حالانکہ زمین کی راہوں سے آسمان کی راہیں زیادہ تر مجہول ہیں۔ان راہوں کی ہدایت کے لئے رہبر کی زیادہ ضرورت ہے۔اس لئے ایک رہبر اپنے لئے طلب کرو۔مقصود یہ کہ راہ خدا طلبی میں پیر کامل کی اشد ضرورت ہے۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم،ص،۴۸:

''کلینی ص:۱۰۹میں روایت ہے کہ قال ابو جعفر علیہ السلام فی قولہ تعالیٰ ''نُوْرًا يَمْشِیْ

بِهٖ فِی النَّاسِ) اِمَامٌ یُوْتَمُّ بِهٖ (کَمَنْ مَثَلُهٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْهَا) قَالَ الَّذِیْ لَا یَعْرِفُ الْاِمَامَ. یعنی اس آیت شریفہ میں نور سے مراد امام اور مرشد ہے جس کی پیروی کی جائے اور جو مثال اس شخص کی دی گئی ہے کہ اندھیریوں سے نکل نہیں سکتا۔ اس سے مراد وہ شخص ہے جو امام کو نہ پہچانے یعنی جو شخص پیر کی تلاش نہ کرے، جو اس کا مقتدا اور امام ہو سکے وہ ہمیشہ گمراہی کی تاریکی میں پڑا رہے گا۔ غرض امام وہی ہے جو سالک کو رہِ تحقیق میں علی وجہ البصیرت لے جاسکے (اور علی وجہ البصیرت وہی لے جاسکے گا جو منجانب اللہ مقرر ہو)۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم ص ۸۳:

''کلینی ص: ۵۴۴ میں روایت ہے کہ ابو جعفر علیہ السلام سے آپ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج میں پوچھا کہ یا رب تیرے نزدیک مومن کا کیا حال ہے؟ ارشاد ہوا، اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) جو میرے ولی کی اہانت کرے وہ میرے مقابلہ کے لئے میدان میں آکھڑا ہو۔ میں اپنے اولیاء کی مدد و نصرت بہت جلد کرتا ہوں۔ مجھے کسی بات میں ایسا تردد نہیں ہوتا جیسے اس مومن کی وفات کے وقت ہوتا ہے جو موت کو مکروہ سمجھتا ہے اور میں اسے رنجیدہ کرنا مکروہ سمجھتا ہوں۔ بعض میرے بندے مومن ایسے ہیں کہ ان کے حق میں تونگری اصلح ہے۔ اگر میں انہیں فقیر بنادوں تو وہ ہلاک ہو جائیں گے اور بعض کے حق میں فقر اصلح ہے۔ اگر میں ان کو غنی کر دوں تو وہ ہلاک ہو جائیں گے۔ میرے تقرب کے لئے فرائض سے زیادہ کوئی چیز مجھے محبوب نہیں اور بندہ نوافل ادا کر کے مجھ سے قریب ہوتا جاتا ہے یہاں تک کہ میں اسے دوست رکھتا ہوں۔ پھر جب میں دوست رکھتا ہوں تو میں اس کے کان ہو جاتا ہوں جن سے وہ سنتا ہے اور آنکھ ہو جاتا ہوں جن سے وہ دیکھتا ہے اور زبان ہو جاتا ہوں جس سے وہ بات کرتا ہے اور ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے۔ اگر وہ مجھے پکارتا ہے تو میں اس کو جواب دیتا ہوں اور اگر وہ مجھ سے کچھ مانگتا ہے تو میں اسے عطا کرتا ہوں''۔ انتہی

افضل الفوائد حصہ اول ص: ۶۹ میں تحریر ہے کہ:

''حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ بابا فرید رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت قطب الدین بختیار کاکی اوشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ جو شخص بغیر قدموں کے

راہِ حق پر چلا وہ منزلِ مقصود پر پہنچ گیا اور جس نے بغیر زبان اس کا ذکر کیا اسے نعمتِ وصال حاصل ہو گئی، جس نے بے آنکھ دوست کا جمال دیکھا وہ ہمیشہ کے لئے بینا ہو گیا، جس نے منہ کے بغیر اس کی محبت کی شراب پی وہ مردِ کامل ہو گیا۔

خواجہ نظام الدین رحمۃ اللہ علیہ جب اس بات پر پہنچے تو زار زار روئے اور فرمایا کہ مرد کامل خواہ خلوت میں ہو یا جلوت میں کوئی دم ایسا نہیں گزرتا کہ وہ عرش کے ستون کو نہیں ہلاتا اور اس کا شور عالمِ ملکوت میں برپا نہیں ہوتا۔

اس پر حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ حضور کی اجازت پر خواجہ نظامی رحمۃ اللہ علیہ کے دو شعر عرض کئے ؂

چوں مستِ خلوتش گشتی فلک راخیمہ برہم زن
ستونِ عرش درجنباں طنابِ آسماں درکش
طریقش بے قدم می رو حدیثش بے زباں می گو
حجابش بے بصری بیں شرابش بے دہاں درکش

ہدایت السالکین ص،۴:

برہان الحقائق ص:۲۶۴، روایت ہے کہ ایک روز محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں رونق افروز تھے۔ چند اصحاب حاضر ہو کر عرض کئے کہ آپ جوامر پنج بناء اسلام کا فرمائے سو ہم بجالاتے ہیں۔ مگر اب کوئی راہ سہل تر فرمائی جائے تا کہ ہم جلد منزلِ مقصود کو پہنچیں۔ تب حضرت نے بیعت کر کے فرمائے کہ تم ظاہر کے پٹ بند کرو۔ فرمایا کے کلمۂ طیب کا راز سرفراز فرمائے۔ جب تین سو ساٹھ آدمی وہ نعمت سے سرفراز ہوئے۔

صدقے جائیں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے، ہماری نجاتِ دائمی کے لئے ایسا سبق عنایت فرمایا جو مضمون بالا درخشاں ہے علم داں کے لئے۔ بقول باغِ ارم پنجتن پاک ایک درخت مطہر میں پائے جاتے ہیں۔ مضمون گلزار قدیر برزخ پنجتن پاک ملاحظہ ہو تو روشن ہو گا۔ عالم کبریٰ و عالم صغریٰ جس کا ثبوت گلزار قدیر ہی گلزار قدیر ہے۔ اَلْعِلْمُ نُقْطَةٌ كُنْ سے ظاہر ہے۔

از مقاصد الاسلام جلد ہشتم ص ۲۰۵:

''جِنّوں کی عمریں بہت دراز ہوتی ہیں۔ چنانچہ آکام المرجان میں لکھا ہے کہ حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کسی جنگل میں جا رہے تھے کہ ایک سانپ پر اُن کی نظر پڑی جو مر گیا تھا۔ اس کو کفن پہنا کر دفن کر دیا۔ غیب سے آواز آئی کہ اے سرق میں گواہی دیتا ہوں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خود میں نے سنا ہے کہ تمہیں فرماتے تھے کہ تم ایک جنگل میں مرو گے اور ایک مردِ صالح جو اس زمانہ میں بہترین اہلِ ارض سے ہوگا تمہیں کفن پہنا کر دفن کرے گا۔ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ نے اس کہنے والے سے پوچھا کہ خدا تم پر رحم کرے تم کون ہو؟ کہا میں ایک جن ہوں، ان جنوں میں سے جنہوں نے قرآن شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا تھا۔ ان لوگوں سے سوائے میرے اور سرق کے اب کوئی باقی نہیں۔ اور سرق یہی ہے جس کو آپ نے کفن پہنا کر دفن کر دیا''۔ انتہی

مقاصد الاسلام جلد ہشتم ص ۲۰۶:

''دائرۃ المعارف میں معلم بطرس بستانی نے لکھا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھا۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم مکہ معظّمہ کے پہاڑوں سے خارج ہو گئے تو ایک بوڑھے کو دیکھا، لکڑی ٹیکتا ہوا آ رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ یہ چال اور آواز جن کی ہے۔ اس نے کہا، درست ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جنوں کے کس قبیلے سے ہو۔ کہا صاصہ ابن السہیم لاقیس بن ابلیس سے۔ فرمایا اس سے تو معلوم ہوا کہ تجھ میں اور اس میں دو ہی پشت ہیں۔ جی ہاں۔ فرمایا، کتنی مدّت تجھ پر گزری، کہا، تقریباً ساری دنیا کو کھا گیا۔ جس زمانہ میں قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا، اس وقت میں ٹیلوں پر چڑھ کر دیکھتا اور لوگوں کو ورغلاتا تھا۔ فرمایا، یہ بُرا کام ہے۔ کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عتاب نہ فرمائیے۔ میں ان لوگوں سے ہوں جو نوح علیہ السلام پر ایمان لائے۔ میں نے ان کے ہاتھ پر توبہ کی اور ہود علیہ السلام سے ملا اور ان پر ایمان لایا اور ابراہیم علیہ السلام سے ملا اور آگ میں ان کے ساتھ تھا اور جب یوسف علیہ السلام کنویں میں ڈالے گئے میں ان کے ہمراہ تھا اور شعیب اور موسیٰ علیہما السلام سے ملاقات

کی اور عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام کی ملاقات سے مشرف ہوا۔ انہوں نے مجھ سے کہا کہ اگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملاقات ہوتو میرا سلام ان کو پہنچانا۔ چنانچہ یہ پیام میں نے آپ کو پہنچا دیا، آپ پر ایمان لایا۔ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اب تم کیا چاہتے ہو۔ کہا موسیٰ علیہ السلام نے توریت کی اور عیسیٰ علیہ السلام نے انجیل کی مجھے تعلیم دی اب میں چاہتا ہوں کہ آپ قرآن کریم کی تعلیم فرمائیں۔ چنانچہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن کی ان کو تعلیم کی۔ انتہیٰ

(از برہان الحقائق ص:۲۵۹ ''ایمان واسلام'')

کلمۂ طیبہ کی فضیلت اور اس کے ظہور کے بیان میں

(حدیث) امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ میں نے سنا جبرئیل علیہ السلام سے کہ وہ خبر دیتے ہیں خدائے عزوجل سے کہ حق سبحانہ وتعالیٰ شانہ نے فرمایا کہ نہیں نازل کیا میں نے کوئی کلمہ جو اعلیٰ اور افضل ہو کلمۂ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ سے روئے زمین پر، اس کی برکت سے قائم ہیں ساتوں آسمان اور زمین اور پہاڑ اور جنگل اور درخت اور دریا۔ آگاہ ہو یہی کلمۂ اخلاص ہے، آگاہ ہو یہی کلمۂ شفاعت ہے۔ آگاہ ہو یہی کلمہ برتر ہے، آگاہ ہو یہی کلمہ بزرگ ہے، آگاہ ہو یہی کلمہ مبارک ہے۔ اگر ایک پلّہ میں رکھے جائیں آسمان و زمین اور دوسرے پلّہ میں یہ کلمہ، ہر آئینہ گراں نکلے آسمان و زمین سے جس نے اس کلمہ کو ایک بار کہا بخش دیئے گئے گناہ اس کے اگرچہ گناہ اس کے مثل کف دریا ہوں۔

واضح ہو کہ نزول وحی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک قسم جلی، دوسری خفی۔ جلی کی دو نوع ہیں۔ ایک مکتوب جیسے قرآن مجید۔ دوسری ملفوظ جیسے ایحاء جبرائیل جو حق تعالیٰ کے پاس سے لائے۔ خفی کی بھی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ کہ جس کو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے حق سبحانہ وتعالیٰ سے بطور الہام قلبی بلا واسطہ جبرئیل علیہ السلام سُنا۔ اس کو حدیث قدسی اور کلام قدسیہ کہتے ہیں۔ دوسرے وہ کہ جس کو جبرئیل علیہ السلام بحکمِ ملک العلام لوحِ محفوظ سے لائے۔ اور یہ حدیث قسم جلی سے ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے اپنی سماعت سے خبر دی اور بیان کیا کہ کلمہ طیبہ کے پندرہ نام ہیں۔ بناء بر عظمت وشرف جو اُوپر مذکور ہوئے حق تعالیٰ قرآن مجید میں مختلف ناموں سے مذکور ہے اول کلمہ طیب وَ اِلَیۡہِ یَصۡعَدُ الۡکَلِمُ الطَّیِّبُ اور اسی کی طرف

صعود کرتے ہیں پاک کلمے۔(۲) کلمہ طیبہ مَثَلُ کَلِمَةٍ طَيِّبَةٍ. (۳) کلمۂ استقامت اِنَّ الَّذِيْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا. یعنی ان لوگوں نے کہا صدق دل سے پروردگار ہمارا اللہ ہے، پھر اس اعتقاد پر جم گئے اور مداومت ذکر لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کی علامت۔(۴) کلمہ کلید لَـهٗ مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ. اسی کے لئے ہیں (یعنی پروردگار کے قبضۂ قدرت میں ہیں) کنجیاں آسمانوں اور زمین کی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ اپنی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ مراد اس سے کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـه ہے۔(۵) کلمہ تقویٰ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ وَ اَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى. امیر المومنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ کلمہ تقویٰ سے مراد کلمہ طیب ہے۔(۶) کلمۂ عدل اِنَّ اللّٰـهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْاِحْسَانِ یعنی اللہ تعالیٰ ہر شئے میں برابری و امتیاز اور احسان کا حکم دیتا ہے۔(۷) قول سدید و قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا۔ کہ تم قول سدید یعنی پسندیدہ۔(۸) کلمۂ امن وَلٰـكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ یعنی لیکن بِرّ و احسان اسی کا مقبول ہے جو ایمان لایا۔(۹) کلمۂ عہد اِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِنْدَ اللّٰهِ عَهْدًا وہی شخص فلاح ونجات پانے والا ہے جس نے لیا خدا کے نزدیک عہد۔(۱۰) کلمۂ احسان هَلْ جَزَاءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَان احسان کا بدلہ احسان ہے۔(۱۱) کلمۂ دین اَلَا لِلّٰهِ الدِّيْنُ الْخَالِصُ آگاہ ہو اللہ ہی کے لئے ہے دینِ خالص (۱۲) صراط حمید وَهُدُوْا اِلٰى صِرَاطِ الْحَمِيْدِ. اور ہدایت پا گئے صراط حمید کی طرف۔(۱۳) صراط مستقیم اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ حکم ہوا کہ ہماری درگاہ میں دعا کرو کہ خداوندا دکھا ہم کو راہ سیدھی۔(۱۴) اَلَّذِيْنَ اَحْسَنُوا الْحُسْنٰى جن لوگوں نے احسان و نیکی کی ہے ان کے لئے جزائے نیک ہے۔ (۱۵) وَ مَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَا اِلَى اللّٰهِ. اور کون نیک قول ہے اس شخص سے جو بُلائے خدا کی طرف یعنی کلمۂ توحید کی طرف کہ وہ کلمہ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ ہے۔ کوئی کلمہ اس سے بہتر نازل نہیں ہوا ہے۔ یہ وہ کلمہ ہے کہ اگر ستّر برس کا کافر ایک بار صدقِ دل سے کہے گا وہ بہشتی ہو جائے گا اور دشمن سے دوست بن جائے گا۔ دُور ہے تو پاس ہو جائے گا، خوار ہے تو عزیز ہو جائے گا، دوزخی بہشتی ہو جائے گا۔ یہ آسمان و زمین عرش و کرسی اور لوح و قلم اور

ساکنانِ بحر و بر اس کلمہ کی برکت سے قائم ہیں۔حدیث میں آیا ہے کہ جب تک دنیا میں ایک بھی کلمہ گو رہے گا قیامت نہ آئے گی۔آگاہ ہو کہ یہ کلمہ کلمۂ اخلاص ہے اور کلمۂ اسلام ہے۔ جب تک یہ کلمہ نہیں کہا جاتا مسلمان نہیں ہوتا۔اور یہ کلمہ کلمۂ رحمت ہے۔اس کا پڑھنے والا مستحقِ رحمت ہوتا ہے اور یہ کلمۂ شفاعت ہے کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب ہوگی اور تمام پیغمبروں،فرشتوں اور اولیاء اور مومنوں کی شفاعت نصیب ہوگی بلکہ اس کلمہ کے پڑھنے والے کو بھی شفاعت کا منصب عطا ہوگا۔یہ کلمہ کلمۂ نجات ہے دنیا اور عقبیٰ میں۔دنیا میں قتل و غارت اور جزیہ و قید و بردہ ہونے سے عقبیٰ میں عذاب خلود و نار سے کیسے ہی کسی سے گناہ ہوتے ہوں مگر جب خاتمہ اس کا کلمۂ طیبہ پر ہوا ہوگا ضرور بخشا جائے گا اور یہ کلمہ بلند قدر ہے۔ساکنانِ زمین اور ساکنانِ آسمان سب کو اس کلمہ سے شرف و بزرگی ہے۔رسول پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سب کے سب اس کے لئے مبعوث ہوئے ہیں۔حکمِ غزا و جہاد اسی کے واسطے جاری و نافذ ہوا ہے۔حاملانِ عرش کو اسی سے قوت و طاقت ہے۔ملائکہ کو اسی سے طمانیت ہے۔زمین و آسمان کو اسی سے سکون ہے،جانورانِ دریائی کی یہی تسبیح ہے،جانورانِ صحرائی کا یہی وظیفہ ہے۔ساکنانِ کوہ و ہامون وجیحون وسیحون اسی کلمہ سے زندہ،آفات سے مامون ہیں۔حتیٰ کہ اللہ جل وجلالہ تعالیٰ شانہ کا اصدق القول ہے کہ **اِنِّیۡ اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا** اور ایک جگہ فرماتا ہے **فَاعۡلَمۡ اَنَّہٗ لَا اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِیۡمُ.** اور حدیث شریف میں آیا ہے کہ **کُنۡتُ کَنۡزًا رَحۡمَۃً مَّخۡفِیَّۃً فَانۡبَعَثَ اُمَّۃً مَھۡدِیَّۃً.** (تھا میں ایک خزانہ رحمت کا پوشیدہ پس اُٹھا میں نے مخلوق کو ہدایت کی)۔پھر حدیث قدسی میں ارشاد ہوتا ہے۔

لَوۡلَاکَ لَمَا خَلَقۡتُ الۡاَفۡلَاکَ بلکہ لَوۡلَاکَ لَمَا اَظۡھَرۡتُ رُبُوۡبِیَّتِیۡ.

حدیث میں آیا ہے تحقیق کہ خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ایک درخت کہ اس کی چار شاخیں تھیں۔پس نام رکھا اس کا درختِ یقین۔بقول باغِ ارم ؎

پس محمد اصل و باقی پھول و پھل　　شاخ و برگ و تخم ہو آئے نکل
آدم و عیسیٰ سے لے کُل مرسلیں　　ہیں اسی خرمن کے سارے خوشاچیں

پس یہ درختِ یقین کلمۂ طیبہ کو کہتے ہیں۔یعنی وہ کلمۂ توحید یا دعوتِ اسلام مثل درخت پاکیزہ کے ہے بموجب اس آیت کریمہ کے: ضَرَبَ اللّٰہُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیِّبَةً کَشَجَرَةٍ طَیِّبَةٍ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَ فَرْعُھَا فِی السَّمَآءِ. اور اس کی طرف اشارہ ہے اس آیت میں اِلَیْہِ یَصْعَدُ الْکَلِمُ الطَّیِّبُ وَ الْعَمَلُ الصَّالِحُ یَرْفَعُهٗ. کلمۂ طیب سے مراد معرفت ہے اور عمل صالح اس معرفت کے حق میں مثل حمّال اور خادم کے ہے اور عملِ صالح سب کا سب اسی لئے ہے کہ اول دل کو دنیا سے پاک کرے، پھر اس کی طہارت کو باقی رکھے۔ چنانچہ ہمارے جدّ امجد حضرت آدم علیہ السلام ہمیشہ اپنے فعل کے واسطے استغفار کرتے تھے ہرگز قبول نہ ہوا۔لیکن ایک دن حضرت آدم علیہ السلام نے کہا یا الٰہی بہ عزت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے میرے آمرزش کر۔حکم ہوا،تو نے محمد کو کیونکر جانا۔کہا جب میرے قالب میں نفخ روح ہوا تھا اس وقت میں نے سر اپنا اُٹھا کر کھنبۂ عرش پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہوا دیکھا۔اس سبب سے میں نے جانا کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہ وسلم تیرے نزدیک بہت ہی عزیز اور پیارے ہیں۔آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام مبارک کی برکت سے حضرت آدم علیہ السلام کا استغفار قبول ہوا۔تو عرض کی کہ خداوندا ''محمد'' کون ہے۔حکم پہنچا کہ ''محمد'' ایک فرزند اور ذرّیات تمہاری سے ہوگا، پس اطاعت ان کی تم پر فرضِ عین ہے۔ندا آئی کہ پڑھو۔

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

پس آدم علیہ السلام نے پڑھا اور بیچ دائرہ اسلام کے آئے اور مقرب فرشتوں نے بھی کلمہ پڑھا۔(ترجمہ) بقول مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ ؎

خود وہی ہے اول و آخر ہے وہ ۔۔۔ دیکھ مت خبر چشم احول شرک کو

کلمۂ طیب اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَفَرْعُھَا فِی السَّمَاءِ۔لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ معنی اس کے چار طریق پر ہیں۔علمِ شریعت اور علم طریقت وعلم معرفت وعلم حقیقت یعنی عبادت تکلمات واعمال فضولات عالم ملکوت انسانی علم طریقت کے واضح ہو

کہ معرفت عالم ناسوت انسانی کی شریعت اور معرفت عالم ملکوت نفسانی طریقت اور معرفت عالم جبروت روحانی کی معرفت حق اور معرفت عالم لاہوت رحمانی کی حقیقت ہے۔ پس عالم ناسوت یہ جہاں ہے اور عالم ملکوت وہ جہاں ہے اور عالم جبروت روحانی نہ یہ جہاں نہ وہ جہاں بلکہ قرب حضرت بالشان ہے اور عالم لاہوت رحمانی اتصال مع اللہ خود بے نشان ہے۔ چنانچہ معرفت عالم ناسوت کی استقامت راہ عالموں کی ہے اور معرفت عالم ملکوت کی استقامت راہ زاہدوں کی ہے اور معرفت عالم جبروت کی استقامت مقام عارفوں کی ہے۔ اور معرفت عالمِ لاہوت کی استقامت مقام عاشقوں کی ہے جو کہ معرفت عالم ملکوت کے نزدیک ارباب بصیرت ومختصر ہمت وقاصر دید کے کلمہ **لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ** کے پڑھنے سے حاصل ہوتی ہے۔ (از برہان الحقائق ص:۹۳)

مخزن الانوار گنج الاسرار، ص،۵۵:

واضح ہو کہ ملفوظات میں قاضی احمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، روایت ہے امیر المؤمنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہ جب سید المرسلین خاتم النبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم بیچ شبِ معراج کے تشریف لے گئے اور مقام سدرۃ المنتہی سے آگے بڑھے تو ہر چار طرف با کمال عظمت وجلالت حجاب نورانی تجلّی کے آفتاب سے روشن زیادہ دیکھے جبکہ نظر آگے بڑھی تو دیکھا کہ علی اسد اللہ مرتضٰی شیر خدا رضی اللہ عنہ کی صورت زنجیر زرین سے طوقِ بندگی کا گردن میں ڈالے ہوئے کمالِ جاہ وجلال کے ساتھ خدمتِ دربانی میں کھڑے ہیں۔ اگر چہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ کر سر جھکا لیا مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل پر ہیبت اور وحشت اسد اللہ کی چھا گئی۔ بعد سیدھے طرف آپ نے جو نظر مبارک پھیری تو دیکھا کہ ایک شخص زیر سایہ عرشِ اعظم کے کملی تانے ہوئے سو رہا ہے۔ آپ کے دل میں گزرا خداوندا اس بندۂ ضعیف کو تو نے پیغمبرِ اولین وآخرین کیا اور میرے نام کو اپنے نام کے ساتھ کلمۂ طیبہ میں لکھا اور اپنا حبیب گردانا۔ میں اس مقامِ عظمت وجلال میں باادب کھڑا ہوا تھرّ ا رہا ہوں کہ یہ کون شخص ہے کہ اس جگہ سو رہا ہے۔ ندا آئی کہ اے محمد! یہ اویس قرنی رحمۃ

اللہ علیہ ہے۔ حضرت نے عرض کی خداوندا ان کی ملاقات کی مجھ کو بھی بہت آرزو ہے۔ اگر حکم ہو تو ملاقات کروں۔ ندا آئی کہ اے محمد اویس قرنی تیس برس کے بعد ذرا آرام کیا ہے۔ اس کو تکلیف نہ دے۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُلٹی طرف نگاہ کی تو دیکھا کہ دو جانور سبز رنگ زرین منقار پاؤں سرخ، طوق سیاہ بندگی در گردن کبوتر کے مانند ہیں۔ ایک تو خوش خوش پردے کے اندر سے آتا جاتا ہے اور دوسرا سامنے نظر کئے ہوئے کھڑا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دل میں گزرا کہ یارب یہ کون ہیں؟ حکم پہنچا کہ یہ جو پیغام رسی کر رہا ہے یہ روح شمس العارفین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے کہ ایک مدت سے روح ان کی مجھے الفت کر کے بیچ استقامت عبودیت باطن و بندگی نیاز مندی یاد میری کہ ثابت قدم ہے۔ دوسرا سلطان العارفین بایزید رحمۃ اللہ علیہ کی روح ہے کہ رات دن بیچ نگہبانی دل و جان و نیاز مندی عبادت سمع و بصر و اطاعت فرمانبرداری یاد میری کہ استقامت رکھ کر نزدیک میرے پاسبانی کرتی ہے۔ اے محمد انسان اہلِ صلاحیت و مردم خاص اولیائے سالک و خلفائے صادق و واصلانِ حق وہ لوگ ہیں کہ تربیت جذبۂ اصلاحِ باطن و استقامت کمالیت عبودیت تلقین پاسبانی حفظِ قلوب و اطاعتِ امر و ظاہر و باطن کی تیری متابعت کے ساتھ رکھتے ہیں مگر مردمانِ اُمّت تیری کہ فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ یعنی بیچ جگہ راستی کہ ہیں نزدیک مالک کے جو صاحبِ قدرت ہے، شمار کئے گئے ہیں یعنی انبیائے مقرب باوجود کمالیت نبوت کے پردۂ الوہیت سے باہر ہیں اور مردمانِ خاص و عاشقان میرے بہ سب استقامت پاسبانی کمالیت عبودیت و نیاز مندی و حفظ قلوب متابعت نبوت کے اُمت تیری سے پردۂ صمدیت کے اندر ہیں بموجب اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰہَ. حکم آیا ہے کہ اے محمد! اگر متابعت تیری عبادت اعمالِ تجلیاتِ ظاہری میں انواع ہے مگر وہ کوئی کہ معرفت جذبۂ اصلاح باطن و نیازی مندی اطاعت میں بہ سبب تلقین مرشدِ کامل و متابعت تیری کہ دل و جان سے ثابت قدم رہے۔

مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ یعنی جس نے تابعداری کی رسول کی پس تحقیق اس

نے تابعداری کی اللہ کی۔ وہ قرب حضرت میرے میں مقام عالی رکھتا ہے اے محمد! مقام آدم کا بہشت ہے اور مقام موسیٰ کا کوہ طور ہے اور مقام عیسیٰ کا چوتھا آسمان ہے علی ہذا القیاس اور انبیاء کا مقام۔ مگر مردمانِ خاص اولیائے سالک وخلفائے صادق اور واصلانِ حق کا بہ سبب تربیت مرشدِ سالک مجذوب و معرفت جذبۂ اصلاح باطن اور استقامت عبادت خفیات و نیازمندی حفظِ قلوب ومتابعت باطن کے تجھ سے ملے ہیں قرب حضرت اور زیر سایۂ عرش ہے''۔

از برہان الحقائق ص،۹۸، ۹۹:

''حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ پس نزدیک گردانا مجھے میرے پروردگار نے اور ایسا نزدیک ہوا کہ مرتبۂ دنیٰ کو پہنچا پھر درجۂ فتدلّٰی کو پہنچا۔ پھر درجۂ فتدلّٰی کو ترقی کی اور وہاں سے خلوت خانہ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کو پہنچا۔ یعنی تِس پیچھے نزدیک ہوا۔ پس سخت نزدیک ہوا یعنی بہت نزدیک ہوا مقدار دو کمان کے یا زیادہ نزدیک اور پوچھا کچھ میرے پروردگار نے مجھے۔ پس میں جواب نہ دے سکا۔ پس رکھا اپنے دستِ قدرت کے جن کے تئیں اپنے سینے کے درمیان اور عطا فرمایا مجھے پروردگار نے علم اولین وآخرین کا، اور تعلیم کیا یعنی سکھایا طرح طرح کے علم کے تئیں، ایک علم ایسا بتایا اور عہد لیا مجھ سے میرے پروردگار نے اس کے پوشیدہ رکھنے کا کہ کسی سے نہ کہو اور کوئی اس کے اُٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا سوائے میرے اور دوسرا ایک علم تھا کہ مختار گردانا اس کی طرف خاص و عام کے۔

حدیث: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تم پر روزوں اور نمازوں کی زیادتی سے افضل نہیں ہوا بلکہ ایک راز کی وجہ سے جو اس کے سینے میں ڈالا گیا ہے۔ (برہان الحقائق ص:۸۲)

حدیث: عَرَفْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ یعنی پہنچانا میں نے رب اپنے کو ساتھ رب اپنے کے۔ حدیث دیکھا میں رب کو رب کی آنکھوں سے یعنی خود میں خود کو دیکھ کر حیران ہوئے اور خود فرمانے لگے رَأَیْتُ رَبِّیْ لَیْلَةَ الْمِعْرَاجِ فِی اَحْسَنِ صُوْرَةٍ یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کہے میرے رب کو معراج کی رات میں دیکھا خوبصورت۔ اب اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی

زبان سے فرماتا ہے کہ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی جھوٹ نہیں کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دل نے۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے دیدۂ دل سے حق تعالیٰ کو مشاہدہ کیا۔ لکھا ہے کہ جب آپ نے بساطِ انبساط پر قدم رکھا تن خدمت میں دل قربت میں، جان مشاہدہ میں، سر مواصلت میں مصروف ہوا کہ کسی نے مخلوقاتِ الٰہی سے اس بھید کو نہ پایا اور اس وقت کسی نے نہ جانا کہ قدم گاہ آپ کے کہاں ہیں اور قدم نے نہ جانا کہ نفس کہاں ہے اور دل نے نہ جانا کہ جان کہاں ہے اور جان نے نہ جانا کہ سر کہاں ہے۔ یہ مقام نہایت مراتب مشاہدات سے ہے اور غائب علوم مکاشفات سے اور قاب قوسینِ او ادنیٰ یہ ایک مرتبہ ہے کہ مخلوقاتِ الٰہی سے آج تک کسی کا فہم وادراک وہاں تک نہیں پہنچ سکتا ہے۔

مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کریں

(منقول از: ''پیارے رسول ﷺ کی پیاری باتیں'' ص:۱۹۱)

جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

۱) جو شخص اپنے زمانہ کے امام کو شناخت کئے بغیر مرا یقیناً وہ جہالت کی موت مرا۔ (یعنی ایمانی موت سے محروم رہا اور ساری زندگی اسلام سے بے خبر رہا) (ابوداؤد و ترمذی)

۲) جس نے میری اطاعت کی اس نے یقیناً اللہ کی اطاعت کی، جس نے میری نافرمانی کی اس نے یقیناً اللہ کی نافرمانی کی، جس نے میرے امیر (امام زماں) کی اطاعت کی اس نے یقیناً میری اطاعت کی اور جس نے میرے امیر کی نافرمانی کی اس نے یقیناً میری نافرمانی کی۔ (مسلم)

۳) امام تو اسی لئے مقرر کیا جاتا ہے کہ تم اس کی اطاعت کرو۔ اسی لئے تم اس کے خلاف نہ کرنا۔ (بخاری و مسلم)

۴) تم سنو اور اطاعت کرو۔ ان پر جو فرض ہے اس کا بوجھ (ذمہ داری) ان پر ہے اور تم پر جو فرض ہے اس کا بوجھ تم پر ہے۔ (مسلم)

۵) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جس نے میرے ولی سے دشمنی کی وہ یقیناً مجھ سے جنگ کرتا ہے۔

۶) خوش ہو، خوش ہو، خوش ہو، میری اُمت کی مثال اس بارش کی مانند ہے جس کی نسبت معلوم نہیں کہ اس کی ابتداء اچھی ہے یا آخر۔ اور وہ امت کس طرح ہلاک ہوسکتی ہے جس کی ابتداء میں میں ہوں، درمیان میں میرے بعد بارہ خلفاء (مجدّ دین) اور آخر میں مسیح ابن مریم علیہما السلام۔

۷) محمد بن مسلم رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے ابو جعفر رضی اللہ عنہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) خدا کی قسم ہے کہ اس اُمت میں جس نے صبح کی اور

اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کے لئے ظاہرا امامِ عادل نہ ہوتو اس نے صبح گمراہی میں بسر کی اور اسی حالت میں مرا تو کفر اور نفاق کی موت مرا۔ (کلینی ص: ۴۸۶)

۸) تم پر تمہارے زمانہ کے امام کی شناخت فرض ہے۔ سب سے زیادہ نیک بخت وہ شخص ہے جو اپنے زمانہ کے امام کو پہچانے اور بیعت کرے اور اس کو اپنی جان و مال اور اولاد کا مالک سمجھے۔ (راوی حضرت امام زین العابدین رضی اللہ عنہ)

۹) امام مہدی علیہ السلام کے ظہور کی خبر سنتے ہی تم پر فرض ہے کہ تم اس کی بیعت میں ضرور داخل ہو جاؤ، خواہ برف پر گھٹنوں کے بل چلنا پڑے۔ (مسلم)

۱۰) امام الزماں کے شناخت کی یہ علامت بتلائی گئی ہے کہ وہ وقتِ مقررہ پر منجانب اللہ مبعوث ہوں گے اور دین کو تازہ کریں گے جیسا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں **اِنَّ اللّٰہَ یَبۡعَثُ لِھٰذِہِ الۡاُمَّۃِ عَلٰی رَأۡسِ کُلِّ مِائَۃِ سَنَۃٍ مَنۡ یُجَدِّدُ لَھَا دِیۡنَھَا**. یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ ہر صدی کے سر پر ایک مجدد مبعوث فرمائے گا جو ان کا دین تازہ کرے گا۔ (ابوداؤد)

۱۱) **لَتَتَّبِعُنَّ سُنَنَ مَنۡ قَبۡلَکُمۡ شِبۡرًا بِشِبۡرٍ وَ ذِرَاعًا بِذِرَاعٍ حَتّٰی لَوۡدَخَلُوۡا جُحۡرَ ضَبٍّ تَبِعۡتُمُوۡھُمۡ. قِیۡلَ یَارَسُوۡلَ اللّٰہِ الۡیَھُوۡدُ وَ النَّصَارٰی؟ قَالَ فَمَنۡ؟** (بخاری)۔ ترجمہ: یقیناً اے مسلمانو! تم اپنے سے پہلی قوموں کے قدم بہ قدم چلو گے، ان کی بالشت کے برابر بالشت اور ان کے ہاتھ کے برابر ہاتھ۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی سوسمار (یعنی گوہ) کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے۔ (جو سخت تاریک اور گندہ ہوتا ہے) تو تم بھی ان کی پیروی کرو گے۔ عرض کیا گیا، یارسول اللہ کیا پہلی قوموں سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں؟ فرمایا اور کون۔

۱۲) **لَیَاتِیَنَّ عَلٰی اُمَّتِیۡ مَااَتٰی عَلٰی بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ حَذۡوَ النَّعۡلِ بِالنَّعۡلِ وَ اِنَّ بَنِیۡ اِسۡرَائِیۡلَ تَفَرَّقَتۡ عَلٰی ثِنۡتَیۡنِ وَ سَبۡعِیۡنَ مِلَّۃً وَ تَفۡتَرِقُ اُمَّتِیۡ عَلٰی ثَلَاثٍ وَّ سَبۡعِیۡنَ مَلَّۃً کُلُّھُمۡ فِی النَّارِ اِلَّا مِلَّۃً وَّاحِدَۃً قَالُوۡا مَنۡ ھِیَ یَا رَسُوۡلَ اللّٰہِ؟ قَالَ مَا اَنَا عَلَیۡہِ وَ اَصۡحَابِیۡ.** (ترمذی)۔

ترجمہ: ضرور ضرور میری اُمت پر وہ حالات آئیں گے جو نبی اسرائیل پر آئے، اسی طرح جیسے ایک جوتی دوسری جوتی کی ہم شکل ہوتی ہے۔ نیز بنی اسرائیل بہتّر فرقوں میں منقسم

ہوئے تھے اور میری اُمت تہتّر فرقوں میں منقسم ہوجائے گی۔ان میں سے سب آگ میں جائیں گے سوائے ایک فرقہ کے۔صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا، یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ کونسا فرقہ ہوگا؟ فرمایا، وہی جس طریق پر کہ میں اور میرے صحابہ کرام ہیں۔

۱۳)لَو کَانَ مُوسٰی وَ عِیسٰی حَیَّیْنِ لَمَا وَسِعَهُمَا اِلَّا اتِّبَاعِیْ. (الیواقیت والجواہر و تفسیر ابن کثیر)۔ترجمہ: اگر موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام اس وقت زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری پیروی کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔

۱۴)اِنَّ جِبْرِیلَ اَخْبَرَنِیْ اَنَّ عِیسٰی ابْنَ مَرْیَمَ عَاشَ عِشْرِیْنَ وَ مِائَةَ سَنَةٍ (طبرانی) ترجمہ: جبرائیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی ہے کہ عیسیٰ ابن مریم علیہما السلام ایک سو بیس سال زندہ رہے تھے۔

۱۵)یُوْشِکُ اَنْ یَاْتِیَ عَلَی النَّاسِ زَمَانٌ لَا یَبْقٰی مِنَ الْاِسْلَامِ اِلَّا اِسْمُهٗ وَلَا یَبْقٰی مِنَ الْقُرْاٰنِ اِلَّا رَسْمُهٗ مَسَاجِدُ هُمْ عَامِرَةٌ وَهِیَ خَرَابٌ مِنَ الْهُدٰی عُلَمَاءُ هُمْ شَرٌّ مَنْ تَحْتَ اَدِیْمِ السَّمَاءِ مِنْ عِنْدِهِمْ تَخْرُجُ الْفِتْنَةُ وَ فِیْهِمْ تَعُوْدُ.
(شعب الایمان) ترجمہ: لوگوں پر ایسا زمانہ آنے والا ہے کہ اسلام کا صرف نام اور قرآن کے صرف الفاظ باقی رہ جائیں گے۔ان کی مسجدیں بظاہر آباد ہوں گی مگر ہدایت سے خالی اور ویران ہوں گی۔ان کے علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے۔ان علماء میں سے ہی فتنہ نکلے گا اور ان میں ہی پھر لوٹ آئے گا۔

۱۶)عَنْ زِیَادِ ابْنِ لَبِیْدٍ قَالَ ذَکَرَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ سَلَّمَ شَیْئًا فَقَالَ ذَاکَ عِنْدَ اَوَانِ ذَهَابِ الْعِلْمِ قُلْتُ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَ کَیْفَ یَذْهَبُ الْعِلْمُ وَ نَحْنُ نَقْرَءُ الْقُرْاٰنَ وَ نُقْرِئُهٗ اَبْنَائَنَا وَ یُقْرِئُهٗ اَبْنَائُنَا اَبْنَائَهُمْ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَةِ. فَقَالَ ثَکِلَتْکَ اُمُّکَ زِیَادُ اِنْ کُنْتُ لَاَرَاکَ مِنْ اَفْقَهِ رَجُلٍ بِالْمَدِیْنَةِ اَوْ لَیْسَ هٰذِهِ الْیَهُوْدُ وَ النَّصَارٰی یَقْرَءُوْنَ التَّوْرَاةَ وَ الْاِنْجِیْلَ لَا یَعْمَلُوْنَ بِشَیْءٍ مِمَّا فِیْهِمَا (احمد)
ترجمہ: زیاد ابن لبید رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک چیز کا ذکر کیا اور فرمایا کہ یہ علم کے چلے جانے کے وقت ہوگی۔میں نے کہا یا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علم کس طرح جا سکتا ہے جبکہ ہم قرآن مجید پڑھتے ہیں اور اسے اپنی اولاد کو پڑھائیں گے اور آگے ہمارے بیٹے اسے اپنی اولاد کو تا قیامت پڑھاتے رہیں گے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے زیاد تیری ماں تجھ کو کھوئے، میں تو تجھے اس شہر میں بہت سمجھ دار انسان سمجھتا تھا۔ کیا یہ یہود اور عیسائی توریت اور انجیل نہیں پڑھتے؟ مگر وہ ان میں سے کسی چیز پر عمل نہیں کرتے۔

۱۷)بَدَأَ الْاِسْلَامُ غَرِيْبًا وَ سَيَعُوْدُ كَمَا بَدَأَ. فَطُوْبٰى لِلْغُرَبَاءِ. (مسلم)
ترجمہ: اسلام غریب الوطنی کی حالت میں شروع ہوا اور پھر ایک زمانہ میں ویسا ہی ہو جائے گا۔ جیسا کہ شروع ہوا تھا۔ پس مبارک ہو (دین کی خاطر) غریب الوطنی اختیار کرنے والوں کو۔

۱۸)لاتَزَالُ مِنْ اُمَّتِىْ اُمَّةٌ قَائِمَةٌ بِاَمْرِ اللّٰهِ لَا يَضُرُّهُمْ مَنْ خَذَلَهُمْ وَلَا مَنْ خَالَفَهُمْ حَتّٰى يَأْتِىَ اَمْرُ اللّٰهِ وَهُمْ عَلٰى ذَالِكَ. (بخاری و مسلم) ترجمہ: میری اُمّت میں سے ہمیشہ ایک نہ ایک جماعت خدا کے حکم پر قائم رہے گی۔ ان کو بے مدد چھوڑنے والے اور ان کی مخالفت کرنے والے ان کو کچھ ضرر نہیں پہنچا سکیں گے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا حکم آجائے گا اور وہ اسی حالت میں (دین پر) قائم ہوں گے۔

۱۹)اِنَّهُ سَيَكُوْنُ فِىْ اٰخِرِ هٰذِهِ الْاُمَّةِ قَوْمٌ لَهُمْ مِثْلُ اَجْرِهِمْ وَهُمْ يَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقَاتِلُوْنَ اَهْلَ الْفِتَنِ. (البیہقی) ترجمہ: اس امت کے آخر میں ایک ایسی قوم پیدا ہوگی جنہیں ان سے پہلے گزری ہوئی قوموں کی مانند اجر ملے گا۔ وہ نیکی کا حکم دیں گے اور برائی سے روکیں گے اور دین میں فتنہ پیدا کرنے والوں کا مقابلہ کریں گے۔

۲۰)مَثَلُ اُمَّتِىْ كَمَثَلِ الْمَطَرِ لَا يُدْرٰى اَوَّلُهٗ خَيْرٌ اَمْ اٰخِرُهٗ. (ترمذی)
ترجمہ: میری امت کی مثال اس بارش کی طرح ہے جس کے متعلق یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کا پہلا حصہ بابرکت ہے یا کہ آخری حصہ۔

مرتبۂ انسانِ کامل

یہ جامع ہے تمامی غیب اور شہادت کا اور یہ کاین و بائن ہے یعنی ظاہر۔اس کا ظاہر ملا ہوا حق سے اور باطن اس کا ٹوٹا ہوا خلق سے۔الصوفی کائن و بائن اور وجوب و امکان مساوی ہے نزدیک اس کے کیونکہ دونوں صفت اور شان اس کے ہیں۔صاحب کلید مخازن لکھتے ہیں: ترجمہ: یعنی صورت انسان کی لباس ذاتِ حق ہے اور حق صورت پکڑا ہے۔اس میں افراد عالم لباس صورت انسان کے ہیں اور اَلْاِنْسَانُ سِرِّی وَ اَنَا سِرُّہٗ وَ الْاِنْسَانُ بُنْیَانُ الرَّبِّ۔ پیچ حق اس کے ہے اور کلمات وَ اَنَا الْحق وانا اللہ وغیرہ واسطے اس کے ہے اس لئے آدمی تمام خدائی مجمع اور اسرار خدائی کا نمونہ اس کے جمال با کمال کا آئینہ ہے۔رباعی ؎

آدم آئینہ جمالِ تو بود عالم ہمہ مظہرِ کمالِ تو بود
آنکس کہ نہ کرد نفسِ خودرا ادراک کی محرم محفل وصالِ تو بود

قولہٗ تعالیٰ: وَ صَوَّرَکُمْ فَاَحْسَنَ صُوَرَکُمْ اور صورت بنائی تمہاری پھر اچھی کی صورت تمہاری صورتیں قدر کشیدہ اور خلقتِ اعتدال کے ساتھ کر کے۔امام قشیری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ معنی کہے ہیں کہ اس نے تمہارا ظاہر آراستہ کر دیا۔کمال قدرت کے ساتھ اور تمہارے باطن کو زینت دی جمالِ قربت سے اور محققوں کے ہاں حسنِ انسان یہ ہے کہ اس کو اوصافِ کائنات کی صورت سے آراستہ کر دیا، اور خصائص کے خلاصہ کے ساتھ شرفِ اختصاص بخشا تا کہ سب موجودات علوی اور سفلی ملکی اور ملکوتی کا نمونہ ہو تو حسنِ معنوی مراد ہے حسن صوری نہیں۔اور بحر الحقائق میں لکھا ہے کہ انسان کی صورت کا حسن اس بات میں ہے کہ وہ آئینہ جہاں نما ہے۔سب علوی اور سفلی حقائق اور ظاہری و باطنی دقائق کو جامع ہے اور ذات اور صفات کی معرفت کے انوارِ حقیقت جامع سے ظاہر ہیں۔(از بستان العارفین، ص:۲۶۵) ؎

خویشتن را مسخ کردی اے سفول
زاں وجودی کہ بُد آں رشکِ عقول

یعنی سفول بمعنی پستی اور عقول بمعنی فرشتگان اور وجود سے مراد حقیقتِ انسانی ہے۔یعنی اے کمینہ تو نے اپنے آپ کو اس حقیقت سے مسخ کر دیا ہے جو فرشتوں کی جائے رشک تھی۔

(فائدہ) اگر کوئی شخص آئینہ میں اپنا منہ دیکھ کر یہ کہے کہ میں مسخ نہیں ہوا تو ہم یہ کہیں گے کہ مسخ سے ہماری مرادِ مسخِ صورت یعنی صورت کا بدل جانا نہیں ہے بلکہ مسخِ سیرت یعنی اچھی عادتوں کا بدل جانا ہے لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ اَحْسَنِ تَقْوِیْمٍ یعنی ہم نے آدمی کو اچھی صورت میں پیدا کیا ہے۔اس آیت کی تفسیر میں لکھا ہے کہ ہم نے انسان میں حقائقِ لاہوتیہ اور حقائقِ ملکوتیہ اور حقائقِ جبروتیہ اور حقائق ناسوتیہ یہ سب جمع کر دیئے تھے جس کے سبب وہ انسان محسود ملائکہ تھا۔لیکن اس انسان نے سب کو چھوڑ کر حقیقتِ ناسوتیہ کو پسند کیا اور عالم سفلی میں جا پڑا۔اسی کا نام مسخِ معنوی اور مسخِ سیرت ہے۔

مقصود یہی ہے ان آیات کو جمع کرنے کا، ہر آئینہ میں اپنا منہ آپ دیکھیں۔تعمیر معلم الملکوت کو کالعدم قرار دے کر اپنی صورت کو ہویدا کرنا منشاء ذوالجلال باکمال ہے تاکہ اپنا دیدار آپ کریں، اپنا کلمہ آپ پڑھیں، اپنی معراج آپ پا کر خاصانِ حق کو حق کی تعلیم معنوی شش جہت میں، شش حرفوں میں، لفظ بہ لفظ، حرف بہ حرف، من وعن پانا پنج وقتی معراج حضور قلب کی خاطر داری مطلوب ہے جو عین معراج المومنین ہے۔

یہ دلائل واحادیث واشعار رمز ونکات پیش کرنے کی مزید گلزار قدیر میں سعادت حاصل ہے تاکہ پڑھنے والے اور سمجھنے والے کہیں غلطی پائیں، معاف فرمائیں۔

ہر کہ خدمت کردہ او مخدوم شد ہر کہ خود را دیدہ او محروم شد

بستان العارفین ص: ۱۳۶، ۱۳۷:

نسائی وابن حبّان وغیرہ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جناب الٰہی میں عرض کیا اور عرض بھی عین مناجات کی حالت میں ہوئی کہ اے پاک ذات مجھے کوئی ایسا کلمہ یا اسم اعظم بتایا جائے کہ مجھے جب تجھے پکارنا منظور ہو تب اسی کلمہ سے پکار لیا کروں۔تب اس پاک ذات کی طرف سے ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ تم لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کہا کرو اور یہی کہہ کر ہمیں پکار لیا کرو۔یہ سُن کر حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دوبارہ عرض کی کہ اے پاک ذات لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ یہ تو ایک ایسا عام کلمہ ہے جس کو عام طور پر سب لوگ کہتے ہیں۔بھلا اس میں میری خصوصیت ہی کیا ہوئی۔الٰہی میں تو کوئی خاص کلمہ لینا چاہتا ہوں جو میرے سوا کوئی دوسرا شخص

نہ جانے۔اس پاک ذات کی طرف سے جواب ملا کہ اے موسیٰ تم نے اس مبارک کلمہ کو معمولی سمجھ کر اس کی قدر دانی نہ کی۔اے موسیٰ یہ تو وہ خاص الخاص کلمہ ہے کہ اگر ساتوں طبق آسمان کے اور ساتوں طبق زمین کے کسی ترازو کے ایک پلّہ میں رکھے جائیں اور صرف لَا اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہُ دوسری طرف رکھا جائے تو بھی یہ کلمہ طیبہ بھاری اور وزنی رہے گا۔اور ساتوں طبق آسمان اور ساتوں طبق زمین کے ہلکے ٹھہریں گے۔

دیگر عرض قابل قدر یہ ہے، بزاز اپنی مسند میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ عرشِ الٰہی کے سامنے ایک عظیم الشان نور کا ستون یعنی تھم ہے۔جب کوئی دنیا میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ منہ سے نکالتا ہے تب وہ نورانی تھم خود بخود جنبش میں آتا ہے۔اس وقت اللہ رب العزت فرماتا ہے کہ اے ستون ٹھہر حرکت نہ کر، تب ستون عرض کرتا ہے کہ الٰہی جب تک لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کے پڑھنے والے کی بخشش نہ ہوگی تب تک اس کی سفارش اور شفاعت کے لئے حرکت ہی میں رہوں گا۔تب اللہ پاک کی طرف سے ارشاد ہوتا ہے کہ اچھا ہم نے لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھنے والے کو بخش دیا۔پھر وہ ستون ٹھہر جاتا ہے۔غور کرنے کا مقام ہے کہ کہاں اس کلمہ کا پڑھنے والا اور کہاں وہ ستون یہ وہی مضمون ہے کہ جس کو وہ ذاتِ پاک اپنے کلام مبارک میں ارشاد فرماتا ہے کہ مثال کلمۂ طیبہ کی ایسی ہے جیسے کھجور کا مبارک درخت کی جڑ زمین میں ہے اور شاخیں آسمان کی طرف اسی طرح یہ کلمہ لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ دنیا میں ہے اور اس کی شاخیں یعنی نورانی ستون ساتویں آسمان پر ہے۔سُبْحَـــانَ اللّٰـــہِ سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ۔اس زمین پر لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھو اور وہاں پر بخشے جاؤ۔

اُردو ترجمہ شمس العارفین باب دوم، ص ۱۱ تا ۱۲:

انسان کے وجود میں دو دم ہیں۔ایک وہ جو اندر جاتا ہے، دوسرا وہ جو باہر آتا ہے۔ان دموں پر دو فرشتے موکّل ہیں۔جب انسان اندر کی طرف دم لیتا ہے تو موکل اللہ تعالیٰ کے حضور میں عرض کرتا ہے کہ پروردگار میں اندر دم قبض کروں یا پھر باہر جانے دوں۔اور دم جب باہر جاتا ہے تو بھی یہی عرض کرتا ہے اور وہ دم جو اسمِ اللہ کے تصوّر سے باہر نکلتا ہے وہ نورانی صورت میں بارگاہِ الٰہی میں چلا جاتا ہے، اور مثل موتی کے ہوجاتا ہے کہ جس کی قیمت

کا مقابلہ دونوں جہاں کے اسباب بھی نہیں کر سکتے۔اور وہ بے بہا موتی ہے۔اسی واسطے فقیروں کو اللہ کا خزانچی کہتے ہیں۔اللہ بس باقی ہوس۔

باب المیم مصباح الحیات،ص،۱۶۳تا۱۶۴:

مشیت وہ ہے جو تجلیاتِ ذاتی ہیں واسطے ایجاد مقدم کے یا نابود کرنے موجودیتِ عالم کے۔دیگر حرف مبداء و معاد وہ ہے جو تن آدمی کا اول طبیعت مطلق تھا بعد جسم مطلق ہوا۔ بعد اس سے خاک ہوا اور خاک نبات ہوئی اور نبات غذا حیوان کی ہوئی اور حیوان غذا انسان کا ہوا اور غذا نطفہ ہوا اور نطفہ علقہ ہوا اور علقہ مضغہ ہوا اور مضغہ عروق اور عظام اور گوشت ہوا، بعد پیدا ہوا۔ پہلے طفل ہوا پھر جوان ہوا اور پھر کہل ہوا اور شیخ ہوا اور مر گیا اور بعث ہوا۔مبداء اترتے آنے کو بولتے ہیں اور معاد جیسا اترتا آتا ہے ویسا چڑھتے جانے کو بولتے ہیں۔

برہان الحقائق،ص۳۹۲:

قولہ تعالیٰ:یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ (ترجمہ) اے ایمان والو! ڈرو اللہ سے اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔مثنوی (ترجمہ)

تو غنیمت جان اس توفیق کو گر تو پایا صحبتِ صدیق کو
میں اس کے فیضِ صحبت سے ہوا اکسیرِ اعظم ہوں
ملے جو آن کر مجھ سے طِلائی رنگِ احمر ہوں

(حدیث)لَا یُحِبُّ اللّٰهُ غَیْرَ اللّٰهِ وَلَا یَذْكُرُ اللّٰهَ اِلَّا اللّٰهُ. (ترجمہ)حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ البتہ اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو اپنا محبوب بناتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام منادی کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فُلاں کو دوست رکھا سو میں اسے دوست رکھتا ہوں۔پھر اسے جبرئیل دوست رکھتا ہے بعد ازاں جبرئیل علیہ السلام آسمان میں منادی کرتے ہیں کہ ہر آئینہ اللہ تعالیٰ نے فلاں شخص کو دوست رکھا ہے سو تم بھی اس کو دوست رکھو۔پھر اہلِ آسمان اس کو دوست رکھتے ہیں اور اس کے لئے زمین میں قبولیت رکھی جاتی ہے اور اللہ ہی کے ساتھ مدد ہے اور عصمت اور توفیق ہے۔

از برہان الحقائق،ص۱۶۶:

(حدیث)اَنَا مَدِیْنَةُ الْعِلْمِ وَ اَبُوْبَكْرُ اَسَاسُهَا وَ عُمَرُ حِیْطَانُهَا وَ عُثْمَانُ

سَقفُهَا وَ عَلِیٌّ بَابُهَا. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، میں علم کا شہر ہوں اور ابوبکر رضی اللہ عنہ اس کی بنیاد اور جڑ ہیں اور عمر رضی اللہ عنہ اس کی دیواریں ہیں اور عثمان رضی اللہ عنہ اس کی چھت ہیں اور علی رضی اللہ عنہ اس کا دروازہ ہیں۔

برہان الحقائق،ص ۱۷۲:

(حدیث) کہا ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہ علم کے دس حصے ہیں۔ اس میں سے نَو حصے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیئے گئے اور ایک حصے میں اور سب لوگ شریک ہیں۔

روایت ہے عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سب مفسروں کے رئیسوں میں تھے۔ چھ لاکھ نکتے قرآن میں ان سے میں نے پائے ہیں۔

مخزن الانوار ترجمہ گنج الاسرار،ص ۲۲۴:

برہان الحقائق،ص ۱۶۷:

نقل ہے کہ جب سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین حبیبِ رب العالمین صاحبِ قاب قوسین رسول الثقلین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں جامۂ خلافتِ ربانی وخرقۂ کلاہ و پیالہ کچکول حضرت رب العزت سے جو پایا تو حکم ہوا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ایک مدت کے بعد اپنے پیاروں سے پوچھنا جو میرے بندوں کی عیب پوشی کو اختیار کرے اس کو یہ حوالے کرنا۔ بعد اس کے جو جو ہوگا یہ ان کو پہنچے گا جبکہ حضرت رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم معراج سے دنیا میں تشریف لائے تو بعد ایک مدت کے اول امیر المومنین حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ اگر جامۂ خلافت وخرقہ کلاہ و کچکول تمہیں دوں تو تم کیا کرو گے۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی بندگی میں عبادت وتقویٰ بہت کروں گا اور صلاحیتِ اطاعت ظاہر و باطن متابعتِ نبوت کو مقدم رکھوں گا۔ بعدہٗ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر تم کو دوں تو تم کیا کرو گے؟ امیر المؤمنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے کہا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا کی رضا کے واسطے عدل وانصاف کروں گا، اور نگاہ رکھوں گا اور حق حقدار کو پہنچاؤں گا یعنی ظالم پر عدل قائم کروں گا اور مظلوم کا انصاف کروں گا کسی پر ظلم نہ ہو۔ بعدہٗ امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے عثمان رضی اللہ عنہ اگر تم کو دوں تو تم کیا کرو گے؟ حضرت ذوالنورین عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، واسطے رضا مندی خدا کے، غریبوں اور محتاجوں اور ضعیفوں کو براہِ سخاوت کھانا کھلاؤں اور پرسانِ حال عاجزوں اور بیوہ عورتوں، درویشوں وفقیروں اور ضعیفوں کی خبر گیری کرتا رہوں گا۔ بعدہٗ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اے علی رضی اللہ عنہ اگر تم کو دوں تو تم کیا کروگے؟ علی رضی اللہ عنہ نے کہا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عیب خلق اللہ کی پردہ پوشی کروں گا اور گناہ انسانوں کے چھپاؤں گا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھ کو یہی حکم ہوا تھا کہ تیرے یاروں میں سے جو یہ جواب دے اس کو خرقۂ خلافتِ ربانی عطا کرنا۔ پس اے علی رضی اللہ عنہ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ عام مردم جوان مرد وطالبِ صادق کو یہ صحبتِ تربیت وپند پذیری سے لائقِ بیعت وخرقۂ ارادت کے ہوگیا ہو۔ تلقین ارشاد معنی جذبہ اصلاح باطن وخلافتِ ربانی اس کو عطا کرو اور نصیحت کی جیو اور پاسبانی یادِ حق تعالیٰ وتلقین تلاوت حفظ قلوب سے ان کے دل وجان میں استقامت دیجیو اور دستِ بیعت پکڑ کے ارادت خرقۂ کلاہ پہنچائیو تاکہ تلقین وارشاد سے مردمانِ طالبِ صادقِ امت میرے کے معرفتِ حق تعالیٰ کی تربیت جذبۂ اصلاح باطن سے دل میں استقامت پاویں اور بیچ پاسبانی قرب حضرت کے خدا تک پہنچیں۔

خانوادۂ قدیریہ کے چشم وچراغ

نورِ چشم خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی نبیرہ حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؒ (ہلکٹہ شریف) کو بموقعہ ۱۴واں عرس قدیر، بمقام آستانۂ قدیری، بتاریخ ۱۴ر محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۶ر جولائی ۱۹۹۲ء بروز جمعرات خلافت قادریہ عالیہ عطا کی گئی۔

گلزارِ قدیر کے جملہ حقوق صاحبزادہ تراب قدیری کے حق میں محفوظ ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ توفیق رفیق سے نوازے، خدمتِ خلق سے شرف قبولیت پائیں۔ آمین۔ دعا گو جانشینِ قدیر، خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی عفی عنہٗ صاحب قدیری (ہلکٹہ شریف)

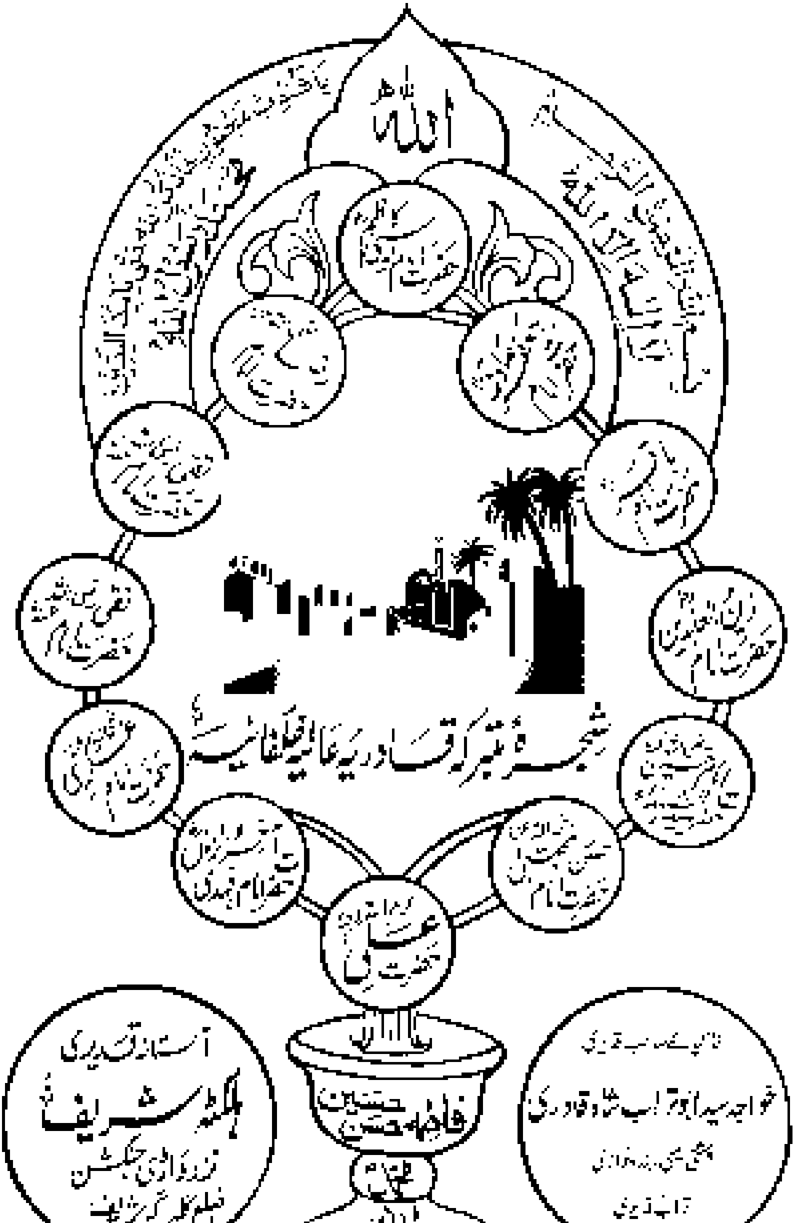
اللہ
آستانہ قدیری
شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شجرۂ طیّبہ قادریہ عالیہ خلفائیہ

قَوْلُــہٗ

الٓـمّٓ الٓـمٓصٓ الٓـمٓرٰ الٓـرٰ کٓـھٰیٰعٓـصٓ

طٰــہٰ طٰـسٓمٓ طٰـسٓ یٰسٓ صٓ

حٰـمٓ حٰــمٓعٓسٓقٓ قٓ نٓ

الملک

فقیر خاکپائے صاحبؔ قدیری خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری الچشتی یمنی ترابؔ قدیری عفی عنہٗ

تاریخ خلافت ۱۴/محرم الحرام ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۶/جولائی ۱۹۹۲ء بموقعہ ۱۴/عرس قدیر ہلکٹہ شریف

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز محبوبِ سالکین مشتاقِ سائلین مقصودِ طالبین وارثِ علم قدیری جانشین حضرت قدیر

مرشدی حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری الچشتی یمنی صاحبؔ قدیری رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ خلافت ۲۲/ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ   تاریخ وصال: ۱۵/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ م ۱۴/۱ اکتوبر ۲۰۱۱ء

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز تسکینِ عاشقین تعمیر عارفین تاثیرِ کاملین تفسیر واصلین مقصودِ شاہدین تمہید مُصدقین

مرشدنا حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری الچشتی یمنی قدیر رحمۃ اللہ علیہ

قدس سرّہ العزیز ہلکٹہ شریف (تاریخ خلافت ۲۴/جمادی الآخر ۱۳۴۸ھ)

(وصال ۱۳/محرم الحرام ۱۳۹۹ھ)

الٰہی بحرمت راز و نیاز معدنِ عرفانِ واقفِ رازِ پنہاں شیخ المشائخ حضرت شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی معین آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(خلافت ۱۳۳۱ھ، وصال ۱۳۵۲ھ)

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید شاہ چندا حسینی چشتی القادری ساکنِ کنّی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شاہ عبد القادر قادری حیدر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت محمد عمر موجود شاہ قادری راج پوری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید عرفان علی شاہ قادری جوراسی سجادہ حضرت چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت مولانا مولوی سید جعفر علی شاہ قادری مودودی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت خواجہ سید حسن قادری مودودی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت اکبر علی شاہ قادری مودودی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید محمد میر المعروف بہلی شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید امر اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ بہاء الدین شاہ قادری شاہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ نجم الحق شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ ابو المکارم عبد العزیز قادری شکر بار رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت بہاء الدین قادری شطاری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت تاج العارفین سیدنا تاج الدین شاہ عبد الرزاق جمال العراق قادری رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ المتقدمین والمتاخرین غوث الثقلین قطب الکونین آلِ حسنین نجیب الطرفین سید الاولیاء محبوب سبحانی ابو محمد میراں محی الدین شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ العارفین ابوسعید مبارک المخزومی رضی اللہ علیہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ الطالبین خواجہ ابوالحسن علی القرشی الہنکاری رضی اللہ عنہ

الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ الصائمین ابوالفرح یوسف الطرطوسی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ الراکعین عبدالواحد بن عبدالعزیز تمیمی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ الواصلین ابوبکر شبلی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ الکاملین سید الطائفہ شیخ المشائخ خواجہ ابوالقاسم جنید بغدادیؒ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ العاشقین خواجہ ابوالحسن سری سقطی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت شیخ السالکین معروف کرخی رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید العاکفین امام علی رضا رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید الکاظمین امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید العارفین امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید الطّاہرین امام محمد باقر رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید العابدین امام زین العابدین علی ابن حسین رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید الشہداء شہید کربلا ابوالائمہ امام حسین رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت امیر المؤمنین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت امیر المؤمنین امام المسلمین خاتم الخلفاء الراشدین مولائے مومنین، مظہر العجائب والغرائب نور المشارق والمغارب باب العرفان شارح السِرّ والقرآن کاشف الرمز والاسرار قاسم الفیض والانوار اسد اللہ الغالب سیدنا مولانا علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ، رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمتِ راز و نیاز حضرت سید المرسلین خاتم النبیین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین امام الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہو عطا دیدار حق غوث الوریٰ کا واسطہ — مرشدِ کامل قدیرؔ باصفا کا واسطہ
یا الٰہی بخش دے عصیاں ہمارے بخش دے — ہادیٔ برحق محمد مصطفیٰ کا واسطہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شجرہ سلسلہ چشتیہ نظامیہ بندہ نوازیہ قدس سرہم العزیز

الحمد للہ رب العلمین ۵

والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد و آلہٖ و اصحابہٖ اجمعین ۵

فقیر حقیر من خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی تراب قدیری عفی عنہ

الٰہی بحرمت پیر کامل حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی قدس سرہٗ العزیز

الٰہی بحرمتِ پیر کامل روشن ضمیر فیض آثار حضرت خواجہ سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی قدس سرالعزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ ولی اللہ محمد محمد الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ حسین ثانی محمد الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ حسین شاہ ولی الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ اسد اللہ الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ من اللہ الحسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ اسد اللہ حسینی بزرگ قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ حسین اللہ حسینی کلاں قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ اسد اللہ حسینی کلاں قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ نھنّے عرف شاہ اسد اللہ حسینی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ حسینی شاہ ولی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ صفی اللہ حسینی ثانی قدس سرہ العزیز

الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ اسد اللہ حسینی بزرگ قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ عسکر اللہ حسینی بزرگ قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ صفی اللہ حسینی لچھن میگ قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ محمد محمد اصغر محمد محمد الحسینی قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سید شاہ محمد محمد اکبر الحسینی شاہ بڑے حسینی قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ قطب الاقطاب فرد الاحباب صدر الدین ابوالفتح ولی اکبر صادق جعفر ثانی حضرت سید شاہ یوسف الحسینی عاشقِ شہباز با یار ہمراز عارف سرافراز آگاہ سیر راز بلند پرواز بندہ نواز گیسودراز قدس سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ نصیر الملۃ والدین محمود اودھی
حضرت خواجہ نصیر الدین چراغ دہلوی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ شمعِ محفلِ اصفیاء حضرت نظام الدین اولیاء محمد شاہ بدایونی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ میزان سحر حضرت شیخ فریدالدین مسعود اجودھنی گنج شکر زہد الانبیاء قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ ذات والا قطاب حضرت قطب الدین
قطب الاقطاب وکمل الباب روشی القرشی بختیار کاکی قدس اللہ سرہٗ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ خواجگان کامل ملت والدین حضرت معین الدین چشتی
حمد دین ودنیا را کرد چشتی حسن سنجری ہند الولی عطائے رسول قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ امن وامانِ ہر دو جہاں صاحبِ حقیقت والفرقاں
حضرت ابوانوار شیخ عثمان ہارونی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سیار الملک روحی وبدنی حاجی شرف زندانی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سیر چشم موجود ومقصود حضرت قطب الاقطاب ابومودود چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ وقفِ اسرار الٰہی مقبولِ ربانی واصل سبحانی

حضرت ناصر الدین ابو یوسف چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ کامل فیض سرمد حضرت رکن الدین ابو محمد چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ مقبول بارگاہ ذوالجلال حضرت ابو احمد ابدال چشتی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سرخیل چشتیہ زمرۂ عشاق حضرت ابو اسحاق چشتی شامی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ واقف حالات معنوی وصوری حضرت ابو ابراہیم ممشاد علوی دنیری قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ محیط والا گوہری امین الدین ابو ہبیرۃ البصری قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سرشار بے غیشی سدید الدین خدیفتہ المرعشی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ فیض بخش ہر دو جاں سلطان ابراہیم ادھم شاہ بلخی تارک الدنیا واصلِ دین قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجۂ ذات فیاض ابو الفیض فضیل ابن عیاض خراسانی قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ عشق بے ریا شیدا ابو الفضل عبد الواحد بن زید قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ گلشن باغ عرفان ثمری ابو نصر الحسن البصری قدس اللہ سرہ العزیز
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ سلطان اولیاء ابو الحسن حیدر کرار امیر المومنین امام المتقین
سیدنا علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ
الٰہی بحرمت حضرت خواجہ کائنات سلطان الانبیاء خیر الاصفیاء ابو القاسم
محمد مصطفیٰ صوفیاء
پیغمبر الٰہ ختم المرسلین شفیع المذنبین رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم

ہدایات

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ نَوَّرَ قُلُوْبَ الْعَارِفِیْنَ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِہٖ وَ الْفُرْقَانِ وَ الصَّلٰوۃُ وَ السَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاِنْسِ وَ الْجَانِّ مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِہٖ وَ اَصْحَابِہٖ ذُوا الْفَضْلِ وَ الْاِحْسَانِ صَلٰوۃً وَّ سَلَامًا دَائِمًا

اَمَّا بَعْد

پیر کامل کی معرفت اور بیعت واتباع کی ضرورت

(از: مقاصد الاسلام)

کلینی صفحہ:۱۰۸ میں روایت ہے "قَالَ اَبُوْ جَعْفَرُ یَا اَبَا حَمْزَۃَ عَلَیْہِ السَّلَامُ یَخْرُجُ اَحَدُکُمْ فِرَاسِخُ فَیَطْلُبُ لِنَفْسِہٖ دَلِیْلًا وَ اَنْتَ بِطَرِیْقِ السَّمَاءِ اَجْھَلُ مِنْکَ بِطَرِیْقِ الْاَرْضِ فَاطْلُبْ لِنَفْسِکَ دَلِیْلًا"، یعنی فرمایا ابوجعفر علیہ السلام نے اے ابوحمزہ تم زمین پر چند فرسخ جاتے ہو تو ایک رہبر کو ساتھ لیتے ہو حالانکہ زمین کی راہوں سے آسماں کی راہیں زیادہ تر مجہول ہیں۔ ان راہوں کی ہدایت کے لئے رہبر کی زیادہ تر ضرورت ہے اس لئے ایک رہبر اپنے لئے طلب کرو۔ مقصود یہ کہ راہ خدا طلبی میں پیر کامل کی اشد ضرورت ہے۔

کلینی صفحہ:۱۰۹ میں روایت ہے: "قَالَ اَبُوْ جَعْفَرُ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْ قَوْلِہٖ تَعَالٰی "نُوْرًا یَمْشِیْ بِہٖ فِی النَّاسِ) اِمَامٌ یُؤتَمُ بِہٖ (کَمَنْ مَثَلُہٗ فِی الظُّلُمٰتِ لَیْسَ بِخَارِجٍ مِّنْھَا) قَالَ الَّذِیْ لَا یَعْرِفُ الْاِمَامُ". یعنی اسی آیت شریفہ میں نور سے مراد امام اور مرشد ہے جس کی پیروی کی جائے اور جو مثال اس شخص کی دی گئی ہے کہ اندھیریوں سے نکل نہیں سکتا اس سے مراد وہ شخص ہے جو امام کو نہ پہچانے یعنی جو شخص پیر کی تلاش نہ کرے جو اس کا مقتدا اور امام ہو سکے وہ ہمیشہ گمراہی کی تاریکی میں پڑا رہے گا۔ غرضکہ امام وہی ہے جو سالک کو راہ تحقیق

میں علی وجہ البصیرت لے جاسکے۔

کلینی صفحہ:۱۷۷ میں مروی ہے ”عَنِ الرِّضَا عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْاِمَامُ وَاحِدُ دَهْرِهٖ لَا يُدَانِيقِهِ اَحَدٌ وَلَا يُعَادُلَهُ اَحَدٌ وَلَا يُوجَدُ مِنْهُ بَدْلٌ وَلَا لَهُ مِثْلٌ وَلَا يَنْظُرُ مَخْصُوصٌ بِالْفَضْلِ كُلُّهُ مِنْ غَيْرِ طَلَبٍ مِنْهُ وَلَا اِكْتِسَابَ بَلْ اِخْتِصَاصٌ مِنَ الْمَفَضِّلِ الْوَهَّابِ فَمَنْ ذَ الَّذِىْ يُبَلِّغُ مَعْرِفَةَ الْاِمَامِ وَ يُمْكِنُهُ اِخْتِيَارُهُ هَيْهَاتَ هَيْهَاتَ ضَلَّتِ الْعُقُوْلُ وَ حَارَتِ الْاَلْبَابُ وَ اَعْيَ الْبُلَغَاءُ عَنْ وَصْفِ شَانٍ مِنْ شَانِهٖ. الحدیث“ حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ امام اپنے زمانہ میں یگانہ اور بےنظیر ہوتا ہے اور اس کے فضائل اکتسابی نہیں ہوتے بلکہ حق تعالیٰ کی طرف سے اس کو خصوصیت ہوتی ہے امام کی معرفت کسی کو نہیں ہوسکتی اس کے ایک ایک وصف میں عقل حیران ہوتی ہے۔ انتہی اس امام کو اصطلاح صوفیہ میں قطب کہتے ہیں۔ ہر چند وہ آدمیوں میں ملے جلے رہتے ہیں مگر ان کو کوئی نہیں پہچان سکتا اور کمالات ان کے وہبی ہوتے ہیں۔ اولیاء اللہ ان سے وصول وایصال الی اللہ کے طریقہ معلوم کرتے ہیں ان کو ظاہری سلطنت سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ کلینی ۱۶۷ میں لکھا ہے ”عَنِ الْمُفَضَّلِ عَنْ أَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ سَاَلْتُهُ عَنِ الْاِمَامِ يُمَانِیْ اَقْطَارَ الْاَرْضِ وَهُوَ فِیْ بَيْتِهٖ مُرْخِی عَلَيْهِ سَتْرُهٗ“ دیکھئے اس سے ظاہر ہے کہ امام ابوعبداللہ ایسے عزلت گزیں تھے کہ اکثر پردے کے اندر تشریف رکھتے تھے اب کہئے کہ ان کو سلطنت سے کیا تعلق۔

جلد ششم ص: ۵۹ مقاصد الاسلام میں تحریر ہے کہ کلینی ص: ۱۷۳ میں روایت ہے کہ: ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے قبل آپ پر ایک کتاب نازل کی اور فرمایا کہ یہ تمہاری وصیت نجباء کی طرف ہے۔ آپ نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا، نجباء کون ہیں؟ کہا علی اور ان کی اولاد علیہم السلام۔ اس کتاب پر سونے کی مہریں لگی ہوئی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ کتاب علی علیہ السلام کو دے کر فرمایا کہ ایک مہر توڑ کر دیکھو اور جو کچھ اس میں ہے اس پر عمل کرو۔ چنانچہ آپ نے اس پر

عمل کیا۔ پھر وہ کتاب امام حسن علیہ السلام کو دی، انہوں نے بھی اس کی مہر توڑ کر دیکھا اور جو کچھ اس میں لکھا تھا دیکھا اور اس پر عمل کیا۔ اسی طرح وہ کتاب امام حسین علیہ السلام اور ان کے فرزند علی اور ان کے بعد محمد بن علی اور امام جعفر صادق اور موسیٰ کاظم علیہم السلام کو پہنچی اور سب نے جو کچھ اس میں تھا اس پر عمل کیا اور آئندہ بھی نسل بعد نسل وہ کتاب امام مہدی علیہ السلام تک پہنچے گی''۔ انتہاء ملخصًا۔

اس روایت سے اتنا تو ضرور ثابت ہے کہ امامت کو سلطنت لازم نہیں ورنہ کُل ائمہ کرام جہاد کر کے ضرور سلطنت حاصل فرماتے۔ جس طرح نبوت کو سلطنت لازم نہیں۔ اسی وجہ سے ہزار ہا انبیاء گزرے جن کو نبوت تھی مگر سلطنت نہ تھی۔ بہر حال اس روایت سے ظاہر ہے کہ یہ امامت صرف پیری مریدی سے متعلق ہے جو زاویہ نشین حضرات صوفیہ کیا کرتے ہیں۔

از جلد ششم ص: ۵۹ مقاصد الاسلام کلینی ص ۱۷۱ میں اس وصیت نامہ سے متعلق ابوعبداللہ علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے:

''فَلَمَّا تُوُفِّیَ وَ مَضٰی عَلِی ابْنِ الْحُسَیْن دَفَعَهَا اِلٰی مُحَمَّدِ بْنِ عَلِی عَلَیْهِ السَّلامِ فَفَتَحَ الْخَاتِمَ الْخَامِسَ فَوَجَدَ فِیْهَا عَلٰی فَسِّرَ کِتَابَ اللّٰهِ وَ صِدِّقْ اٰبَائِکَ وَوَرِثْ بُنَکَ وَ اِصْطَنِعْ الْاُمَّةَ وَ قُمْ بِحَقِّ اللّٰهِ عَزَّ وَ جَلَّ وَ قُلْ الْحَقَّ فِی الْخَوْفِ وَ الْاَمْنِ وَ لَا تَخْشَ اِلَّا اللّٰهَ فَفَعَلَ'' یعنی اس میں حکم تھا کہ حق الٰہی کے ساتھ قیام کرو اور حق بات کہو خواہ حالت خوف ہو یا امن اور سوائے خدائے تعالیٰ کے کسی سے نہ ڈرنا۔ چنانچہ انہوں نے ویسا ہی کیا۔ دیکھئے باوجود یہ کہ صاف حکم تھا کہ بغیر خوف کے حق بات کہنا اور اس کی تعمیل بھی کی مگر دعویٔ سلطنت نہ کیا اور اگر دعویٰ کرتے تو ضرور منجانب اللہ کامیاب ہوتے کیونکہ بحسبِ روایت مسلمہ وہ وصیت نامہ حق تعالیٰ کی طرف سے بواسطہ جبرئیل علیہ السلام صادر ہوا تھا۔ اس سے ظاہر ہے کہ آپ کو سلطنتِ ظاہری کا حکم ہی نہ تھا۔

مقاصد الاسلام جلد دہم ص: ۵۴ پر تحریر ہے کہ:

ارشاد ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاتھ کو ہمارا ہاتھ سمجھ لو اور ان کی بیعت کو ہماری بیعت۔ چنانچہ ارشاد ہے: اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللّٰهَ. یعنی اے نبی جو لوگ

ظاہراً آپ کے ہاتھ میں ہاتھ ملاتے ہیں وہ آپ کا ہاتھ نہیں ہمارا ہاتھ ہے۔ "یَدُ اللّٰـهِ فَوْقَ اَیْدِیْهِمْ" کیونکہ پیشتر ہی سے بیع اور اس کی قیمت کا تصفیہ ہو چکا ہے۔ اب اگر کوئی اس بیعت کو توڑ دے اور اپنی جان و مال میں اپنی ذاتی خواہش اور خودمختارانہ تصرف کرنے لگے اور یہ بھول جائے کہ وہ بطور امانت ہمارے پاس ہیں تو اس کا نقصان اسی کو ہوگا۔ ہم بھی قیمت یعنی جنت نہ دیں گے۔ کَمَا قَالَ: فَمَنْ نَكَثَ فَاِنَّمَا یَنْكُثُ عَلٰی نَفْسِهٖ" اور جو شخص اس وعدہ کو جو ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیا تھا جس کی تکمیل بیع ہو چکی تھی پورا کرے تو ہم اس کو اجرِ عظیم دیں گے۔ کَمَا قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰی: وَمَنْ اَوْفٰی بِمَا عٰهَدَ عَلَیْهِ اللّٰهَ فَسَیُؤْتِیْهِ اَجْرًا عَظِیْمًا۔"

حدیث قدسی

لَا یَزَالُ عَبْدِیْ یَتَقَرَّبُ اَلَیَّ بِالنَّوَافِلِ حَتّٰی اُحِبَّهٗ فَاِذَا اَحْبَبْتُهٗ کُنْتُ سَمْعُهٗ وَ بَصَرُهٗ وَ یَدُهٗ وَ لِسَانُهٗ وَ بِیْ یَسْمَعُ وَ بِیْ یَبْصُرُ وَ بِیْ یَبْطِشُ وَ بِیْ یَنْطِقُ.

یعنی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی بندہ میرا مقرب ہو جاتا ہے تو میں اس بندے کو اپنا دوست بنالیتا ہوں اور جس وقت میں نے دوست بنالیا تو میں بندے کے کان اور آنکھیں اور ہاتھ اور زبان بن جاتا ہوں، وہ میرے ہی کانوں سے سنتا ہے اور میری ہی آنکھوں سے دیکھتا ہے اور میرے ہی ہاتھ سے پکڑتا ہے اور میرے ہی زبان سے بولتا ہے۔ اَللّٰهُمَّ تَوْفِیْقًا.

مقاصد الاسلام جلد ششم ص: ۸۷ پر تحریر ہے کہ:

کلینی ص: ۴۹۶ میں ابوعبداللہ علیہ السلام کا ارشاد منقول ہے: "اَلْمُؤْمِنَةُ اَعَزُّ مِنَ الْمُؤْمِنُ وَ الْمُؤْمِنُ اَعَزُّ مِنَ الْکِبْرِیْتِ الْاَحْمَرِ فَمَنْ رَأَی مِنْکُمُ الْکِبْرِیْتَ الْاَحْمَرَ؟" (ترجمہ) یعنی ایماندار عورت ایماندار مرد سے زیادہ نادرالوجود ہے اور ایمان دار مرد کبریت الاحمر سے بھی زیادہ نادرالوجود ہے۔ تم میں سے کسی نے کبریت احمر دیکھی ہے؟ انتہی

از مقاصد الاسلام جلد ششم ص ۶۱:

کلینی ص: ۲۰۴ میں یہ روایت ہے کہ ابوالحسن علیہ السلام نے فرمایا: وَ اَبُوْ مُحَمَّدٍ

اِبْنِیْ خَلَفٌ مِنْ بَعْدِیْ فَعِنْدَہٗ عِلْمٌ مَا یَحْتَاجُ اِلَیْہِ وَ مَعَہٗ اٰلَۃُ الْاِمَامَۃِ . یعنی میرے فرزند ابو محمد میرے بعد خلیفہ ہیں کیونکہ ان کو مَا یحتاج الیہ کا علم ہے اور ان کے ساتھ آلہٗ امامت بھی ہے۔اس سے ظاہر ہے کہ آلہٗ امامت آلاتِ حرب نہیں ہیں بلکہ علم تقرب الی اللہ ہے جو مشائخین عظام کو ہوا کرتا ہے۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم ص،۶۱:

کلینی ص:۱۱۹ میں روایت ہے کہ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ امامت ایک خاص رتبہ ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بعد نبوت اور خلعت کے خاص طور پر عطا ہوا تھا چنانچہ ارشاد ہے: اِنِّیْ جَاعِلُکَ لِلنَّاسِ اِمَامًا انہوں نے کمال خوشی میں عرض کی: وَ مِنْ ذُرِّیَّتِیْ یعنی الٰہی میری اولاد میں بھی امام ہوں گے؟ ارشاد ہوا: لَا یَنَالُ عَھْدِی الظّٰلِمِیْنَ اس آیت نے امامتِ ظالم کو ہمیشہ کے لئے باطل کر دیا۔انتہی ملخصاً

اس سے ثابت ہے کہ امامت ایک معنوی رتبہ جلیل القدر ہے جو حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو عنایت ہوا تھا۔اس کو سلطنتِ ظاہری سے کوئی تعلق نہیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیم و اسحاق و یعقوب علیہم السلام و غیرہم کا ائمہ ہونا اور سلاطین نہ ہونا نصوصِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ البتہ یہ امامت فجّار اور ظالمین کو نہیں مل سکتی کیونکہ وہ وہبی ہے کسبی نہیں۔جیسا کہ ابھی حضرت رضا علیہ السلام کے ارشاد سے ثابت ہے۔

از مقاصد الاسلام جلد ششم ص،۵۰:

کلینی ،ص:۲۵۸ میں ہے"عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ وَجَدْنَا فِیْ کِتَابِ عَلِیٍّ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ "اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰہِ یُوْرِثُھَا مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ" وَ اَنَا اَھْلُ بَیْتِیْ اَلَّذِیْنَ اَوْرَثَھُمُ اللّٰہُ الْاَرْضَ وَ نَحْنُ الْمُتَّقُوْنَ وَ الْاَرْضُ کُلُّھَا لَنَا. یعنی علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ زمین اللہ کی ہے جس کو چاہتا ہے اس کا وارث بنا دیتا ہے اور انجام متقیوں کے لئے ہے۔میں اور میرے اہلِ بیت وہ لوگ ہیں جن کو خدا نے زمین کا وارث بنا دیا ہے۔ہم لوگ متقی ہیں،اب پوری زمین ہماری ہے۔

یہ تو ظاہر ہے کہ نہ علی کرم اللہ وجہہ کا قبضہ زمینِ شام وغیرہ پر ہوا تھا نہ حضرت کی اولاد

امجاد کا۔ باوجود اس کے آپ فرماتے ہیں کہ تمام زمین ہماری ہے۔ اس کا مطلب وہی ہے جو اولیاء اللہ نے کہا ہے کہ انسانِ کامل خلیفۃ اللہ ہے اور اس کا تصرف تمام عالم میں جاری ہے۔

کلینی ص: ۱۵۰ میں مروی ہے کہ امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا کہ جیسے آدمی ہمارے تابع ہیں ویسے ہی جنّات بھی تابع ہیں۔ جب ہمیں کسی کام میں جلدی منظور ہوتی ہے تو ہم ان کو روانہ کرتے ہیں۔

کلینی ص: ۲۹۹ میں امام جعفر علیہ السلام کا قول نقل کیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں کہ جس چیز کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا ہے، پرند ہو یا چرند بلکہ جس میں روح ہو وہ سب بنی آدم سے زیادہ ہماری بات سنتے ہیں اور ہماری اطاعت کرتے ہیں۔

یہ بات اولیاء اللہ کے تجربوں اور خوارق عادات سے ثابت ہے۔ اب دیکھئے یہ خلافتِ معنوی کے لوازم و آثار ہیں کہ باوجود یہ کہ انس و جنّ اور جمیع مخلوقات تابع فرمان تھے مگر امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام وغیرہ نے کبھی امارتِ ظاہری کا قصد نہیں فرمایا اور نہ سلطنت میں مداخلت کی ہے۔

از جلد ششم ص: ۵۵ مقاصد الاسلام:

کلینی ص: ۱۱۴ میں ہے **كَانَ اَبُوْا عَبْدِ اللّٰهِ يَقُوْلُ نَحْنُ وُلَاةُ اَمْرِ اللّٰهِ وَ خَزَنَةُ عِلْمِ اللّٰهِ وَ عَيْبَةُ وَحْيِ اللّٰهِ.** یعنی ابوعبداللہ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہم والیانِ امر الٰہی اور خزانہ دارانِ علم الٰہی اور وحی الٰہی کی جامدانی ہیں۔

جب جہاد اور ملک گیری سے ان حضرات کو کوئی تعلق نہیں تو والیانِ ملک ہونے کا یہی مطلب ہوا کہ والیانِ ملک معنوی ہیں۔ ان کی اطاعت ضروری ہے۔ اسی وجہ سے تصوف میں اطاعتِ پیر کو نہایت ضروری سمجھتے ہیں اور صاف لکھتے ہیں کہ بغیر اطاعتِ پیر کے اس عالم میں راستہ ملتا ہی نہیں۔

مقاصد الاسلام ص: ۸۵ جلد ششم:

کلینی ص: ۲۵۵ میں روایت ہے کہ ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارے نزدیک ایک سرّ ہے اسرار الٰہی سے جس کے پہنچانے کے ہم مامور ہیں۔ چنانچہ وہ ہم نے پہنچا دیا مگر

ہم نے نہ اس کا محل پایا نہ اس کے اہل نہ اس کو اٹھانے والے، یہاں تک کہ ایسے لوگوں کو خدا تعالیٰ نے پیدا کیا جن کی تخلیق طینت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل اور ذرّیت کی طینت سے ہوئی اوراس نور سے پیدا ہوئی جس سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم اوران کی آل و ذریت پیدا ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے قبول کیا۔ انتہی

یہ وہی حضرات راسخ الاعتقاد ہیں جنہوں نے پیرانِ عظام کے ارشادات کوتسلیم کر کے تصوّف میں علماً وعملاً کمال پیدا کیا اوراسرار وانوار حاصل کئے اور ائمہ کرام نے ان کی تعلیمِ معنوی میں دل دہی کی۔

مقاصدالاسلام جلد یازدہم ص:۳۴ میں تحریر ہے کہ:

خصائصِ کبریٰ میں روایت ہے کہ فرمایا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جنت کے درختوں کے ہر پتّے پر لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا ہے۔ مواہب اللدنیہ میں کعب احبار سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے اپنے فرزند شیث علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوکر فرمایا کہ اے فرزند تم میرے بعد میرے خلیفہ ہو۔ پس خلافت کو عمارت تقویٰ اور دستگاہِ محکم کے ساتھ لو اور جب یاد کرو تم اللہ تعالیٰ کو تو اس کے متصل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ذکر کرو۔ میں نے ان کا نام ساقِ عرش پر لکھا دیکھا ہے۔ جب میں روح اور کیچڑ میں تھا پھر تمام آسمانوں پر پھر کر دیکھا تو کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام لکھا نہ ہو اور میرے رب نے مجھے جنت میں رکھا تو وہاں کوئی محل اور کوئی بالا خانہ اور برآمدہ ایسا نہیں دیکھا جس پر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نہ لکھا ہو۔ اور تمام حوروں کے سینوں پر اور جنت کے درختوں کے اور شجر طوبیٰ اور سدرۃ المنتہی کے پتوں پر اور پردوں کے اطراف اور فرشتوں کی آنکھوں کے بیچ میں نام محمد صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا ہے۔ اس لئے اکثر ان کا ذکر کیا کرو۔ فرشتے قدیم سے ہروقت ان کا ذکر کیا کرتے ہیں۔ انتہی

مقاصدالاسلام جلد اول ص:۱۰۸ میں تحریر ہے کہ:

علامہ زرقانی نے شرح مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ رَوَی ابْنُ اَبِیْ عَاصِمٍ فِی السَّنَّةِ وَ اَبُوْ نَعِیْمٍ عَنْ اَنَسٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُ اَنَّ اللّٰہَ قَالَ یَا مُوْسٰی مَنْ اَدْخَلَہٗ وَھُوَ

جَاهِلٌ بِمُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَ سَلَّمَ اَدۡخَلَ النَّارَ فَقَالَ مُوۡسٰى وَ مَنۡ مُحَمَّدٌ؟ قَالَ يَا مُوۡسٰى وَ عَزَّتِىۡ وَ جَلَالِىۡ مَا خَلَقۡتُ خَلۡقًا اَكۡرَمَ عَلٰى مِنۡهُ كَتَبۡتُ اسۡمَهٗ مَعَ اِسۡمِهٖ عَلَى الۡعَرۡشِ قَبۡلَ اَنۡ اَخۡلُقَ السَّمٰوٰتِ وَ الشَّمۡسَ وَ الۡقَمَرَ بِاَلۡفَىۡ اَلۡفِ سَنَةٍ. انتهى.

یعنی حق تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام جو مجھ سے ملے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ جانے اس کو آگ میں ڈالوں گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کون ہیں؟ فرمایا قسم ہے میری عزت وجلال کی ان سے بزرگ تر کسی کو میں نے نہیں پیدا کیا۔ ان کا نام اپنے نام کے ساتھ بیس لاکھ برس آسمان وزمین، شمس وقمر پیدا کرنے کے پیشتر لکھا۔ انتہیٰ

اس سے ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاہل رہنا موجب دخولِ نار ہے۔ اس لئے اس کی ضد یعنی معرفت ضروی ہے۔ اسی وجہ سے امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

اَلۡاِيۡمَانُ اَلۡمَعۡرِفَةُ وَ التَّصۡدِيۡقُ وَ الۡاِقۡرَارُ

مقاصد الاسلام جلد یازدہم ص: ۴۰ میں تحریر ہے:

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر عیسیٰ علیہ السلام تک ایک لاکھ کئی ہزار نبی گزرے ہیں۔ تو پھر تمام مخلوق کے نبی حضرت کیونکر ہو سکتے ہیں۔ اس کا جواب قرآن شریف سے یہ ملتا ہے کہ کل انبیاء علیہم السلام بھی حضرت کے امتی ہیں کیونکہ حق تعالیٰ فرماتا ہے سورہ آل عمران پارہ ۳ رکوع ۹ پہلی آیت: وَإِذۡ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَمَا آتَيۡتُكُم مِّن كِتَابٍ وَحِكۡمَةٍ ثُمَّ جَاءَكُمۡ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهِ وَلَتَنصُرُنَّهُ قَالَ أَأَقۡرَرۡتُمۡ وَأَخَذۡتُمۡ عَلَىٰ ذَٰلِكُمۡ إِصۡرِي قَالُوا أَقۡرَرۡنَا قَالَ فَاشۡهَدُوا وَأَنَا مَعَكُم مِّنَ الشَّاهِدِينَ. یعنی جب اللہ تعالیٰ نے نبیوں سے اقرار لیا کہ اگر آئے تمہارے پاس رسول جو تصدیق کرنے والا ہو اس چیز کا جو تمہارے پاس ہے تو تم اس پر ایمان لاؤ اور اس کو مدد دو۔ کہا، کیا تم نے اقرار کیا، کہا انہوں نے اقرار کیا، پس تو گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ

گواہوں میں ہوں۔

مواہب میں لکھا ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نور اور انبیاء کے انوار پیدا ہوئے تو حضرت کے نور کو حکم فرمایا کہ انبیاء کے نوروں کو دیکھو۔ حضرت کے نور نے ان کے نور کو ڈھانپ لیا۔ انہوں نے کہا، اے رب کس کے نور نے ہمارے نوروں کو ڈھانپ لیا۔ فرمایا یہ نور محمد بن عبداللہ کا ہے۔ اگر تم ان پر ایمان لاتے ہو تو میں تمہیں انبیاء بناؤں گا۔ انہوں نے کہا ہم ان پر اور ان کی نبوت پر ایمان لائے۔ فرمایا کہ میں اس پر گواہ رہوں۔ ہاں۔ یہ: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ کی کیفیت ہے۔

اس کے بعد مواہب میں شیخ تقی الدین سُبکی کا قول نقل کیا ہے کہ اس سے ثابت ہے کہ کل انبیاء اور ان کی اُمتیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت ہیں۔ الغرض نہ کوئی نبی حضرت کے اُمتی ہونے سے خارج ہوتے ہیں، نہ کوئی اُمتی۔

مقاصد الاسلام جلد یازدہم ص: ۳۰ میں تحریر ہے کہ:

شارح زرقانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ ابوالشیخ اور حاکم نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ اور اپنی اُمت کو حکم کرو کہ وہ بھی ان پر ایمان لائے کیونکہ اگر محمد نہ ہوتے تو میں نہ آدم کو پیدا کرتا نہ جنت کو نہ دوزخ کو۔ میں نے جب عرش کو پانی پر پیدا کیا تو وہ ہلنے لگا۔ اس پر میں نے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ لکھا جس سے وہ ساکن ہو گیا۔ انتہٰی

کتاب بستان العارفین ص: ۳۴۳ پر تحریر ہے ؎

علم باطن ہمچو مسکہ علم ظاہر ہمچو شیر
کے بود بے شیر مسکہ کے بود بے پیر پیر

ملفوظ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ:

”فرماتے ہیں کہ عورتوں کا معاملہ ہمارے معاملہ سے بہتر ہے کیونکہ وہ ہر مہینے میں

غسل کر کے ناپاکی سے پاک ہوتی ہیں۔اور ہمیں ساری عمر پاکی کا غسل نصیب نہ ہوا۔اللہ اکبراور آپ نے فرمایا کہ اگرایک بارساری عمر میں لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ بایزید(رحمۃ اللہ علیہ) سے صحیح اور درست نکل آئے تو پھر بایزید(رحمۃ اللہ علیہ) کوکسی سے خوف نہیں ہے"۔

از کتاب برکاتِ ذکر یعنی فضائلِ ذکر اُردو ص:۸۳ حدیث ۶:

حضرت شداد رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں اور حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ اس واقعہ کی تصدیق کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہم لوگ حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کوئی اجنبی (غیر مسلم) تو مجمع میں نہیں۔ہم نے عرض کیا، کوئی نہیں۔ارشادفرمایا کواڑ بند کردو۔اس کے بعدارشادفرمایاہاتھ اُٹھاؤ اور کہولاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ۔ہم نے تھوڑی دیر ہاتھ اُٹھائے رکھے(اورکلمہ طیبہ پڑھا)۔پھرفرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ۔اے اللہ تو نے مجھے یہ کلمہ دے کر بھیجا ہے اوراس کلمہ پر جنت کا وعدہ کیا ہے اور تو وعدہ خلاف نہیں ہے۔اس کے بعد حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ خوش ہوجاؤ اللہ نے تمہاری مغفرت فرمادی۔

(ف) غالبًا اجنبی کواسی لئے دریافت فرمایا تھا اوراسی لئے کواڑ بند کرائے تھے کہ ان لوگوں کے کلمۂ طیبہ پڑھنے پر تو حضوراقدس صلی اللہ علیہ وسلم کومغفرت کی بشارت کی اُمید ہوگی،اوروں کے متعلق یہ اُمید نہ ہو۔صوفیہ نے اس حدیث سے مشائخ کا اپنے مریدین کی جماعت کو ذکر تلقین کرنے پر استدلال کیا ہے۔چنانچہ جامع الاصول میں لکھا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا صحابہ کرام کو جماعۃً اور منفرداً ذکر تلقین کرنا ثابت ہے۔جماعت کو تلقین کرنے میں اس حدیث کو پیش کیا ہے۔اس صورت میں کواڑوں کا بند کرنا مستفیدین کی توجہ کے تمام کرنے کی غرض سے ہو،اوراسی وجہ سے اجنبی کو دریافت فرمایا کہ غیر کا مجمع میں ہونا حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر تشتّت کا سبب اگرچہ نہ ہولیکن مستفیدین کے تشتّت کا احتمال تو تھا ہی ۔

چہ خوش است باتو بزمے بنہفتہ ساز کردن
درخانہ بند کردن سر شیشہ باز کردن

(جاناں)

(کیسے مزے کی چیز ہے تیرے ساتھ خفیہ ساز کر لینا گھر کا دروازہ بند کر دینا اور بوتل کا منہ کھول دینا)۔لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا يَفْقَهُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا وَلَهُمْ اٰذَانٌ لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا اُولٰئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ. (سورہ اعراف رکوع ۲۲،۳)

ان کے دل ہیں ان سے تفقہ نہیں کرتے اوران کے آنکھ ہیں ان سے دیکھتے نہیں اور ان کے کان ہیں ان سے سنتے نہیں، یہ لوگ مانند چوپایہ جانوروں کے ہیں بلکہ ان سے بھی زیادہ گمراہ۔

مقاصدالاسلام جلد یازدہم ص: ۲۵ میں تحریر ہے کہ:

''مواہب اللدنیہ میں لکھا ہے کہ ایک قوم حاملینِ قرآن یعنی حفاظ دوزخ میں داخل کی جائے گی۔ان کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بھلا دیا جائیگا۔جبرئیل علیہ السلام جا کر ان کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک یاددلائیں گے۔جب وہ نام مبارک یاددلائیں گے اوراس کا ذکر کریں گے تو دوزخ کی آگ بجھ جائے گی اور سمٹ کر ان سے علٰحدہ ہوجائے گی۔انتہٰی

مطلب یہ ہے کہ جس قدر حصہ آگ کا ان کو جلاتا تھا وہ کچھ تو بجھ جائے گا اور کچھ سمٹ کر دور ہو جائے گا۔اب خیال کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کس قدر عظمت وشوکت ہے کہ صرف آپ کے نامِ مبارک کے ذکر کرنے سے دوزخ کی آگ ہٹ جائے گی بلکہ سرد ہو جائے گی۔حالانکہ وہ آگ کسی چیز سے متاثر نہیں ہوتی۔چنانچہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر ایک چنگاری اس کی زمین پر ڈالی جائے تو پتھروں کو جلاتے ہوئے پانی کو چیر پھاڑ کر دوزخ تک پہنچ جائے گی۔

قولہٗ تعالیٰ:اُعْبُدُوا اللّٰهَ مَالَكُمْ مِنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ فرمایا اللہ تعالیٰ نے،عبادت کرو تم اللہ کی سوائے اس کے کوئی معبود تمہارے لئے موجود نہیں۔

قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ سَلَّمَ مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ خَالِصًا دَخَلَ الْجَنَّةَ بِلَا حِسَابٍ. فرمایا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے جس نے کہا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خالصاً(پاک رہا شرک جلی وخفی سے)وہ داخل ہوگا جنت میں بغیر

حساب کے۔

مَنْ قَالَ لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مَرَّةً غَفَرَ اللّٰهُ لَهٗ ذَنْبَهٗ وَ اِنْ كَانَ مِثْلَ زَبَدِ الْبَحْرِ .
فرمایا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے، جو ایک بار کلمہ پڑھے حق تعالیٰ اس کے تمام گناہ بخش دیتا ہے اگر چہ وہ کفِ دریا کے مانند ہوں۔

مَنْ قَالَ لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْفَ مَرَّاتٍ لَا بِالتَّحْقِيْقِ فَهُوَ كَافِرٌ (ترجمہ) جس نے کلمہ طیبہ کو بغیر تحقیق ہزار بار کہا وہ کافر ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

ایمان نام ہے (۱) زبان سے اقرار (۲) دل سے تصدیق (۳) اعضاء سے عمل کرنے کا۔ (ابن ماجہ، امام غزالیؒ)

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے کلمہ طیب کہا، پھر اسی عقیدہ پر مر گیا وہ جنت میں داخل ہوگا۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اگر چہ اس نے زنا کیا اور چوری کی ہو؟ آپ نے فرمایا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو۔ حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ نے دوسری مرتبہ کہا، اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو؟ تیسری مرتبہ پوچھا اگر چہ اس نے زنا کیا ہوا اور چوری کی ہو؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر چہ اس نے زنا کیا ہو اور چوری کی ہو خواہ ابوذر کی ناک خاک آلود ہو جائے۔ (یعنی یہ بات تجھے کتنی ہی ناگوار گزرے، وہ جنتی ہے)۔ (بخاری و مسلم)

ان احادیث کی اصل عبارت عربی میں جن کتابوں کا حوالہ دیا گیا ہے بجنسہٖ موجود ہے، یہاں بخوفِ طوالت صرف اُردو ترجمہ تحریر کیا گیا ہے۔

جو شخص کلمہ طیبہ کہے اور اس کے دل میں جَو کے برابر ایمان ہو تو وہ دوزخ سے نکالا جائے گا جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہے اور اس کے دل میں گیہوں کے برابر ایمان ہو تو وہ دوزخ سے نکالا جائیگا۔ جو شخص کلمہ کہے اور اس کے دل میں ذرہ برابر ایمان ہو تو وہ بھی دوزخ سے نکالا جائے گا۔ (بخاری)

جو شخص سچے دل سے لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی

گواہی دے گا اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔ آپ نے فرمایا، نہیں۔ یہ سن کر وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ (بخاری و مسلم)

وہب بن منبہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا کہ تمہارے لئے کلمہ طیب جنت کی کنجی نہیں؟ کہا ضرور ہے لیکن ہر کنجی کے لئے دندانے ہوتے ہیں۔ پس تو لائے کنجی دندانے والی تو کھولا جائے گا تیرے لئے اگر نہ لائے ایسی کنجی تو نہ کھولا جائیگا تیرے لئے۔ دندانوں سے مراد یہاں اقرار باللسان اور تصدیق بالقلب ہے۔ (بخاری و تذکرہ غوثیہ)

مولانا عینی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ لغت میں ایمان کے معنی تصدیق کے ہیں اور شریعت میں دل اور زبان سے تصدیق کے ہیں اور کمال ایمان اعمال سے حاصل ہوتا ہے۔

ہدایت السالک فی حل تفسیر المدارک میں لکھا ہے کہ ایمان شرعی سے مراد تصدیق قلبی مع اقرار لسانی ہے۔ عمل اس میں داخل نہیں بلکہ اس سے خارج ہے اور کمال ایمان کی شرط ہے۔

ارشاد: سب سے پہلے ہر مرید پر فرض اور لازم ہے کہ اول اپنے رہبر و مرشد کو سب سے افضل و اعلیٰ سمجھے، اس کی اتباع اور تعمیلِ حکم میں دریغ نہ کرے، اپنے تمام معاملات میں دل و جان سے اپنے مرشد کی خوشی اور رضا مندی کو مقدم جانے اور سب کی محبت پر عشق پیر کو ترجیح دے۔ اخفائے راز کو فرض اور اس کے اظہار کو ناجائز جانے اور وہ جو تم کو تاکیداً کہا گیا ہے، اس کے حاصل کرنے میں سعی بلیغ کرے۔ حدیث شریف ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر جو سانس بھی نکلے وہ مردہ ہے۔ پھر اپنی ہر سانس کی نگہداشت کریں۔ ارشاد ہے: **ذِكْرُ اللِّسَانِ لَقْلَقَةٌ وَ ذِكْرُ الْقَلْبِ وَسْوَسَةٌ وَ ذِكْرُ الرُّوحِ مُشَاهَدَةٌ.** زبان سے ذکر لخلخہ، دل سے ذکر وسوسہ، روح سے ذکر مشاہدہ ہے۔ پس جو حالات و واردات ہوں وہ زبانی یا تحریراً اطلاع کرتے رہیں اور اپنے ظاہر و باطن کو شریعت و طریقت کے مطابق ڈھال لیں۔ پس سلوک الی اللہ و فی اللہ و مع اللہ مراتب انسانی۔ الٰہی کا اپنے اختیار و ارادے سے عینیت

کے ساتھ طئے کرنا اور شغل ذکر وفکر یہ سب وسیلہ ہیں وحدت کو پہنچنے کے لئے عروج ونزول کا، خیال رکھنا لازمی ہے۔

خود اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے: اَ تَأْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَ اَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ. (ترجمہ) کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ پڑھتے ہو کتاب۔ کیا تم سمجھتے نہیں۔ (ترجمہ عاشقی)

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: مَاتَزُوْلُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتّٰى يُسْأَلَ عَنْ اَرْبَعٍ عَنْ عُمْرِهٖ فِيْمَ اَفْنَاهُ وَ عَنْ شَبَابِهٖ فِيْمَ اَبْلَاهُ عَنْ مَالِهٖ مِنْ اَيْنَ اِكْتَسَبَهٗ وَ فِيْمَ اَنْفَقَهٗ وَ عَنْ عِلْمِهٖ مَاذَا عَمِلَ فِيْهِ. (ترغیب عن البیہقی وغیرہ)۔ ترجمہ: قیامت میں آدمی کے قدم اس وقت تک اپنی جگہ سے نہیں ہٹ سکتے جب تک چار سوال نہ کر لئے جائیں۔ (۱) عمر کس مشغلہ میں ختم کی۔ (۲) جوانی کس کام میں خرچ کی۔ (۳) مال کس طرح کمایا تھا اور کس کس مصرف میں خرچ کیا تھا۔ (۴) اپنے علم پر کیا عمل کیا تھا۔

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ علم دو طرح کا ہوتا ہے۔ ایک وہ جو صرف زبان پر ہو، وہ اللہ تعالیٰ کا الزام ہے اور گویا اس عالم پر حجّت تام ہے۔ دوسرے وہ علم ہے جو دل پر اثر کرے۔ وہ علم نافع ہے۔ حاصل یہ ہے کہ علم ظاہری کے ساتھ علمِ باطن بھی حاصل کرے تاکہ علم کے ساتھ قلب بھی متصف ہو جائے ورنہ اگر دل میں اس کا اثر نہ ہو تو وہ اللہ تعالیٰ کی حجّت ہوگا اور قیامت کے دن اس پر مواخذہ ہوگا کہ اس پر کیا عمل کیا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے کہ: اِنَّ اللّٰهَ لَا يَنْظُرُ اِلٰى صُوَرِكُمْ وَ اَمْوَالِكُمْ وَ لٰكِنْ يَنْظُرُ اِلٰى قُلُوْبِكُمْ وَ اَعْمَالِكُمْ. (مشکوٰۃ و مسلم) ترجمہ: حق تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتے بلکہ تمہارے دلوں کو اور اعمال کو دیکھتے ہیں۔ (از کتاب ''اسلام کیا ہے؟'' تالیف محمد منظور نعمانی ص: ۲۸)

کلمۂ شریف دراصل ایک عہد اور اِقرار ہے

کلمۂ شریف کے دونوں جزو لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کے مطلب کی جوتشریح اور وضاحت اُوپر کی گئی ہے اس سے آپ نے سمجھ لیا ہوگا کہ یہ کلمہ دراصل ایک اقرارنامہ اور عہدنامہ ہے اس بات کا کہ میں صرف اللہ تعالیٰ کو خدائے برحق اور معبود مالک مانتا ہوں اور اُسی کی اطاعت، اسی کی عبادت اور بندگی کروں گا اور بندہ کو جس طرح اپنے مولیٰ وآقا کے حکموں پر چلنا چاہئے۔ اسی طرح میں اس کے حکموں پر چلوں گا اور ہر چیز سے زیادہ میں اس سے محبت اور تعلق رکھوں گا اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو میں خدا کا برحق رسول تسلیم کرتا ہوں۔ اب میں ایک امتی کی طرح ان کی اطاعت اور پیروی کروں گا اور ان کی لائی ہوئی شریعت پر عمل کرتا رہوں گا۔

دراصل اسی عہد واقرار کا نام ایمان ہے اور توحید ورسالت کی شہادت دینے کا بھی یہی مطلب ومقصد ہے۔ لہٰذا کلمہ پڑھنے والے ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے کو اس عہد و شہادت کا پابند سمجھے اور اس کی زندگی اسی اصول کے مطابق گزارے تاکہ وہ اللہ کے نزدیک ایک سچا مومن ومسلم ہو اور نجات اور جنت کا حقدار ہو۔ ایسے خوش نصیبوں کے لئے بڑی بشارتیں ہیں جو کلمہ شریف کے ان دو جزو (توحید ورسالت) کو سچے دل سے قبول کریں اور دل وزبان اور عمل سے اس کی شہادت دیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جو کوئی سچے دل سے لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی شہادت دے تو اللہ تعالیٰ نے دوزخ کی آگ ایسے شخص پر حرام کردی ہے''۔ (بخاری ومسلم)

بھائیو! لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی حقیقت اور اس کے وزن کو خوب سمجھ کے دل وزبان سے اس کی شہادت دو اور فیصلہ کرلو کہ اپنی زندگی اس

شہادت کے مطابق گزاریں گے تاکہ ہماری شہادت جھوٹی نہ ٹھیرے کیونکہ اس شہادت ہی پر ہمارے ایمان واسلام کا اور ہماری نجات کا دارومدار ہے۔پس چاہئے کہ لَآ اِلٰـــهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ہمارا پکا اعتقاد وایمان ہو، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہمارا اقرار واعلان ہو، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ہماری زندگی کا اصول اور پوری دنیا کے لئے ہمارا پیغام ہو، اس کو پھیلانے اور اُونچا کرنے کے لئے ہم جئیں اور مریں۔

نماز

نماز کی اہمیت اور اس کی تاثیر

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور توحید و رسالت کی گواہی دینے کے بعد سب سے پہلا اور سب سے بڑا فرض اسلام میں ''نماز'' ہے۔

نماز اللہ تعالیٰ کی خاص عبادت ہے جو دن میں پانچ دفعہ فرض کی گئی ہے۔ قرآن شریف کی پچاسوں آیتوں میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سینکڑوں حدیثوں میں نماز کی بڑی سخت تاکید فرمائی گئی ہے اور اس کو دین کا ستون اور دین کی بنیاد کہا گیا ہے۔

نماز کی یہ خاص تاثیر ہے کہ اگر وہ ٹھیک طریقہ سے ادا کی جائے اور اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر سمجھتے ہوئے پوری توجہ سے خشوع و خضوع کے ساتھ پڑھی جائے تو اس سے آدمی کا دل پاک وصاف ہوتا ہے اور اس کی زندگی درست ہو جاتی ہے اور برائیاں اس سے چھوٹ جاتی ہیں اور نیکی اور سچائی کی محبت اور خدا کا خوف اس کے دل میں پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اسلام میں دوسرے تمام فرضوں سے زیادہ اس کی تاکید ہے اور اسی واسطے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا دستور تھا کہ جب کوئی شخص آپ کے پاس آکر اسلام قبول کرتا تو آپ توحید کی تعلیم کے بعد پہلا عہد اس سے نماز ہی کا لیا کرتے تھے۔ الغرض کلمہ کے بعد نماز ہی اسلام کی بنیاد ہے۔

نماز نہ ادا کرنا اور نماز نہ ادا کرنے والے رسول اللہ ﷺ کی نظر میں

احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نماز نہ پڑھنے کو کفر کی بات اور کافروں کا طریقہ قرار دیتے تھے۔ اور فرماتے تھے کہ جو شخص نماز نہ پڑھے اس کا دین میں کوئی حصہ نہیں ہے۔ چنانچہ صحیح مسلم کی ایک حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''ایمان اور کفر کے درمیان نماز چھوڑ دینے ہی کا فاصلہ ہے''۔ (مسلم)

مطلب یہ ہے کہ بندہ اگر نماز چھوڑ دے گا تو کفر سے مل جائے گا اور اس کا یہ عمل کافروں کا سا عمل ہوگا۔

ایک دوسری حدیث میں وارد ہوا کہ ''اسلام میں اس کا کچھ بھی حصہ نہیں جو نماز نہ ادا کرتا ہو''۔(درمنثور بحوالہ مسند بزاز)

نماز پڑھنا کتنی بڑی دولت ہے اور کیسی نیک بختی ہے اور نماز چھوڑنا کتنی بڑی ہلاکت اور کیسی بدبختی ہے اس کا اندازہ کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ ایک حدیث اور سنئے:

''ایک دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ جو کوئی نماز کو اچھی طرح اور پابندی سے ادا کرے گا تو اس کے واسطے قیامت میں وہ نور ہوگی اور اس کے لئے (ایمان و اسلام کی) دلیل ہوگی اور نجات دلانے کا ذریعہ بنے گی اور جو کوئی اس کو خیال سے اور پابندی سے ادا نہیں کرے گا تو وہ اس کے لئے نور ہوگی اور نہ دلیل بنے گی اور نہ وہ اس کو عذاب سے نجات دلائے گی اور وہ شخص قیامت میں قارون فرعون ہامان اور ابی ابن خلف کے ساتھ ہوگا''۔(مسند احمد)

بھائیو! ہم میں سے ہر ایک کو سوچنا چاہئے کہ اگر ہم نے اچھی طرح اور پابندی سے نماز ادا کرنے کی عادت نہ ڈالی تو پھر ہمارا حشر اور ہمارا انجام کیا ہونے والا ہے۔

از برہان الحقائق ص،۳۵۸:

چنانچہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْمُؤْمِنِیْنَ اور فرمایا اَلصَّلٰوۃُ مِعْرَاجُ الْوَاصِلِیْنَ. قولہ تعالیٰ اَبْدَانُھُمْ فِی الدُّنْیَا وَ قُلُوْبُھُمْ فِی الْاٰخِرَۃِ. یعنی بدن ان کے دنیا میں ہیں اور دل ان کے آخرت میں۔ پس ظاہر ہوا کہ اس مقام میں گویا رات ہے نہ دن ہے۔ قولہ تعالیٰ: اَلَّذِیْنَ ھُمْ عَلٰی صَلَاتِھِمْ دَائِمُوْنَ. یعنی وہ لوگ جو اپنی نماز کی پابندی کرتے ہیں۔ حدیث صَلٰوۃُ الْاَنْبِیَاءِ وَ الْاَوْلِیَاءِ وَ الْخُلَفَاءِ یُصَلُّوْنَ فِیْ قُلُوْبِھِمْ دَائِمِیْنَ. یعنی نماز انبیاء اور اولیاء اور خلفاء پڑھتے ہیں دل میں ہمیشہ۔ آیت کریمہ: وَاعْبُدْ رَبَّکَ حَتّٰی یَاْتِیَکَ الْیَقِیْنُ. یعنی بندگی کر اپنے رب کی جب تک کہ پہنچے تجھ کو یقین۔ یعنی یار باتوں سے نہیں ملتا ہے تو عمل کر کہ مقصد حاصل ہو''۔

از: اسلام کیا ہے؟ ص،۴۶:

''آؤ ہم سب حضرت ابراہیم علیہ السلام کے الفاظ میں دُعا کریں کہ: رَبِّ اجْعَلْنِیْ

مُقِیمَ الصَّلٰوۃِ وَ مِنۡ ذُرِّیَّتِیۡ رَبَّنَا وَتَقَبَّلۡ دُعَاءِ رَبَّنَا اغۡفِرۡلِیۡ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَوۡمَ یَقُوۡمُ الۡحِسَابِ. اے پروردگار! آپ مجھ کواور میری نسل کونماز قائم کرنے والا بنادیجئے۔اے رب میری دعا کوقبول کرلیجئے۔اے پروردگار مجھ کواور میرے والدین کواور سب ایمان والوں کوقیامت کے دن بخش دیجئے۔

زکوٰۃ

زکوٰۃ کی فرضیت اوراہمیت

قرآن شریف میں جا بجا نماز کے ساتھ ساتھ زکوٰۃ کی تاکید کی گئی ہے۔اگرآپ قرآن شریف کی تلاوت کرتے ہوں گے تو اس میں بیسیوں جگہ پڑھا ہوگا۔اَقِیۡمُوا الصَّلٰوۃَ وَ اٰتُوا الزَّکٰوۃَ (یعنی نماز قائم کرواورزکوٰۃ دیا کرو)۔مسلمانوں کی لازمی صفت یہ بیان کی گئی ہے کہ اَلَّذِیۡنَ یُقِیۡمُوۡنَ الصَّلٰوۃَ وَ یُؤۡتُوۡنَ الزَّکٰوۃَ یعنی وہ نماز قائم کرتے ہیں اورزکوٰۃ دیتے ہیں۔اس سے معلوم ہوا کہ جولوگ نماز نہیں پڑھتے اورزکوٰۃ نہیں دیتے وہ مسلمان نہیں ہیں۔کیونکہ اسلام کی جو باتیں اور جوصفتیں مسلمانوں میں ہونی چاہئیں وہ ان میں نہیں ہیں۔بہرحال نماز نہ پڑھنااورزکوٰۃ نہ دینا قرآن شریف کے بیان کے مطابق مسلمانوں کی صفت نہیں ہے بلکہ کافروں اورمشرکوں کی صفت ہے۔

برہان الحقائق ص:۳۵۹،زکوٰۃ کے اسرار کے بیان میں:

زکوٰۃ طہارتِ نفس ہے اور راحت القلوب۔اور مجموعہ تصوّف میں لکھا ہے کہ زکوٰۃ تین قسم پر ہے۔شریعت،طریقت اورحقیقت۔زکوٰۃ شریعت یہ کہ سال تمام میں دوسودرہم پر پانچ درہم خدا کی راہ میں دے اورزکوٰۃِ طریقت یہ ہے کہ دوسودرہم میں سال تمام کے بعد پانچ درہم رکھے باقی دے ڈالے اورزکوٰۃ حقیقت یہ ہے کہ بعد پورا ہونے سال کے سب دو سودرہم خدا کے نام دے دے کیونکہ درویشی خودفروشی ہے۔بیت؎

اور کیا ہے زکوٰۃ ترک و ایثار　　عُشاق ہیں وصل کے طلب گار

ازکتاب ''اسلام کیا ہے؟''ص،۵۵:

روزہ

روزہ کی اہمیت اور فرضیت

اسلام کی بنیادی تعلیمات میں ایمان، نماز اور زکوٰۃ کے بعد روزہ کا بیان قرآن شریف میں فرمایا گیا ہے۔یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ اے ایمان والو!تم پر روزے رکھنا فرض کیا گیا ہے جیسے کہ تم سے پہلی اُمتوں پر بھی فرض کیا گیا تھا کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو۔

حج

حج کی فرضیت

اسلام کے ارکان میں سے آخری رکن حج ہے۔قرآن شریف میں حج کی فرضیت کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے:وَ لِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَ مَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعَالَمِیْنَ. اور اللہ کے واسطے بیت اللہ کا حج کرنا فرض ہے اوران لوگوں پر جو وہاں تک پہنچنے کی استطاعت رکھتے ہوں اور جو لوگ نہ مانیں تو اللہ بے نیاز ہے سب دنیا سے۔

از کتاب برہان الحقائق ص،۳۶۵:

حج کی فضیلت

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:وَ اِذْ بَوَّأْنَا لِاِبْرَاھِیْمَ مَکَانَ الْبَیْتِ اَنْ لَّا تُشْرِکْ بِیْ شَیْئًا وَ طَھِّرْ بَیْتِیَ لِلطَّائِفِیْنَ وَ الْقَائِمِیْنَ وَ الرُّکَّعِ السُّجُوْدِ. تفسیر میں اس آیت کے صاحبِ تفسیر قادری لکھتے ہیں کہ اربابِ اشارات کی زبانی حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ تمہارا دل جو میری کبریائی کا دارالسلطنت ہے اسے سب چیزوں سے پاک کرو اور کسی غیر کو اس میں راہ نہ دو۔اس واسطے کہ ہماری محبت کے شراب کا پیمانہ

ہے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام کی طرف وحی آئی کہ میرے لئے گھر صاف کر کہ میری نظرِ عظمت اس پر پڑے۔ حضرت داوٗد علیہ السلام نے عرض کی کہ کونسا مکان تیری گنجائش رکھتا ہے یعنی تیرے جلال اور عظمت کے لائق ہے۔ ارشاد ہوا کہ مومن بندے کا دل۔ داوٗد علیہ السلام نے پوچھا کہ اسے کیونکر صاف کروں۔ حکم ہوا کہ عشق کی آگ اس میں لگادے تا کہ جو کچھ کہ میرے سوا ہے سب کو جلا دے۔ بیت ؎

خوش آں آتش کہ اندر دل فروزد　　بجز حق ہرچہ پیش آید بسوزد

جزء۴ سورہ آل عمران رکوع ۱۰:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَمُوتُنَّ إِلَّا وَأَنتُم مُّسْلِمُونَ. وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللَّهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا .

اے ایمان والو! ڈرتے رہو اللہ سے جیسا ڈرنا چاہئے، اس سے اور نہ مرو مگر مسلمان اور مضبوط پکڑو رسی اللہ کی سب مل کر اور پھوٹ نہ ڈالو۔ مخاطب ایمان والوں کو کیا گیا ہے۔ ایمان حقیقی تلاش کریں بحکمِ خالق ڈرتے رہو اللہ سے، خوفِ خدا دل میں پیدا کریں، نہ مرو مگر مسلمان معنوں میں مسلمان بنیں۔ مضبوط پکڑو رسی اللہ کی۔ یعنی لَا اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کو دل سے پکڑیں بمصداق اس حدیث کے اَلْاِیْمَانُ سِرٌّ فِیْ صَدْرِ الْمُؤْمِنِ وَ الْاِسْلَامُ عَلَیْہِ مُبَیَّنَۃٌ. (مصباح الحیات ص:۶۸۰)

یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایمان راز ہے سینے میں مومن کے اور اسلام آشکارا ہے اس راز کا۔ نہایت غور و فکر درکار ہے۔ اس لئے طلب کرو پیرِ کامل کو جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ فَرْضُ الْاِنْسَانِ یَطْلُبَ الشَّیْخَ الْکَامِلَ وَ فِی الْمَکَانِ وَ فِی الْعَجَمِ وَ فِی الشَّامِ وَ الرُّوْمِ. یعنی نبی اکرم صلی الہ علیہ وسلم نے فرمایا فرض ہے ہر ایک مسلمان پر طلب کرنا پیر کامل کا اگر ہو مکان میں یا عجم میں یا شام میں یا روم میں تو لازم ہو ہر ایک مسلمان پر اپنی عورتوں، فرزندوں، کنیزوں کو مرید کروا کر حق سے ادا ہونا۔ (از برہان الحقائق ص:۲۶۰)

اور پھوٹ نہ ڈالو۔ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ اور ہو سچوں کے ساتھ۔ مزید ارشاد باری تعالیٰ ملاحظہ ہو كَتَبَ اللّٰهُ فِي قُلُوبِهِمُ الْإِيمَانَ فرمایا اللہ تعالیٰ نے، لکھا ہے اللہ تعالیٰ نے دلوں میں ان کے ایمان کے تئیں یعنی صاحبِ ایمان وہ لوگ ہیں جو وحدانیت پر اللہ کی اور رسالت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دل سے تصدیق کرتے ہیں۔ اس تحریر کو خالق کے پاس سے آئی ہوئی ہمارا وجودِ حقیقی تحریر باری تعالیٰ ہے اور نہ کسی فرشتہ کی مجال ہے کہ ہم کو بنائے۔ جب ہمارا خالق موجود ہے تو ہم کو ہماری ہی کتاب میں (یعنی ہمارے بدن میں) ڈھونڈیں تاکہ ہمارا بدن پاک پاکیزہ ہو کر خالق کے حضور ایک دن پہنچنا ہے اور قابلِ انعام و اکرام ہونا ہے۔ اسی علم سے آگاہی کرنے کی خاطر انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام معبوث ہوئے۔ ہم وہ امتی ہیں کہ نبیوں کا نبی پیغمبروں کا پیغمبر، ہادیوں کا ہادی ذریعہ خلافت اس کو تا قیامِ قیامت جاری وساری رکھا ہے۔ کیوں نہ ڈھونڈیں ایسے رہبرانِ کامل کو وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ اجْتَبٰكُمْ اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں جیسا کہ اس کا حق ہے اس نے تم کو منتخب کیا ہے۔ میں خود اس لذّتِ ایمان حقیقی سے آشنا ہو کر بہ مفہوم حدیث شریف کے مومن وہ ہے جو اپنے لئے پسند کرے اپنے مومن بھائی کے لئے پسند کرے۔ اسی خاطر سے اور اسی علم کی آگاہی کے لئے گلزار قدیر میں جو کچھ تحریر ہے پیشِ ناظرین موجود ہے۔ یہ تحریر صرف پڑھنے کے لئے نہیں ہے بلکہ جاننا بوجھنا، سوچنا سمجھنا کسی کامل شیخ کو پا کر پانا ورنہ رائیگاں۔ ایک دن جانا خواب نہیں۔ اسی بارِامانت میں خیانت ہے، انسان خوشنودئ باری تعالیٰ کا مظہر ہے ورنہ روز حشر شرمندگی، پَس مندگی مُردنی چھا جائے گی۔ ہم زندہ کے ہاتھ کے بنے ہوئے یہاں بھی وہاں بھی زندہ رہیں۔ یہی زندگی کی خاطر میں اپنی جان و مال خرچ کر رہا ہوں اور کروں گا۔ مشرق سے مغرب تک شمال سے جنوب تک جہاں تک کہ حکمرانِ وقت ہیں ان سب کو بذریعہ طغریٰ پچرنگی دعوتِ فکر دے چکا ہوں۔ مجھ ادنیٰ بندے کی دعا خدائے قدوس نے قبول فرمائی۔ اب ہر فردِ بشر کو دعوتِ فکر دیتا ہوں اور آگاہ کرتا ہوں کہ بجز اس علم کے موت کا آنا اور اس سے محروم جانا عبث ہے۔ خداوندا ہماری انسانیت کو شعور عطا فرما۔ تیرے منشاء

کے مطابق اور تیرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرتے ہوئے ہمیں اپنے حضور بلا۔ سوائے تیرے ہمارا یہاں اور وہاں کون ہے۔ ہم تجھ ہی سے مانگتے ہیں، تو ہی ہمارا والی وارث ہے۔ اسی تعلیم و تفہیم کی خاطر کثیر خلیفے بنایا محض اس خاطر کہ لَا اِلٰــــہَ اِلَّا الـــلّٰــــہُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُـوْلُ اللّٰہِ مومنوں کے دلوں میں پہنچے۔ کثیر خلیفوں کو خلافت عطا کرنے میں میں اپنے خواہشِ نفس سے کام لیا ہوں تو تو دانا و بینا ہے مواخذہ فرما سکتا ہے۔ اگر میں حق تعالیٰ کی خوشنودی کی خاطر خلافت عطا کیا ہوں تو آباد و شاد فرما یہ تیرا چمن ہے۔ اس من کے چمن کو سنوارنے کی خاطر اس قدر خلافتیں عطا کیا ہوں اور کوئی لالچ اس میں پوشیدہ نہیں۔ آج خلفاء و مریدین طالب صادق جو مجھ سے محبت رکھتے ہیں۔ ان سب پر عیاں ہے۔ میری زندگی اور میری طبیعت اور میری لالچ دین کی خاطر ہے یا دنیا کی خاطر۔ لاکھوں مریدین اس ہاتھ پر ہاتھ لے کر کیا اور کثیر خلفاء عالم میں کارگزار ہیں۔ کس قدر بڑی فقیری رکھتے ہیں، جس کا ہاتھ پکڑتے ہیں ان کو معنوی معنوں میں بقدر حوصلہ علم بخشتے ہیں۔ جب تو دنیا میں آج تک میں نے کسی خلیفہ کے غیاب میں کچھ نہیں سنا اور نہ میری زندگی بھر سنائے۔ میرے رب! مجھے اور میرے مریدوں کو تیرے ذکر و شغل میں لذّت عطا فرما۔ یہی لذّت ہماری قبر اور حشر تک کام دے۔ مجھے جو لذّت میسّر آئی اسی لذّت کو پیش کر رہا ہوں تاکہ ہمارا حشر و نشر خوشنودی باری تعالیٰ ہو۔ اے میرے رب تیرا کس منہ سے شکر ادا کروں میں اور میری آل اولاد نہ کبھی تعویذ نہ فلیتے مریدوں کو باندھ کر اور ان کے خیالات کو اُلٹے لکیر سیدھے ہند سے ڈال کر فقیری نہیں کی بلکہ حق تعالیٰ کے علم کو دل میں بٹھلا کر ہزاروں مرضوں کی شفا، ہزاروں خیر و برکتوں کی برکت تیرے کلمۂ طیبہ کو قرار دیا۔ تو ہی ہمارے ایمانوں کی حفاظت فرما۔ ایسا سیدھا سادا فقیر، لاکھوں مرید، کثیر خلیفے رکھتے ہوئے موجودہ زمین پر ایک معمولی مکان بھی بنا نہ سکا۔ خدا اور خدا کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم شاہد ہے اور نہ زندگی بھر ناجائز دستِ سوال دراز کیا اور نہ دل میں خیال پیدا ہوا کہ کیسے مکان تعمیر کروں۔ پاک ذات کا لاکھ لاکھ شکر ہے موجودہ مکاندار محبّ و رفیق شیخ بڈھن قادری مالک مکان ۲۷۰ تکیہ جمال بی بیرون

فتح دروازہ کے علم وعمل سے میری دلجوئی اور میری آل اولاد کی دلجوئی کی خاطر مکان خریدنا یا بنانا ہی پسند نہ آیا۔آج دنیا میں ایسے بھی نیک بخت موجود ہیں کہ ان کا گھر کا گھر مجھے ماں باپ سے زیادہ چاہتے ہیں۔خداوندا تو انہیں اس کا اجر عطا فرما۔ان کے قلوب نورِایمان سے منوّر رہیں۔جو جو مجھ پر احسان فرماتے ہیں تو ان پر احسان فرما۔میں تیری خاطر یہ سب کچھ برداشت کر رہا ہوں اور کروں گا۔مجھ سے بڑھ کر میرے بیوی بچے حقدار ہیں تیری رحمت کے۔ہم سب کو تیری خاطرداری مطلوب ہے۔ہوسکتا ہے کہ اگر پاک ذات چاہے تو ایک دو دن میں گھر بن سکتا ہے۔معلوم ہوتا ہے میرا رب جب منظور فرمائے گا اس وقت گھر تیار ہوگا۔یہی ہمت واستقلال کے گزارے پر گزر بسر کر رہا ہوں۔خداوندا جو میرے دل میں ہے تو وہ بخوبی جانتا ہے،میں کہہ کر کیوں رُسوا بنوں۔اے میرے رب میں نے جو مانگا اس کو عطا فرمایا اور تجھی سے ملتجی ہوں تو ہی عطا کرے گا۔موجودہ وقت مزید اضافہ کے ساتھ گلزارقدیر کا طبع ہونا یہ کوئی چھوٹا کام نہیں بڑے سے بڑا کام تھا۔بفضلِ تعالیٰ بہ عطائے کریمی پورا ہوا اللہ پاک محسنین کو اجرِعظیم سے نوازے۔آمین

قولہ تعالیٰ:اِنَّا اَنۡزَلۡنَا اِلَیۡکَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ لِتَحۡکُمَ بَیۡنَ النَّاسِ بِمَا اَرٰکَ اللّٰہُ. ہم نے تمہارے پاس کتاب مقصد سے اُتاری ہے تاکہ تم بصیرت سے جو اللہ نے تمہیں سمجھائی ہے لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو۔برخوردارِمن خواجہ سید محمد ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی سلمہٗ جملہ حقوق کتاب گلزارقدیر تمہارے حق میں محفوظ ہیں اور رہیں گے۔صاحبزادے میں بڑی جانفشانی سے مضامین کو بڑی بڑی کتابوں سے اخذ کرکے مَنۡ عَرَفَ نَفۡسَہٗ فَقَدۡ عَرَفَ رَبَّہٗ کے مطابق لکھا ہوں،اس کو اسی حالت میں محفوظ رکھو اَللّٰہُ الَّذِیۡ اَنۡزَلَ الۡکِتٰبَ بِالۡحَقِّ وَ الۡمِیۡزَانِ مَا یُدۡرِیۡکَ لَعَلَّ السَّاعَۃَ قَرِیۡبٌ. (ترجمہ)وہ اللہ ہے جس نے نازل کیا کتاب کو حق کے ساتھ اور میزان کو،تو کیا جانے شاید قیامت قریب ہو۔

صاحبزادے! آپ کو اور تمام خلفاء کو،مریدوں کو طالبوں کو جس علم سے آشنائی بخشتا ہوں اس کو قائم دائم رکھنے میں ہرگز سستی نہ کرو بلکہ وفورِمحبت سے اس میں سعی کرو تاکہ روزِ

حشر مجھے میرے خالق کے روبرو پیرانِ طریقت وعوام الناس کے روبرو شرمندگی نہ ہو، ہمیشہ اپنے تقویٰ وطہارت کو بلند رکھنے کی سعی کرو جس میں ہماری نجات ہو۔ میں اللہ پاک پر توکّل کر کے خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر جان کر باہوش وحواس لکھ رہا ہوں۔ خداوندا اپنے فضل وکرم سے جیسا ہمیں نوازا ہے ہم کو ہمارے چاہنے والوں کو نواز۔ جو جو صاحبِ سمجھ میری گلزار قدیر کو پڑھیں سمجھیں، بوجیں کہیں غلطی پائیں بخشیں۔ جدّ اعلیٰ حضور والا غوث الاعظم جہان کے دستگیر محترم ومعظم کا قصیدہ اور کلام جو کچھ بھی مجھے میسّر آیا میرا اور میرے چاہنے والوں کا کلام پیش کرنے کی سعادت حاصل ہے۔ خداوندا اس کتاب کے پڑھنے اور بوجھنے والوں پر ہمیشہ ہمیشہ اپنا فضل وکرم فرما۔ بار بار یہی التجا ہے، یہ چند کلمے ضبط تحریر ہیں اس کی توقدر فرما، تیرے نام پر توکّل کر کے لکھا ہوں مولیٰ تعالیٰ قبول فرما۔ تاریخ اختتامِ طباعت باردوم ۲۷ رشعبان المعظم ۱۳۸۵ھ بقلمِ خود خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیر مطابق ۲۱ رڈسمبر ۱۹۶۵ء

حقیقتِ ذکر

مرتبہ صابر توکلی شاہیؔن

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

دنیا کا کوئی مذہب اور آسمانی کتاب ایسی نہیں جس میں اللہ تبارک وتعالیٰ شانہٗ کے ذکر کی اہمیت وفضیلت نہ بیان کی گئی ہو۔ اسلام میں جتنا زور اللہ پاک کے ذکر پر دیا گیا اتنا کسی اور عبادت کے لئے نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن وحدیث اور بزرگوں کے احوال واقوال ذکر کی ترغیب وتحریص سے بھرے ہوئے ہیں۔

موجودہ ایٹمی دَور کے بے پناہ مصائب وآلام کا گِلہ کرنے والے اور معاشی واقتصادی بدحالی کا رونا رونے والے یہ چاہتے ہیں کہ ان کی تمام پریشانیوں کو دُور کرنے کا کوئی نسخہ کیمیا اثر ہاتھ آجائے مگر وہ اللہ تعالیٰ کے بتلائے ہوئے طریقہ عمل کو قبول نہیں کرتے اور اپنے مفروضہ اصولوں اور خود ساختہ راہوں میں اُلجھ کر ہلاک ہو جاتے ہیں۔ یہ کوئی ڈھکی چُھپی بات نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر درد کی دوا اور ہر پریشانی کا حل اپنے مقدس وبرتر ذکر میں پوشیدہ رکھا ہے۔ مگر ہم اللہ تعالیٰ کی ہدایت پر عمل پیرا نہیں ہوتے جنہیں اپنا کر ہی ساری زندگی کامیاب گزاری جاسکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے ذکر کی لذت، برکت، حلاوت، سرور اور طمانیت سے نوازے۔ آمین ثم آمین بجاہِ سیدنا ومولانا طٰہٰ ویٰسین صلی اللہ علیہ وآلہ و اصحابہٖ اجمعین برحمتک یاارحم الراحمین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَاذْكُرُوْنِيْٓ اَذْكُرْكُمْ وَ اشْكُرُوْلِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنَ (سورہ بقرہ ع:۱۸) ترجمہ: پس تم میرا ذکر کرو، میں تمہارا ذکر کروں گا اور میرا شُکر ادا کرتے رہو ناشُکری نہ کرو۔

ذکر تصوف کا اصل اصول ہے اور تمام صوفیہ کے سب طریقوں میں رائج ہے۔ جس شخص کے لئے ذکر کا دروازہ کھل گیا اس کے لئے اللہ تبارک وتعالیٰ تک پہنچنے کا

دروازہ کھل گیا اور جو اللہ تعالیٰ تک پہنچ گیا وہ جو چاہتا ہے پاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں کسی چیز کی بھی کمی نہیں ہے۔

حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا شکر ادا کرتے رہو اور ناشکری نہ کرو۔ جس قدر شکر ادا ہوگا اتنا ہی نعمتوں میں اضافہ ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے شکر گزار بندوں کو رحمتِ خداوندی ہر طرف سے ڈھانک لیتی ہے اور کفرانِ نعمت کرنے والوں سے ہر نعمت چھین لی جاتی ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ ذکر ہی شکر ادا کرنے کا واحد ذریعہ ہے۔ محدثین کرام نے لکھا ہے کہ ذکر شکر کی جڑ ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا وہ شکر بھی ادا نہیں کرتا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام نے حق سبحانہٗ و تعالیٰ سے عرض کیا کہ آپ نے مجھ پر بہت سے احسانات کئے ہیں، مجھے طریقہ بتادیجئے کہ میں آپ کا بہت شکر ادا کروں۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ جتنا بھی تم میرا ذکر کرو گے اتنا ہی شکر ادا ہوگا۔ دوسری حدیث میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی یہ درخواست بیان کی گئی ہے کہ یا اللہ تیری شان کے مناسب کس طرح شکر ادا ہو۔ حق سبحانہ وتعالیٰ نے فرمایا کہ تمہاری زبان ہر وقت ذکر کے ساتھ تر و تازہ رہے۔

ذکر کی اسی اہمیت وفضیلت کے مدنظر جابجا ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ **فَاِذَا اَفَضْتُمْ مِنْ عَرَفٰتٍ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ وَاذْكُرُوْهُ كَمَا هَدٰىكُمْ وَ اِنْ كُنْتُمْ مِنْ قَبْلِهٖ لَمِنَ الضَّآلِّيْنَ** (سورہ بقرہ ع:۲۵) ترجمہ: پھر جب تم (حج کے موقع پر) عرفات سے واپس آجاؤ تو مزدلفہ میں (ٹھہر کر) اللہ کا ذکر کرو اور اس طرح ذکر کرو جس طرح تم کو بتلا رکھا ہے۔ درحقیقت تم اس سے پہلے محض ناواقف تھے۔

ذکر کے اوقات ذکر کے مراتب اور ذکر کے فوائد و برکات حق سبحانہ نے خود بھی اپنے کلام پاک میں مختلف آیات میں بیان فرمائے ہیں۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے کہ:

فَإِذَا قَضَيْتُم مَّنَاسِكَكُمْ فَاذْكُرُوا اللَّهَ كَذِكْرِكُمْ آبَاءَكُمْ أَوْ أَشَدَّ ذِكْرًا فَمِنَ النَّاسِ مَن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا وَمَا لَهُ فِي الْآخِرَةِ مِنْ خَلَاقٍ. وَمِنْهُم

مَّن يَقُولُ رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ. أُولَٰئِكَ لَهُمْ نَصِيبٌ مِّمَّا كَسَبُوا وَاللَّهُ سَرِيعُ الْحِسَابِ. (سورہ بقرہ ع:۲۵)

ترجمہ: پھر جب تم حج کے مناسک پورے کر چکو تو اللہ کا ذکر کیا کرو جس طرح تم اپنے آباء و اجداد کا ذکر کیا کرتے ہو۔ (یعنی جس طرح تم اپنے آباء واجداد کا تذکرہ کرتے ہو) بلکہ اللہ کا ذکر اس سے بھی بڑھ کر ہونا چاہئے۔ ان میں سے بعض لوگ ایسے ہیں جو اپنی دعاؤں میں یوں کہتے ہیں کہ یا اللہ ہمیں دنیا ہی میں دے دے (سوان کو تو جو ملنا ہوگا دنیا ہی میں مل جائے گا) اور ان کے لئے آخرت میں کوئی حصہ نہیں اور بعض آدمی یوں کہتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بہتری عطا فرما اور آخرت میں بھی بہتری عطا فرما اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔ سو یہی ہیں جن کو ان کے عمل کی وجہ سے (دونوں جہاں میں) حصہ ملے گا اور اللہ جلد ہی حساب لینے والا ہے۔

یہ رات دن مشاہدہ کی بات ہے کہ ہم کبھی اپنے آباء واجداد کا تذکرہ چھیڑ دیتے ہیں تو گھنٹوں نہیں تھکتے۔ ان کی ایک ایک بات کا ذکر اس طرح کرتے ہیں کہ وقت گُزرنے کا احساس تک نہیں رہتا۔ حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا ذکر اپنے آباء واجداد کے ذکر سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر ہونا چاہئے۔ یہی ایک شکر گزار بندے کی جانب سے میری نعمتوں کا بہترین شُکر ہے۔

حدیث میں آیا ہے کہ تین شخصوں کی دعا رد نہیں کی جاتی۔ ایک وہ جو کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔ دوسرا مظلوم۔ تیسرا وہ بادشاہ جو ظلم نہ کرتا ہو۔ (جامع الصغیر)

حق سبحانہ وتعالیٰ سے شب وروز دعائیں مانگنے والے غور فرمائیں کہ ذکر قبولیتِ دعا کی کنجی ہے اور ذکر کے بغیر بابِ اجابت وا نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ ذاکر کی دُعا ضرور قبول کروں گا۔ اللہ پاک ہم سب کو اپنے ذکر وشکر کی نعمتوں سے سرفراز فرمائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے: وَ اذْكُرُوا اللّٰهَ فِيْ اَيَّامٍ مَّعْدُوْدَاتٍ (سورہ بقرہ، ع:۲۵)

ترجمہ: اور (حج کے زمانہ میں منیٰ میں بھی ٹھہر کر) گنتی کے دنوں میں اللہ کو یاد کیا کرو، اس کا ذکر

کیا کرو۔ آپ نے دیکھا، نماز، روزہ، حج وغیرہ سارے فرائض ذکر کی اہمیت اور اس کی فضیلت کی نشاندہی کر رہے ہیں۔ بے شک اللہ کا ذکر تمام عبادات کا مقصود و مطلوب ہے۔

ارشاد باری ہے: وَاذْكُرْ رَّبَّكَ كَثِيْرًا وَّ سَبِّحْ بِالْعَشِيِّ وَ الْاِبْكَارِ (آل عمران ع:۳) ترجمہ: اور کثرت سے اپنے رب کا ذکر کیا کیجئے اور صبح و شام تسبیح کیا کیجئے۔ یہی وہ نسخہ کیمیا اثر ہے جسے اپنا کر صحرائے عرب کے بوریہ نشین مشرق و مغرب کے فرماں روا بن گئے اور دیکھتے ہی دیکھتے سارے کرّہ ارض پر چھا گئے۔ لیکن جب یہی ذکر ہم سے چھوٹ گیا تو اللہ تعالیٰ کی رحمتوں نے بھی اپنا منہ پھیر لیا۔ آج بھی ہم مسلمان کتاب و سنت کی روشنی میں اگر ذکر کو اپنا لیں تو کوئی وجہ نہیں کہ دونوں جہاں میں سرفراز نہ ہوں۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اپنے ذکر کا لذّت آشنا فرما دے۔ آمین۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِينَ يَذْكُرُونَ اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَعَلَىٰ جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمٰوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هَٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ.

(آل عمران، ع:۲۰)۔ (پہلے سے مولیٰ تعالیٰ اہلِ بصیرت دانشوروں کا تذکرہ فرماتے ہوئے ارشاد فرما رہے ہیں) وہ ایسے لوگ ہیں جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے ہیں کھڑے بھی اور بیٹھے بھی اور لیٹے ہوئے بھی اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے ہیں (اور غور و فکر کے بعد یہ کہتے ہیں کہ) اے ہمارے رب آپ نے یہ سب بے کار تو پیدا نہیں کیا، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں آپ ہم کو عذابِ جہنم سے بچا لیجئے۔

حق سبحانہ وتعالیٰ اپنی معرفت رکھنے والوں کی تعریف فرما رہے ہیں کہ اہلِ بصیرت اُٹھتے بیٹھتے اور آرام کرتے وقت میرا ذکر کرتے ہیں اور میری صنعت و حکمت میں فکر و تدبّر کرتے ہیں۔ یہی دانش منداور صاحبِ فراست ہیں کہ ان کے تمام اوقات میرے ذکر سے معمور ہیں اور یہی ان کی دانشمندی اور کامیابی کا راز ہے۔

کتاب اللہ کا سرسری مطالعہ بھی کیجئے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ

یہ چاہتے ہیں کہ اہلِ ایمان صبح وشام ہر لمحہ دمبدم اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے غرض کہ ہر حال میں اس کا ذکر کرتے رہیں اور ایک لمحہ کے لئے بھی اس کی یاد سے غافل نہ ہونے پائیں۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: فَإِذَا قَضَيْتُمُ الصَّلاةَ فَاذْكُرُوا اللَّهَ قِيَامًا وَقُعُودًا وَّعَلٰى جُنُوبِهِمْ (سورہ نساء، ع:۱۵) ترجمہ: جب تم نماز پوری کر چکو تو اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جاؤ کھڑے بھی بیٹھے بھی اور لیٹے بھی، کسی حال میں اس کی یاد اور ذکر سے غافل نہ ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہوتا ہے: وَاذْكُر رَّبَّكَ فِي نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَخِيفَةً وَدُونَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْآصَالِ وَلَا تَكُن مِّنَ الْغَافِلِينَ (اعراف، ع:۲۴) ترجمہ: اور اپنے رب کا ذکر کیا کر اپنے دل میں پوشیدہ آواز کے بغیر آہستہ اس طرح کہ عاجزی بھی ہو اور اللہ کا خوف بھی ہو، ہمیشہ صبح کو بھی اور شام کو بھی اور غافلین میں سے نہ ہو۔

صوفیائے کرام پر اعتراض کرنے والے اس فرمانِ الٰہی کو غور سے پڑھیں اور خود ہی فیصلہ کریں کہ ذکر بالقلب اور ذکر خفی وغیرہ کے جو اصول وقواعد صوفیہ نے مرتّب فرمائے ہیں وہ کتاب وسنت کے مطابق ہیں یا خلاف۔

مسند ابو یعلیٰ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ ذکرِ خفی جس کو فرشتے بھی نہ سُن سکیں ستر درجہ دو چند ہوتا ہے جب قیامت کے دن حق سبحانہٗ تعالیٰ تمام مخلوق کو حساب کے لئے جمع فرمائیں گے اور کراماً کاتبین اعمال نامے لے کر آئیں گے تو ارشاد ہوا گا فلاں بندہ کے اعمال دیکھو کچھ اور باقی ہیں۔ وہ عرض کریں گے ہم نے کوئی بھی ایسی چیز نہیں چھوڑی جو لکھی نہ ہو اور محفوظ نہ ہو۔ تب ارشاد ہو گا کہ ہمارے پاس اس کی ایسی نیکی باقی ہے جو تمہارے علم میں نہیں، وہ ذکرِ خفی ہے۔

بیہقی نے شعب الایمان میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ جس ذکر کو فرشتے بھی نہ سُن سکیں وہ اس ذکر سے جس کو وہ سنیں ستّر درجہ بڑھا ہوا ہے۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے ؎

میانِ عاشق و معشوق رمزیست کراماً کاتبیں راہم خبر نیست

یعنی محبّ ومحبوب میں ایک ایسی رمز بھی ہے جس کی کراماً کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنے ظاہری اعمال وفرائض کے علاوہ ذکرِ خفی کی سرمدی دولت سے بھی مالا مال ہیں اور جن کو ایک لحظہ کے لئے بھی ذکرِ حق سے غفلت نہیں ہوتی۔ یہی وہ ذکر بالقلب کی دولت ہے جسے پاکر ایک مومن پکار اُٹھتا ہے۔

ہر نفس کلمۂ بالقلب ادا ہوتا ہے
ہر قدم فضلِ الٰہی کے سزاوار ہیں ہم

(شاہیںؔ)

اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قلبی لگاؤ اور رغبت ہی ایمان کی سب سے بڑی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے لاپرواہی اور بے توجہی کھلی ہوئی منافقت ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: **إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ الَّذِينَ إِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَجِلَتْ قُلُوبُهُمْ وَإِذَا تُلِيَتْ عَلَيْهِمْ آيَاتُهُ زَادَتْهُمْ إِيمَانًا وَعَلَىٰ رَبِّهِمْ يَتَوَكَّلُونَ.** (سورۂ انفال) ترجمہ: ایمان والے تو وہی لوگ ہیں کہ جب ان کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو (اس کی عظمت وہیبت کے تصوّر سے) ان کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب ان پر اللہ کی آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو ان کے ایمان کو بڑھا دیتی ہیں اور وہ اپنے اللہ پر توکّل کرتے ہیں۔

اسی سلسلہ میں آگے ان کی نماز وغیرہ کے ذکر کے بعد ارشاد ہے: ''یہی لوگ سچّے ایمان والے ہیں۔ ان کے بڑے بڑے درجہ ہیں، ان کے رب کے پاس اور مغفرت ہے اور عزت کی روزی ہے''۔

ذکر سے غافل اور اس کو نظر انداز کرنے والے منافقین سے قرآن مخاطب ہے: **وَإِذَا قَامُوا إِلَى الصَّلَاةِ قَامُوا كُسَالَىٰ يُرَاءُونَ النَّاسَ وَلَا يَذْكُرُونَ اللَّهَ إِلَّا قَلِيلًا** (سورۂ نساء، ع:۲۱)۔ (منافقوں کی حالت کا بیان ہے) اور جب نماز کو کھڑے ہوتے ہیں تو بہت ہی کاہلی سے کھڑے ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی نہیں کرتے۔ مگر یوں ہی تھوڑا سا۔ یہ تو منافقوں کا بیان ہے جو مسلمان کہ متعلق ذکر نہیں جانتے انہیں

قرآن کی روشنی میں کس نام سے یاد کریں۔اللہ پاک ہم سب کواپنے ذکر کے نور وسرور سے سرفراز فرمائے۔آمین۔

قرآن شاہد ہے کہ مسلمانوں کی تباہی کی وجوہات میں ذکر سے غفلت بھی ایک بڑی وجہ ہے۔شیطان جب کسی جماعت کو بہکانا چاہتا ہے تو اسے اللہ کے ذکر سے دور کردیتا ہے۔ اللہ کے ذکر سے محرومی تمام بھلائیوں سے محرومی ہے۔چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:إِنَّمَا يُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُوقِعَ بَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَاءَ فِي الْخَمْرِ وَالْمَيْسِرِ وَيَصُدَّكُمْ عَن ذِكْرِ اللَّهِ وَعَنِ الصَّلَاةِ فَهَلْ أَنتُم مُّنتَهُونَ (سورۂ مائدہ، ع:۱۲)ترجمہ: شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ شراب اور جوّے کے ذریعہ تم میں آپس میں عداوت اور بغض پیدا کردے اورتم کواللہ کے ذکر سے اورنماز سے روک دے۔کیااب بھی ان سے باز نہیں آؤ گے؟

ایک محتاط اندازے کے مطابق بیس فیصد مسلمان شراب اور جوّے کی لعنت میں مبتلا ہیں اورتقریباً اسّی فیصد نماز اور اللہ کے ذکر سے محروم ہیں۔حق سبحانہٗ وتعالیٰ کا ارشاد ہے کہ شیطان تو یہی چاہتا ہے کہ تمہیں شراب اور جوّے کا عادی بنا کرنماز اوراللہ کے ذکر سے غافل بنا کر ہلاک کرڈالے۔ یہ جاننے کے بعد بھی تم شراب اور جوّا انہیں چھوڑو گے اورنماز کے ساتھ اللہ کے ذکر کونہیں اپناؤ گے۔آخر یہ لاپرواہی اور میرے احکامات سے بددلی کب تک؟

سچ تو یہ ہے کہ مسلمان جب تک فرمانِ الٰہی کے مطابق نماز اورذکرنہیں اپنائیں گے، ذلّت اور روسیاہی ان کا مقدر بنی رہے گی اور یہ قوم کبھی اپنی منزلِ مقصود نہ پاسکے گی۔ارشادِ باری تعالیٰ ہے:إِنَّنِي أَنَا اللَّهُ لَا إِلَٰهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدْنِي وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي . إِنَّ السَّاعَةَ آتِيَةٌ أَكَادُ أُخْفِيهَا لِتُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا تَسْعَىٰ . (طٰہٰ، ع:۱)ترجمہ: بے شک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں۔پس تم (اے موسیٰ) میری ہی عبادت کیا کرو اور میرے ہی ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ بلاشبہ قیامت آنے والی ہے، میں اس کو پوشیدہ رکھنا چاہتا ہوں تاکہ ہر شخص کواس کے کئے کا بدلہ مل جائے۔

آیتِ بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ قیامِ نماز کا حکم بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر کے لئے ہے۔ حقیقت تو یہ ہے کہ جو نماز ذکر سے خالی ہو وہ نماز ہی نہیں ہوتی۔ ذکر کے فضائل بیان کرنے سے پیشتر مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کچھ نماز کے بارے میں لکھوں تا کہ نماز کی فرضیت واہمیت کی روشنی میں ذکر کی عظمت وجلالت واضح ہو جائے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی نقل کرتے ہیں کہ اسلام کی بنیاد پانچ ستونوں پر ہے: سب سے اول لَا اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کی گواہی دینا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اس کے بعد نماز کا قائم کرنا، زکوٰۃ ادا کرنا، حج کرنا اور رمضان المبارک کے روزے رکھنا۔ (متفق علیہ)

ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں علمائے کرام کے اس قول کی دلیل ہے کہ ''ایمان کے بعد سب سے مقدم نماز ہے''۔

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سردی کے موسم میں باہر تشریف لائے اور پتّے درختوں سے گر رہے تھے۔ آپ نے ایک درخت کی ٹہنی ہاتھ میں لی، اس کے پتّے اور بھی گرنے لگے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے ابوذر (رضی اللہ عنہ) مسلمان بندہ جب اخلاص سے اللہ کے لئے نماز ادا کرتا ہے تو اس سے اس کے گناہ ایسے ہی گرتے ہیں جیسے یہ پتّے درخت سے گر رہے ہیں۔

اخلاص سے نماز ادا کی جائے تو نمازی کے تمام گناہ معاف ہو جاتے ہیں اور اخلاص کی دولت اللہ کے ذکر کے بغیر ممکن نہیں۔ دلوں کی صفائی اور حسنِ نیت ذکر کی اولین خصوصیت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ذکر کے فضائل میں علماء نے لکھا ہے کہ تمام اعمال اللہ کے ذکر ہی کے واسطے مقرر کئے گئے ہیں۔ تمام اعمال میں وہی عمل افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ روزوں میں وہی روزہ افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ حج میں وہی حج افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ جہاد میں وہی جہاد افضل ہے جس میں ذکر کی کثرت ہو۔ غرض کہ ذکر

کے بغیر کوئی عمل افضل نہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ایک مرتبہ ارشاد فرمایا: بتاؤ اگر کسی شخص کے دروازے پر ایک نہر جاری ہو جس میں وہ پانچ مرتبہ روزانہ غسل کرتا ہو، کیا اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہے گا؟ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا، کچھ بھی باقی نہیں رہے گا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہی حال پانچوں نمازوں کا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی وجہ سے گناہوں کو معارف فرما دیتے ہیں۔ (بخاری، مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ)

نماز جو ذکر کے لئے ہے اس کی یہ فضیلت ہے کہ نمازی کے تمام گناہ زائل ہو جاتے ہیں۔ اور جو ہر لمحہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہیں ان پر جو بھی الطافِ شاہانہ ہوں وہ محتاجِ بیاں نہیں۔

حضرت ابو مسلم ثغلبی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا، وہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ میں نے عرض کیا کہ ایک صاحب نے آپ کی طرف سے یہ حدیث نقل کی ہے کہ آپ نے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد سُنا ہے کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے اور پھر فرض نماز ادا کرے تو حق سبحانہ اس دن وہ گناہ جو چلنے سے ہوئے ہوں اور وہ گناہ جو اس کے ہاتھوں نے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے کانوں سے صادر ہوئے ہوں اور وہ گناہ جو اس نے آنکھوں سے کیا ہو اور وہ گناہ جو اس کے دل میں پیدا ہوئے ہوں سب کو معاف فرما دیتے ہیں۔ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں نے یہ مضمون حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی مرتبہ سنا ہے۔ (امام احمد)

اللہ اکبر نماز میں یہ ذکر ہی کی برکت ہے کہ تمام اعضاء کے گناہ دور ہو جاتے ہیں۔ بڑے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو نماز پنجگانہ کے علاوہ بھی ذکر سے غافل نہیں رہتے اور اپنی ایک ایک سانس میں حق سبحانہ وتعالیٰ کا ذکر ادا کرتے رہتے ہیں۔ کسی شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے ؎

غافل زا حتیاطِ نفس یک نفس مباش
شاید ہمیں نفس نفسِ واپسیں بُود

ترجمہ: اے غافل اپنی سانس کی آمد و شُد سے ایک سانس کے لئے بھی غافل نہ رہ۔ ہوسکتا ہے کہ یہی سانس تیری زندگی کی آخری سانس ہو۔

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی نے حق سبحانہ وتعالیٰ کے ارشاد گرامی: اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی عَنِ الۡفَحۡشَاءِ وَ الۡمُنۡکَرِ (بےشک نماز بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی ہے) کے متعلق دریافت کیا تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی نماز ایسی نہ ہو اور اس کو بے حیائی اور ناشائستہ حرکتوں سے نہ روکے تو وہ نماز ہی نہیں۔

حضرت ابوالعالیہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حق تعالیٰ کے ارشاد اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنۡھٰی...... کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں تین چیزیں ہوتی ہیں۔ اخلاص، اللہ کا خوف اور اللہ کا ذکر۔ جس نماز میں یہ تین چیزیں نہیں وہ نماز ہی نہیں۔

اخلاص نیک کاموں کا حکم کرتا ہے اور اللہ کا خوف بُری باتوں سے روکتا ہے۔ اور اللہ کا ذکر اخلاص اور تقویٰ دونوں کو محیط ہے جو خود مستقل اچھی باتوں کا حکم کرتا ہے، اور بُری باتوں سے روکتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو نماز بری باتوں سے اور نامناسب حرکتوں سے نہ روکے وہ نماز اللہ کے قرب کے بجائے اللہ سے دوری پیدا کرتی ہے۔ حضرت سیدنا حسن علیہ السلام بھی حضور سراپا قدس صلی اللہ علیہ وسلم سے یہی نقل کرتے ہیں کہ جس شخص کی نماز اس کو بُری باتوں سے نہ روکے وہ نماز ہی نہیں بلکہ اس کی نماز کی وجہ سے اللہ سے دُوری پیدا ہوتی ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے بھی حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد منقول ہے۔ اہلِ ایمان غور فرمائیں کہ نماز کے لئے اخلاص اور خشوع کا ہونا کتنا ضروری ہے اور جس نماز میں اخلاص اور خشوع نہ ہو وہ نماز نماز ہی نہیں ہوتی۔

ہزاروں مسلمان ایسے ہیں جو نماز پڑھتے ہیں اور سینکڑوں ایسے ہیں جو جماعت کا بھی اہتمام کرتے ہیں لیکن اس کے باجود اس بُری طرح پڑھتے ہیں کہ وہ نماز اجر وثواب کا ذریعہ

بننے کی بجائے ناقص ہونے کی وجہ سے منہ پر ماردی جاتی ہے۔

اعمال کی قبولیت کے لئے قربانی کے بارے میں ارشاد باری ہے:

لَنْ یَّنَالَ اللّٰهَ لُحُوْمُهَا وَ لَا دِمَاءُ هَا وَلٰكِنْ یَّنَالُهُ التَّقْوٰى مِنْكُمْ. ترجمہ: حق سبحانہ وتعالیٰ کے پاس ان کا گوشت پہنچتا ہے اور نہ ان کا خون بلکہ اس کے پاس تو تمہارا تقویٰ اور اخلاص پہنچتا ہے، جس درجہ کا اخلاص ہوگا، اسی درجہ کی مقبولیت ہوگی۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مجھے یمن بھیجا تو میں نے آخری وصیت کی درخواست کی تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ دین کے ہر کام میں اخلاص کا اہتمام کرنا کہ اخلاص سے تھوڑا عمل بھی بہت کچھ ہے۔

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اخلاص والوں کے لئے خوشحالی ہو کہ وہ ہدایت کے چراغ ہیں، ان کی وجہ سے سخت سے سخت فتنے دُور ہو جاتے ہیں۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ جو شخص چالیس دن اخلاص کے ساتھ ایسی نماز پڑھے کہ تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو اس کو دو پروانے ملتے ہیں ایک جہنم سے چھٹکارے کا، دوسرا نفاق سے بری ہونے کا۔ (ترمذی)

مطلب یہ کہ جو اس طرح چالیس دن اخلاص سے نماز ادا کرے کہ شروع ہی سے امام کے ساتھ شریک ہو تو وہ شخص جہنم میں داخل نہ ہوگا نہ منافقوں میں داخل ہوگا۔

کتنے خوش نصیب ہیں وہ لوگ جنہیں اخلاص کے ساتھ عبادت کی توفیق ہو۔ اخلاص کے لئے تمام اہلِ طریقت نے ذکر کو عمل مجرّب بتلایا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ عبادت میں وزن اخلاص سے پیدا ہوتا ہے۔ جس قدر اخلاص ہوگا عمل اتنا ہی وزنی ہوگا اسی اخلاص کے پیدا کرنے کے لئے مشائخ صوفیہ کی جوتیاں سیدھی کرنی پڑتی ہیں۔ مشائخ کا فیصلہ ہے کہ تمام اعمال میں اخلاص وخشوع اور اللہ تعالیٰ سے تعلق ونسبت کے لئے ذکر سے بڑھ کر اور کوئی شئے نہیں۔ احادیث میں منقول ہے کہ ذکر اللہ تعالیٰ کی محبت پیدا کرتا ہے اور محبت ہی اسلام کی

رُوح اور دین کا مرکز ہے اور سعادت اور نجات کا مدار ہے۔ جو شخص یہ چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت کو اپنا لے تو اس کو چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کی کثرت کرے جس طرح پڑھنا اور تکرار کرنا علم کا دروازہ ہے اسی طرح اللہ کا ذکر اس کی محبت کا دروازہ ہے۔

جب بندہ ذکر کی کثرت سے نفس، قلب اور روح کی صفائی پا لیتا ہے تو اس کا ہر عمل اخلاص اور خشوع کا نمونہ ہو جاتا ہے۔ ذکر سے اللہ تعالیٰ کی معرفت کا دروازہ کھلتا ہے۔ ذکر اللہ کے ساتھ حضوری پیدا کرتا ہے۔ ذکر سے مراقبہ نصیب ہوتا ہے جو مرتبۂ احسان تک پہنچا دیتا ہے۔ یہی مرتبہ ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسی نصیب ہوتی ہے گویا اللہ تبارک وتعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہی مرتبہ صوفیائے کرام کا منتہائے مقصد ہوتا ہے اور اسی ذکر کی بدولت اللہ والوں کی نمازیں آج بھی ہماری تاریخ کا شاہکار ہیں۔

حضرت رابعہ بصری رحمۃ اللہ علیہا رات بھر نماز میں مشغول رہتیں۔ صبح صادق کے بعد تھوڑی دیر سو رہتیں اور جب صبح کا سورج اچھی طرح روشن ہو جاتا تو گھبرا کر اٹھتیں اور نفس کو ملامت کرتیں کہ کبتک سوتا رہے گا، عنقریب قبر کا زمانہ آنیوالا ہے جس میں صُور پھونکنے تک سونا ہی ہوگا۔ جب موت کا وقت قریب ہوا تو ایک خادمہ کو وصیت فرمائی کہ یہ اُوڑنی جس کو وہ تہجّد کے وقت پہنا کرتی تھیں اس میں مجھے کفن دے دینا اور کسی کو میرے مرنے کی خبر نہ کرنا۔ چنانچہ حسبِ وصیت تجہیز و تکفین کر دی گئی۔ بعد میں اس خادمہ نے خواب میں دیکھا کہ وہ نہایت عمدہ لباس پہنی ہوئی ہیں۔ اس نے دریافت کیا، وہ آپ کی اُوڑنی کیا ہوئی جس میں کفن دیا گیا تھا۔ فرمایا کہ لپیٹ کر میرے اعمال کے ساتھ رکھ دی گئی ہے۔ خادمہ نے درخواست کی مجھے کوئی نصیحت فرمائیں۔ کہا کہ اللہ کا ذکر جتنا بھی کر سکو کرتی رہو کہ اس کی وجہ سے تم قبر میں قابلِ رشک بن جاؤ گی۔

حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ ایک روز بازار تشریف لے گئے۔ وہاں ایک دیوانی باندی فروخت ہو رہی تھی۔ انہوں نے خرید لی۔ جب رات کا کچھ حصہ گزرا تو وہ دیوانی اٹھی اور وضو کر کے نماز شروع کر دی اور نماز میں اس کی یہ حالت تھی کہ آنسوؤں سے دم گھٹا جا رہا تھا۔ اس کے

بعد اس نے کہا، اے میرے معبود آپ کو مجھ سے محبت رکھنے کی قسم مجھ پر رحم فرمادیجئے۔ حضرت عطاء رحمۃ اللہ علیہ نے یہ سن کر فرمایا کہ اے لونڈی یوں کہہ کہ اے اللہ مجھے آپ سے محبت رکھنے کی قسم۔ یہ سُن کر اس کو غصہ آیا اور کہنے لگی، اس کے حق کی قسم اگر اس کو مجھ سے محبت نہ ہوتی تو تمہیں یوں میٹھی نیند نہ سُلاتا اور مجھے یوں کھڑا نہ کرتا۔ اس کے بعد اس نے یہ اشعار پڑھے ؎

اَلْکَرْبُ مُجْتَمِعٌ وَ الْقَلْبُ مُحْتَرِقٌ وَ الصَّبْرُ مُفْتَرِقٌ وَ الدَّمْعُ مُسْتَبِقٌ

بے چینی بڑھ رہی ہے اور دل جل رہا ہے دامنِ صبر تار تار ہو گیا اور آنسو بہہ رہے ہیں

کَیْفَ الْقَرَارُ عَلٰی مَنْ لَّا قَرَارَ لَهٗ مِمَّا جَنَاهُ الْهَوٰی وَ الشَّوْقُ وَ الْقَلَقُ

اسے کس طرح قرار آ سکتا ہے جس کو عشق و شوق اور بے چینی کے حملوں نے ذرا بھی چین لینے نہ دیا

یَا رَبِّ اِنْ کَانَ شَیْءٌ فِیْهِ لِیْ فَرَجٌ فَامْنُنْ عَلَیَّ بِهٖ مَادَامَ بِیْ رَمَقٌ

یارب اگر ایسی کوئی چیز ہو سکتی ہے جس میں غم سے نجات ہو تو اس کو زندگی میں دے کر مجھ پر احسان فرما

اس کے بعد کہا، یا اللہ میرا اور آپ کا معاملہ اب راز نہیں رہا، مجھے اُٹھا لیجئے۔ یہ کہہ کر ایک چیخ ماری اور مر گئی۔

امیر المومنین حضرت عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ عشاء کی نماز کے بعد مصلّی پر بیٹھ جاتے اور دعا کے واسطے ہاتھ اُٹھاتے اور روتے رہتے اور دُعا میں مشغول رہتے۔ کہتے ہیں کہ خلافت کے بعد سے جنابت کے غسل کی نوبت نہیں آئی۔

حضرت امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ دن بھر مسائل میں مشغول رہنے کے باوجود رات میں تین سو رکعت نفل پڑھتے تھے۔ حضرت سعید بن جبیر رحمۃ اللہ علیہ ایک رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھ لیتے تھے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ اس قدر اللہ کے سامنے روتے تھے کہ حد نہیں۔ کسی نے عرض کیا کہ آنکھیں جاتی رہیں گی۔ جواب دیا کہ ان آنکھوں سے روئیں نہیں تو پھر ان سے فائدہ ہی کیا؟ اور ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر کسی کو قبر میں نماز پڑھنے کی اجازت ہو سکتی ہو تو مجھے بھی ہو جائے۔

ابو سنان رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ خدا کی قسم میں ان لوگوں میں تھا جنہوں نے ثابت رحمۃ اللہ علیہ کو دفن کیا۔ دفن کرتے ہوئے لحد کی ایک اینٹ گر گئی تو میں نے دیکھا کہ وہ کھڑے نماز پڑھ رہے ہیں۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا دیکھو یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس نے مجھے کہا چپ ہو جاؤ۔ جب دفن کر چکے تو ان کے گھر جا کر ان کی بیٹی سے دریافت کیا کہ ثابت رحمۃ اللہ علیہ کا عمل کیا تھا۔ بیٹی نے کہا، کیوں پوچھتے ہو؟ ہم نے دیکھا ہوا قصہ بیان کیا۔ بیٹی نے کہا، میرے والد نے پچاس برس شب بیداری کی اور صبح کو ہمیشہ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ یا اللہ اگر تو کسی کو یہ دولت عطا کرے کہ وہ قبر میں نماز پڑھے تو مجھے بھی عطا فرما۔

حضرت امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ علمی مشاغل اور قاضی القضاۃ ہونے کے باوجود روزانہ دو سو رکعات نوافل پڑھتے تھے۔

حضرت محمد بن نصر محدث رحمۃ اللہ علیہ اس انہاک سے نماز پڑھتے کہ جس کی نظیر مشکل ہے۔ ایک مرتبہ پیشانی پر ایک بھڑ نے کاٹا۔ خون بھی نکل آیا مگر نماز میں حرکت ہوئی نہ خشوع وخضوع میں کوئی فرق آیا۔ آپ کے تعلق سے مشہور ہے کہ نماز میں لکڑی کی طرح کھڑے رہتے تھے۔

حضرت باقی بن مخلّد رحمۃ اللہ علیہ روزانہ تہجد اور وتر کی تیرہ رکعت میں پورا قرآن شریف پڑھتے تھے۔

حضرت ہنّاد محدّث رحمۃ اللہ علیہ بہت زیادہ روتے تھے۔ ان کے ایک شاگرد کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ صبح کو ہمیں سبق پڑھاتے رہے۔ اس کے بعد وضو وغیرہ سے فارغ ہوکر زوال تک نفلیں پڑھتے رہے۔ دوپہر کو گھر تشریف لے گئے اور تھوڑی دیر میں آکر ظہر کی نماز پڑھائی اور عصر تک نفلوں میں مشغول رہے۔ پھر عصر کی نماز پڑھائی اور قرآن پاک کی تلاوت مغرب تک فرماتے رہے مغرب کے بعد میں واپس چلا آیا۔ میں نے ان کے ایک پڑوسی سے تعجب سے پوچھا کہ یہ شخص کس قدر عبادت کرنے والے ہیں۔ پڑوسی نے کہا ستّر برس سے ان کا یہی عمل ہے اور اگر تم ان کی رات کی عبادت دیکھو گے تو اور بھی تعجب کرو گے۔

حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ نے پچاس برس تک عشاء اور فجر ایک ہی وضو سے پڑھی۔ حضرت امام اعظم رضی اللہ عنہ نے پچاس برس تک ایک ہی وضو سے عشاء اور فجر کی نمازیں پڑھیں۔ دوپہر کو صرف تھوڑی دیر سونا آپ کا معمول تھا۔ اور یہ فرماتے کہ دوپہر کے سونے کا حدیث میں حکم ہے۔

حضرت امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کا معمول تھا کہ رمضان المبارک میں ساٹھ قرآن شریف پڑھتے تھے۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ جب وضو فرماتے تو چہرے کا رنگ متغیر ہوجاتا تھا۔ کسی نے پوچھا، یہ کیا بات ہے۔ تو ارشاد فرمایا کہ ایک بڑے جبّار بادشاہ کے حضور میں کھڑے ہونے کا وقت آگیا ہے۔

حضرت زین العابدین رضی اللہ عنہ روزانہ ایک ہزار نفل رکعات پڑھتے تھے۔ تہجد کبھی سفر یا حضر میں ناغہ نہیں ہوا۔ جب وضو کرتے تو چہرہ زرد ہوجاتا تھا اور جب نماز کو کھڑے ہوتے تو بدن پر لرزہ آجاتا۔ کسی نے دریافت کیا تو فرمایا کہ تمہیں خبر نہیں کہ کس کے سامنے کھڑا ہوتا ہوں۔ ایک مرتبہ نماز پڑھ رہے تھے کہ گھر میں آگ لگ گئی اور یہ نماز میں مشغول رہے۔ لوگوں نے پوچھا تو فرمایا کہ دنیا کی آگ سے آخرت کی آگ نے غافل رکھا۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے متعلق نقل کیا گیا ہے کہ جب نماز کا وقت آتا تو چہرہ کا رنگ بدل جاتا اور بدن پر کپکپی آجاتی۔ کسی نے پوچھا تو فرمایا کہ اس امانت کے ادا کرنے کا وقت ہے جس کو آسمان وزمین نہ اُٹھا سکے اور پہاڑ اس کے اُٹھانے سے عاجز ہوگئے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو پورا کرسکوں گا یا نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما جب اذان کی آواز سنتے تو اس قدر روتے کہ چادر تر ہوجاتی، رگیں پُھول جاتیں، آنکھیں سُرخ ہوجاتیں۔ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ بعض مرتبہ رکوع کرتے اور تمام رات اسی حالت میں گزار دیتے۔ کبھی سجدہ کرتے اور تمام رات ایک ہی سجدہ میں گزار دیتے۔ اخلاص کے پیکر اور سراپا خشوع، اللہ والے اپنی زندگی کے جو عملی نمونے چھوڑ گئے وہ آج بھی ہمارے لئے مینارۂ نور ہیں۔

ایک مرتبہ حضرت سفیان ثوری رضی اللہ عنہ پر غلبہ حال ہوا تو سات روز تک گھر میں رہے، نہ کھاتے تھے نہ پیتے تھے نہ سوتے تھے۔آپ کے شیخ کو اس واقعہ کی اطلاع کی گئی۔شیخ نے دریافت فرمایا کہ نماز کے اوقات محفوظ ہیں یا نہیں؟ لوگوں نے عرض کیا نماز کے اوقات بیشک محفوظ ہیں یعنی نماز وقت پر پڑھتے ہیں۔ یہ سُن کر شیخ نے فرمایا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَمْ یَجْعَلْ لِلشَّیْطٰنِ عَلَیْہِ سَبِیْلًا (ترجمہ) تمام تعریف اللہ ہی کے لئے ہے جس نے شیطان کو اس پر مسلط نہ ہونے دیا۔

ذکر کے تحت میں نے اجمالاً نماز کے بھی کچھ آداب و شرائط اور اللہ والوں کی نمازوں کے ایمان افروز واقعات بھی لکھ دیئے کہ عامۃ المسلمین نماز کے ذریعہ ذکر کی عظمت وجلالت سے واقف ہو جائیں۔

آپ نے ابھی ابھی مطالعہ کیا کہ جو نماز اخلاص، خشوع اور حضوریٔ قلب سے خالی ہے وہ نماز ہی نہیں۔نماز کے لئے اخلاص، اللہ کا خوف اور اللہ کا ذکر بیحد ضروری ہے کتاب و سنت پر عمل پیرائی کے دعویدار نماز تو پڑھتے ہیں مگر کتاب وسنت کے مطابق اخلاص تقویٰ اور ذکر کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے۔قرونِ اولیٰ میں ایک کافر اور مشرک کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان مبارک کے حق ہونے کا جتنا یقین تھا اس کا سواں حصّہ بھی ہم نام نہاد مسلمانوں کو نصیب نہیں۔

رئیس المشرکین ابی ابن خلف مشرکینِ مکہ میں اسلام کا بڑا سخت ترین دشمن تھا۔ہجرت سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کرتا تھا کہ میں نے ایک گھوڑا پالا ہے، اس کو بہت کچھ کھلاتا ہوں۔اس پر سوار ہو کر (نعوذ باللہ) تم کو قتل کروں گا۔حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ اس سے فرمایا تھا کہ ان شاء اللہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔جنگِ اُحد میں وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تلاش کرتا پھرتا تھا اور کہتا پھرتا کہ اگر وہ آج بچ گئے تو میری خیر نہیں۔ چنانچہ حملہ کے ارادہ سے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب پہنچ گیا۔صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے چاہا بھی کہ دور ہی سے قصہ تمام کر دیں۔مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا

کہ آنے دو۔ جب وہ قریب ہوا تو سالارِ اعظم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک صحابی کے ہاتھ سے برچھا لے کر مارا جو اس کی گردن پر لگا، اور ہلکی سی خراش آ گئی مگر اس کی وجہ سے گھوڑے سے لڑھکتا ہوا گرا اور کئی مرتبہ گرتا پڑتا بھاگا اور اپنے لشکر میں پہنچ گیا اور چلّاتا تھا کہ خدا کی قسم مجھے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے قتل کر دیا۔ کفار نے اس کو اطمینان دلایا کہ معمولی سی خراش ہے کوئی فکر کی بات نہیں۔ مگر وہ کہتا تھا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ خدا کی قسم وہ مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں مر جاتا۔ لکھتے ہیں کہ اس کے چلانے کی آواز ایسی ہو گئی تھی جیسے بیل کی ہوتی ہے۔

ابوسفیان نے جو اس لڑائی میں زوروں پر تھا، اس کو شرم دلائی کہ اس ذرا سی خراش سے اتنا چلاتا ہے۔ اس نے کہا تجھے خبر بھی ہے یہ چوٹ کس نے لگائی ہے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ضرب ہے۔ مجھے اس سے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے لات وعزّٰی کی قسم اگر یہ تکلیف سارے حجاز والوں کو تقسیم کر دی جائے تو سب ہلاک ہو جائیں۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مجھ سے مکہ میں کہا تھا کہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ میں نے اسی وقت سمجھ لیا تھا کہ میں ان کے ہاتھ سے ضرور مارا جاؤں گا۔ میں ان سے چھوٹ نہیں سکتا۔ اگر وہ اس کہنے کے بعد مجھ پر تھوک بھی دیتے تو میں اس سے بھی مر جاتا۔ چنانچہ مکہ مکرمہ پہنچنے سے ایک دن پہلے وہ راستہ ہی میں مر گیا۔

ہم مسلمانوں کے لئے نہایت غیرت وعبرت کا مقام ہے کہ ایک کافر پکّے کافر اور بدترین دشمن کو تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادِ گرامی کے سچا ہونے کا اس قدر یقین ہو کہ اس کو اپنے مارے جانے کا ذرا بھی تردّد یا شک نہ تھا۔ لیکن ہم لوگ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو نبی ماننے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو سچا ماننے کے باوجود، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات کو یقینی کہنے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ محبت اور اخلاص کے دعوے کے باوجود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں ہونے پر فخر کے باوجود کتنے ارشادات پر عمل کرتے ہیں اور جن باتوں سے آپ نے منع فرمایا، ان سے کتنا بچتے ہیں، کتنا ڈرتے ہیں، کتنا

کانپتے ہیں۔ یہ ہر شخص کے اپنے ہی گریبان میں منہ ڈال کر دیکھنے کی بات ہے، کوئی دوسرا کسی کے متعلق کیا کہہ سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ وَ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ میرے ذکر کے لئے نماز قائم کرو۔ اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تاکید ہے کہ اخلاص تقویٰ اور ذکر کے بغیر نماز ہی نہیں ہوتی۔ مگر ہم مسلمان ہیں کہ سب کچھ جانتے ہوئے بھی خدا و رسول کے احکامات پر عمل نہیں کرتے جس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ دنیا کی بدترین قوموں میں ہمارا شمار ہوتا ہے۔ وہ کونسی ذلّت و رسوائی ہے جو ہمارے وجود سے وابستہ نہیں۔ آج دنیا میں ایک ارب مسلمان ہو کر بھی اغیار کے محتاج و دست نگر ہیں۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ مومن ہی زمین کے وارث ہیں۔ علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ؎

عالم ہے فقط مومنِ جاں باز کی میراث
مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کی رحمتیں ایمان والوں کے لئے وقف ہیں اور اہلِ ایمان وہی لوگ ہیں جو دم بھر کے لئے بھی اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت نہیں برتتے۔ ارشاد باری ہے کہ: وَ بَشِّرِ الْمُخْبِتِیْنَ اَلَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (سورہ حج، ع:۵) اور آپ (جنت وغیرہ) کی خوشخبری سنا دیجئے۔ ایسے خشوع کرنے والوں کو جن کا یہ حال ہے کہ جب اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان کے دل لرز جاتے ہیں۔ دوسری جگہ اہلِ ایمان کی یہ خصوصیت بتلائی گئی ہے کہ رِجَالٌ لَّا تُلْھِیْھِمْ تِجَارَۃٌ وَّلَا بَیْعٌ عَنْ ذِکْرِ اللّٰہِ. (سورۂ نور، ع:۵) ترجمہ: (کامل ایمان رکھنے والے) وہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کو اللہ کے ذکر سے نہ خرید غفلت میں ڈالتی ہے نہ فروخت۔ اللہ کا ذکر تمام اعمال میں افضل و اکمل اور تمام عبادات میں اخلاص و خشوع کا سرچشمہ ہونے سے حضرت موسیٰ علیہ السلام و حضرت ہارون علیہ السلام کو ارشاد ہوا کہ وَلَا تَنِیَا فِیْ ذِکْرِیْ (سورۂ طٰہٰ، ع:۳) اور میرے ذکر میں سستی نہ کرنا۔

عرب و عجم پر حکمرانی کرنے والوں نے جب ذکرِ الٰہی میں سُستی پیدا کی تو ذلّت و

رُسوائی ان کا مُقدّر بن گئی۔ یہی وہ عبرت کی جگہ ہے جہاں علامہ اقبال ہمارا ہمارے اسلاف کا تقابل کرتے ہوئے رو پڑے ؎

وہ معزز تھے زمانہ میں مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر

قرآن مجید میں جگہ جگہ اللہ تعالیٰ نے ذکر سے رغبت ایمان کی علامت اور ذکر سے تساہل کفر کی نشانی بتلائی ہے۔ اہلِ ایمان کی تعریف میں ارشاد ہے کہ وَيَهْدِى إِلَيْهِ مَنْ أَنَابَ. الَّذِينَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُم بِذِكْرِ اللَّهِ أَلَا بِذِكْرِ اللَّهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ. (سورۂ رعد، ع:۴) ترجمہ: اور جو شخص اللہ کی طرف متوجہ ہوتا ہے اس کو ہدایت فرماتے ہیں۔ وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جو اللہ پر ایمان لائے اور اللہ کے ذکر سے ان کے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔ خوب اچھی طرح جان لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اس) سے دلوں کو اطمینان ہوتا ہے۔

یہ دل کا اطمینان اور کامل یکسوئی ہی تھی کہ سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے تیر لگتے تو وہ نماز کی حالت میں نکال لئے جاتے اور آپ کو خبر تک نہ ہوتی۔ کافروں کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے: وَعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكَافِرِينَ عَرْضًا. الَّذِينَ كَانَتْ أَعْيُنُهُمْ فِي غِطَاءٍ عَن ذِكْرِى. (سورۂ کہف، ع:۱۱) ترجمہ: اور ہم دوزخ کو اس روز (قیامت کے دن) کافروں کے سامنے پیش کر دیں گے جن کی آنکھوں پر ہمارے ذکر سے پردہ پڑا ہوا تھا۔ مطلب یہ کہ قیامت میں کافروں کے سامنے دوزخ لائی جائے گی کہ آج اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے انکار اور غفلت کا نتیجہ دیکھو اور اپنی بداعمالیوں کا خمیازہ بھگتو۔ شب بیدار اہلِ ذکر سے مخاطبت ہے: تَتَجَافَىٰ جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ يَدْعُونَ رَبَّهُمْ خَوْفًا وَطَمَعًا وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ. فَلَا تَعْلَمُ نَفْسٌ مَّا أُخْفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعْيُنٍ جَزَاءً بِمَا كَانُوا يَعْمَلُونَ. (سورۂ سجدہ، ع:۲) ان کے پہلو خواب گاہوں سے علٰحدہ رہتے ہیں۔ اس طرح پر کہ عذاب کے خوف سے اور رحمت کی اُمید سے وہ اپنے رب کو

پکارتے ہیں اور ہماری دی ہوئی چیزوں میں سے خرچ کرتے ہیں۔ پس کوئی نہیں جانتا کہ ایسے لوگوں کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا کیا کیا سامان خزانۂ غیب میں محفوظ ہے جو بدلہ ہے ان کے اعمال کا۔

قرآن کا دعویٰ ہے کہ اہلِ ایمان ذاکروں کے لئے مولیٰ تعالیٰ نے جو نعمتیں جمع کر رکھی ہیں اس کا اندازہ لگانا کسی بھی انسان کے لئے ممکن نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی بہتر جانتے ہیں کہ ذکر کرنے والوں کو محشر میں کیا کیا ملے گا۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ بندہ آخر شب میں اللہ کے یہاں بہت مقرب ہوتا ہے۔ اگر تجھ سے ہو سکے تو اس وقت اللہ کا ذکر کیا کر۔ (جامع الصغیر)

اللہ والے خوب جانتے ہیں کہ اللہ کے ذکر سے بڑھ کر کوئی چیز نہیں۔ خود اللہ جل شانہٗ کا فرمان ہے: وَلَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ (عنکبوت، ع:۵) اور اللہ کا ذکر سب سے بڑا ہے۔

یہ اللہ کے ذکر کی عظمت و بزرگی، خوبی و کبریائی تو ہے کہ خود خالق ارض و سما حکم دے رہے ہیں کہ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا . وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَأَصِيلًا . (سورۂ احزاب، ع:۶)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ وہ اہلِ ایمان سے نہیں جو اللہ تعالیٰ کے حکم سے سرتابی کرے اور اس کے ذکر سے غفلت برتے۔ وہ لوگ جو نماز اور جماعت کی پابندی کرتے تو ہیں مگر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اہمیت نہیں دیتے وہ یہ فرمانِ الٰہی بھی دیکھ لیں: فَوَيْلٌ لِّلْقٰسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ مِّنْ ذِكْرِ اللّٰهِ اُولٰٓئِكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ (سورۂ زمر، ع:۳) ترجمہ: پس ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جن کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے۔ یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

احادیث میں آیا ہے کہ جو شخص ذکر سے غافل ہوتا ہے وہ مال و دولت اور حکومت کے باوجود ذلیل ہوتا ہے۔ دل میں ایک خاص قسم کی قسوت (سختی) ہے جو ذکر کے علاوہ کسی چیز سے بھی نرم نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے کہ قرآن میں ذکر سے متاثر نہ ہونے والوں کو کھلی گمراہی

میں مبتلا کیا گیا ہے۔ ذکر کرنے والے مَردوں اور عورتوں سے قرآن مخاطب ہے: وَالذّٰکِرِیْنَ اللّٰہَ کَثِیْرًا وَّ الذّٰکِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰہُ لَھُمْ مَّغْفِرَۃً وَّ اَجْرًا عَظِیْمًا. (سورۂ احزاب، ع:۵) ترجمہ: اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرنے والے مرد اور اللہ کا ذکر کرنے والی عورتیں ان سب کے لئے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور اجرِ عظیم تیار کر رکھا ہے۔

خوش نصیب ہیں وہ مرد اور عورتیں جنہیں اللہ کے ذکر کی توفیق نصیب ہوئی اور جنہیں قرآن مجید میں مغفرت اور اجرِ عظیم کی بشارت دی گئی ہے۔

ایمان کی پہلی شرط توحید و رسالت کی شہادت اور حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بے پناہ محبت ہے۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت اور آپ کی اتباع میں وہی لوگ کامیاب ہوئے جنہیں اللہ کے ذکر کی توفیق نصیب ہوئی۔ ارشاد ربانی ہے: لَّقَدْ کَانَ لَکُمْ فِی رَسُوْلِ اللّٰہِ اُسْوَۃٌ حَسَنَۃٌ لِّمَن کَانَ یَرْجُو اللّٰہَ وَالْیَوْمَ الْآخِرَ وَذَکَرَ اللّٰہَ کَثِیْرًا (سورۂ احزاب، ع:۳) ترجمہ: بیشک تم لوگوں کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بہترین نمونہ ہیں۔ ہر اس شخص کے لئے جو اللہ سے اور آخرت سے ڈرتا اور کثرت سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا ہو۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت بھی انہی کو عطا ہوتی ہے جو اُٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَللّٰہُ نَزَّلَ اَحْسَنَ الْحَدِیْثِ کِتَابًا مُّتَشَابِھًا مَّثَانِیَ تَقْشَعِرُّ مِنْہُ جُلُوْدُ الَّذِیْنَ یَخْشَوْنَ رَبَّھُمْ ثُمَّ تَلِیْنُ جُلُوْدُھُمْ وَقُلُوْبُھُمْ اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُدَی اللّٰہِ یَھْدِیْ بِہٖ مَنْ یَّشَآءُ (سورۂ زمر، ع:۳) ترجمہ: اللہ تبارک وتعالیٰ نے بڑا عمدہ کلام (قرآن) نازل فرمایا جو ایسی کتاب ہے جو باہم مشابہت رکھتی ہے اور بار بار پڑھی جاتی ہے جس سے ان لوگوں کے بدن کانپ اُٹھتے ہیں، جو اپنے رب سے ڈرتے ہیں تو ان کے بدن اور دل نرم (وگداز) ہو کر اللہ کے ذکر کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ یہ اللہ کی ہدایت ہے جس کو چاہتا ہے اس کے ذریعہ سے ہدایت فرما دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ذکر وہ گنج گراں مایہ ہے جس میں دنیا اور آخرت کی تمام نعمتیں قرینے سے رکھ دی گئی ہیں۔اب یہ طالبِ مولیٰ پر منحصر ہے کہ وہ اس خزانے سے جتنا جی چاہے اپنا حصہ اٹھالے۔خداوند رحیم وکریم کی رحمتِ عامہ یہ نہیں چاہتی کہ اس کا بندہ دنیا میں موجود کسی تعلق و رشتہ کے سبب اس کے ذکر سے محروم رہ جائے۔یہی وجہ ہے کہ مولیٰ تعالیٰ نے اپنے ذکر کوسب پر فضیلت دے کر یہ بات واضح کردی کہ میرے ذکر سے کوئی شیٔ بڑی نہیں، جو بندہ میرے ذکر کو کسی شیٔ سے تولتا ہے وہ میری عظمت وجلالت سے واقف نہیں۔دنیا وآخرت میں ایسی کوئی چیز نہیں جو میرے ذکر سے بڑھ کر ہو۔میرے ذکر کا طالب ہی میری نعمتوں کا حقدار ہے۔جس نے میرے ذکر سے روگردانی کی وہ میری رحمتوں سے محروم ہوگیا۔پس طالبِ مولیٰ کو چاہئے کہ دم بدم ذکرِ الٰہی کرتا رہے تا کہ ہمیشہ ہمیشہ رحمتِ الٰہی میں کروٹیں بدلتا رہے۔ چنانچہ ارشاد باری ہے: **یٰٓاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا لَا تُلۡھِکُمۡ اَمۡوَالُکُمۡ وَلَآ اَوۡلَادُکُمۡ عَنۡ ذِکۡرِ اللّٰہِ وَمَنۡ یَّفۡعَلۡ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الۡخٰسِرُوۡنَ**۔(سورۂ منافقون ع ۲) اے ایمان والو تم کو تمہارے مال اور اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کرنے پائیں اور جو لوگ ایسا کریں گے وہی خسارہ والے ہوں گے (کیوں کہ مال جائداد اولاد وغیرہ ساری چیزیں تو دنیا ہی میں ختم ہوجانے والی ہیں۔اور اللہ کا ذکر ابدالآباد تک کام دینے والا ہے۔

باقی اور قائم رہنے والی دولت کو چھوڑ کر فانی اور حادث اشیاء کو جمع کرنے والا بدنصیب نہیں تو اور کیا ہے؟ اس کے برخلاف جس نے ذکرِ الٰہی کو اپنی ایک ایک سانس کا امین ومحافظ بنالیا وہ یہ معرکہ سر کرگیا۔ارشاد باری ہے: **قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ تَزَکّٰی ۔ وَذَکَرَ اسۡمَ رَبِّہٖ فَصَلّٰی** .(سورۂ اعلیٰ، ع ۱) بے شک بامراد ہوگیا وہ شخص جو پاک ہوگیا اور اپنے رب کے نام کا ذکر کرتا رہا اور نماز پڑھتا رہا۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ تَزَکّٰی سے مراد یہ ہے کہ **لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوۡلُ اللّٰہُ** کی تصدیق کرے اور بتوں کو خیر باد کہے۔ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے بھی تزکّٰی کے معنی اس کلمۂ

طیبہ کی گواہی بیان کی گئی ہے۔

آیت بالا سے یہ بات واضح ہوگئی کہ جس نے کلمۂ طیبہ کا زبان سے اقرار کیا دل سے تصدیق کی اور کلمۂ طیبہ پر اپنے تمام اعضاء کے ساتھ عمل کیا وہ ایمان کی لذت پا گیا۔ ایمان کے ساتھ ساتھ اللہ تعالیٰ کا ذکر بھی کرتا رہا اور اخلاص وخشوع کے ساتھ نماز بھی پڑھتا رہا تو یقیناً وہ اپنی منزلِ مقصود کو پہنچ گیا۔ یہ حقیقت ہے کہ دنیا کے تمام کاروبار میں اللہ تعالیٰ کو اس کے ذکر کے سوا کوئی اور شئے پسند نہیں، ارشاد باری ہے: **فَإِذَا قُضِيَتِ الصَّلَاةُ فَانتَشِرُوا فِي الْأَرْضِ وَابْتَغُوا مِن فَضْلِ اللّٰهِ وَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَثِيرًا لَّعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ** (سورۂ جمعہ، ع ۲) پھر جب (جمعہ کی) نماز پوری کر چکو تو زمین پر پھیل جاؤ اور خدا کا فضل (یعنی روزی) تلاش کرو اور اللہ تعالیٰ کا کثرت سے ذکر کرتے رہو تا کہ تم فلاح کو پہنچ جاؤ۔

نماز، روزہ، حج اور جہاد وغیرہ تمام اعمال میں اللہ تعالیٰ اپنے ذکر کی تاکید فرما رہے ہیں۔ وہ لوگ جو نماز وغیرہ تو پڑھتے ہیں مگر ذکر کو کوئی اہمیت نہیں دیتے انہیں جان لینا چاہیئے کہ ذکر سے روگردانی بڑا بھاری گناہ ہے۔ ارشادِ باری ہے: **اسْتَحْوَذَ عَلَيْهِمُ الشَّيْطَانُ فَأَنسَاهُمْ ذِكْرَ اللّٰهِ أُولَـٰئِكَ حِزْبُ الشَّيْطَانِ أَلَا إِنَّ حِزْبَ الشَّيْطَانِ هُمُ الْخَاسِرُونَ** (سورۂ مجادلہ، ع ۳)۔ (پہلے سے منافقوں کا ذکر ہے) ان پر شیطان کا تسلط ہوگیا۔ پس شیطان نے ان کو اللہ کے ذکر سے غافل کر دیا، یہ لوگ شیطان کا گروہ ہیں، خوب سمجھ لو، یہ بات محقق ہے کہ شیطان کا گروہ خسارہ والا ہے۔

کس قدر عبرت کا مقام ہے کہ ذکر سے غفلت برتنے والوں کو شیطانی گروہ کہا گیا اور اس گروہ کا انجام خسارہ تو ہے ہی، غافلین کی دوسری سزا بھی دیکھ لیجئے۔ ارشاد باری ہے: **وَمَن يُعْرِضْ عَن ذِكْرِ رَبِّهِ يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا** (سورۂ جن، ع ۱) اللہ کے ذکر سے منہ پھیر لینے والو! آؤ قلب ونظر پر مہر نہ لگی ہو تو غور سے یہ فرمان حق پڑھو اور سوچو کہ ذکر کو نظر انداز کرنے کا بدلہ کیا ہے: **وَمَن يَعْشُ عَن ذِكْرِ الرَّحْمَـٰنِ نُقَيِّضْ لَهُ شَيْطَانًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ** (الزخرف، ع ۴) ترجمہ: جو شخص رحمٰن کے ذکر سے اندھا ہو جائے ہم اس پر ایک شیطان

مسلط کر دیتے ہیں، پس وہ ہر وقت اس کے ساتھ رہتا ہے۔

آخر میں اتنا کچھ لکھنے کے بعد میں اپنے دینی بھائیوں سے یہی کہوں گا کہ اب بھی وقت نہیں آیا کہ خلوص دل سے مولیٰ تعالیٰ کے ذکر کو اپنا کر فلاحِ دارین پالیں۔ أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَن تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ (سورۂ حدید، ع ۲۴) کیا ایمان والوں کے لئے اس کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کے ذکر کے لئے جھک جائیں؟۔

اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے حبیب وخلیل سیدنا ومولانا محمد رسول اللہ ﷺ و ہمہ پیرانِ طریقت رضی اللہ عنہم کے وسیلہ سے ہر کلمہ گو مسلمان کو اپنے ذکر کی لذت وحلاوت سے سرفراز فرمائے۔آمین ثم آمین۔

وہ لوگ جن کی یہ عادت ہے کہ بزرگانِ دین کی ہر بات کو ہدفِ ملامت بنائیں اور صوفیہ کی تعلیمات پر اعتراض کریں اور ہر معاملہ میں قرآن کا حوالہ طلب کریں۔ہم نے ایسے حضرات کے لئے قرآن کی نورانی آیتیں کھول کر بیان کر دیں۔اب شمع رسالت کے پروانوں کے لئے ذخیرۂ احادیث سے اللہ تبارک وتعالیٰ کے ذکر کے متعلق حقیقت آفریں ہدایات پیش کر رہے ہیں۔

حدیث شریف کی کوئی کتاب بھی ایسی نہیں کہ اس مبارک ذکر سے خالی ہو اس لئے جملہ احادیث کا بیان کر دینا تو ممکن نہیں، ہاں نمونہ وعمل کے لئے ایک آیت اور ایک حدیث بھی کافی ہے۔اور جس کو عمل ہی نہیں کرنا ہے اس کے لئے دفتر کے دفتر بھی بے کار ہیں۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ دنیا میں ہے سب ملعون ہے مگر اللہ کا ذکر اور وہ چیز جو اس کے قریب ہو اور عالم اور طالب علم۔ (ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

دنیا اور کاروبار دنیا میں اللہ تعالیٰ کو ذکر اور ذکر سے قریب یعنے متعلقہ امور اور عالم اور طالب علم کے سوا کوئی شئے پسند نہیں، ذکر وہ عظیم شئے ہے کہ اس کی بدولت ملعون دنیا محبوب بن سکتی ہے۔ایک حدیث میں آیا ہے کہ:

''میں ایسی جماعت کے ساتھ بیٹھوں جو صبح کی نماز کے بعد آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول ہو، مجھے زیادہ پسند ہے اس سے کہ چار عرب غلام آزاد کروں۔ اسی طرح ایسی جماعتوں کے ساتھ بیٹھوں جو عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے یہ زیادہ پسند ہے کہ چار غلام آزاد کروں۔

ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص صبح کی نماز جماعت سے پڑھے پھر آفتاب نکلنے تک اللہ کے ذکر میں مشغول رہے اور پھر دو رکعت نفل پڑھے، اس کو ایسا ثواب ملے گا جیسا کہ حج اور عمرہ پر ملتا ہے اور حج اور عمرہ بھی وہ جو کامل ہو۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ میں ایک جماعت کے ساتھ صبح کی نماز کے بعد سے آفتاب نکلنے تک ذکر میں مشغول رہوں یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک ایک جماعت کے ساتھ ذکر میں مشغول رہوں، یہ مجھے دنیا اور دنیا کی تمام چیزوں سے زیادہ پسند ہے، انہی وجوہ سے صبح کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اوراد کا معمول ہے اور حضرات صوفیاء کے یہاں تو ان دونوں وقتوں کا خاص اہتمام ہے کہ صبح کی نماز کے بعد اذکار و اشغال میں اہتمام فرماتے ہیں اور عصر کے بعد اوراد کا اہتمام فرماتے ہیں۔

مدوّنہ میں مالک رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ فجر کی نماز کے بعد طلوع آفتاب تک باتیں کرنا مکروہ ہے۔ اور حنفیہ میں ہے صاحبِ درمختار نے بھی اس وقت باتیں کرنا مکروہ لکھا ہے۔

حضرت عبدالرحمٰن ابن سہیل ابن حنیف رضی اللہ عنہ نے نقل ہے کہ نبی محترم ﷺ اپنے گھر میں تشریف فرما تھے کہ آیت پاک، **وَاصْبِرْ نَفْسَکَ مَعَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدَاةِ وَالْعَشِیِّ یُرِیْدُوْنَ وَجْهَهُ وَلَا تَعْدُ عَیْنَاکَ عَنْهُمْ تُرِیْدُ زِیْنَةَ الْحَیَاةِ الدُّنْیَا وَلَا تُطِعْ مَنْ أَغْفَلْنَا قَلْبَهُ عَنْ ذِکْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ وَکَانَ أَمْرُهُ فُرُطًا** (کہف ع۴) آپ اپنے آپ کو ان لوگوں کے ساتھ بیٹھنے کا پابند رکھا کیجئے جو صبح شام اپنے رب کو پکارتے ہیں۔ (اس کا ذکر کرتے ہیں) محض اس کی رضا جوئی کے لئے اور محض دنیا کی رونق

کے خیال سے آپ کی نظر (اور توجہ) ان سے ہٹنے نہ پائے (دنیا کی رونق سے یہ مراد ہے کہ رئیس و امیر مسلمان ہو جائیں تو اسلام کو فروغ ہو) اور آپ ایسے شخص کا کہنا نہ مانیں جس کا دل ہم نے اپنے ذکر سے غافل رکھا ہے۔ اور وہ اپنی خواہشات کا غلام ہے اور اس کا حال حد سے بڑھ گیا ہے''۔ نازل ہوئی تو حضور اکرم ﷺ ان لوگوں کی تلاش مین نکلے ایک جماعت کو دیکھا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول ہے بعض لوگ ان میں بکھرے ہوئے بالوں والے ہیں اور خشک کھالوں والے اور صرف ایک کپڑے والے ہیں (کہ ننگے بدن صرف ایک لنگی ان کے پاس ہے جب حضور اکرم ﷺ نے ان کو دیکھا تو ان کے پاس بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا کہ ''تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں جس نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ خود مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ (ابن جریر، طبرانی، ابن مردویہ)۔

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو تلاش فرمایا تو مسجد کے آخری حصہ میں بیٹھے ہوئے پایا کہ اللہ کے ذکر میں مشغول تھے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں کہ جس نے میری زندگی ہی میں ایسے لوگ پیدا فرمائے کہ مجھے ان کے پاس بیٹھنے کا حکم ہے۔ پھر فرمایا: تم ہی لوگوں کے ساتھ زندگی ہے اور تمہارے ہی ساتھ مرنا ہے۔ یعنے جینے اور مرنے کے ساتھی اور رفیق تم ہی لوگ ہو۔

اللہ تعالیٰ تبارک وتعالیٰ کی بندگی اور رسالت مآب ﷺ کی اطاعت کا دعویٰ کرنے والو ،سنو! یہ کیسی روح پرور، ایمان آفریں اور دل و جاں نواز خوشخبری ہے کہ اللہ کے حبیب و خلیل افضل الانبیاء، تاجدارِ اصفیاء سیدنا و مولانا احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کو تلاش فرما رہے ہیں، ان کے ساتھ اپنی ہم نشینی اور رفاقت پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا فرما رہے ہیں جن کی ایک جھلک دیکھ لینا اہل ایمان کے محبت کی معراج ہے۔ وہ ذاکرین کو تلاش فرما کر اپنی خوشنودی اور اپنی ہم نشینی کی بشارت دے رہے ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر مر مٹنے والوں کے لئے کیا ذکر کی فضیلت کے لئے کسی اور بیان کی ضرورت باقی ہے؟

ایک حدیث میں ہے کہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی ایک جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول تھی کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لائے تو یہ لوگ چپ ہوگئے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ کیا کررہے تھے؟ عرض کیا ذکر الٰہی میں مشغول تھے، حضور ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا کے رحمت الٰہی تم لوگوں پر اتر رہی ہے، تو میرا بھی دل چاہا کہ تمہارے ساتھ شرکت کروں، پھر ارشاد فرمایا کہ الحمدللہ، اللہ تبارک وتعالیٰ نے میری امت میں ایسے لوگ پیدا کئے جن کے پاس بیٹھنے کا مجھے حکم ہوا۔

ابراہیم نخعی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ **الذین یدعون** سے مراد ذکر کرنے والوں کی جماعت ہے۔ قرآن واحادیث کے انہی جیسے احکام سے صوفیاء نے یہ قاعدہ بنایا کہ مشائخ کو بھی مریدین کے پاس بیٹھنا ضروری ہے، اس کے علاوہ قلوب کے اجتماع کو اللہ تبارک وتعالیٰ کی رحمت ورافت کے متوجہ کرنے میں خاص دخل ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حجۃ اللہ البالغہ میں متعدد جگہ اس مضمون کو اہتمام سے ارشاد فرمایا ہے۔ یہ سب اس جماعت کے بارے میں ہے جو اللہ کا ذکر کرنے والی ہو کہ احادیث میں کثرت سے اس کی ترغیب آئی ہے، اس کے بالمقابل اگر کوئی شخص غافلین کی جماعت میں پھنس جائے اور اس وقت ذکر میں مصروف ہو تو اس کے بارے میں بھی احادیث میں کثرت سے فضائل آئے ہیں۔

ایسے موقع پر آدمی کو اور بھی زیادہ اہتمام اور توجہ کے ساتھ اللہ کے ذکر میں مشغول ہونا چاہئے تاکہ ان کی نحوست سے محفوظ رہے۔ احادیث میں آیا ہے کہ غافلوں کی جماعت میں اللہ کا ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسا کہ جہاد میں بھاگنے والوں کی جماعت میں سے کوئی جم کر مقابلہ کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ غافلوں میں ذکر کرنے والا ایسا ہے جیسے بھاگنے والوں کی طرف سے کفار کا مقابلہ کرے نیز وہ ایسا ہے جیسے اندھیرے گھر میں چراغ، نیز وہ ایسا ہے

جیسے پت جھڑ والے درختوں میں کوئی سرسبز اور شاداب درخت ہو، ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ اس کا جنت کا گھر پہلے ہی دکھا دیں گے اور ہر آدمی اور حیوان کی برابر اس کی مغفرت کی جائے گی۔

سلسلہ عالیہ قادریہ قدیریہ سے وابستہ لاکھوں مریدین غور فرمائیں کہ حق سبحانہ نے ہمیں سیّدی وسندی مرشدی ومولائی حضور خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے توسط سے کلمہ طیبہ پر عمل کی لازوال دولت کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے ہر دم اور ہر حال میں ذکر بالقلب کی وہ سرمدی متاعِ بے بہا عطا فرمائی حدیث نبوی ﷺ کے مصداق اللہ تعالیٰ کے بے کراں الطاف وعنایات کے حقدار ہوں گے۔ آج گناہوں سے بھری ہوئی اس دنیا میں جہاں ہر طرف غافلوں کے سوا کوئی نہیں آپ جہاں بھی ٹھہر کر ذکر کریں گے ان شاء اللہ تعالیٰ حدیث شریف کے مطابق رحمتِ الٰہی کے سزاوار ہوں گے۔

حضرت عبداللہ ابن عباس سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو تم میں سے راتوں کو محنت کرنے سے عاجز ہو اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہیں کیا جاتا ہو اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں بھی شرکت نہ کر سکتا ہو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔ (طبرانی، بیہقی، بزاز)

آج کے پرآشوب دور میں جبکہ جہاد زکوٰۃ اور نفل عبادتیں برائے نام رہ گئی ہیں، اللہ کا ذکر کتنی بڑی نعمت ہے کہ اس سے ہر قسم کی کوتاہیوں کو تلافی ہو جاتی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ کا ذکر ایمان کی علامت ہے اور نفاق سے برأت ہے، شیطان سے حفاظت ہے اور آگ سے بچاؤ ہے۔

انہی منافع کی وجہ سے اللہ کا ذکر بہت سی عبادتوں سے افضل قرار دیا گیا ہے، بالخصوص شیطان کے تسلط سے بچنے میں اس کا خاص دخل ہے، ایک حدیث میں آیا ہے کہ شیطان گھٹنے جمائے ہوئے آدمی کے دل پر مسلط رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو یہ عاجز وذلیل ہو کر پیچھے ہٹ جاتا ہے، آدمی غافل ہوتا ہے تو یہ وسوسے ڈالنا شروع کر دیتا ہے، اسی لئے صوفیائے کرام ذکر کی کثرت کراتے ہیں تاکہ قلب میں اس کے وساوس کی گنجائش نہ رہے اور

قلب اتنا قوی ہوجائے کہ شیطان کا مقابلہ کرسکے۔

یہی راز ہے کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو حضور اکرم ﷺ کے فیضانِ صحبت سے یہ قوت قلبیہ اعلیٰ درجہ پر حاصل تھی کہ ان کو ضربیں لگانے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی، حضور اکرم ﷺ کے زمانہ سے جتنا بُعد ہوتا گیا اتنی ہی قلب کے لئے اس مقویٔ قلب خمیرہ کی ضرورت بڑھتی گئی۔اب قلوب اس درجہ ماؤف ہوچکے ہیں کہ بہت سے علاج سے بھی وہ درجہ قوت کا تو حاصل نہیں ہوتا لیکن جتنا بھی ہوجاتا ہے بسا غنیمت ہے۔

ایک بزرگ کا قصہ نقل کیا ہے کہ انہوں نے حق سبحانہٗ سے دعا کی کہ شیطان کے وسوسہ ڈالنے کی صورت ان پر منکشف ہوجائے کہ کس طرح وسوسہ ڈالتا ہے تو انہوں نے دیکھا کہ دل کے بائیں طرف مونڈھے کے پیچھے مچھر کی شکل سے بیٹھا ہوا ہے، ایک لمبی سی سونڈ منہ پر ہے جس کو سوئی کی طرح سے دل کی طرف لے جاتا ہے، دل کو ذاکر پاتا ہے تو جلدی سے اس سونڈ کو کھینچ لیتا ہے اور دل کو غافل پاتا ہے تو اس سونڈ کے ذریعہ وساوس اور گناہوں کا زہر دل کے اندر داخل کردیتا ہے۔

ایک حدیث میں بھی یہ مضمون آیا ہے کہ شیطان اپنی ناک کا اگلا حصہ آدمی کے دل پر رکھے ہوئے بیٹھا رہتا ہے، جب وہ اللہ کا ذکر کرتا ہے تو ذلت سے پیچھے ہٹ جاتا ہے اور جب وہ غافل ہوتا ہے تو اس کے دل کو لقمہ بنالیتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: کہ حق سبحانہٗ کا فرمان ہے کہ میں اپنے بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کے وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں، بس اگر وہ مجھے اپنے دل سے یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور وہ اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر (یعنی فرشتوں کے) مجمع میں ذکر کرتا ہوں۔اگر بندہ میری طرف ایک بالشت متوجہ ہوجاتا ہے تو میں ایک ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوجاتا ہوں، اور اگر وہ ایک ہاتھ بڑھتا ہے تو میں دو ہاتھ اس کی طرف متوجہ ہوتا ہوں اور اگر میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس

کی طرف دوڑ کر جاتا ہوں۔ (بخاری، مسلم، امام احمد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، بیہقی)۔

حدیث شریف سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندہ کے ساتھ اس کے گمان کے موافق معاملہ کرتا ہے، جب یہ بات ثابت ہوگئی تو کسی بھی حالت میں اللہ تعالیٰ کے لطف و کرم کی امید کرنی چاہیئے اور اس کی رحمت سے کبھی بھی مایوس نہ ہونا چاہیئے، ہم لاکھ گنہ گار سہی لیکن مالک الملک کی رحمت بھی محدود نہیں، غلام کو ہمیشہ اپنے آقا کے لطف و کرم کی امید رکھنی چاہیئے، کسی عارف نے کیا اچھی بات کہی ہے:

شاہا زکرم بر من درویش نگر　　بر حال من خستہ و دل ریش نگر

ہر چند نیم لائق بخشائش تو　　بر من منگر بر کرمِ خویش نگر

اے شہنشاہِ ارض و سما اپنے کرم سے مجھ فقیر کو دیکھ، میری خستہ حالی اور دل شکستگی پر نظر فرما، ہر چند کہ میں تیری بخشش کا سزاوار نہیں ہوں لیکن اے کریم و کارساز تو مجھے نہیں بلکہ اپنے کرم کو دیکھ اور میری بخشش فرما۔ آمین،

ارشادِ خداوندی ہے کہ وہ اگر مجھے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی اس کو اپنے دل میں یاد کرتا ہوں۔ اگر وہ میری طرف چل کر آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑ کر چلتا ہوں۔ اللہ مشائخ پر اپنی رحمت کاملہ نازل فرمائے۔ دین کو اور حق سبحانہٗ کے منشاء کو جیسا ان حضرات نے سمجھا اس کی نظیر ممکن نہیں۔

علمائے دین ایک مسلمان کو فرائض و واجبات کی ادائی کے بعد زبانی ذکر و تلاوت کے علاوہ اور کیا بتا سکتے ہیں، نفس، قلب اور روح و سر کی کنجی تو صرف مشائخ رکھتے ہیں، جو مرید زبان سے، قلب سے روح سے اپنے تمام وجود سے حق سبحانہٗ کو یاد کر رہا ہو اسے مولیٰ تعالیٰ بھی کس کس انداز سے یاد فرمائے گا، اس کی لذت تو اہل طریقت ہی جانتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ میرا بندہ جب تک مجھے یاد کرتا رہتا ہے میں اس کے ہمراہ ہوتا ہوں، وہ خوش نصیب جن کو اپنے مشائخ سے ذکر بالقلب کی دولت نصیب ہوتی ہے اور جن کی ہر سانس اپنے معبود کے ذکر میں صرف ہوتی ہے اس سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کے قرب و معیت

کی دولت اورکون پا سکتا ہے، یہی وجہ ہے کہ اولیا اللہ کو **لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ** کے لافانی اعزاز سے نوازا گیا۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک مرتبہ سید الکونین ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا کہ کیا میں تم کو ایسی چیز نہ بتاؤں جو تمام اعمال میں بہترین چیز ہے اور تمہارے مالک کے نزدیک سب سے زیادہ پاکیزہ اور تمہارے درجوں کو بہت زیادہ بلند کرنے والی اور سونے چاندی کو (راہِ خدا میں) خرچ کرنے سے بھی زیادہ بہتر اور (جہاد میں) تم دشمنوں کو قتل کرو وہ تم کو قتل کریں اس سے بھی کہیں بڑھ کر ہو، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا ضرور بتلایئے، آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: (وہ) اللہ کا ذکر ہے۔

یوں تو احادیث میں صدقہ، جہاد وغیرہ کی بھی بڑی فضیلت بیان کی گئی ہے لیکن ان کی ضرورتیں وقتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کا ذکر دائمی ہے، اور سب سے زیادہ اہم اور سب سے زیادہ افضل ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ہر چیز کے لئے ایک صیقل (میل کچیل صاف کرنے والی چیز) ہوتی ہے اور دلوں کی صفائی کرنے والی چیز (صیقل) اللہ کا ذکر ہے، اور کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر اللہ کے عذاب سے بچانے والی نہیں، حدیث میں چونکہ ذکر کو دل کی صفائی کا ذریعہ بتایا گیا ہے، اس سے بھی اللہ کے ذکر کا سب سے افضل ہونا ثابت ہوتا ہے، اس لئے کہ ہر عبادت اسی وقت عبادت ہو سکتی ہے جب اخلاص سے ادا ہو، اور اخلاص کا مدار دلوں کی صفائی پر ہے، اسی وجہ سے صوفیاء نے کہا ہے کہ اس حدیث میں ذکر سے مراد ذکرِ قلبی ہے نہ کہ ذکرِ لسانی، اور ذکرِ قلبی یہ ہے کہ دل ہر وقت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو جائے اور اس میں کیا شک ہے کہ یہ حالت عبادتوں سے افضل ہے، اس لئے کہ جب یہ حالت ہو جائے تو پھر کبھی عبادت چھوٹ ہی نہیں سکتی کہ سارے اعضائے ظاہری و باطنی دل کے تابع ہیں اور دل جس چیز کے ساتھ وابستہ ہو جاتا ہے سارے ہی اعضاء اس کے ساتھ ہو جاتے ہیں۔

مملکت بدن میں کسی عضو کی مجال نہیں کہ سلطان الاعضاء کی حکم عدولی کرے اور یہ مشہور بات ہے کہ رعایا اپنے بادشاہ کے دین وملت پر عمل پیرا ہوتی ہے، کاش عبادت کرنے

والے دل کا مقام بھی جانیں۔ میرے حضور قبلہ مرشدی ومولائی حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری وچشتی یمنی مدظلہ العالی اپنے مریدین کو افضل الذکر کلمہ، لَآ اِلٰــــهَ اِلَّا الــلّٰــــهُ مُـحَمَّدٌرَّسُوْلُ اللّٰهِ ،اس طرح بالقلب ادا کرواتے ہیں کہ دل کی ہر دھڑکن توحید ورسالت کی شہادت دینے لگتی ہے، یہ ذکر بالقلب کا ہی اعجاز ہے کہ آج بھی سینکڑوں اہلِ سلسلہ نیند کی حالت میں بھی کلمہ طیبہ کے ذاکر ہیں، کسی عارف نے کیا خوب کہا ہے:

نفس کی آمدوشُد ہے نمازِ اہلِ یقین　　　جو یہ قضا ہو تو پھر دوستو قضا سمجھو

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص اللہ پاک کا ذکر کرتا ہے اور جو نہیں کرتا ان دونوں کی مثال زندہ اور مردے کی سی ہے کہ ذکر کرنے والا زندہ ہے اور ذکر نہ کرنے والا مردہ ہے۔(بخاری، مسلم، بیہقی)

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو اللہ تبارک وتعالیٰ کا ذکر نہیں کرتا وہ زندہ بھی مُردے ہی کے حکم میں ہے۔اس کی زندگی بھی بے کار ہے ؎

زندگانی نتواں گفت حیاتے کہ مراست
زندہ آنست کہ یاروست وصالے دارد

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: قَالَ اَكْثِرُوْا ذِكْرَ اللّٰهِ حَتّٰى يَقُوْلُوْا مَجْنُوْنٌ. کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ مجنون کہنے لگیں۔اُذْكُـرُ اللهَ ذِكْرًا يَقُوْلُ الْمُنَافِقُوْنَ اِنَّكُمْ مُّرَاؤُوْنَ. (طبرانی، بیہقی)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کا ذکر ایسی کثرت سے کیا کرو کہ لوگ تمہیں مجنون کہنے لگیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ ایسا ذکر کرو کہ منافق تمہیں ریاکار کہنے لگیں۔

تاکید ہے کہ اتنی کثرت سے اللہ پاک کا ذکر کرو کہ لوگ دیوانہ بول اٹھیں۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ بیوقوفوں اور منافقوں کے پاگل یا ریاکار کہنے سے ایسی بڑی دولت چھوڑ نا نہ چاہئے بلکہ اس کثرت اور اہتمام سے اللہ کا ذکر کرنا چاہئے کہ لوگ تم کو پاگل سمجھ کر تمہارا پیچھا

چھوڑ دیں، اور مجنوں جب ہی کہا جائے گا جب نہایت کثرت اور پوری یکسوئی کے ساتھ ذکر ہو اور ذکر کے سوا کسی اور شئے کا ہوش نہ رہے۔

ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حق سبحانہ وتعالیٰ نے کوئی چیز بندوں پر ایسی فرض نہیں فرمائی جس کی کوئی حد مقرر نہ کردی ہو اور پھر اس کے عذر کو قبول نہ فرمالیا ہو بجز اللہ کے ذکر کے کہ نہ اس کی کوئی حد مقرر فرمائی نہ عقل رہنے تک کسی کو معذور قرار دیا۔ چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: اُذْکُرُوا اللّٰہَ ذِکْرًا کَثِیْرًا۔ اللہ پاک کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو۔ رات میں، دن میں، جنگل میں، دریا میں، سفر میں، حضر میں، فقر میں، تونگری میں، بیماری میں، صحت میں آہستہ پکار کر دل میں خیال میں اٹھتے بیٹھتے اور لیٹے ہوئے ہر حال میں اللہ کا ذکر جاری وساری رہے۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے منبہات میں لکھا ہے کہ حضرت سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے، وَکَانَ تَحْتَهُ کَنْزٌ لَّهُمَا، کے متعلق منقول ہے کہ وہ سونے کی ایک تختی تھی جس میں سات سطریں لکھی ہوئی تھیں جن کا ترجمہ یہ ہے:

۱) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت کو جانتا ہو پھر ہنسے۔

۲) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہے کہ دنیا آخر ایک دن ختم ہونے والی ہے پھر بھی اس میں رغبت کرے۔

۳) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو یہ جانتا ہو کہ ہر چیز مقدر سے ہے پھر بھی کسی چیز کے جاتے رہنے پر افسوس کرے۔

۴) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو آخرت میں حساب کا یقین ہو پھر بھی مال جمع کرے۔

۵) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جہنم کی آگ کا علم ہو پھر بھی گناہ کرے۔

۶) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اللہ کو جانتا ہو پھر کسی اور چیز کا ذکر کرے۔

۷) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو جنت کی خبر ہو پھر دنیا میں کسی چیز سے راحت پائے۔

حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کیا ہے کہ حضرت جبرئیل مجھے اللہ کے ذکر کی اس قدر تاکید کرتے رہے کہ مجھے یہ گمان ہونے لگا کہ ذکر کے بغیر کوئی چیز نفع نہ دے گی۔

ان سب روایات سے معلوم ہوا کہ ذکر کی جتنی بھی کثرت ممکن ہو اس میں کوئی کمی نہ کی جائے۔

حضرت عبداللہ ذوالبجادین رضی اللہ عنہ ایک صحابی تھے جو لڑکپن میں یتیم ہو گئے تھے، اپنے چچا کے پاس رہتے تھے، چچا بھی بڑی شفقت و محبت سے رکھتا تھا، حضرت عبداللہ گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے تو چچا کو خبر ہو گئی، اس نے غصہ میں بالکل ننگا کر کے اپنے گھر سے نکال دیا، ماں بھی آپ کے مسلمان ہونے سے ناراض تھی لیکن ماں تھی، ایک موٹی سی چادر آپ کو ننگا دیکھ کر دے دی جس کو حضرت عبداللہ نے دو ٹکڑے کر کے ایک سے ستر ڈھکا اور دوسرا اوپر ڈال لیا اور مدینہ طیبہ پہنچ گئے، آقائے نامدار ﷺ کے آستانۂ عالیہ پر پڑے رہا کرتے تھے اور بہت کثرت سے بلند آواز کے ساتھ ذکر کیا کرتے تھے، آپ کو دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ کیا یہ شخص ریا کار ہے کہ اس طرح آواز سے ذکر کرتا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: نہیں یہ اَوَّابِین میں ہے (یعنی اللہ کی طرف جھکنے اور توجہ رکھنے والوں میں ہے) غزوۂ تبوک میں شہید ہوئے، صحابہ رضی اللہ عنہ نے دیکھا کہ رات کو قبروں کے قریب چراغ جل رہا ہے، قریب جا کر دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ قبر میں اترے ہوئے ہیں، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو ارشاد فرما رہے ہیں کہ لاؤ اپنے بھائی کو مجھے پکڑا دو، دونوں جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنہما نے حضرت عبداللہ کی نعش کو پکڑا دیا، دفن کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے اللہ میں اس سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو جا، حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ سارا منظر دیکھ کر مجھے تمنا ہوئی کہ کاش یہ نعش میری ہوتی۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ بعض آدمی ذکر کی کنجیاں ہیں کہ جب ان کی صورت دیکھی جائے تو اللہ کا ذکر کیا جائے، یعنی ان کی صورت دیکھ کر ہی اللہ کا ذکر یاد آئے، ایک حدیث میں

ہے کہ تم میں بہترین شخص وہ ہے جس کے دیکھنے سے اللہ تعالیٰ کی یاد آئے ،اوراس کے کلام سے علم میں اضافہ ہواوراس کے اعمال سے آخرت کی رغبت پیدا ہو۔ایک حدیث میں ہے کہ اللہ کے ولی وہ لوگ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ یاد آئے ،ایک حدیث میں ہے تم میں بہترین لوگ وہ ہیں جن کو دیکھ کر اللہ کی یاد تازہ ہو،اور یہ بات جب ہی حاصل ہوسکتی ہے جب کوئی شخص کثرت سے ذکرالٰہی کا عادی ہواور جس کو خود ہی ذکر کی توفیق نہ ہواس کو دیکھ کر کیا کسی کو اللہ کی یاد آسکتی ہے۔

حضرت فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ کسی عمل کو اس وجہ سے نہ کرنا کہ لوگ دیکھیں گے یہ بھی ریا میں داخل ہے اوراس وجہ سے کسی عمل کو کرنا تا کہ لوگ دیکھیں یہ شرک میں داخل ہے۔

خوش نصیب ہے وہ ذاکر جوشرک اور ریا دونوں سے بچ کر حق سبحانہٗ کے ذکر میں قلب اور روح کے ساتھ دنیا ومافیھا سے بے نیاز ہوجائے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ سات آدمی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اپنے سائے میں ایسے دن جگہ عنایت فرمائے گا جس دن اس کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا:۔(۱) ایک عادل بادشاہ،(۲) وہ جوان جو جوانی میں اللہ کی عبادت کرتا ہو،(۳) وہ شخص جس کے دل میں ہمیشہ مسجد کا خیال رہتا ہو،(۴) وہ دو شخص جن میں اللہ ہی کے واسطے محبت ہواوراسی کے لئے ملیں اور اسی کے لئے جدا ہوں،(۵) وہ شخص جس کو کوئی حسین شریف عورت اپنی طرف مائل کرے اور وہ کہہ دے کہ مجھے اللہ کا ڈر مانع ہے،(٦) وہ شخص جو ایسے مخفی طریق سے صدقہ دے کہ دوسرے ہاتھ کو بھی خبر نہ ہو،(۷) وہ شخص جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور آنسو بہنے لگیں۔(بخاری، مسلم)۔

حدیث شریف میں آنسو بہنے کا مطلب یہ ہے کہ اپنے معاصی اور گناہوں کو یاد کر کے دیدہ و دانستہ رونے لگے ، اور دوسرا مطلب یہ بھی ہوسکتا ہے کہ غلبۂ شوق میں بے اختیار آنکھوں سے آنسو نکلنے لگے۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ ایک بزرگ کا مقولہ لکھتے ہیں، وہ فرماتے ہیں مجھے

معلوم ہو جاتا ہے کہ میری کونسی دعا قبول ہوئی ۔لوگوں نے پوچھا کہ کس طرح معلوم ہوتا ہے؟ فرمانے لگے جس دعا سے بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں ، دل دھڑکنے لگتا ہے اور آنکھوں سے آنسو بہنے لگتے ہیں وہ دعا قبول ہوتی ہے۔

حدیث شریف میں ان سات آدمیوں میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جو تنہائی میں اللہ کا ذکر کرے اور رونے لگے ،اس شخص میں دوخوبیاں جمع ہیں اور دونوں اعلیٰ درجہ کی ہیں ،ایک اخلاص کی کہ تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے میں مشغول ہوا ، دوسرے اللہ کا خوف یا شوق کہ دونوں میں رونا آتا ہے اور دونوں کمال ہیں ،کسی نے کیا خوب کہا ہے:

ہمارا کام ہے راتوں کو رونا یادِ دلبر میں ہماری نیند ہے محوِ خیال یار ہو جانا

حدیث کے الفاظ میں رَجُلٌ ذَكَرُ اللّٰهَ خَالِياً ،یعنی ایک وہ آدمی جو اللہ کا ذکر کرے اس حال میں کہ خالی ہو ،صوفیاء نے خالی ہونے کے دو مطلب لکھے ہیں ایک یہ کہ آدمیوں سے خالی ہو جس کے معنی تنہائی کے ہیں ، یہ عام مطلب جو محدثین بیان کرتے ہیں ، دوسرے یہ کہ دل اغیار سے خالی ہو ،صوفیاء کا ارشاد ہے کہ اصل خلوت یہی ہے ،اس لئے اکمل درجہ تو یہ ہے کہ دونوں خلوتیں حاصل ہوں ،لیکن کوئی شخص مجمع میں ہو اور دل غیروں سے بالکل خالی ہو اور ایسے وقت اللہ کے ذکر سے کوئی شخص رونے لگے تو بھی اس میں داخل ہے کیونکہ مجمع کا ہونا نہ ہونا اس کے حق میں برابر ہے۔

حضرت قبلہ سیدی وسندی و مرشدی ومولائی حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی مدظلہ العالی کے تربیت یافتہ حلقہ بگوش شاہد و واقف ہیں کہ حضور قبلہ مدظلہ العالی کی تعلیمات میں قلب کی یکسوئی کو اولیت حاصل ہے ، لاکھوں وابستگانِ سلسلہ عالیہ بھی کلمہ طیبہ کا بالقلب تصدیق کی بدولت تمام وساوس اور لایعنی تفکرات سے چھٹکارا پا کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کی دائمی نعمتوں سے فیضیاب ہو رہے ہیں اور عام مقامات پر بھی خلوت ہی کی طرح اللہ تعالیٰ کے ذکر سے تزکیۂ نفس تصفیۂ قلب، تجلیہ روح اور تخلیہ سر کے فیوض و برکات سے استفادہ کر رہے ہیں ، یہ حضور ممدوح کی تعلیمات ہی کا ثمرہ ہے دل اغیار کے التفات سے خالی ہو کر ذکرِ

الٰہی کے نور سے آفتاب عالمتاب کی طرح جگمگانے لگتا ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ کا ہزار ہزار شکرو احسان کہ فیضانِ قدیری نے لاکھوں قادری غلاموں کو رجل ذکر اللہ خالیا کی نعمتِ عظمٰی سے سرفراز فرما کر قیامت کے دن سایۂ رحمت الٰہی کا امیدوار بنا دیا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ.

میں کیسے بھول جاؤں اس سخی داتا کو اے صابر
نظر ملتے ہی جس نے دولت کون و مکاں دے دی
(شاہینؔ)

بے شک اللہ کی یاد میں یا اس کے خوف سے رونا بڑی ہی دولت ہے، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتیٰ وہ اس وقت تک جہنم میں نہیں جا سکتا کہ دودھ تھنوں میں واپس جائے اور ظاہر ہے کہ یہ ناممکن ہے۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص اللہ کے خوف سے روئے حتی کہ اس کے اس کے آنسوؤں میں سے کچھ زمین پر ٹپک جائے تو اس کو قیامت کے دن عذاب نہیں ہوگا۔ ایک حدیث میں ہے کہ دو آنکھوں میں جہنم کی آگ حرام ہے، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے خوف سے روئی ہو اور دوسری وہ جو اسلام اور مسلمانوں کی کفار سے حفاظت کرنے میں جاگی ہو۔

ایک حدیث میں ہے، جو شخص تنہائی میں اللہ کا ذکر کرنے والا ہو وہ ایسا ہے جیسے اکیلا کفار کے مقابلہ میں چل پڑا ہو۔

حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ ایک صحابی نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! شریعت کے احکام تو بہت سے ہیں ہی مجھے ایک چیز کوئی ایسی بتا دیجئے جس کو میں اپنا دستور اور مشغلہ بنالوں (یعنے جسے بطور خاص اپنالوں) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تو ہر وقت اللہ کے ذکر سے رطب اللسان رہے۔ (ابن ابی شیبہ، امام احمد، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی وغیرھم)۔

شریعت کے احکام بہت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر حکم کی بجا آوری ضروری ہے لیکن ہر چیز میں کمال پیدا کرنا اور اس کو مستقل مشغلہ بنانا دشوار ہے، اس لئے ان میں سے ایک چیز جو سب سے اہم ہو مجھے ایسی بتا دیجئے کہ اسے دائمی طور پر اپنا مشغلہ بنالوں اور ہر وقت چلتے

پھرتے اٹھتے بیٹھتے، آبادی و جنگل میں ہمیشہ کرتا رہوں، اللہ کے رسول ﷺ نے جواب دیا ایسی مہتم بالشان، افضل و اکمل چیز اللہ کا ذکر ہے جو کسی حالت میں بھی چھوٹنے نہ پائے۔

سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو اہل یمن کی تبلیغ و تعلیم کے لئے امیر بنا کر بھیجا تو آپ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو کچھ وصیتیں بھی فرمائی تھیں اور حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے بھی حضور اکرم ﷺ سے کچھ سوالات کئے تھے اسی ضمن میں حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جدائی کے وقت جو آخری گفتگو حضور اکرم ﷺ سے ہوئی وہ یہ تھی، ''میں نے دریافت کیا کہ سب اعمال میں اللہ تعالیٰ کے نزدیک محبوب ترین عمل کیا ہے؟ حضور رحمۃ للعالمین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس حال میں تیری موت آئے کہ تو اللہ کے ذکر میں رطب اللسان ہو۔ (ابن ابی الدنیا، بزاز، ابن حبان، طبرانی، بیہقی)

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محبت اللہ تعالیٰ سے محبت کی علامت ہے اور اللہ تعالیٰ سے بغض کی علامت اس کے ذکر سے بغض ہے، حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جن لوگوں کی زبان اللہ تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر و تازہ رہتی ہے، وہ جنت میں ہنستے ہوئے داخل ہوں گے۔

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ قیامت کے دن ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ عقل مند لوگ (اُولُوا الْاَلْبَابُ) کہاں ہیں، لوگ پوچھیں گے کہ اولوا الالباب سے کون مراد ہیں، جواب ملے گا وہ لوگ جو اللہ کا ذکر کھڑے بیٹھے اور لیٹے ہوئے کرتے تھے، (یعنی ہر حال میں اللہ کا ذکر کرتے رہتے تھے) اور آسمانوں اور زمینوں کے پیدا ہونے میں غور کرتے تھے اور کہتے تھے کہ یا اللہ آپ نے یہ سب بے فائدہ تو پیدا کیا ہی نہیں، ہم آپ کی تسبیح کرتے ہیں، آپ ہم کو جہنم کی آگ سے بچا لیجئے، اس کے بعد ان لوگوں کے لئے ایک جھنڈا بنایا جائے گا جس کے زیر سایہ سب جائیں گے اور ان سے کہا جائے گا ہمیشہ کے لئے جنت میں داخل ہو جاؤ۔ (اصبہانی)۔

ابن ابی الدنیا نے ایک مرسل روایت نقل کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ ایک مرتبہ صحابہ کی ایک جماعت کے پاس تشریف لے گئے جو چپ چاپ بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد

فرمایا: کیا بات ہے کس سوچ میں بیٹھے ہو؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا مخلوقاتِ الٰہیہ کی سوچ میں ہیں، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں اللہ کی ذات میں غور نہ کیا کرو کہ (وہ وراء الوراء ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات وہم و قیاس سے بہت بلند و برتر ہے، اس کی ذات کے بارے میں سوچ و فکر کرنا گمراہی ہے) البتہ اس کی مخلوقات میں غور کیا کرو۔

کسی نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے عرض کیا کہ حضور اکرم ﷺ کی کوئی عجیب بات سنا دیجئے۔ آپ نے فرمایا کہ حضور اکرم ﷺ کی کونسی بات ایسی تھی جو عجیب نہ تھی، ایک مرتبہ رات کو تشریف لائے میرے بستر پر میرے لحاف میں لیٹ گئے، پھر ارشاد فرمایا کہ چھوڑ میں تو اپنے رب کی عبادت کروں، یہ فرما کر اٹھے اور وضو فرمایا اور نماز کی نیت باندھ کر رونا شروع کر دیا، یہاں تک کہ آنسو سینۂ مبارک پر بہتے رہے، پھر اسی طرح رکوع میں روتے رہے، پھر سجدہ میں اسی طرح روتے رہے ساری رات اسی طرح گزار دی حتیٰ کہ صبح کی نماز کے واسطے حضرت بلال رضی اللہ عنہ بلانے کے لئے آ گئے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بخشش فرما دی ہے، پھر آپ اتنا کیوں روئے؟ ارشاد فرمایا: کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں، پھر فرمایا میں کیوں نہ رونا، حالانکہ آج یہ آیتیں (إِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ سے وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ) (سورۂ آل عمران، ع ۱۱) نازل ہوئیں، پھر فرمایا کہ ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو ان کو پڑھے اور غور و فکر نہ کرے۔ عامر بن عبد قیس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے ایک سے، دو سے تین سے نہیں (بلکہ ان سے زیادہ یعنی بہت سارے صحابہ رضی اللہ عنھم سے سنا ہے) کہ ایمان کی روشنی اور ایمان کا نور غور و فکر ہے۔

ایک مردِ مومن کی اس قلبی کیفیت اور دل کے غور و فکر کو صوفیاء کی اصلاح میں مراقبہ کہتے ہیں اور مراقبہ ہی ذکر بالقلب کی اولین منزل ہے۔

ام درداء رضی اللہ عنہا سے کسی نے پوچھا کہ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ کی افضل ترین عبادت کیا تھی؟ آپ نے جواب دیا غور و فکر، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد منقول ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر ساٹھ برس کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک ساعت کا غور و فکر اسّی

سال کی عبادت سے افضل ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ ایک آدمی چھت پر لیٹا ہوا آسمان اور ستاروں کو دیکھ رہا تھا، پھر کہنے لگا، خدا کی قسم مجھے یقین ہے کہ تمہارا پیدا کرنے والا بھی کوئی ضرور ہے، اے اللہ تو میری مغفرت فرما دے، حق سبحانہٗ کی نظر رحمت اس کی طرف متوجہ ہوئی اور اس کی مغفرت ہوگئی۔

حضرت عبداللہ ابن ابوالفضل عباس، حضرت ابوالدرداء، حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنھم فرماتے ہیں کہ ایک ساعت کا غور وفکر تمام رات کی عبادت سے افضل ہے، لیکن اس کا یہ مطلب بھی نہیں کہ پھر عبادت کی ضرورت نہیں رہتی بلکہ حقیقت یہ ہے کہ عبادت فرض ہو یا واجب سنت ہو یا مستحب اپنی جگہ وہی درجہ رکھتی ہے جس درجہ کی وہ عبادت ہوتی ہے۔

حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا گیا ہے کہ آپ نے ایک مرتبہ خواب میں شیطان کو بالکل ننگا دیکھا، آپ نے اس سے فرمایا کہ تجھے شرم نہیں آتی کہ آدمیوں کے سامنے ننگا ہوتا ہے؟ وہ کہنے لگا، یہ کوئی آدمی ہیں، آدمی وہ ہیں جو شونیزیہ کی مسجد میں بیٹھے ہیں جنہوں نے میرے بدن کو دبلا کر دیا اور میرے جگر کے کباب کر دیئے، حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں شونیزیہ کی مسجد میں گیا میں نے دیکھا کہ چند حضرات گھٹنوں پر سر رکھے ہوئے مراقبہ میں مشغول ہیں، جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کہنے لگے کہ خبیث کی باتوں سے کہیں دھوکہ میں نہ پڑ جانا۔

حضرت ابوسعید خزاز رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب میں دیکھا شیطان نے مجھ پر حملہ کیا میں اُس کو لکڑی سے مارنے لگا، اس نے میرے مار کی ذرا بھی پرواہ نہ کی، میں حیران تھا کہ غیب سے ایک آواز آئی، یہ لکڑی سے نہیں ڈرتا یہ دل کے نور سے ڈرتا ہے اور دل کا نور دل کے ذکر کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بہ عشق
ثبت است برجریدہ عالمؔ دوام ما
(حافظ شیرازی)

بہت سی احادیث میں ذکر کا سب سے افضل ہونا وارد ہوا ہے۔حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا کہ سب سے بڑا عمل کیا ہے؟ انہوں نے فرمایا کہ تم نے قرآن شریف نہیں پڑھا قرآن پاک میں ہے:۔وَ لَذِكْرُ اللّٰهِ اَكْبَرُ کہ کوئی چیز اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں (پ،۲۱، ع۱۶)

حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اگر تم ہر وقت ذکر میں مشغول رہو تو فرشتے تمہارے بستروں پر اور تمہارے راستوں میں تم سے مصافحہ کرنے لگیں۔ایک حدیث میں ہے کہ مفرد لوگ بہت آگے بڑھ گئے ،صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا مفرد کون ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا جو اللہ کے ذکر میں والہانہ طریقہ پر مشغول ہیں۔

اس حدیث کی بناء پر صوفیہ نے لکھا ہے کہ سلاطین اور امراء کو اللہ کے ذکر سے نہ روکنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے وہ اعلیٰ درجات حاصل کر سکتے ہیں۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اللہ کا ذکر اپنی مسرتوں اور خوشیوں کے اوقات میں کر، وہ تجھ کو مشقتوں اور تکلیفوں کے وقت کام دے گا۔

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب بندہ راحت وثروت اور خوشی کے اوقات میں اللہ کا ذکر کرتا ہے، پھر اس کو کوئی مشقت اور تکلیف پہنچے تو فرشتے کہتے ہیں کہ مانوس (یعنی جانی پہچانی) آواز ہے جو ضعیف بندہ کی ہے، پھر اللہ کے یہاں اس کی سفارش کرتے ہیں اور جو شخص راحت ومسرت کے اوقات میں اللہ کا ذکر نہ کرتا ہو پھر کوئی تکلیف اس کو پہنچے اور اس وقت وہ اللہ کا ذکر کرے تو فرشتے کہتے ہیں کہ جنت کے آٹھ دروازے ہیں ان میں سے ایک دروازہ صرف ذاکروں کے لئے ہے،ایک سفر سے واپسی ہو رہی تھی، ایک جگہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آگے بڑھنے والے کہاں ہیں؟ صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا بعض تیز رو آگے چلے گئے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا وہ آگے بڑھنے والے کہاں ہیں جو اللہ کے ذکر میں والہانہ مشغول ہیں، جو شخص یہ چاہے کہ جنت سے خوب سیراب ہو وہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے،ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص اللہ کا ذکر کثرت سے کرے وہ نفاق سے بری ہے۔ایک حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت فرماتا ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ جنت میں جانے کے بعد اہل جنت کو دنیا کی کسی چیز کا بھی قلق و افسوس نہ ہوگا بجز اس گھڑی کے جو دنیا میں اللہ کے ذکر کے بغیر گزر گئی ہو۔ (طبرانی۔بیہقی)

اہل جنت، جنت میں داخل ہوکر ایک دفعہ اللہ تعالیٰ کے ذکر کا اجر و ثواب خود اپنی آنکھوں سے دیکھیں گے کہ کتنا زیادہ مل رہا ہے، تو اس وقت اپنی کوتاہی اور غفلت پر جس قدر بھی افسوس ہوگا ظاہر ہے، دنیا میں ایسے اللہ والے بھی ہیں جن کو دنیا اللہ کے ذکر کے بغیر اچھی نہیں لگتی، حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے منبہات میں لکھا ہے کہ یحییٰ بن معاذ رازی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مناجات میں کہا کرتے تھے:۔

اِلٰھِیْ لَا یَطِیْبُ اللَّیْلُ اِلَّا بِمُنَاجَاتِکَ وَلَا یَطِیْبُ النَّھَارُ اِلَّا بِطَاعَتِکَ وَلَّا یَطِیْبُ الدُّنْیَا اِلَّا بِذِکْرِکَ وَلَا تَطِیْبُ الْاٰخِرَۃُ اِلَّا بِعَفْوِکَ وَلَا تَطِیْبُ الْجَنَّۃُ اِلَّا بِرُؤْیَتِکَ . یا اللہ رات اچھی نہیں لگتی مگر تجھ سے راز و نیاز کے ساتھ اور دن اچھا نہیں معلوم ہوگا مگر تیری عبادت کے ساتھ اور دنیا اچھی نہیں معلوم ہوتی مگر تیرے ذکر کے ساتھ اور آخرت بھلی نہیں لگتی مگر تیری معافی کے ساتھ اور جنت میں لطف نہیں مگر تیرے دیدار کے ساتھ۔

حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی فرماتے ہیں:

مزن بے یادِ مولیٰ یک نفس را
اگر در صومعہ یا کنشتی

یعنی اے مخاطب! تو کسی بت خانہ میں بیٹھ یا گرجا گھر میں، لیکن شرطِ عبودیت یہ ہے کہ تیری ایک سانس بھی ذکرِ الٰہی سے خالی نہ ہو۔

سید الطائفہ حضرت ابوالقاسم جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کے پیر و مرشد حضرت سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت جرجانی رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ستّو پھانک رہے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ یہ خشک ہی پھانک رہے ہو، کہنے لگے میں نے روٹی چبانے اور نگلنے کا جب حساب لگایا تو معلوم ہوا کہ ایک نوالہ چبانے اور نگلنے میں اتنا وقت زیادہ خرچ ہوتا

ہے کہ آدمی اتنی دیر میں ستّر مرتبہ سبحان اللہ کہہ سکتا ہے۔اس لئے میں نے چالیس برس سے روٹی کھانا چھوڑ دی اور ستّو پھانک کر گزارہ کر لیتا ہوں :

پس از سی سال ایں معنی محقق شد بہ خاقانی

کہ یک دم بخدا بودن بہ از ملکِ سلیمانی

تیس سال کی مسلسل تحقیق و جانفشانی کے بعد خاقانی پر یہ نکتہ کھلا کہ دم بھر کا ذکرِ الٰہی حضرت سلیمان علیہ السلام کی بادشاہی سے کہیں بہتر ہے۔اپنی ایک ایک سانس کی نگہبانی کرنے والے اولیاء وصالحین نے ایک لمحہ کی غفلت بھی گوارہ نہ کی اور ہر حال میں نفس کی آمد وشد پہ کڑی نظر رکھی

حضرت منصور بن معتمر رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھا ہے کہ چالیس برس تک عشاء کے بعد کسی سے بات نہیں کی۔حضرت ربیع بن ہیثم کے متعلق لکھا ہے کہ بیس برس تک جو بات کرتے اس کو ایک پرچے پر لکھ لیتے اور رات کو اپنے دل سے حساب کرتے کہ کتنی بات اس میں ضروری تھی اور کتنی غیر ضروری۔

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب جنت کے باغوں پر گزرو تو خوب مزے اڑاؤ (یعنی ہر نعمت کا مزہ چکھو) کسی نے عرض کیا جنت کے باغ کیا ہیں، آپ نے فرمایا کہ ذکر کے حلقے، (امام احمد، ترمذی، بیہقی، ابویعلیٰ، حاکم)

صاحب الفوائد فی الصلوٰۃ والموائد نے لکھا ہے کہ آدمی ذکر پر مداومت سے تمام آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔صحیح حدیث میں آیا ہے، حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ میں تمہیں اللہ کے ذکر کی کثرت کا حکم کرتا ہوں اور اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی شخص کے پیچھے کوئی دشمن لگ جائے اور وہ اس سے بھاگ کر کسی قلعہ میں محفوظ ہو جائے، اور ذکر کرنے والا اللہ کا ہم نشین ہوتا ہے۔اس سے بڑھ کر اور کیا فائدہ ہوگا کہ وہ مالک الملک کا ہم نشین ہو جائے اس کے علاوہ ذکر کی کثرت سے شرح صدر ہو جاتا ہے، دل منور ہو جاتا ہے، دل کی سختی دور ہو جاتی ہے، اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ظاہری و باطنی فوائد حاصل ہوتے ہیں جن کا تفصیلی بیان ممکن نہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ کا ذکر دلوں کی شفاء ہے، یعنی دل میں جس قسم کے امراض پیدا ہوتے ہیں، تکبر، حسد، کینہ وغیرہ سب ہی امراض کا علاج ہے۔

حضرت ابو امامہ باہلی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں ایک صاحب تشریف لائے اور عرض کیا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ جب بھی آپ اندر جاتے ہیں یا باہر آتے ہیں یا کھڑے ہوتے ہیں یا بیٹھتے ہیں تو فرشتے آپ کے لئے دعا کرتے ہیں، حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا اگر تمہارا دل چاہے تو تمہارے لئے بھی وہ دعا کر سکتے ہیں۔ پھر آپ نے یَـــا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اذْكُرُوا اللَّهَ ذِكْرًا كَثِيرًا ، سے رَحِيماً، (سورۃ الاحزاب، ع ۳) تک آیت پڑھی، گویا اس طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور ملائکہ کی دعا تمہارے ذکر پر منحصر ہے، جتنا تم ذکر کرو گے اتنا ہی ادھر سے ذکر ہو گا۔

حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ عنہما دونوں حضرات اس کی گواہی دیتے ہیں کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے سنا، ارشاد فرماتے تھے کہ جو جماعت اللہ کے ذکر میں مشغول ہو فرشتے اس جماعت کو سب طرف سے گھیر لیتے ہیں اور رحمت ان کو ڈھانک لیتی ہے اور سکینت ان پر نازل ہوتی ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ ان کا تذکرہ اپنی مجلس میں تفاخر کے طور پر فرماتا ہے۔ (ابن ابی شیبہ، امام احمد، مسلم، ترمذی، ابن ماجہ، بیہقی)

حضرت ابو ذر غفاری رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے ایک طویل حدیث نقل فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں تجھے اللہ کے تقویٰ کی وصیت کرتا ہوں کہ تمام چیزوں کی جڑ تقویٰ ہے، اور قرآن شریف کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کا اہتمام کر کہ اس سے آسمانوں میں تیرا ذکر ہو گا اور زمین میں نور کا سبب بنے گا، اکثر اوقات چپ رہا کر کہ بھلائی سے خالی کوئی بات نہ ہو، یہ بات شیطان کو دور کرتی ہے اور دین کے کاموں میں مددگار ہوتی ہے زیادہ ہنسی سے بھی بچتا رہ کہ اس سے دل مر جاتا ہے اور چہرہ کا نور جاتا رہتا ہے، جہاد کرتے رہنا کہ میری امت کی فقیری یہی ہے، مسکینوں سے محبت رکھنا اور اپنے سے اونچے لوگوں پر نگاہ نہ کرنا کہ اس سے اللہ کی ان نعمتوں کی ناقدری پیدا ہوتی ہے جو اللہ نے تجھے عطا فرمائی ہیں، عزیز و اقارب سے تعلقات جوڑنے کی فکر رکھنا اور اگر تجھ سے تعلقات توڑ دیں، حق بات کہنے میں

پس وپیش نہ کرنا گوکسی کوکڑوی ہی لگے، اللہ کے معاملے میں کسی کی ملامت کی پرواہ نہ کرنا، تجھے اپنی عیب بینی دوسروں کے عیوب پر نظر نہ کرنے دے۔(یعنی تیری نظر ہمیشہ اپنے عیبوں اور اپنی برائی پر رہنی چاہیئے، دوسروں کی برائیوں کو نہ دیکھنا چاہیئے)اور جس عیب میں تو خود مبتلا ہو اس میں دوسرے پر غصہ نہ کرنا، اے ابو ذر رضی اللہ عنہ حسن تدبیر سے بڑھ کر کوئی عقلمندی نہیں اور ناجائز امور سے بچنا بہترین پرہیز گاری ہے اور خوش خلقی (اچھے اخلاق) سے بڑھ کر کوئی شرافت نہیں۔(طبرانی، جامع صغیر)

اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے والوں کے چہروں پر دنیا میں رونق اور آخرت میں نور ہوگا، جو شخص راستوں میں اور گھروں میں، سفر میں اور حضر میں کثرت سے ذکر کرے، قیامت میں اس کے گواہی دینے والے بھی کثرت سے ہوں گے، جو دل اللہ تعالیٰ کے ذکر سے محروم ہوگا وہ دل اللہ تعالیٰ کی محبت میں مشغول نہیں بلکہ مخلوق کی محبت میں مبتلا ہوگا، جس پہاڑ پر یا میدان میں اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا جائے گا وہ فخر کرتے ہیں، حدیث میں آیا ہے کہ ایک پہاڑ دوسرے پہاڑ کو آواز دے کر پوچھتا ہے کہ کوئی ذکر کرنے والا آج تجھ پر گزرا ہے؟ اگر وہ کہتا ہے کہ گزرا ہے تو وہ پہاڑ یہ سن کر خوش ہوتا ہے، مجرد ذکر کی یہ فضیلت ہے تو اندازہ لگایئے کہ افضل الذکر **لآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کے فضائل وبرکات کا کیا عالم ہوگا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ ایمان کی ستر سے زیادہ شاخیں ہیں، ان میں سب سے افضل **لآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ** کا پڑھنا ہے، اور سب سے کم درجہ راستے سے کسی تکلیف دہ چیز (اینٹ، پتھر، کانچ کا ٹکڑا، لکڑی یا کانٹا وغیرہ) کا ہٹا دینا ہے، اور حیا بھی ایمان کی ایک (خصوصی) شاخ ہے۔(صحاح ستہ باختلاف الفاظ)

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ علماء کی ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل بیان کرنے کا اہتمام کیا ہے اور اجتہاد سے ان تفصیلات کے مراد ہونے کا حکم لگایا ہے، حالانکہ اس مقدار کی خصوصی تفصیل نہ معلوم ہونے سے ایمان میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا جبکہ ایمان کے اصول وفروع تمام کے تمام بالتفصیل معلوم محقق ہیں۔

خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس تعداد کی تفصیل اللہ اور اس کے رسول کے علم میں ہے، اور شریعت مطہرہ میں موجود ہے، تو اس تعداد کے ساتھ تفصیل کا معلوم نہ ہونا کچھ مضر نہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان شاخوں میں سب سے اعلیٰ توحید یعنی کلمہ طیبہ، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو قرار دیا ہے جس سے معلوم ہو گیا کہ ایمان میں سب سے اوپر اس کا درجہ ہے، اس سے اوپر کوئی چیز ایمان کی شاخ نہیں ہے جس سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ اصل، توحید ہے جو ہر مکلّف پر ضروری ہے، اور سب سے نیچے اس چیز کا دفع کرنا ہے جو کسی مسلمان کے لئے نقصان دہ ہو سکتی ہے، باقی سب شاخیں ان کے درمیان ہیں جن کی تفصیل معلوم ہونا ضروری نہیں، اجمالاً ان پر ایمان لانا کافی ہے جیسا کہ سب فرشتوں پر ایمان لانا ضروری ہے لیکن ان کی تفصیل اور ان کے نام ہم نہیں جانتے، لیکن محدثین کی ایک جماعت نے ان شاخوں کی تفصیل میں مختلف تصانیف فرمائی ہیں، امام بیہقی نے ایک کتاب تصنیف فرمائی جس کا نام ہی ''شعب الایمان'' رکھا ہے اس مضمون میں ابو عبداللہ حلبی نے فوائد المنہاج شیخ عبدالجلیل نے شعب الایمان اور اسحاق ابن قرطبی نے کتاب النصائح اور امام ابو حاتم نے ''وصف الایمان وشعبہٗ'' تصنیف فرمائی، شارحین بخاری نے اس باب میں مختلف تصانیف سے تلخیص کرتے ہوئے ان کو مختصر طور پر جمع فرمایا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ:

دراصل ایمان کامل تین چیزوں کے مجموعہ کا نام ہے:

اول۔ تصدیق قلبی، یعنی دل سے جملہ امور کا یقین کرنا۔

دوسرے۔ زبان سے اقرار کرنا۔

تیسرے۔ بدن کے تمام اعضاء سے متعلقہ اعمال کی تکمیل کرنا۔

یعنی ایمان کی جملہ شاخیں تین حصوں پر مشتمل ہیں، اول وہ جن کا تعلق نیت واعتقاد اور تصدیق قلبی سے ہے، دوسرے وہ جن کا تعلق زبان سے ہے، تیسرے وہ جن کا تعلق باقی تمام حصہ بدن سے ہے، ایمان کی جملہ چیزیں ان تین میں داخل ہیں۔

میرے والد مرحوم حضرت ابوالنصر سید شاہ معین الدین محمد عبدالمنان توکل شاہ صابؔر نظامی چشتی قادری سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت عارف الحق بہلول شاہ طبقاتی نظام آبادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مصور فطرت خواجہ حسن نظامی دہلوی حضرت سید حبیب طاہر رفاعی القادری رحمۃ اللہ علیہ، حضرت امیر حمزہ رفاعی مدنی رحمۃ اللہ علیہ وغیرھم ۳۶ مشائخین سے جملہ سلاسل میں سند خلافت واجازت حاصل تھی۔ اور حضور قبلہ والد محترم سے مجھ حقیر کو اجازت و خلافت عطا ہونے کے باوجود کلمۂ طیبہ کی زبانی اقرار اور قلبی تصدیق کی سرمدی تعلیمات حاصل کرنے کے لئے حضوری سیدی و مرشدی حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی مدظلہ العالی کا طالب بننا پڑا۔

حضور قبلہ سیدی ومولائی مدظلہ العالی نے مجھ کمترین کو ۱۹۶۰ء میں خلافتِ عالیہ قادریہ خلفائیہ سے سرفراز فرما کر اِقْـرَارٌ بِـالـلِّسَانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبِ کی روشنی میں کلمۂ طیبہ کے اسرار و نکات بتلا کر جب مَنْ عَرَفَ کی شش جہت کھولی تو میرا رواں رواں پکار اٹھا:

تجھے میں کیا دعا دوں اے نگاہِ مست کہ تو نے
نفس کی آمد و شد میں حیات جاوداں دے دی
(شاہؔین)

کلمۂ طیبہ کے اقرار، کلمۂ طیبہ کی تصدیق اور کلمۂ طیبہ پر تمام اعضاء کے ساتھ یقین و عمل کی جو تعلیمات درِ قدؔیر سے میں نے حاصل کیں آج اسی کا خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر رہا ہوں تاکہ ہر مسلمان کلمۂ طیبہ سے اپنی فلاح و نجات کا سیدھا راستہ پالے اور کلمۂ طیبہ کو اپنا کر بول اٹھے:

قیامت تک اگر کوشش کریں ارض و سما والے
قسم اللہ کی کلمہ کا ثانی لا نہیں سکتے
(شاہؔین عفی عنہ)

حضرت خواجہ نصیر الدین محمود چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

''اصلی زندگی وہی ہے جو یادِ حق میں گزرے اور جو اس کے علاوہ ہے وہ بمنزلہ موت ہے جیسا کہ ارشادِ نبوی ﷺ ہے، **كُلُّ نَفَسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ**''، کہ جو سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر کے بغیر نکلے وہ مردہ ہے کسی بزرگ نے کیا خوب فرمایا ہے:

زندگی ناتواں است حیاتے کہ مرا
زندہ آنست کہ بادوست وصالے دارد

دائم الفرض ذکر یہ ہے کہ ہردم **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** کا ذکر کرنا ہے، چنانچہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے، جو شخص فرض دائمی ادا نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس کے وقتی فرض کو قبول نہیں کرتا، چار وقتی فرض یہ ہیں: نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ، اور دائمی فرض **لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** ہے، پس طالب حق کو اس دائمی فرض سے غافل نہیں رہنا چاہئے۔ چنانچہ شیخ الاسلام حضرت خواجہ قطب الدین مودود چشتی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مزن بے یادِ مولیٰ یک نفس را اگر در صومعہ یا کنشتی

پس انسان کو سانس لیتے وقت اور باہر نکالتے وقت ہر حال میں ذاکر رہنا چاہئے تاکہ اس دائمی ذکر سے دل کی اصلاح ہو، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے:

لِكُلِّ شَيْءٍ مُصْقِلَةٌ وَ مُصْقِلَةُ الْقَلْبِ ذِكْرُ اللّٰه۔

بعض درویش ایسے بھی ہیں جن کی زبان ساکن ہوتی ہے اور دل یادِ الٰہی میں مشغول ہوتا ہے جس کو خود اپنے کانوں سے سن لیتا ہے۔ (مفتاح العاشقین، چوتھی مجلس، ملفوظات حضرت خواجہ نصیر الدین محمود اودھی چراغ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ)۔

شیخ المتأخرین حضرت سلطان باہو قادری رحمۃ اللہ علیہ کے چیدہ چیدہ ملفوظات کا ایک جامع خاکہ ہدیہ ناظرین ہے۔ آپ فرماتے ہیں یاد رکھو جو شخص تمام عمر روزہ رکھے، نماز پڑھے، حج کرے، زکوٰۃ دے، شب و روز تلاوت قرآن کرتا رہے۔ مگر کلمہ طیبہ ادا نہ کرے یا اس سے ذرا بھی انحراف کرے وہ ہرگز مسلمان نہیں ہے۔ اور کوئی عبادت اس کی مقبول نہیں۔ جیسے کافر یا اہل بدعت و

استدراج کی تمام عبادت رائیگاں ہے، کیونکہ حدیث میں افضل الذکر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه آیا ہے۔ عبادت ذکر کی محتاج ہے اور اہلِ ذکر وفکر غیر محتاج ہیں۔ جس شخص کے دل میں تصدیق ایمان نہیں، اسے ذکر بھی حاصل نہیں، ایسے شخص کو مومن و مسلمان بھی نہیں کہہ سکتے۔

اب جاننا چاہئے کہ تصدیق قلبی کس چیز سے حاصل ہوتی ہے، تصدیق قلبی ذکرِ قلب سے حاصل ہوتی ہے اور ذکرِ قلب مرشد وواصل الی اللہ سے، جس کی یہ صفت ہو، يُحْيِ الْقَلْبَ وَيُمِيْتُ النَّفْسَ ، (جو نفس کو مارے اور قلب کو زندہ کردے)، جس طرح زبان ایک عضو ہے یہی دل کا حال ہے، وہ اعضائے جسمانی میں سے ایک عضو ہے جس طرح کی زبان بلند آواز سے کلمۂ طیبہ پڑھتی ہے دل بھی اسی طرح آواز سے کہنے لگتا ہے، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه اور اپنے کانوں سے سنتا بھی ہے بشرطیکہ شیخ کی یہ صفت بھی ہو۔

يُحْيِ السُّنَّةَ وَ يُمِيْتُ الْبِدْعَةِ۔

(جو بدعتوں کو مٹائے اور سنتوں کو زندہ کرے)

حق سبحانہٗ تعالیٰ کا رشاد گرامی ہے۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّ عَدْلًا . (سورۂ انعام) اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف اور اعتدال کے اعتبار سے پورا ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور اقدس ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ رب کے کلمہ سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہے۔

اس آیت شریفہ میں کلمۂ طیبہ کی تین بنیادی اور اہم خصوصیات بتلائی گئی ہیں وہ یہ ہیں کہ کلمۂ طیبہ مکمل اور جامع کلمہ ہے، کلمہ طیبہ سچا کلمہ ہے، کلمہ طیبہ انصاف اور اعتدال والا کلمہ ہے، ان تینوں قرآنی وحقانی معیار پر سوائے کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے کوئی اور کلمہ پورا نہیں اترتا۔

روزِ میثاق تمام انبیاء علیٰ نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام بحکم رب العالمین حضور سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور کلمہ طیبہ کا اقرار، کلمۂ طیبہ کی تصدیق دل اور زبان سے کی اور کلمہ طیبہ کے تقاضوں کی تکمیل اور اس پر عمل کا وعدہ کیا جس پر اللہ اور اللہ کے فرشتے

گواہ ہیں۔ جب دنیا میں حضرت آدم علیہ السلام تشریف لائے اور آپ کی امت نے یہ کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اٰدم صفی الله پڑھا، مگر اس کلمہ کے اقرار سے میثاق والے کلمہ کی تکمیل نہ ہوسکی، پھر مختلف انبیاء علیہم السلام آئے اور ان کی امتوں نے مختلف کلمے پڑھے مگر توحید و رسالت کی تکمیل وتصدیق ادھوری ہی رہی۔ آخر میں وہ ذات گرامی ﷺ تشریف لے آئی جس کی خاطر یہ ساری کائنات پیدا کی گئی اور امت مرحومہ کو وہ کلمہ نصیب ہوا جس کیلئے تمام انبیاء علیہم السلام اور تمام مذاہب عالم وجود میں آئے، کلمہ طیبہ کے ذریعہ اس توحید و رسالت کی تکمیل ہوگئی جس کی تشریح وتوضیح کی خاطر زبور، توریت، انجیل مقدس، قرآن مجید اور تمام آسمانی صحیفے نازل ہوئے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اٰدم صفی الله، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه نوح نجی الله،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ابراهیم خلیل الله، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه موسیٰ کلیم الله،

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه داؤد خلیفة الله، لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه عیسیٰ روح الله،

وغیرہ وغیرہ تمام کلمے مسلّمہ مگر ان میں مقصود بالذات کوئی نہیں، سب طفیلی اور فروعی ہیں، توحید و رسالت کا جامع، اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا حامل کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَـمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـه جب آیا تو سارے کلمے منسوخ ہوگئے۔ کلمہ طیبہ کی جامعیت اور پورا ہونے کی مکمل تشریح وتوضیح کسی مخلوق کے بس کی بات نہیں، دنیا میں جتنے مذاہب اور آسمانی کتابیں آئیں وہ سب مل کر بھی توحید و رسالت کی لامحدود تعریف وتوصیف کا ایک ذرہ بیان نہ کرسکے، یہی اس کلمۂ طیبہ کے مکمل اور پورا ہونے کا ایک روشن ثبوت ہے۔ ایک انگریز مفکر کا بیان ہے کہ اگر روئے زمین سے تمام اسلامی تعلیمات اور قرآن واحادیث کے ذخیروں کو مٹا دیا جائے اور صرف کلمہ طیبہ باقی رہ جائے گا تو یقین مانو کہ اسلام اپنی پوری تعلیمات کے ساتھ موجود ہے، چنانچہ علامہ اقبالؔ نے فرمایا:

اے اہل نظر ذوقِ نظر خوب ہے لیکن
جو شئے کی حقیقت کو نہ سمجھے وہ نظر کیا
(اقبالؔ)

ایک نور با آواز ہی مضمر نہیں اس میں
ہر چیز کی تکمیل کا سامان ہے کلمہ
(شاہیںؔ)

اے قاریٔ قرآں تجھے اللہ نظر دے
تو بول اٹھے بولتا قرآن ہے کلمہ
(آمین ثم آمین)

قرآن نے کلمہ کی دوسری خصوصیت سچائی بتلائی ہے، جھوٹ اور سچ کا ایک بہت ہی آسان اور جامع پیمانہ لکھتا ہوں، جس کا وجود ہو وہ سچ ہے، جس کا وجود نہ ہو وہ جھوٹ ہے، سب سے بڑی سچائی اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات کا اقرار اور سب سے بڑا جھوٹ مولیٰ تعالیٰ کا انکار ہے۔ دنیا والوں کا علم اور معیار تو مجھے نہیں معلوم، مگر تمام اللہ والوں کا کہنا ہے کہ واجب الوجود صرف حق سبحانہ کی ذات ہے، اللہ کے سوا یہ مقام ومرتبہ کسی کو حاصل نہیں اللہ تعالیٰ کی ذات کے ماسوا جتنی باتیں ہوں گی، ان کی اپنی کوئی بنیاد ہوگی نہ وجود ہوگا۔ کسی عارف نے کیا اچھی بات کہی ہے:

اللہ جل جلالہ وجودٌ محمد ﷺ موجودٌ

سبحان اللہ کیا میم کا پردہ ہے کہ وجود موجود ہوگیا۔

وجود کی اس تشریح اور توضیح کے بعد ہر صاحب فہم یہ سمجھ سکتا ہے کہ توحید رسالت کی گواہی سے بڑھ کر اور کیا سچی بات ہوسکتی ہے، اگر انبیائے سابقین کے کلمے مقصود بالذات ہوتے تو پھر حضور ﷺ تشریف لاتے نہ کلمہ طیبہ پر ایمان اور نجات کا مدار ہوتا، کلمہ طیبہ کا ازل سے ابد تک برقرار رہنا خود اس کی عالمگیر سچائی کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔

یہی ہے باعثِ تخلیقِ عالم ہستی
ہر ایک ذرّہ میں سرگرم کار ہے کلمہ
(شاہیںؔ)

کلمہ طیبہ کی سچائی کا اعجاز تو دیکھو کہ کلمے سے متعلقہ تمام تعلیمات اور فرائض و عبادات سب کے سب برحق واجب اور مسلمہ ہو گئے جن کا کلمہ طیبہ سے کوئی تعلق نہیں وہ اعمال و اقوال بھی اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ کے پاس قابلِ قبول نہیں۔ اس لئے کسی عارف کا شعر ہے:

ابتداء لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ   انتہاء مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه

کلمہ وجود باری تعالیٰ اور حقیقتِ محمدیہ ﷺ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کرنا ہے، لہذا اس سے بڑھ کر کوئی سچائی اور حقیقت نہیں ہو سکتی۔

قرآن مجید نے کلمہ طیبہ کی تیسری خصوصیت یہ بتلائی کہ کلمہ طیبہ انصاف اور اعتدال کا معنی بھی سمجھاتا ہے۔ عدل کے معنی یہی ہیں کہ کوئی چیز اپنی حد سے بڑھ کر ہو نہ کم، آیئے ذرا کلمہ طیبہ کی ظاہری خصوصیات اور میانہ روی کا نظارہ کریں۔

کلمہ طیبہ کے دو جز ہیں، ایک لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دوسرا مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه پہلا جز توحید دوسرا رسالت ہے، توحید کے بغیر رسالت اور رسالت کے بغیر توحید کا اقرار بے معنی ہے، خالق ارض و سماء نے توحید و رسالت دونوں کو ایمان کے ترازو کے دو پلڑے بنائے ہیں اور کسی بھی ترازو کے دو پلڑے ہونا ضروری ہے ان دو پلڑوں کے بغیر میزان عدل کا تصور بھی غلط ہوگا۔ یہی وہ دو پلڑے ہیں جن میں ہر شخص کے اعمال کو تولا جائے گا۔ جس ترازو کے دو پلڑے مساوی اور برابر نہ ہوں یا جس ترازو کے کسی پلڑے میں پاسنگ ہو وہ ترازو صحیح اور وہ تول عدل نہیں کہلائے گا۔ اس لئے ترازو کے دونوں پلڑوں کا صحیح مساوی اور ہم وزن ہونا ضروری ہے ورنہ انصاف اور اعتدال کے تقاضے پورے نہ ہونگے۔ کلمہ طیبہ کے دونوں پلڑوں میں کوئی پاسنگ یا کمی وبیشی نہیں ہے دونوں برابر ہموزن اور مساوی ہیں، عقیدہ توحید کے ہم پلّہ و ہم رتبہ صرف عقیدۂ رسالت ہے اور توحید و رسالت کا ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے۔

کسی اور نبی یا رسول کے کلمہ کو میزانِ عدل بنانا دشوار ہے کسی نبی کے کلمے کے دونوں جز مساوی، ہموزن اور ہم پلہ نہیں ہیں بلکہ سب میں پاسنگ اور کمی وبیشی پائی جاتی ہے۔

سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ کلمے کے دونوں جز کا حقیقتاً ایک ہونا اولین شرط ہے اور یہ اعزاز جو صرف کلمہ طیبہ کو حاصل ہے کسی اور کلمہ کو یہ خوبی میسر نہیں، توحید کے ہم پلّہ صرف حضور اکرم ﷺ ہی کی رسالت ہے کسی اور کی نہیں اور صرف حضور ﷺ کے ہی کلمے میں رسالت کا اقرار ہے، کسی اور نبی کے کلمے میں رسالت کی گواہی نہیں ہے، اللہ زمین اور آسمانوں کا نور ہے اور حضور ﷺ اللہ کا نور ہیں۔نور ہی نور کے مقابل ہوسکتا ہے، نور ہی نور کے پہلو میں جگہ پاسکتا ہے نور ہی نور کی حقیقت کا حامل ہوسکتا ہے، چونکہ اللہ اور اس کے رسول کریم ﷺ دونوں کی حقیقت نور ہے اس لئے دونوں کی توحید و رسالت کا عقیدہ ہم پلّہ قرار پایا ۔یہ شرف و وقار اور یہ نوری قرب اتصال کسی نبی، ولی یا فرشتے کو نصیب نہیں، اس لئے اللہ تعالیٰ کی توحید کے مقابل کسی نبی کی شہادت حضور اکرم ﷺ کی رسالت کے برابر نہیں ہوسکتی، جب کمی و بیشی ہوگی تو اعتدال ختم ہوجائے گا، کلمہ کا مقصود توحید کے ساتھ رسالت کی شہادت ہے اگر رسالت کی شہادت نہ دی گئی تو کلمہ کا مقصود ختم ہوجائے گا، آدم صفی اللہ، نوح نجی اللہ، ابراہیم خلیل اللہ، اسماعیل ذبیح اللہ، موسیٰ کلیم اللہ، داؤد خلیفۃ اللہ، عیسیٰ روح اللہ، غرض کے تمام کلمے پڑھ ڈالئے سوائے محمد رسول اللہ ﷺ کے رسالت کا اقرار کہیں بھی نہیں ملے گا اور میزان عدل کی پہلی شرط یہی توحید و رسالت کی یک جائی ہے، نور کی توحید اور نور کی رسالت کے بعد کلمہ طیبہ کا حسن اعتدال اور رنگِ مساوات دیکھئے:

اللہ اسم ذات، محمد اسم ذات، اِدھر توحید اُدھر رسالت، اِدھر نور اُدھر نور، اِدھر ذات اُدھر ذات، اس کے چار حروف ا ل ل ہ، اس کے چار حروف م ح م د، اس میں دو لام اس میں دو میم، اس کے لام پر تشدید اس کے میم پر تشدید، اس کے دونوں حروف الف کے ساتھ یکجا ہوں تو خود اُمّ الکتاب آیۃ الٓمٓ ، اس میں نقطہ ہے نہ اس میں نقطہ اور یہ امر مسلم ہے کہ اسم اعظم بے نقطہ ہے، لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے بارہ حروف مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کے بارہ حروف، دونوں میں کوئی نقطہ نہیں دن کے بارہ گھنٹے رات کے بارہ گھنٹے، دونوں کے ۲۴ گھنٹے، دونوں کے چوبیس حروف، ایک سال کے بارہ مہینے، بارہ مہینے کا ایک سال، بارہ سال کا ایک دور، آسمان کے بارہ برج اہل بیت کے بارہ امام، پورے کلمے میں چوبیس حروف، چار اور دو کو جمع کیا ہے چھ

ہوئے کلمہ کے چھ محل، اِدھر تین محل ادھر تین محل، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے، خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَیَّامٍ ، ہم نے چھ دن میں زمین وآسمان پیدا کیے۔

یہ تلخ حقیقت کوئی مانے کہ نہ مانے
افسانہ تخلیق کا عنوان ہے کلمہ
(شاہیؔن)

کسی اور کلمہ میں جامعیت، معنویت، افضلیت، اکملیت، حسن اعتدال، رنگِ مساوات، سچائی، گہرائی اور یکتائی ممکن نہیں۔ لاریب یہی کلمہ طیبہ ہے جو مکمل، جامع اور حق واعتدال کے ہر معیار پر پورا اترتا ہے۔ بےشک اسی کلمے کے تعلق سے ارشاد گرامی ہے:

وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَعَدْلًا (سورۃ الانعام)

اور تیرے رب کا کلمہ سچائی اور انصاف اور اعتدال کے اعتبار سے پورا ہے۔

وما علینا الا البلاغ

فیوضاتِ کلمۂ طیبہ

ارشاد باری تعالیٰ ہے: يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِی الْآخِرَةِ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ (سورۂ ابراہیم، ع ۴) (ترجمہ) اللہ تعالیٰ ایمان والوں کی پکی بات (کلمہ طیبہ) سے دنیا اور آخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے اور کافروں کو دونوں جہاں میں گرا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

حضرت براء بن عاذب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب قبر میں سوال ہوتا ہے تو مسلمان لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ﷺ کی گواہی دیتا ہے، آیت شریفہ میں القول الثابت، (پکی بات) سے یہی مراد ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مسلمان جب مرتا ہے تو فرشتے اس وقت حاضر ہوتے ہیں اس کو سلام کرتے ہیں جنت کی خوشخبری دیتے ہیں، اس کی نماز جنازہ میں شریک ہوتے ہیں، اور جب وہ دفن ہو جاتا ہے تو اس کو بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال و جواب ہوتے ہیں جن میں یہ بھی پوچھا جاتا ہے کہ تیری گواہی کیا ہے؟ وہ کہتا ہے اَشْهَدُاَنْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰه آیت شریفہ میں قول ثابت سے یہی مراد ہے۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ دنیا میں قول ثابت سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور آخرت میں قبر کا سوال و جواب مراد ہے۔

حضرت طاؤس سے بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔

دنیا والوں کے لئے اللہ تعالیٰ کی جانب سے قرآن مجید وہ آخری صحیفۂ ہدایت ہے جس پر عمل کئے بغیر دنیا میں کامیابی نصیب ہو سکتی ہے نہ آخرت میں، اسی قرآن کو لے کر عرب کے صحرانشینوں نے قیصر و کسریٰ کی عظیم الشان سلطنتوں کا تختہ الٹ دیا، اسی قرآن پر عمل پیرا ہو

کراقوام عالم سے اپنی برتری اور جہاں بانی کا لوہا منوالیا، اسی قرآن مجید کو اپنے لئے نمونۂ عمل بنا کر آسمان علم وہنر کے آفتاب بن کر جگمگائے، اسی قرآن کی بدولت ہر معرکہ حیات میں سرخرو ہوئے اور ساری دنیا سے جو چاہا منوالیا، اسی قرآن کی اثر آفرینی اور فرماں روائی کا اعجاز تھا کہ ریگزار عرب میں دو وقت کی روٹی کو ترسنے والے مشرق ومغرب کے مالک بن گئے، اسی قرآن پر کامل یقین واعتماد نے وہ عزیمت واستقامت عطا فرمائی کہ ہر ناممکن کام ممکن ہو گیا۔ قرآن جب تک مسلمانوں کا رہبر وہادی رہا مسلمان ہر قوم پر غالب رہے اور جب مسلمانوں نے قرآن کو نظر انداز کر دیا دنیا کی ہر قوم ان پر مسلط ہو گئی، یہ بدنصیب قوم اپنی تباہی پر روتی ہے مگر یہ نہیں سوچتی کہ اس کی تباہی اور بربادی کی وجوہات کیا ہیں۔ تاریخِ عالم گواہ ہے کہ مسلمانوں نے جو کچھ پایا تھا وہ قرآن کی ہدایت کے مطابق کلمۂ طیبہ کو اپنا کر پایا تھا اور جب یہی کلمہ طیبہ صرف زبانوں پر رہ گیا، اس کی دل سے تصدیق اور اس پر تمام اعضاء کے ساتھ عمل کی کوشش ختم ہو گئی تو مسلمانوں سے ان کی عزت اور شہرت، دولت اور حکومت چھین لی گئی اور انہیں اپنے سے چھوٹی اور ذلیل قوموں کی غلامی میں دے دیا گیا، خود کو مسلمان اور قرآن کو اپنے لئے آسمانی ہدایت نامہ ماننے والے جب تک اللہ تبارک وتعالیٰ کی ہدایات پر خلوص دل کے ساتھ عمل پیرا نہ ہوں گے یہ ذلت ونکبت کا شرمناک دور باقی رہے گا، آج بھی مسلمان اگر قرآنی تعلیمات کو اپنا کر ان پر دل وجان سے عمل کرنے لگیں تو ان شاء اللہ کوئی وجہ نہیں کہ مولیٰ تعالیٰ انہیں معاف نہ کر دے۔ قرآن شاہد ہے کہ اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو پکی بات (یعنی کلمۂ طیبہ) سے دنیا وآخرت دونوں میں مضبوط رکھتا ہے اور کافروں کو دونوں جہاں میں گرا دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔ (سورۂ ابراہیم)۔ نعوذ باللہ کیا اللہ کی عادت بدل گئی؟ یا کافروں پر سے عذاب اٹھا لیا گیا؟ یا قرآنی حکم بے اثر ہو گیا؟ یا ہم نے قرآنی تقاضوں کے مطابق توحید ورسالت کو نہیں اپنایا جس کی پاداش میں قصرِ مذلت میں ہم ڈھکیل دیئے گئے ہیں۔

جواب صاف ہے، اللہ کی عادت بدلی نہ کافروں پر سے عذاب اٹھایا گیا اور نہ قرآنی حکم بے اثر ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ نام نہاد مسلمان قرآن اور عقیدۂ توحید ورسالت سے

لاپرواہ اورکلمۂ طیبہ کے اقرار،کلمہ طیبہ کی تصدیق اورکلمہ طیبہ پرعمل سے دور ہوکرعملاً جب کافروں اورمشرکوں کی صف میں داخل ہوگئےتو عذاب کے زیادہ مستحق ٹھہرے یہی وجہ ہے کہ نام نہاد مسلمان ہرکافرمشرک کے ہاتھوں پٹ رہے ہیں۔دنیا تو گئی،ڈر یہ ہے کہ کہیں آخرت بھی جہنم زارنہ بن جائے۔ربنا وقنا عذاب النار،

اللہ تبارک وتعالیٰ کا وعدہ ہے کہ جولوگ کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرارکرتے ہیں دل سے تصدیق،ہاتھ پیراورتمام اعضاء کے ساتھ اس پرعمل کرتے ہیں تو ایسے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ان کےکلمہ طیبہ پریقین وعمل کی بدولت دنیا وآخرت دونوں میں مضبوط ومطمئن رکھے گا اورکبھی انہیں گرنے یا تباہ ہونے نہ دے گا،بے شک اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہی کرتا ہے۔

کلمہ طیبہ کے ساتھ میرا بار باراقرار وتصدیق اورعمل کا لکھنا بلاوجہ نہیں ہے بلکہ عین خدا ورسول کےمنشاء کےمطابق ہے،کلمہ کے لئے شرط ہے۔ اِقْـرَارٌ بِـالـلِّسَـانِ وَ تَصْدِيْقٌ بِالْقَلْبُ،یعنے کلمہ طیبہ کے زبانی اقرارکے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرو۔

سیدنا امام اعظم رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ اَلْاِیْـمَـانُ اِقْـرَارٌ بِـالـلِّسَـانِ وَ تَـصْدِیْقٌ بِـالْـجَنَانِ وَعَـمَـلٌ بِالْاَرْکَانِ ،کلمہ طیبہ کا زبان سے اقرار،کلمہ طیبہ کی دل سے تصدیق اورکلمہ طیبہ پراعضاء کےساتھ عمل،ایمان ہے

قرآن مجید میں اہل ایمان سے مراد وہی لوگ ہیں جوکلمہ طیبہ کےاقرار وتصدیق اور اس پرعمل کرنے والے ہیں،اللہ تعالیٰ انہی اہل ایمان کا محافظ ونگران کارساز وکارفرما ہے، ایسے لوگ اپنے ایمان اورکلمہ طیبہ کی بدولت اللہ تعالیٰ سے جو چاہتے ہیں مانگ لیتے ہیں۔ ارشاد ربانی ہے:وَالَّـذِی جَاءَ بِالصِّدْقِ وَصَدَّقَ بِهِ أُولَئِکَ هُمُ الْمُتَّقُونَ ،لَهُم مَّا يَشَاءُونَ عِـنـدَ رَبِّهِمْ ذَلِکَ جَزَاءُ الْمُحْسِنِينَ.لِيُكَفِّرَ اللَّهُ عَنْهُمْ أَسْوَأَ الَّذِی عَـمِلُوا وَيَجْزِيَهُمْ أَجْرَهُم بِأَحْسَنِ الَّذِی كَانُوا يَعْمَلُونَ (سورۂ زمر،ع۴)(ترجمہ)اورجولوگ(اللہ کی طرف سے یا اس کے رسول ﷺ کی طرف سے)سچی بات(یعنی کلمہ طیبہ)لےکرآئے اورخودبھی اس کی تصدیق کی تو یہ لوگ متقی ہیں۔یہ لوگ جوکچھ چاہیں گے

ان کے لئے ان کے پروردگار کے پاس وہ سب کچھ ہے، یہ بدلہ ہے نیک کام کرنے والوں کا تا کہ اللہ تعالیٰ انکے برے اعمال کو ان سے دور کردے اور نیک کاموں کا بدلہ دے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کی طرف سے لانے والے ہیں وہ انبیاء ہیں اور جو لوگ اللہ کے رسول کی طرف سے لانے والے ہیں وہ علماء ومشائخ ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ سچی بات سے مراد (کلمہ طیبہ ہے) بعض مفسرین نے اَلَّذِیْ جَآءَ بِالصِّدْقِ جو شخص اللہ کی طرف سے سچی بات کلمہ طیبہ لے کر آیا) سے مراد حضور اکرم ﷺ اور صدق به (وہ لوگ جنہوں نے اس کی تصدیق کی) سے مراد مومنین نقل کیا ہے۔

قرآن مجید میں جابجا کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت اور اس کے ذکر کی عظمت اور اس پر مداومت کے دائمی فیوض و برکات کو بارہا بیان فرمایا گیا ہے بلکہ صاف صاف یہ بات بتلا دی گئی کہ دنیا وآخرت دونوں کی ہر ترقی اور کامیابی کی کنجی اسی کلمے کا زبان سے اقرار، اسی کلمہ کی دل سے تصدیق اور اسی کلمہ پر تمام اعضاء کے ساتھ عمل کرنا ہے۔ اللہ پاک ہر مسلمان کو اپنے کلمہ طیبہ کے انوار وتجلیات سے سرفراز فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

حضرت ملّا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس میں ذرا بھی شک نہیں کہ تمام ذکروں میں افضل اور سب سے بڑھا ہوا ذکر کلمہ طیبہ ہے کہ یہی وہ دین کی بنیاد ہے جس پر سارے دین کی تعمیر ہے، یہ وہ پاک کلمہ ہے کہ دین کی چکّی اسی کے گرد گھومتی ہے۔ اسی وجہ سے صوفیاء اور عارفین اسی کلمہ طیبہ کا اہتمام فرماتے ہیں اور سارے اذکار پر اسی کو ترجیح دیتے ہیں۔ اور اسی کلمہ طیبہ کی جتنی ممکن ہے کثرت کراتے ہیں کہ تجربے سے اس میں جس قدر فوائد اور منافع معلوم ہوئے ہیں وہ کسی دوسرے میں نہیں چونکہ یہ پاک کلمہ دین کی اصل ہے، ایمان کی جڑ ہے اس لئے جتنی بھی اس کی کثرت کی جائے گی اتنی ہی ایمان کی جڑ مضبوط ہوگی۔ ایمان کا مدار اسی کلمہ پر ہے بلکہ دنیا کے وجود کا مدار بھی اسی کلمہ پر ہے، چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ قیامت اس وقت تک نہیں ہوسکتی جب تک زمین پر کوئی لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کہنے والا موجود ہو۔ (مفہوم)

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نے فرمایا کہ لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰـــہُ کی شہادت جنت کی کنجیاں ہیں۔(مسند امام احمد)،کنجیاں اس لحاظ سے فرمایا کہ ہر دروازہ ہر جنت کی کنجی یہی کلمہ طیبہ ہے۔علاوہ ازیں اس کلمہ کے بھی دو جزو ہیں،ایک لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ کا زبان سے اقرار اور مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کی دل سے تصدیق۔کوئی بھی دروازہ ان دونوں کے مجموعہ سے کھل سکتا ہے (جیسے ''ماسٹر کی'' ہر قفل کو کھول دیتی ہے) محدثین کرام کی صراحت ہے کہ جہاں جہاں جنت کے دخول یا دوزخ کے حرام ہونے کا ذکر ہے، وہاں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ سے پورا کلمہ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ مراد ہے۔

حضرت یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ راوی ہیں کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کو لوگوں نے دیکھا کہ نہایت غمگین بیٹھے ہیں، کسی نے پوچھا کیا بات ہے؟ فرمایا میں نے حضور اکرم ﷺ سے یہ سنا تھا کہ مجھے ایک ایسا کلمہ معلوم ہے کہ جو شخص مرتے وقت اس کو کہے تو موت کی تکلیف اس سے ہٹ جائے ، رنگ چمکنے لگے اور خوشی کا منظر دیکھے۔مگر مجھے حضور ﷺ سے پوچھنے کی قدرت نہ ہوئی۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا مجھے معلوم ہے، حضرت طلحہ خوش ہو کر کہنے لگے وہ کیا ہے؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں معلوم ہے کہ کوئی کلمہ اس سے بڑھا ہوا نہیں ہے جس کو حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا اور وہ ہے لَآ اِلٰـــہَ اِلَّا اللّٰہ، یہ سن کر حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا واللہ یہی ہے واللہ یہی ہے''۔(بیہقی حاکم)۔

کلمہ طیبہ کا اسرار نور و سرور ہونا بہت سے روایات سے معلوم اور مفہوم ہوتا ہے، علامہ حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے ''منبّہات'' میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ:۔اندھیرے پانچ ہیں اور پانچ ہی ان کے لئے چراغ ہیں۔

(۱) دنیا کی محبت اندھیرا ہے جس کا چراغ تقویٰ ہے۔

(۲) گناہ اندھیرا ہے جس کا چراغ توبہ ہے۔

(۳) قبر اندھیرا ہے جس کا چراغ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہے۔

(۴) آخرت اندھیرا ہے جس کا چراغ نیک عمل ہے۔

(۵) پل صراط اندھیرا ہے جس کا چراغ یقین ہے۔

آمنے سامنے دو مکانوں کے درمیان ایک روشن چراغ رکھ دیجئے پھر دیکھئے کہ دونوں مکانوں کا اندھیرا چراغ کی روشنی سے کم ہو جائے گا۔ قبر دنیا اور آخرت کی درمیانی منزل ہے، اس کا چراغ کلمہ طیبہ جتنا زیادہ روشن اور مجلّٰی ہوگا اتنا ہی دونوں جانب یعنی دنیا اور آخرت کے اندھیروں پر اپنی روشنی ڈالے گا کہنے کو تقویٰ، توبہ، کلمہ، عمل صالح اور یقین بظاہر الگ الگ ہیں لیکن اہل دل جانتے ہیں کہ سب کا خلاصہ اور مجموعہ یہی مقدس و برتر کلمہ طیبہ **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه** ہے۔ یہ خود تقویٰ، توبہ، عمل صالح اور یقین کا وہ سرچشمۂ مصفا ہے جس سے ایمان وایقان کی تمام نہریں نکلتی ہیں۔

حضرت عثمان ذوالنورین رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے وصال کے وقت صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کو اس قدر صدمہ تھا کہ بہت سے مختلف طور کے وساوس میں مبتلا ہو گئے، سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں میں بھی انہیں لوگوں میں تھا جو وساوس میں گھرے ہوئے تھے، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ میرے پاس تشریف لائے مجھے سلام کیا مگر مجھے مطلق پتہ نہ چلا، انہوں نے سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے شکایت کی، اس کے بعد دونوں حضرات تشریف لائے اور سلام کیا اور حضرت ابوبکر صدیق نے دریافت فرمایا کہ تم نے اپنے بھائی عمر رضی اللہ عنہ کے سلام کا بھی جواب نہ دیا (کیا بات ہے)، میں نے عرض کیا میں نے تو ایسا نہیں کیا، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ایسا ہی ہوا۔ میں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے آنے کی بھی خبر نہیں ہوئی کہ کب آئے کب سلام کیا، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا سچ ہے ایسا ہی ہوا ہوگا، غالبًا تم کسی سوچ میں بیٹھے ہوں گے۔ میں نے عرض کیا واقعی میں ایک گہری سوچ میں تھا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے دریافت فرمایا، وہ کیا تھا؟ میں نے عرض کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا وصال ہو گیا اور ہم نے یہ بھی نہ پوچھ لیا کہ اس کام کی نجات کس چیز میں ہے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں پوچھ چکا ہوں، اور میں نے کہا تم پر میرے ماں باپ قربان تم ہی اس کے دریافت کرنے کے

زیادہ حقدار و مستحق تھے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نے حضور رحمت عالم ﷺ سے دریافت کیا تھا کہ اس کام کی نجات کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جو شخص اس کلمہ کو قبول کرلے جس کو میں نے اپنے چچا ابوطالب پر پیش کیا تھا اور انہوں نے رد کردیا تھا وہی کلمہ نجات ہے''۔(ابویعلیٰ، امام احمد، بیہقی)

حضور ﷺ کے وصال پر صحابہ کرام رضی اللہ عنھم پر قیامتِ صغریٰ برپا تھی، بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ رضی اللہ عنھم دینی امور کی تکمیل اور نجات کے خیال سے لرزہ براندام تھے اکثر اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے تھے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے گرامی قدر صحابہ رضی اللہ عنھما مختلف وساوس اور اندیشوں میں مبتلا ہوگئے تھے اور سینکڑوں اپنی جگہ حیران وسرگرداں تھے کہ ہم نے حضور اکرم ﷺ سے دین کا مدار اور نجات کا حتمی ذریعہ نہیں پوچھا، جب حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میں یہ بات پوچھ چکا ہوں تو فرطِ مسرت سے سیدنا عثمان غنی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے انتہائی عقیدت اور والہانہ وارفتگی کے عالم میں کہنے لگے، آپ پر میرے ماں باپ قربان واقعی آپ کی ذات گرامی اسی اولیت اور بزرگی کی مستحق تھی جو اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ نے آپ کو عطا فرمائی، جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے کلمہ نجات بتلایا سارے وسوسے اور اندیشے ختم ہوگئے، آج جو مسلمان کلمہ طیبہ پاکر بھی مطمئن نہ ہوا سے اللہ پر اللہ کے رسول ﷺ پر یقین ہے نہ اعتماد۔ ایسا شخص کسی رحمت ونعمت کا مستحق نہیں، جس کلمۂ نجات کو پا کر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ جیسے صحابہ کرام فرط مسرت و جوش عقیدت سے جھوم اٹھے وہی کلمہ اخلاص آج کے مسلمان کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو العیاذ باللہ منہ پھیر کر چل دیتے ہیں اور کلمہ طیبہ کو ذرا سی بھی اہمیت نہیں دیتے یہ پانچ وقت کی نماز ادا کرنے والے مغرور مسلمان کیا ان صحابہ رضی اللہ عنھم سے زیادہ شریعت کے پابند طریقت کے عامل ہیں جن کی اتباع کو کتاب وسنت نے اللہ اور رسول ﷺ کی اتباع قرار دیا، کاش آج کے مسلمان کلمہ طیبہ کی اہمیت وفضیلت کو سمجھیں اور صحابہ کرام کی طرح اسے اپنے لئے وسیلہ نجات بنالیں۔ آمین ثم آمین

محدثین کرام نے متذکرہ بالا حدیث کی تشریح میں لکھا ہے کہ اس کام کی نجات کیا ہے ؟اس کے دو مطلب ہیں، ایک یہ کہ دین کے کام تو بہت سے ہیں ان سب کاموں میں مدار کس چیز پر ہے جس کے بغیر چارۂ کار نہ ہو، اس کا جواب ظاہر ہے کہ دین کا سارا مدار لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پر ہے اور اسلام کی جڑ ہی کلمہ طیبہ ہے، دوسرا مطلب یہ ہے کہ اس کام یعنی دین میں دقتیں بھی پیش آتی ہیں، وساوس بھی گھیرتے ہیں، شیطان کی رخنہ اندازی بھی ایک مستقل مصیبت ہے دنیاوی ضروریات بھی اپنی طرف کھینچتی رہتی ہیں، اس صورت میں حضور ﷺ کے ارشاد کا مطلب یہ ہوا کہ کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـهِ کی کثرت ان سب چیزوں کا علاج ہے کہ بے شک کلمہ طیبہ اخلاص پیدا کرنے والا ہے۔ کفر اور شرک کی گندگیوں کو دھو کر دلوں کو صاف کرنے والا ہے، اہل ایمان کو دنیا اور آخرت دونوں میں سہارا دینے والا ہے، اللہ تعالیٰ سے عزت، مغفرت اور جنت دلانے والا ہے، نزع میں، قبر میں، حشر میں، پل صراط پر ہر جگہ کام آنے والا ہے، شیطان کے مکر و فریب اور وساوس سے بچا کر حق سبحانہٗ تک پہنچانے والا ہے، صحیح حدیث میں ہے کہ کلمہ طیبہ اپنے ذاکر سے ننانوے قسم کی بلائیں دور کرتا ہے جن میں سب سے کم بلا وہ غم ہے جو ہر وقت آدمی پر سوار رہتا ہے۔

مسلمانو! دیکھو دین کا مدار اور نجات کا ذریعہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، فطرہ صدقہ، خیرات، نیک اعمال، اوراد و وظائف کچھ نہیں بتلایا بلکہ دین کا مدار اور نجات کا ذریعہ کلمہ طیبہ کو قرار دیا۔ اس کا صاف مطلب یہی ہے کہ نماز و روزہ حج و زکوٰۃ اور تمام نیک اعمال کلمۂ طیبہ کے ساتھ ہوں تو قبول ورنہ رد کر دیئے جائیں گے، اعمال صالحہ کے علاوہ جس کے ساتھ کلمہ طیبہ ہوگا وہ دونوں جہاں میں شاد و آباد ہوگا، ہم نے آپ کو کلمہ طیبہ کا اقرار، کلمہ طیبہ کی تصدیق اور کلمۂ طیبہ پر عمل کے آسان، مجرب اور کتاب و سنت کے مطابق مسنون طریقے بتلائے ہیں ان پر چلنا اور عمل کرنا آپ کا اپنا کام ہے، اللہ، رسول ﷺ، صحابہ رضی اللہ عنھم اور بزرگانِ دین کی تعلیمات کی روشنی میں کوئی مصیبت ہو یا بلا ہو، مالی پریشانی ہو یا کاروبار کا معاملہ ہو، بیماری ہو، تکلیف ہو، مقدمہ ہو،

زندگی کے تمام تقاضے ہوں یا موت کے بعد کے تمام مرحلے ہوں سب کا حل یہی کلمہ طیبہ ہے اوراس کا رات دن کثرت کے ساتھ زبان سے دل سے اور روح سے ذکر کرنا ہے، اگر کسی کو اللہ پراس کے رسول ﷺ پر کتاب وسنت کی تعلیمات پر یقین نہیں بھروسہ نہیں تو وہ یہ کلمہ چھوڑ دے اوراپنا راستہ الگ بنالے، اس سے ہمارا دنیا میں اور آخرت میں کوئی رشتہ نہیں، تعلق نہیں۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشاد ہے: فَبَشِّرْ عِبَادِ ۝ الَّذِینَ یَسْتَمِعُونَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُونَ أَحْسَنَهُ أُولَٰئِکَ الَّذِینَ هَدَاهُمُ اللَّهُ وَأُولَٰئِکَ هُمْ أُولُو الْأَلْبَابِ (الزمر،١٧)
پس آپ میرے ایسے بندوں کوخوشخبری سنا دیجئے جواس کلام پاک کوکان لگا کر سنتے ہیں، پھر اس کی بہترین باتوں (یعنے کلمہ طیبہ) کا اتباع کرتے ہیں، یہی ہیں جن کو اللہ نے ہدایت کی اور یہی ہیں جواہل عقل ہیں۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ اور حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ یہ تینوں حضرات جاہلیت کے زمانہ ہی میں لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرتے تھے، آیت شریفہ میں احسن القول سے یہی مراد ہے۔

احسن القول کے لئے حضرت زید بن سلمہ رضی اللہ عنہ سے بھی منقول ہے کہ یہ آیتیں ان تین حضرات سعید بن زید بن عمر بن نفیل، ابوذر غفاری اور سلمان فارسی رضی اللہ عنہم کے بارے میں نازل ہوئی ہیں جو جاہلیت کے زمانے میں بھی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہ پڑھا کرتے تھے۔

ہم کسی کا شعر سنتے ہیں تو سوسوطرح سے اس کے معنی ومطلب جاننے اور سمجھنے کی کوشش کرتے ہیں، حالانکہ وہ بھی ہم جیسے ہی کسی انسان کا خیال ہوتا ہے، فرق صرف اتنا ہوتا ہے کہ جو بات ہم نثر میں کہہ سکتے ہیں وہی بات ایک شاعر نظم میں کہہ دیتا ہے۔ ایک شعر کے لئے تو ہم بہت کچھ سوچتے ہیں اوراس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے کراس میں چھپی ہوئی روح کو پالینے کی کوشش کرتے ہیں مگر قرآن مجید جو کلام الٰہی ہے صحیفۂ امن وسلامتی ہے جس پر عمل اور یقین کے بغیر ہماری دنیا اور آخرت دونوں میں کامیابی ممکن نہیں اس کی ہمہ گیر عظیم المرتبت آیتوں پر غور وفکر کرنے اور سوچنے سمجھنے کی ہمیں فرصت ہی نہیں ہوتی بس یوں ہی کہیں

سے کوئی آیت پڑھ لی اور کچھ سوچے سمجھے بغیر کلام مجید کو رکھ دیا۔ یہی ہمارا وطیرہ ہے، ہم وہ مسلمان ہیں جو اللہ پاک کے کلام اللہ میں سے کسی آیت پر اتنا بھی غور نہیں کرتے جتنا کسی انسان کے شعر پر ہم سوچتے ہیں۔ کیا ہمارا یہ طریقہ کار ہمیں کسی صراطِ مستقیم تک پہنچا سکتا ہے؟ قرآن سے ہدایت اور روشنی پانی ہے تو ہمیں اپنے انداز فکر ونظر کو بدلنا ہوگا اور کلام اللہ کی ایک ایک آیت کو اس کے صحیح معنی اور مفہوم کے ساتھ خوب اچھی طرح سوچ سمجھ کر اپنانا اور اس پر دل وجان کے ساتھ عمل کرنا ہوگا، تب ہی ہماری نجات اور ہماری فلاح ممکن ہے، کلام اللہ میں ان لوگوں کے لئے خوشخبری ہے جو کلام اللہ کو حضور قلب کے ساتھ بڑے شوق سے کان لگا کر سنتے ہیں، پھر اس کی بہترین باتوں (یعنے توحید ورسالت) کی پیروی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ یہی لوگ سمجھدار ہیں اور اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو ہدایت عطا فرماتا ہے۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ، حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ، حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی زندگی کا مقصد کیا تھا، ان حضرات کی تمنا کیا تھی اور یہ کیا چاہتے تھے؟ تاریخ اسلام کا کوئی بھی طالب علم یہ بات بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہے کہ ان عاشقان خدا اور رسول ﷺ کی تمام جدو جہد تو رسالت کی تکمیل کے لئے اور ایمان نجات کے پانے کے لئے تھی، ایامِ جاہلیت میں بھی یہ حضرات لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه پڑھا کرتے تھے، یہ توحید کے قائل اور رسالت کے منتظر تھے۔ ان کی تمام تر فکر و کاوش یہی تھی کہ ہم دنیا سے باایمان جائیں، موحدین جو رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور کلمہ طیبہ سے فیض یاب ہوئے تو اللہ پاک ان کو اپنے کلام میں اپنے حبیب وخلیل ﷺ کے ذریعہ یہ خوشخبری دے رہا ہے کہ آپ میرے ایسے بندوں کو خوش خبری سنا دیجئے جو اس کلام پاک کو کان لگا کر سنتے ہیں، پھر اس کی اچھی باتوں یعنی عقیدۂ توحید ورسالت کو اپنا کر اس کے تقاضوں کو پورا کرتے ہیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو ہدایت فرماتا ہے اور بے شک یہی لوگ سمجھدار ہیں جو توحید ورسالت کو اپناتے ہیں اور اس کے مطابق اپنی زندگی گزارتے ہیں۔ متذکرہ بالا آیات سے یہ واضح ہوگیا کہ:

قرآن کو حق سمجھ کر پڑھنے، سننے اور اس کے عقیدۂ توحید ورسالت پر چلنے والوں کے لئے ذی شعور ہونے کی ایمان کی نجات کی اور ہدایت کی خوشخبری ہے، سارا کلام

مجید ہی کلام الٰہی ہے مگر اس میں احسن القول لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه ہے۔ دنیا کے تمام فلسفے دہرانے والے، زمین و آسمان کے مسائل گنوانے والے، مادیت کے تمام علوم جاننے والے اولوالالباب یعنی ذی شعور نہیں۔

اللہ کی نظر میں سمجھدار تو بس وہی ہیں جو توحید و رسالت کی گواہی دیں اور توحید و رسالت کی متعینہ راہ یعنی کتاب و سنت کی اتباع میں اپنی زندگی گزاریں، بے شک ایسے ہی لوگ اولوالالباب ہیں جو کلمہ طیبہ پر ایمان لاتے ہیں اور توحید و رسالت کے عقیدہ پر جمے ہوئے رہتے ہیں ہدایت انہی کو نصیب ہوتی ہے، اور ارشاد مصطفوی ﷺ ہے، ''قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم میں سے کوئی ایماندار نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے نزدیک میں (۱) اس کے نفس سے، (۲) اس کے مال سے، (۳) اس کی اولاد سے، (۴) اس کے ماں باپ سے اور (۵) تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جاؤں۔ (صحیح بخاری و صحیح مسلم)۔

بخدا ایک ایمان والا زندگی کے کسی لمحہ میں مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا نوری و قدسی و عرشی و ازلی و ابدی ذکر نہیں چھوڑ سکتا، حضور اکرم ﷺ سے بے پناہ محبت ہی ایک مسلمان کے ایمان کا سب سے اونچا معیار ہے

ارشادِ گرامی ہے کہ جو شخص سچے دل سے (تصدیق بالقلب) سے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کی گواہی دے گا، اللہ تعالیٰ اس پر دوزخ کی آگ حرام کر دیں گے۔
حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دے دوں کہ وہ خوش ہو جائیں، آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں، یہ سن کر وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔ (بخاری و مسلم)

لوگ شریعت کے دیگر احکامات سے کوتاہی نہ کریں اس خیال سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے سکوت فرمایا ورنہ حقیقت یہ ہے کہ اعمال کے بغیر بھی کلمۂ طیبہ دخولِ جنت کے لئے کافی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کا فرمان ہوگا، جہنم سے ہر اس شخص کو نکال لو جس نے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہو، اور اس

کے دل میں ذرا برابر بھی ایمان ہو اور اس شخص کو نکال لو جس نے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کہا ہو، یا مجھے یاد کیا ہو یا کسی موقع پر مجھ سے ڈرا ہو۔ (حاکم)

کلمہ طیبہ کی تصدیق کے بغیر اگر کوئی شخص کتاب وسنت کی ظاہری پیروی کرتا ہے تو ایسا شخص بظاہر مسلمان ہی کہلائے گا مگر عنداللہ وہ مومن نہیں ہوسکتا۔ صرف اسلام کا زبانی اقرار کر کے فرائض ادا کرنے والوں سے قرآن یوں مخاطب ہے:

قُلْ لَّمْ تُؤْ مِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْ لُوْا اَسْلَمْنَا (سورۂ حجرات، ع۲)

تم یہ مت کہو کہ ہم ایمان لائے، یہ کہو کہ ہم اسلام لائے، یعنی ہم نے خدا اور رسول ﷺ کو اور نماز و روزہ، حج و زکوٰۃ کو قبول کیا اور اس پر عمل کیا، ہم نے اسلام کی اتباع کی۔ جب تم اعمال صالحہ کے ساتھ عقیدۂ توحید و رسالت اور اس کے دیگر لوازمات کو حق مان کر دل سے تصدیق کرلو گے تو مومن کہلاؤ گے ورنہ صرف اقرار و عمل کی وجہ سے، **وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ** (الحجرات)

اور ابھی ایمان تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا، کے مصداق ہی رہو گے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: **يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ** (نساء)

اے ایمان والو! تم اللہ پر اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاؤ۔ یعنی زبان سے اقرار کے ساتھ دل سے تصدیق بھی کرو۔ صاحبانِ اقرار و تصدیق کے بارے میں ارشاد ہے کہ **وَ كَتَبَ فِيْ قُلُوْبِهِمُ الْاِيْمَانَ** (سورۂ مجادلہ) ان لوگوں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے ایمان کو مضبوط فرمادیا۔ جب ایمان کے ساتھ اہلِ ایمان نیک عمل کرتے ہیں تو یوں نوازا جاتا ہے **اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ مَمْنُوْنٍ** (سورۂ سجدہ) بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان کے لئے ایسا اجر ہے جو کبھی موقوف ہونے والا نہیں۔

فرض کی تکمیل عمل سے اور عقیدہ کی تکمیل یقین سے ہوتی ہے۔ یقین تب ہی کامل ہوسکتا ہے جب اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے دل کی آنکھیں کھول دے۔ **ذٰلِكَ فَضْلُ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ.**

حضور سراپا نور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے ''ایمان قلبی چیز ہے (اور اللہ تمہارے اعمال کو نہیں بلکہ قلوب کو دیکھتا ہے) سوائے اللہ کے اس سے کوئی واقف نہیں۔ ہاں اسلام کو لوگ جان سکتے ہیں''۔ (صحیح بخاری)

اسلام ظاہر ہے لیکن ایمان اور تقویٰ قلبی چیز ہے۔ (امام محمدؒ، نسائیؒ، ابویعلیٰؒ)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی نے عرض کیا، اعمال میں کونسا عمل افضل ہے؟ ارشاد ہوا اسلام۔ (یعنی نماز، حج، زکوٰۃ اور ماہِ صیام کے روزے وغیرہ) پھر سائل نے دریافت کیا کہ اسلام کونسا افضل ہے؟ فرمایا ایمان۔ (امام احمدؒ، طبرانیؒ)

ارشاد گرامی ہے: **كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ تَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَوْ اٰمَنَ اَهْلُ الْكِتٰبِ لَكَانَ خَيْرًا لَّهُمْ مِنْهُمُ الْمُؤْمِنُوْنَ وَ اَكْثَرُهُمُ الْفَاسِقُوْنَ.** (آل عمران، ع:۱۲)

اے امت رسول ﷺ! تم لوگ (سب اہلِ مذاہب سے) بہترین جماعت ہو کہ وہ جماعت لوگوں کو فائدہ پہنچانے کے لئے ظاہر کی گئی ہے۔ تم لوگ نیک کاموں کو بتلاتے ہو اور بری باتوں سے روکتے ہو اور اللہ پر ایمان رکھتے ہو، اگر اہل کتاب بھی ایمان لے آتے تو ان کے لئے بہتر تھا، ان میں سے بعض تو مسلمان ہیں (ایمان لے آئے) لیکن اکثر حصہ ان میں سے کافر ہے۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تامرون بالمعروف، (اچھی باتوں کا حکم کرتے ہیں) کا یہ مطلب ہے کہ اس کا حکم کرتے ہیں کہ وہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ کی گواہی دیں اور اللہ کے احکام کا اقرار کریں اور لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ساری اچھی چیزوں میں سے بہترین چیز ہے اور سب سے بڑھی ہوئی ہے۔

امر بالمعروف کا دعویٰ کرنے والوں سے کوئی پوچھے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فرمان کے متعلق کیا خیال ہے؟ کلمہ طیبہ کو اپنی زندگی کا مقصد قرار دینے والے امر بالعروف کے زیادہ پابند ہیں یا آپ؟

ارشادگرامی ہے:إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَاءِ ذِي الْقُرْبَىٰ وَيَنْهَىٰ عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنكَرِ وَالْبَغْيِ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ (سورۂ نحل)(ترجمہ) بے شک اللہ تعالیٰ حکم فرماتا ہے عدل کا اور احسان کا اور قرابت داروں کو دینے کا اور منع فرماتا ہے فحش باتوں سے اور بری باتوں سے اور کسی پر ظلم کرنے سے، اللہ تعالیٰ تم کو نصیحت فرماتا ہے تا کہ تم نصیحت کو قبول کرو، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ عدل سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اور احسان سے مراد فرائض کی تکمیل ہے۔

ان آیتوں میں مولیٰ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کی معرفت اور حصول احسان (تصوف) کی طلب اور تکمیل کا کھلا حکم دیا ہے۔

ارشادگرامی ہے:يَآ اَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَقُولُوا قَوْلًا سَدِيدًا. يُصْلِحْ لَكُمْ أَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَمَن يُطِعِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا ۔(سورۂ احزاب، ع ۹) اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور سچائی کی پکی بات (کلمہ طیبہ) کہو۔ اللہ تمہارے اعمال اچھے کر دے گا، اور گناہ معاف کر دے گا، جو شخص اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرے گا وہ بڑی کامیابی کو پہنچے گا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما اور حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ دونوں سے منقول ہے کہ قولاً سدیداً کے معنی یہ ہیں کہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کہا کرو، اپنے اعمال کی درستگی، آخرت اور نجات کا رات دن ڈھنڈورا پیٹنے والے ذرا ان آیتوں کو غور سے پڑھیں اور نسخۂ الٰہی پر عمل کریں، قرآن نے اعمال کی درستگی، گناہوں کی معافی اور آخرت میں عظیم الشان کامیابی کا واحد ذریعہ کلمہ طیبہ کی کثرت اور اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کو بتلایا ہے۔

ارشادگرامی ہے:إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ تُوعَدُونَ. نَحْنُ أَوْلِيَآؤُكُمْ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ. نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَحِيمٍ. (سورۂ حٰم سجدہ، ع ۴) بے شک جن لوگوں

نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر مستقیم رہے (یعنی اسی عقیدہ پر جمے رہے) ان پر فرشتے اتریں گے (موت کے وقت قبر میں اور قیامت میں یہ کہتے ہوئے کہ) نہ خوف کھاؤ نہ رنج کرو اور خوشخبری لو اس جنت کی جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ہم دنیا کی زندگی میں تمہارے رفیق تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق رہیں گے اور آخرت میں تمہارے لئے جس چیز کو تمہارا دل چاہے وہ موجود ہے اور وہاں جو تم مانگو گے وہ ملے گا (یہ سب انعام واکرام) اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے بطور مہمانی کے ہے۔(اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت کی قسم کلمۂ طیبہ کے فدائیوں کے لئے یہی فرمان الٰہی روئے زمین کے تمام خزانوں سے بدرجہا بہتر ہے)

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ثُمَّ اسْتَقَامُوا کے معنے یہ ہیں کہ پھر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کے اقرار پر قائم رہے۔حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ اور حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ مرنے تک لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ پر قائم رہے۔

حضرت ابوہریرہ سے منقول ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ایمان کی تجدید کرتے رہا کرو، (یعنی تازہ کرتے رہا کرو)۔صحابہ نے عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ایمان کی تجدید کس طرح کریں؟ ارشاد فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کثرت سے کہتے رہا کرو۔(امام احمد، طبرانی، حاکم رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

ایک روایت ہے کہ ایمان پرانا ہو جاتا ہے جیسا کہ کپڑا پرانا ہو جاتا ہے۔اس لئے اللہ جل شانہٗ سے ایمان کی تجدید مانگتے رہا کرو۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ کی کثرت سے گواہی دیتے رہا کرو، اوراس سے پہلے کہ ایسا وقت آئے کہ تم اس کلمہ کو نہ کہہ سکو (یعنی موت سے پہلے جتنا ممکن ہو اس مقدس کلمہ کو دہراتے رہو۔(ابویعلیٰ رحمۃ اللہ علیہ)

جو لوگ یہ چاہتے ہیں کہ انہیں حق سبحانہٗ سے ایمان کی دولت ملے، عزت ملے، دولت ملے، ترقی اور خوشحالی عطا ہو، دنیا اور آخرت میں انہیں کسی بات کا غم نہ ہو، کسی عذاب کا خوف نہ ہو، نزع میں قبر میں حشر میں رحمتِ خداوندی ساتھ رہے، ان پر فرشتے اتریں اور انہیں جنت

کی بشارت دیں اور جنت میں وہ خدائے رحیم وکریم کے مہمان رہیں تو ایسے لوگوں کو اللہ تبارک وتعالیٰ کا حکم ہے کہ وہ کلمہ طیبہ کو اپنا کر عقیدۂ توحید ورسالت پر اپنی پوری زندگی گزار دیں۔ بے شک ربِّ قدیر کلمہ والوں کو کبھی نامراد نہیں ہونے دے گا۔

ارشاد باری ہے: هَلْ جَزَاءُ الْإِحْسَانِ إِلَّا الْإِحْسَان. فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ (سورۂ رحمٰن)۔ بھلا احسان کا بدلہ احسان کے سوا کچھ اور بھی ہوسکتا ہے۔ پس تم اپنے رب کی کون کون سی نعمتوں کو جھٹلاؤ گے؟

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نقل فرماتے ہیں کہ آیتِ شریفہ کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص پر میں نے دنیا میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کا انعام کیا، بھلا آخرت میں اس کا جنت کے سوا اور کیا معاوضہ ہوسکتا ہے؟ حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ اور حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سے بھی یہی منقول ہے کہ: لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه کہنے کا بدلہ جنت کے سوا اور کیا ہوسکتا ہے؟

جس کو اللہ کے کلام پر، رسول کریم ﷺ کے ارشادات پر اور کلمۂ طیبہ سے بخشش و مغفرت پر یقین نہیں وہ مسلمان نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی بے شمار نعمتوں کو جھٹلانے والا فاسق ہے اللہ تعالیٰ جس کو اپنی نعمتوں سے نوازنا اور ہر مقام پر ثابت قدم رکھنا چاہتا ہے اسے کلمہ طیبہ پر یقین واستقامت عطا فرماتا ہے۔ مولیٰ تعالیٰ جس کی بخشش ومغفرت چاہتا ہے اسی کو یہ کلمہ تقویٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه عطا فرماتا ہے۔

ارشاد باری ہے: فَأَنزَلَ اللَّهُ سَكِينَتَهُ عَلَىٰ رَسُولِهِ وَعَلَى الْمُؤْمِنِينَ وَأَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوَىٰ وَكَانُوا أَحَقَّ بِهَا وَأَهْلَهَا. (سورۂ فتح) پس اللہ تعالیٰ اپنی سکینت (سکون وتحمل یا خاص رحمت) اپنے رسول ﷺ پر نازل فرمائی، اور مومنین پر، اور ان کو کلمۂ تقویٰ پر جمائے رکھا اور وہی کلمۂ تقویٰ کے مستحق اور اہل تھے۔

کلمۂ تقویٰ سے اکثر روایات میں یہی کلمۂ طیبہ مراد ہے، عطا خراسانی رحمۃ اللہ علیہ سے کلمۂ تقویٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہ وحضرت سلمہ رضی اللہ عنہما نے حضور اقدس ﷺ سے یہی نقل کیا ہے، اس سے مراد لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔

حضرت ابی ابن کعب، حضرت علیؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت ابن عباسؓ، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہم وغیرہ اور بہت سارے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کلمۂ تقویٰ یہی لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ مراد ہے۔ ترمذی نے حضرت براء بن عاذِب رضی اللہ عنہما سے نقل کیا ہے کہ اس سے مراد لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ ہے۔

اس آیت کریمہ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ جسے نوازنا چاہتا ہے اسے کلمۂ تقویٰ پر جمائے رکھتا ہے اور جسے کلمۂ طیبہ کی استقامت نصیب ہوتی ہے، اسے اللہ تعالیٰ کی سکینت نازل ہوتی ہے۔ کسی ازلی بدبخت کو یہ دولتِ دارین نہیں ملتی۔

مشہور مفسر و محدث علامہ جلال الدین محمد عبدالرحمٰن سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ یہ روایت کئی طریقوں سے مختلف الفاظ میں نقل کی گئی ہے۔ بعض روایتوں میں اللہ جل شانہٗ کا یہ بھی ارشاد ہے کہ "میں نے کلمہ طیبہ اس شخص کو اسی لئے عطا فرمایا تھا کہ اس کی مغفرت کردوں۔

اللہ اللہ! کس قدر لطف وکرم ہے کہ توفیق درد اور عطائے مغفرت دونوں کی نوازش ہورہی ہے۔ اے کلمہ طیبہ والو! آؤ اس رحیم وکریم مولیٰ تعالیٰ کی بارگاہ میں سربسجود ہوجاؤ جس نے تمہیں کلمۂ طیبہ سے نواز کر تمہاری مغفرت فرمادی۔

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما راوی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ والوں پر قبروں میں وحشت ہے نہ میدانِ حشر میں۔ اس وقت گویا وہ منظر میرے سامنے ہے کہ جب وہ اپنے سروں سے مٹی جھاڑتے ہوئے (قبروں سے) اٹھیں گے اور کہیں گے کہ تمام تعریف اس اللہ کے لئے ہے جس نے ہم سے رنج وغم دور کردیا۔ (طبرانی، بیہقی رحمۃ اللہ علیہما)۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ راوی ہیں، حضور ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص سو مرتبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہ پڑھا کرے حق سبحانہٗ قیامت کے دن اس کو ایسا روشن چہرہ والا بنا کر اٹھائے گا جیسے چودھویں رات کا چاند ہوتا ہے اور جس دن یہ تسبیح پڑھے اس دن اس سے افضل عمل والا وہی شخص ہوسکتا ہے جو اس سے زیادہ پڑھے۔ (طبرانی رحمۃ اللہ علیہ)

اللہ اکبر، سو مرتبہ پڑھنے کی یہ فضیلت ہے تو جس کی ایک ایک سانس کلمہ طیبہ ادا کررہی ہو اور جو دن رات میں چوبیس ہزار کلمہ طیبہ لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰـہُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا روحانی

ہدیہ اپنے خالق و مالک کے حضور پیش کرے اس پر کیا کیا نوازشیں نہ ہوں گی۔

بڑے خوش نصیب ہیں کلمہ طیبہ کے وہ دائمی ذاکر جس کی اس خصوصیت کی انبیاء نے پیشین گوئی فرمائی۔ حضرت عیسیٰ روح اللہ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ (سیدنا و مولانا) محمد ﷺ کی امت کے اعمال (میزان میں) اس لئے سب سے بھاری ہیں کہ ان کی زبانیں ایک ایسے کلمہ کے ساتھ مانوس ہیں جوان سے پہلی امتوں پر بھاری تھا، وہ کلمہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه ہے۔ (اصبہانی رحمۃ اللہ علیہ)

یہ ایک حقیقت ہے کہ امت محمدیہ ﷺ میں کلمہ طیبہ کا جتنا زور اور کثرت ہے کسی امت میں اتنی کثرت نہیں ہے۔ ہزاروں لاکھوں مشائخ ہیں اور ہر شیخ کے ہزار ہا مرید ہیں اور تقریباً سبھی کے یہاں کلمۂ طیبہ کا ذکر ہزاروں کی مقدار میں روزانہ معمولات میں داخل ہے۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ''قول جمیل'' میں اپنے والد سے نقل کیا ہے کہ میں ابتدائے سلوک میں ایک سانس میں لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه دوسو مرتبہ کہا کرتا تھا۔

شیخ ابو یزید قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستّر ہزار مرتبہ کلمۂ طیبہ پڑھے، اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے، میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب (ستّر ہزار) اپنی بیوی کے لئے اور کئی نصاب اپنے لئے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا، ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا ہے تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ صاحبِ کشف ہے، دوزخ اور جنت کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے، مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا، ایک دفعہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعتہً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے، قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا، مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے مجھے اس کی سچائی کا بھی تجربہ ہو جائے گا، چنانچہ میں نے ستّر ہزار کلمۂ طیبہ کا ایک نصاب اس کی ماں کو بخشش دیا، میرے اس پڑھنے کی خبر اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی، مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹا دی گئی، قرطبی رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ اس واقعہ سے مجھے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو کلمۂ طیبہ کے ستّر ہزار کی مقدار پر جو برکت سنی تھی اس کا تجربہ ہوا،

دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہوگیا۔

اس واقعہ سے قطع نظر صوفیہ کی اصطلاح میں ایک چیز پاس انفاس ہے، یعنی اس کی مشق کہ کوئی سانس اللہ کے ذکر کے بغیر اندر جائے نہ باہر آئے۔ امت محمد یہ ﷺ کے لاکھوں کروڑوں افراد ایسے ہیں جن کو یہ مشق حاصل ہے۔ اسی لئے حضرت عیسیٰ علیہ لسلام نے کلمہ طیبہ کے ذکر کو اس امت کی خصوصیت قرار دیا، وہ مشائخ جو اپنے مریدین کو نفی اثبات یعنی صرف لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ یا ذکرِ اثبات الا اللہ الا اللہ، یا ذکرِ اسم ذات اللہ بتلاتے ہیں وہ یہ حدیث غور سے پڑھیں۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ کلمہ ہے نہ الا اللہ کلمہ ہے اور نہ اللہ اللہ کلمہ ہے کلمہ تو بس لَآ اِلٰـہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ ہی کلمہ ہے۔ کلمہ بتلا کر کوئی اور ذکر یا ورد عطا کرنا طریقت میں دیانتداری نہیں۔ وہ مرید واقعی خوش نصیب ہیں جن کو اپنے پیر سے مکمل کلمہ طیبہ کا ذکر بالقلب نصیب ہوا۔ جو کلمہ طیبہ سے ہٹ گئے وہ اپنی منزل ہی سے بچھڑ گئے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہم سے منقول ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت نوح علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا جب انتقال ہونے لگا تو اپنے دونوں صاحبزادوں کو بلایا اور ارشاد فرمایا کہ تمہیں آخری وصیت کرتا ہوں، جس میں دو چیزوں سے روکتا ہوں اور دو چیزوں کا حکم کرتا ہوں، جن سے روکتا ہوں ایک شرک ہے دوسرا تکبّر اور جن چیزوں کا حکم کرتا ہوں ایک لَآ اِلٰہَ اِلَّااللّٰہ ہے کہ تمام آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے اگر سب کو ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے اور دوسرے میں لَآ اِلٰـہَ اِلَّااللّٰـہ رکھ دیا جائے تو وہی پلڑا جھک جائے گا، اور اگر تمام آسمان وزمین اور جو کچھ ان میں ہے ایک حلقہ بنا کر اس کلمہ طیبہ کو ان پر رکھ دیا جائے تو (وہ حلقہ اس کے) وزن سے ٹوٹ جائے، اور دوسری چیز جس کا حکم کرتا ہوں وہ سبحان اللہ وبحمدہٖ ہے کہ یہ دو لفظ ہر مخلوق کی نماز ہیں اور انہی کی برکت سے ہر چیز کو رزق عطا فرماتا ہے۔ (حاکم رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما کا معمول تھا کہ مرنے والے کے متعلقین کو ساتھ لے کر کلمہ طیبہ پڑھتے اور اس کا ثواب مرنے والے کی روح کو ایصال فرماتے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے، حضور ﷺ نہایت غمگین تھے، حضرت جبرئیل نے عرض کیا کہ اللہ جل شانہٗ نے آپ کو سلام فرمایا ہے اور ارشاد فرمایا ہے کہ آپ کو رنجیدہ و غمگین دیکھ رہا ہوں یہ کیا بات ہے؟ حضور نے ارشاد فرمایا کہ مجھے اپنی امت کی فکر بہت بڑھ رہی ہے کہ قیامت میں ان کا کیا حال ہوگا، حضرت جبرئیل نے دریافت کیا کہ کفّار کے بارے میں یا مسلمانوں کے بارے میں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ مسلمانوں کے بارے میں فکر ہے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور ﷺ کو ساتھ لیا اور ایک مقبرہ پر تشریف لے گئے جہاں قبیلۂ بنوسلمہ کے لوگ دفن تھے، حضرت جبرئیل علیہ السلام نے ایک قبر پر اپنا ایک پَر مارا اور کہا کہ قُم بِاِذْنِ اللّٰہِ (اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا) اس قبر سے ایک شخص نہایت حسین وجمیل، خوبصورت چہرے والا اٹھا، وہ کہہ رہا تھا:۔ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه۔ الحمدللہ رب العالمین۔ حضرت جبرئیل نے کہا کہ اپنی جگہ لوٹ جا، وہ چلا گیا، حضرت جبرئیل نے پھر دوسری جگہ دوسری قبر پر اپنا دوسرا پَر مارا اور کہا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا۔ اس میں ایک شخص نہایت بدصورت کالا منہ، کیسری آنکھوں والا کھڑا ہوا، وہ کہہ رہا تھا ہائے افسوس، ہائے شرمندگی، ہائے مصیبت، پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا اپنی جگہ لوٹ جا۔ اس کے بعد حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور اقدس ﷺ سے عرض کیا کہ:

''جس حالت پر یہ لوگ مرتے ہیں اسی حالت پر اٹھیں گے''

اس حدیث نبوی ﷺ میں کلمہ والوں سے بظاہر وہ لوگ مراد ہیں جن کو اس پاک کلمہ کے ساتھ خصوصی لگاؤ، خصوصی مناسبت، خصوصی اشغال ہو، کلمہ طیبہ کا ذاکر کے رگ وپے میں سرایت کر جانے پر خاتمہ بخیر ہونا بفضل تعالیٰ یقینی ہے۔

حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے منقول ہے، حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بھی اس حال میں مرے کہ یقین قلب سے لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰـهُ مُـحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰـه کی شہادت دیتا ہو تو وہ ضرور جنت میں جائے گا۔ دوسری حدیث میں ہے، اللہ تعالیٰ ضرور اس کی مغفرت فرمائے گا۔ (امام احمد، نسائی، طبرانی، حاکم، ترمذی) رحمۃ اللہ علیہم اجمعین)

رازدارِ حضور اکرم ﷺ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ ایک زمانہ ایسا آنے والا ہے کہ اسلام ایسا دھندلا رہ جائے گا جیسے کپڑے کے نقش ونگار پرانے ہونے سے دھندلے ہوجاتے ہیں، کوئی روزہ کو جانے گا نہ حج کو نہ زکوٰۃ کو۔ آخر ایک رات ایسی ہوگی کہ قرآن کریم بھی اٹھالیا جائے گا، کوئی آیت اس کی باقی نہ رہے گی (اس وقت کے) بوڑھے مرد اور بوڑھی عورتیں یہ کہیں گی کہ ہم نے اپنے بزرگوں کو کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھتے سنا تھا ہم بھی اسی کو پڑھیں گے۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے ایک شاگرد صلہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، جب زکوٰۃ، حج، روزہ وغیرہ کوئی رکن نہ ہوگا تو یہ کلمہ کیا کام دے گا؟ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے سکوت فرمایا، صلہ رضی اللہ عنہ نے پھر پوچھا، آپ نے سکوت فرمایا، صلہ رضی اللہ عنہ نے پھر اصرار کیا (کہ جب اسلام کا کوئی رکن نہ ہوگا تو صرف کلمہ پڑھ لینے سے کیا ہوگا؟ تیسری مرتبہ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، جہنم سے نکالے گا، یعنے ارکان اسلام ادا نہ کرنے کے باوجود کسی نہ کسی وقت اس کلمہ نجات کی برکت سے نجات ملے گی۔

ایک حدیث میں حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے اس کی دونوں جانب تین سطریں سونے کے پانی سے لکھی ہوئی دیکھیں:

پہلی سطر میں **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ** لکھا تھا۔

دوسری سطر میں **مَا قَدَّمْنَا وَجَدْنَا وَمَا اَكَلْنَا رَبِحْنَا وَمَا خَلَفْنَا خَسِرْنَا** ، لکھا تھا (ترجمہ) جو ہم نے آگے بھیج دیا وہ پالیا اور جو کھایا وہ نفع میں رہا اور جو کچھ چھوڑا وہ نقصان رہا۔

تیسری سطر میں **اُمَّةٌ مُّذْنِبَةٌ وَ رَبٌّ غَفُوْرٌ** ، لکھا تھا۔ (یعنے امت گنہ گار اور پروردگار بخشش والا ہے)

اپنی بخشش اور مغفرت کی فکر کرنے والو! دیکھو یہ کلمۂ طیبہ ہی سب کے لئے پروانۂ نجات ہے۔ آؤ اور کلمہ طیبہ کو اپنا ہمدم و دم ساز بنالو۔ دنیا اور آخرت دونوں میں اسی کلمۂ طیبہ کی حکومت ہوگی۔ یا اللہ ہم سب کو اپنے کلمہ توحید کے اقرار، تصدیق، اور عمل سے سرفراز فرما۔ آمین ثم آمین۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور ﷺ نے دریافت فرمایا کہ میں تمہیں رنجیدہ دیکھ رہا ہوں، کیا بات ہے؟ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا، گذشتہ شب میرے چچا زاد بھائی کا انتقال ہوگیا، میں نزع کی حالت میں ان کے پاس بیٹھا تھا، (نزع کی جو کیفیت دیکھی اس کا طبیعت پر اثر ہے) حضور ﷺ نے فرمایا تم نے اس کو لا الہ الا اللہ کی تلقین بھی کی تھی؟ عرض کیا کی تھی، حضور ﷺ نے پوچھا کہ اس نے یہ کلمہ پڑھ لیا تھا؟ عرض کیا کہ پڑھ لیا تھا، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جنت اس کے لئے واجب ہوگئی۔ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ زندہ لوگ اس کلمہ کو پڑھیں تو کیا ہو؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کلمہ ان کے گناہوں کو بالکل ہی مٹا دینے والا ہے، یہ کلمہ ان کے گناہوں کو بالکل ہی مٹا دینے والا ہے۔

مقابر (قبرستان) اور میت کے قریب کلمۂ طیبہ پڑھنے سے متعلق کثرت سے احادیث میں تاکید آئی ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جنازہ کے ساتھ کثرت سے لَآ اِلٰــــہَ اِلَّا اللہ پڑھا کرو،

ایک حدیث میں ہے کہ میرے امتی جب پل صراط پر سے گزریں گے تو ان کا نشان لَآ اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے، جب وہ اپنی قبروں سے اٹھیں گے تو ان کا نشان **لا الـــہ الا اللہ وعلی اللہ فلیتوکل المؤمنون**، ہوگا۔

ایک حدیث میں ہے کہ قیامت کے اندھیروں میں ان کا نشان لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اَنْـتَ ہوگا۔ یہ برکات وفوائد انہی کو حاصل ہونگے جو کلمۂ طیبہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہ کا زبان سے اقرار اور دل سے تصدیق کریں گے اور چلتے پھرتے، اٹھتے بیٹھتے، صبح شام ہر گھڑی ہر لمحہ اسی مقدس اور پاک کلمۂ اخلاص کو دل اور روح کی گہرائیوں سے ادا کرتے رہیں گے۔ کسی نے ہارون رشید رحمۃ اللہ علیہ کی چہیتی ملکہ زبیدہ کو خواب میں دیکھا، اس نے پوچھا کیا گزری؟ ملکہ زبیدہ نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان چار کلمات کی بدولت میری مغفرت فرمادی۔

(۱) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَفْنِیْ بِهَا عُمْرِیْ

(۲) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَدْخُلُ بِهَا قَبْرِیْ

(۳) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه اَخْلُوْ بِهَا وَحْدِیْ

(۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اَلْقِیْ بِهَا ربی

(ترجمہ)(۱) لَآ اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰـهُ کے ساتھ ہی اپنی عمر ختم کروں گی۔(۲) لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ہی قبر میں لے کر جاؤں گی۔(۳) لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ کے ساتھ ہی اپنی تنہائی کا وقت گزاروں گی۔ (۴) لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کو ہی لے کر اپنے رب سے ملوں گی۔

سبحان اللہ، کیا ایمان ہے کہ تمام زندگی، دم واپسیں، قبر اور حشر میں غرض کہ ہر جگہ اور ہر لمحہ یہی کلمہ طیبہ دل میں، روح میں اور تمام وجود میں بسا ہوا ہے۔

حضرت امِ ہانی سے روایت ہے کہ فرمایا حضور اکرم ﷺ نے کہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ سے نہ تو کوئی عمل بڑھ سکتا ہے اور نہ یہ کلمہ کسی گناہ کو چھوڑ سکتا ہے۔ (ابن ماجہ)

بیاں میں نکتۂ توحید آ تو سکتا ہے
ترے دماغ میں بُت خانہ ہو تو کیا کہئے
(اقبالؔ)

عزیز گرامی! میں نے آپ کے سامنے تمام مذاہب حق اور کتبِ سماوی کی بنیاد کلمۂ توحید و رسالت لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کو مختصر ہی سہی جتنا توفیق الٰہی شامل حال رہی بیان کر دیا۔ توحید و رسالت کا اقرار، تصدیق اور عمل سمجھنے کے لئے تصوف سے آگاہی ضروری ہے ورنہ جسم کے ساتھ قلب اور روح کی تشنگی دور نہ ہوگی۔

عام طور پر یہ کہا جاتا ہے کہ تصوف کا اسلام سے کیا تعلق ہے؟ تصوف کو قرآن و حدیث میں احسان، علم قلب، علم باطن، علم لدنّی وغیرہ وغیرہ مختلف ناموں سے بیان کیا گیا ہے جو آج تصوف کے نام سے خاص و عام میں جانا پہچانا جاتا ہے لہٰذا ناموں کے اختلاف سے دھوکا نہ کھائیے۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دن حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک اعرابی کی صورت میں تشریف لائے اور حضور ﷺ کے سامنے دوزانو مودّب بیٹھ کر چند سوالات کیئے:

يَا مُحَمَّدُ اَخبِرنِی عَنِ الْاِسْلَامِ؟ یعنی اسلام کیا ہے بتلائے؟ قَالَ اَلْاِسْلَامُ اَنْ تَشْهَدَاَن لَآ اِلٰهَ اِلَّااللّٰه وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَسُوْلُ اللّٰهِ وَتُقِيْمَ الصَّلٰوةَ وَ تُؤتِیَ الزَّكٰوةَ وَ تَصُوْمَ رَمَضَانَ وَتَحُجَّ الْبَيْتَ الَّذِیْ اِنِ اسْتَطَعْتَ اِلَيْهِ سَبِيْلاً ۔قَالَ صَدَقْتَ ۔ (ترجمہ) آپ ﷺ نے فرمایا اسلام یہ ہے کہ اس بات کی گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ نماز قائم کرو، زکوٰۃ دو، رمضان کے روزے رکھو اور بیت اللہ کا حج کرو، اگر سفر خرچ کی استطاعت ہو۔ حضرت جبرئیل نے کہا، آپ نے سچ فرمایا۔

قَالَ :فَأَخْبِرْنِی عَنِ الإيمَانِ؟ حضرت جبرئیل نے عرض کیا مجھے ایمان کی خبر دیجئے؟

قَالَ :أَنْ تُؤْمِنَ بِاللَّهِ وَمَلائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ وَتُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَشَرِّهِ، قَالَ :صَدَقْتَ۔ آپ نے فرمایا کہ ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کے رسولوں پر اور قیامت کے دن پر اور ایمان لاؤ تقدیر پر خیر ہو یا شر۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا، آپ نے سچ کہا۔

قَالَ :فَأَخْبِرْنِی عَنِ الإحْسَانِ؟ پھر عرض کیا مجھے احسان سے مطلع فرمایئے:

قَالَ :أَنْ تَعْبُدَ اللَّهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ، ۔ قَالَ: صَدَقْتَ ۔ آپ ﷺ نے فرمایا، احسان یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت یوں کر کہ گویا تو اس کو دیکھ رہا ہے اور جو یہ ممکن نہ ہو تو یوں سمجھ کہ وہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ یہ سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا، آپ ﷺ نے سچ فرمایا۔ (مفہوم، صحیح بخاری و مسلم رحمۃ اللہ علیہما)

اس حدیث کو احسان بھی کہتے ہیں، اس میں تین سوال ہیں، یعنے حقیقت اسلام کیا ہے؟ ایمان کس کو کہتے ہیں؟ اور احسان کیا چیز ہے؟

علمائے محققین فرماتے ہیں کہ دین کی بنیاد فقہ، کلام اور تصوف کے انہی تین ارکان پر

رکھی گئی ہے۔ چنانچہ حدیث میں ان تینوں ارکان کا بیان ہے، پہلا سوال حقیقت اسلام سے ہے جس کا تعلق فقہ سے ہے جس میں اعمال وافعال واحکام وآدابِ شرعیہ کا مفصل بیان ہے۔ اگر انسان فقیہ نہ ہوگا تو حقیقت اسلام سے بے خبر رہے گا۔ توحید ورسالت کی شہادت اورنماز، روزہ، حج اورزکوٰۃ کے قواعد وشرائط، احکام وآداب معلوم نہ ہوں گے۔

دوسرا سوال ایمان کی نسبت سے ہے۔ اور یہ اشارہ ہے عقاید کی طرف کہ وہ مسائل اصولِ کلام ہیں۔ یعنی اللہ پر ایمان لانا اور بالیقین اعتقاد رکھنا کہ اس کی ذات وصفات برحق ہے۔ اور ایمان لانا اس کے فرشتوں پر کہ وہ نورانی بندے اور اللہ کے فرماں بردار ہیں۔ اور اس کی تمام کتابوں پر ایمان لانا کہ اس کا کلام قدیم ہے جو اپنے رسولوں پر نازل فرمایا۔ ان میں قرآن شریف سب سے افضل ہے اور کل آسمانی صحیفے ایک سو چار ہیں۔ اور تمام نبیوں پر ایمان لانا کہ ان کو اللہ نے اپنی مخلوق کی ہدایت کے لئے بھیجا اور یہ کہ سب نبی پاک اور معصوم ہیں۔ اور ایمان لانا کہ قیامت، جنت، دوزخ اور عذاب وثواب سب برحق ہیں۔

تیسرا سوال احسان کی نسبت ہے اور یہ اشارہ ہے اصولِ تصوف کی طرف کہ وہ بہ صدق دل توجہ الی اللہ ہے۔ اور یہ بات تصوف کے بغیر حاصل نہیں ہوسکتی۔ جاننا چاہئے کہ، اَنْ تَعْبُدَ اللّٰهَ کَاَنَّکَ تَرَاهُ فَاِنْ لَّمْ تَکُنْ تَرَاهُ فَاِنَّهٗ یَرَاکَ۔ یہ مرتبہ شہود مقامِ مشاہدہ ہے، اور یہ مقام مراقبہ ہے اور پہلے مرتبہ سے یہ کمتر ہے۔ اطاعت حق کے تین درجے ہیں۔ ایک یہ کہ ابرائے ذمّہ ہو۔ واجبات سے ایسی عبادت بے سود ہے بجز اس کے کہ شرعی سزا ٹل گئی۔ آخرت میں ایسی عبادت کا کچھ حصہ نہیں۔ عبادت کا دوسرا درجہ یہ ہے کہ جمیع ارکان واحکام کو شرائط وآداب کے ساتھ بجالائے تاکہ رضائے خداوندی وثوابِ جزیل حاصل ہو اور عبادت کے ذوق وشوق سے باطن آئینہ کی طرح صاف وشفاف ہوجائے۔ عبادت کا تیسرا درجہ مشاہدہ ہے، اس سے اعلیٰ وافضل کوئی مقام نہیں۔

اس حدیث سے ثابت ہے کہ فقہ، اصولِ کلام اور تصوف ایک دوسرے کے لازم و ملزوم ہیں۔ صحیح اعتقاد کے بغیر احکام شرعیہ کا جاننا بے سود ہے اور فقہ کے بغیر تصوف کی کوئی

بنیاد نہیں ۔فقہ اور تصوف دونوں ایمان کے بغیر صحیح و درست نہیں ۔ یہی وجہ ہے کہ کلمہ طیبہ کے اقرار ،کلمہ طیبہ کی تصدیق اور کلمہ طیبہ پر عمل کے مجموعہ کو ایمان قرار دیا گیا ہے ۔فقہ، اصولِ کلام اور تصوف ایک دوسرے کی تکمیل کے لئے بے حد ضروری ہیں ورنہ ایک دوسرے کے بغیر ناتمام ہے۔ چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مَنْ تَصَوَّفَ وَلَمْ يَتفقَّهْ فَقَدْ تَزَنْدَقَ وَمَنْ تفقَّهَ وَلَمْ يَتَصَوَّفْ فَقَدْ تَفَسَّقَ وَمَنْ جَمَعَ بَيْنَهُمَا فَقَدْ تَحَقَّقَ ۔کہ جو تصوف حاصل کیا اور فقہ نہ سیکھا وہ زندیق (بڑا بے دین) ہے اور فقیہ بنا اور تصوف نہ جانا وہ بڑا فاسق ہے اور جس نے فقہ اور تصوف دونوں کو حاصل کیا وہ محقق ہے۔

ہر عالم کے لئے ضروری ہے کہ وہ علم دین کے بعد تصوف حاصل کرے ورنہ چار پائے بر و کتا بے چند (ایک جانور جس پر چند کتابیں لا دی گئیں) کا مصداق ہوگا۔ جس کو تصوف کا شوق ہو اس پر سب سے پہلے علم دین کا حاصل کرنا فرض ہے ورنہ زندقہ اور گمراہی میں گرفتار ہوگا ہمیشہ علمائے محققین کی صحبت اختیار کرے تا کہ دونوں باتیں حاصل ہوں۔

صوفیائے کرام کا ارشاد ہے کہ طالبان حق کو اپنا ظاہر شریعت سے اور باطن طریقت سے آراستہ ومزیّن رکھنا چاہیئے ۔ کیونکہ شریعت صفت ہے، طریقت ذات ،شریعت جسم ہے، طریقت جان ،شریعت ظاہر ہے طریقت باطن ہے۔ طالبِ راہ مولیٰ کو یہ یقین کر لینا چاہیئے کہ شریعت بنیاد طریقت ہے ، رہنمائے حقیقت ہے اور پردہ کشائے معرفت ہے ۔ اتباع شریعت کے بغیر کمالِ معرفت حاصل کرنا سعی لا حاصل ہے اور تصوف کے لئے دل کی نگرانی پہلی شرط ہے ۔ جب تک کہ دل اللہ تعالیٰ کے سوا تمام باتوں سے پاک وصاف نہ ہو جائے تزکیۂ نفس ،تصفیۂ قلب ،تجلیۂ روح ،ممکن نہیں ۔اسی لئے کہا گیا ہے کہ **اَلتَّصَوُّفُ تَصْفِيَةُ الْخَيَالَاتِ عَنْ مَاسِوَى اللّٰهِ** ،یعنی اپنے خیالات کو غیر اللہ سے پاک وصاف رکھنا تصوف ہے۔تصوف کی تاریخ ،تاریخ انسانی کے ہر دور سے وابستہ ہے ،مختلف مذاہب کی کتابوں سے پتہ چلتا ہے کہ اس کا بیج حکمائے اشراقین نے بویا اور علمائے مشائخین نے سینچا، فارس میں اس

کا نشو ونما ہوا اور مصر و یونان کی آبیاری نے شاخ و برگ پیدا کیے، ہندستان کی نسیم سحر گلِ شگفتہ بنا کر بو باس پیدا کی، شریعت اسلام نے خوشبو سونگھی، متکلمین نے بہار دیکھی، صوفیوں نے پھل کھائے۔ سچ تو یہ ہے کہ تصوف حکیم بن کر آیا، فقیر ہو کر رہا اور شہنشاہی ادا سکھلا گیا۔ خودی میں خدائی اور فقیری میں بادشاہی کے مزے جو صوفیوں نے لوٹے دوسروں کو وہ خواب میں بھی نصیب نہیں ہوئے اور مذہب کی پابندی کے باوجود جو نکات صوفیوں نے بیان فرمائے وہ کسی حکیم یا فلسفی کے وہم و خیال میں بھی نہیں گزرے۔

اکثر لوگ جو قرآن و حدیث سے ناواقف اور علم معرفت سے ناآشنا ہیں وہ تعجب کرتے ہیں کہ ایسا کونسا علم ہے جو آنحضرت ﷺ نے پوشیدہ رکھا اور علانیہ بیان نہیں فرمایا بلکہ خواص کو تعلیم فرمایا؟

اس مدعا کے ثبوت کے لئے یہ حدیث کافی ہے:۔ **قَالَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ وَ الَّذِیْ نَفْسِیْ بِیَدِہٖ لَوْ تَعْلَمُوْنَ مَا اَعْلَمُ لَضَحِکْتُمْ قَلِیْلًا وَ لَبَکَیْتُمْ کَثِیْرًا.** (بخاری و مسلم) قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جو میں جانتا ہوں وہ اگر تم جانتے تو تم بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے۔

یہ غور طلب بات ہے کہ جو کچھ حضور ﷺ جانتے تھے اس کو برملا اور علانیہ بیان کیوں نہ فرمایا۔ جواب بالکل واضح ہے کہ وہ بات عام طور پر بیان کرنے کی نہ تھی ورنہ آپ اسے پوشیدہ نہ فرماتے، اس سے ثابت ہوا کہ ہر سخن جائے و ہر نکتہ مقامے دارد۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حضور ﷺ کے پیچھے سوار تھا کہ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا: اے معاذ! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کا حق بندوں پر کیا ہے اور بندوں کا حق اللہ پر کیا ہے؟ میں نے کہا، اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو بہتر علم ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تحقیق اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ اور بندوں کا حق اللہ پر یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ کسی شئے کو بھی شریک نہیں کرتا اللہ تعالیٰ اس پر کوئی عذاب نہ فرمائے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں لوگوں کو اس فرمان کی خبر دے

دوں کہ وہ خوش ہو جائیں۔فرمایا کہ نہیں، یہ سن کر وہ اسی پر بھروسہ کر بیٹھیں گے۔(بخاری و مسلم)

اب فرمایئے کہ حضور ﷺ نے حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو کیوں ممانعت فرمائی حالانکہ جمیع انبیاء کرام شرک کی بیخ کنی کے واسطے مبعوث ہوئے ہیں۔اس سے بہتر اور کیا بات تھی کہ لوگ شرک فی العبادت سے چھوٹ جاتے اور خالص عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے مگر معلوم ہوا کہ اس میں کوئی راز مخفی تھا جو حضرت معاذ رضی اللہ عنہ کو تو تعلیم فرما دیا اور عوام کو اس قابل نہ سمجھا۔چونکہ یہ تعلیم خاص تھی عام نہ تھی اس لئے ممانعت فرمادی۔

آں راز کہ در سینہ نہاں است نہ وعظ است
بردار تواں گفت و بہ منبر نہ تواں گفت

وہ راز جو سینہ میں چھپا ہوا ہے وہ کوئی وعظ نہیں جو منبر پر کہہ دیا جائے بلکہ یہ وہ راز ہے جو صرف دار پر کہا جا سکتا ہے منبر پر نہیں۔چونکہ عبادت بلا شرک پر بھروسہ کرنا بھی شرک ہے اور توحید میں نقص اس لئے حضور ﷺ نے منع فرما دیا۔

ارشاد باری ہے: قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ (آل عمران) ترجمہ: آپ فرما دیجئے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہیں تو میری پیروی کرو کہ اللہ تم سے محبت رکھے گا۔

اس آیت کریمہ کے حکم سے حضور ﷺ کی اطاعت اہل ایمان پر ظاہر اور باطن دونوں میں فرض ہوئی، ظاہری متابعت بمرتبۂ نبوت ہے اور باطنی متابعت بمرتبۂ ولایت ہے، صوفیا کی اصطلاح میں مرتبۂ نبوت وہ ہے کہ حضور ﷺ، جبرئیل علیہ السلام کے توسط سے حق تعالیٰ سے اسرارِ توحید ظاہر میں حاصل فرماتے تھے اور مرتبۂ ولایت وہ ہے کہ حضور ﷺ، جبرئیل علیہ السلام کے توسط کے بغیر حق تعالیٰ سے اسرارِ باطن اخذ فرماتے تھے چنانچہ حدیث لی مع اللہ وقت شاہد ہے کہ یہ مرتبۂ ولایت ہے۔پس اکثر لوگ حضور ﷺ کی ظاہری متابعت میں مشغول رہے اور بہت کم افراد حضور ﷺ کی باطنی متابعت میں فیضان ولایت سے بہرہ مند

ہوئے، خود حضور ﷺ بھی اس بات پر مامور ہوئے تھے کہ بغیر طلب صادق کسی کو مرتبۂ ولایت کے اسرار سے مطلع نہ فرمائیں چنانچہ صوفیوں میں یہ سنت اب تک جاری ہے کہ طلب صادق کے بغیر اسرار طریقت کی تعلیم نہیں دی جاتی۔

جواہر غیبی میں لکھا ہے کہ ایک روز حضور اکرم ﷺ اس فکر میں مغموم بیٹھے تھے کہ احکام شریعت تو ہر شخص پوچھتا ہے مگر اسرارِ باطن سے کوئی سوال نہیں کرتا، اس وقت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ کے دل میں معاً یہ خیال پیدا ہوا کہ فرمانِ الٰہی کے مطابق شریعت کے ظاہری احکام میں تو ہم نے حضور ﷺ کی متابعت کی لیکن حضور ﷺ نے اپنے اسرار باطن سے کچھ نہ بتلایا اگر حضور ﷺ یہ بھی تعلیم فرماتے تو شائقین اسرار باطن کی متابعت سے بھی سرفراز ہوتے۔ یہ سوچ کر آپ نہایت صدق و اخلاص کے ساتھ بارگاہِ نبوت میں پہنچے اور اپنا سوال عرض کیا، حضور ﷺ نے فرمایا اے علی رضی اللہ عنہ مجھے بھی یہی حکم تھا کہ طلب صادق کے بغیر یہ راز مخفی کسی پر ظاہر نہ کروں۔ پھر حضور سرور عالم ﷺ نے مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ کو اسرارِ باطن تعلیم فرمائے۔ سرکار علی رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے یہ اسرارِ ربانی صوفیائے کرام میں پہنچے اور انشاء اللہ تعالیٰ قیامت تک ان سے یہ فیض جاری رہے گا۔ العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء ربانی انبیاء کے وارث ہیں) سے یہی لوگ مراد ہیں جو انبیاء کے ظاہری وہ باطنی علوم کے جامع ہیں۔

یہ بات مسلمہ ہے اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام کو توحید کی تعلیم اور شرک کی نفی کے لئے نبوت بہ نبوت مبعوث و متعین فرمایا۔ شرک اور توحید ہر ایک کی چار چار قسمیں ہیں:۔

اول: شرکِ شریعت، شرک مطلق، دوم: شرک طریقت، شرک جلی

سوم: شرکِ حقیقت، شرک خفی، چہارم: شرکِ معرفت، شرکِ اخفیٰ

اس کے برعکس

اول: توحیدِ شریعت، دوم: توحید طریقت

سوم: توحید حقیقت، چہارم: توحید معرفت ہے۔

ان چاروں قسموں کے شرک کی باز پرس ان چاروں مراتب والوں سے ہوگی، اسی لئے ہر ایک نبی نے شرک کو مٹانے اور توحید تنزیہی کی تعلیم و تلقین میں سعی بلیغ فرمائی جب

سرور کائنات فخر موجودات حبیب رب السمٰوٰت والارض پیغمبر شش جہات ﷺ معراج سے مشرف ہوئے تو آپ کو تین قسم کے اسرار ہوئے۔ایک لائق تعلیم عام (احکام شریعت) دوم قابلِ تلقینِ خاص (رموزِ طریقت)،سوم مناسب اخفیٰ (اسرار فقر و تصوف)

چونکہ حق سبحانہٗ نے حضور ﷺ کو جامع جمیع صفات اور انسان کامل بہ لباس وحدت مبعوث فرمایا تھا۔آپ نے بموجب عقل خداداد دیکھا کہ بنی نوعِ آدم علیہ السلام عقل وقیاس ،فہم وادراک میں مختلف الانواع ہیں ،پس ہر ایک کے حوصلہ و استعداد کے مطابق ہر ایک کی تعلیم فرمائی۔عامۂ خلائق کو حکم اول یعنے شریعت مطہرہ کی تعلیم فرمائی اور جو احکاماتِ خداوندی صادر ہوئے ہر ایک کو سنا دیا۔اسی کا نام تبلیغ رسالت تھا۔پھر خواص کو دعوت شریعت کے بعد فیضانِ سرچشمۂ طریقت سے سیراب کر کے خاص الخاص کو دریائے فقر وفنا میں غوطہ دیا۔

ارشادِ نبوی ہے: **نَحۡنُ مَعَاشِرَ الۡاَنۡبِیَاءِ اُمِرۡنَا اَنۡ نُنَزِّلَ النَّاسَ مَنَازِلَهُمۡ وَ نُکَلِّمُهُمۡ عَلٰی قَدۡرِ عُقُوۡلِهِمۡ.** (ابوداؤد) ہم گروہ انبیاء کو حکم ہے کہ لوگوں کو ان کے مرتبہ میں رکھیں اور ان سے ان کی عقلوں کے موافق کلام کریں۔

یہی وجہ ہے کہ کاملین ہر ایک کو علیٰ قدر مراتبِ عقل تعلیم و تلقین فرماتے ہیں اور ہر طالب صادق اپنی عقل و استعداد کے موافق ثمرہ پاتا ہے۔اسی لئے رسول کریم ﷺ نے بھی علیٰ قدرِ مراتب عقل وادراک ہر ایک کو تعلیم فرمائی ورنہ کم فہم لوگ خراب وہلاک ہو جاتے۔

ارشادنبوی ہے: **مَاحَدَّثَ قَوۡمًا بِحَدِیۡثٍ لَا یَفۡقَهُوۡنَهٗ اِلَّا کَانَ فِتۡنَةٌ عَلَیۡهِمۡ ۔** (ابونعیم) تم میں سے جو کوئی کسی قوم سے ایسی بات کہہ دے جو ان کی سمجھ میں نہ آئے تو وہ بات ان کے لئے ایک فتنہ ہوگی۔

دوسری جگہ ارشادنبوی ہے: **مَا اَحَدٌ یُحَدِّثُ قَوۡمًا بِحَدِیۡثٍ لَا تَبۡلُغُهٗ عُقُوۡلُهُمۡ اِلَّا کَانَ فِتۡنَةٌ عَلٰی بَعۡضِهِمۡ** ۔(ابونعیم) جب کوئی شخص کسی قوم کے سامنے ایسی بات کہتا ہے جس تک ان کی عقل نہیں پہنچتی تو ان میں سے بعض آدمیوں پر وہ بات فتنہ ہو جاتی ہے۔

اسی واسطے حکم ہے کہ **تَکَلَّمُوۡا النَّاسَ عَلٰی قَدۡرِ عُقُوۡلِهِمۡ** ۔یعنی

سامعین کی عقل کے موافق کلام کروتا کہ وہ سمجھ جائیں۔ ایسی بات نہ کہو کہ جس سے تشویش میں پڑ کر خراب ہو جائیں۔ پس دانائے رازِ عالم ﷺ نے اسرار معرفت اور رموزِ فقر کو جس سے الفقر فخری و الفقر منی مراد ہے۔ عام طور پر یہ تعلیم نہیں فرمایا کیونکہ یہ نہایت عظیم المرتبت حقائق آفرین اسرار ہیں۔ ہر ایک کا فہم وادراک ان کے کنگرۂ تقدیس تک نہیں پہنچ سکتا۔ اسی لئے حضور ﷺ نے اسرار معرفت خاص خاص صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مثلاً سیدنا ابوبکر صدیقؓ، سیدنا عمر فاروقؓ، سیدنا عثمان غنیؓ، سیدنا علیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت ابو ہریرہؓ، حضرت حذیفہؓ، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہم وغیرہ کو علیٰ قدرِ مراتب فہم وادراک تعلیم فرمایا،

ارشاد نبوی ہے: مَاصَبَّ اللّٰہُ فِیْ صَدْرِیْ شَیْئًا اِلَّا صَبَبْتُهٗ فِیْ صَدْرِ اَبِیْ بَکْر۔ (بخاری و مسلم) اللہ تعالیٰ نے میرے سینے میں ایسا کوئی علم نہیں ڈالا جو میں نے ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سینے میں نہ ڈالا ہو۔

دوسری جگہ ارشاد نبوی ہے: مَافُضِّلَ (عَلَیْکُمْ) اَبُوْبَکْرُ بِکَثْرَةِ صِیَامٍ وَلَا صَلٰوةٍ وَلٰکِنَّ بِسِرٍّ وَقِرَفِیْ صَدْرِہٖ۔ (بیہقی) ابوبکر رضی اللہ عنہ کثرت نماز وروزہ کی وجہ سے تم پر افضل نہیں بلکہ اس کے سینے میں ایک راز ڈالا گیا ہے جس کی بدولت وہ تم پر فضیلت پا گیا۔ وہ راز علم فقر ہے اور علم فقر پر حضور ﷺ کو فخر ہے۔

اسرار محبت را ہر دل نہ بود قابل
دُر نیست بہر دریا زر نیست بہر کانے

اگر یہ مان لیا جائے کہ حضور ﷺ نے شریعتِ ظاہری کے علاوہ کوئی اسرارِ الٰہی بیان نہیں فرمائے تو وہ کونسی بات تھی جو حضور ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور اخفائے راز کی تاکید فرمائی آپ نے بہت ضبط کیا، آخر مدینہ منورہ کے باہر جنگل میں ایک کنویں کے کنارے بیٹھ کر اس راز کو ظاہر کیا۔ اس کنویں کا پانی سرخ ہو گیا، آج تک مدینہ منورہ میں بیرِ علی رضی اللہ عنہ مشہور ہے۔ آخر وہ کونسا علم تھا جس کی وجہ سے حضرت زید و حضرت علی رضی اللہ عنہما کو جوش آیا تھا۔ سرکار ﷺ نے حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کو اپنا جُبّہ

عنایت کیا تھا اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ کے سامنے اپنی خلافت ایک دینار کے بدلے فروخت کرنے تیار ہو گئے تھے۔

احیاء العلوم میں امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ بعض عارفوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ ربوبیت کا ایک راز ہے۔ اگر وہ ظاہر ہو تو نبوت بیکار ہو جائے اور نبوت کا ایک بھید ہے اگر وہ کھل جائے تو علم نکمّا ہو جائے اور عارفوں کا ایک سرّ ہے اگر وہ افشاء ہو جائے تو احکام شریعت بیکار ہو جائیں۔

حضرت سہل تستری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عارف کو تین قسم کے علم عطا کئے جاتے ہیں، ایک علم ظاہری یعنی شریعت ہے، کہ جمیع جن و انس کو تعلیم کرتا ہے، دوسرا علم باطن یعنی طریقت ہے کہ سوائے اس کے اہل کے عام کو تعلیم نہیں کرتا۔ تیسرا علم معرفت یعنی فقر و فنا ہے کہ تصوف میں اس سے افضل و اعلیٰ مرتبہ نہیں۔ اور یہ رازِ الٰہی و نعمت عظمیٰ ہے کہ حکم خاص کے بغیر کسی کو نہیں دیتا۔ جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت خضر علیہ السلام کا واقعہ گزرا ہے کہ بحکم خداوندی حضرت خضر علیہ السلام نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اسرارِ الٰہی تعلیم فرمائے۔ اگر یہ علم عام طور پر تعلیم کیا جاتا تو احکام شرع درہم برہم ہو جاتے اور عوام الناس ہلاک و تباہ۔ اس واسطے فقر کی تعلیم سینہ بہ سینہ ہوتی ہے اور یہ تعلیم اور یہ امانت اسی کے سپرد کی جاتی ہے جس کو اللہ تعالیٰ اس کے حصول کی قابلیت عطا فرماتا ہے۔ ذٰلِکَ فَضۡلُ اللّٰهِ یُؤۡتِیۡهِ مَنۡ یَّشَآءُ۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست — تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

وہ نادان جنہیں شریعت کی ظاہری باتوں کا سرسری علم نہیں وہ مشائخ سے فقر و فنا کے سوالات کرتے ہیں۔ کیا ایسے نااہل اور ناعاقبت اندیش اسرارِ الٰہی کے متحمل ہو سکتے ہیں؟

عزیز گرامی! ایسے حضرات کو حقیقی صورت حال بتلا کر صاف صاف کہہ دینا چاہئے کہ پہلے علم دین حاصل کرو پھر کسی پیر طریقت کی صحبت میں طریقت کے رموز سیکھو۔ اگر طریقت کے امتحان میں پورے اترے تو اللہ کا فضل و کرم مانگو ورنہ بے سروپا سوالات اور لایعنی بکواس سے کچھ ملنے والا نہیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

آمدم برسرِ مطلب، تصوف کوئی نئی چیز نہیں بلکہ تعلق باللہ، اخلاص وعمل، تزکیۂ نفس تطہیر اخلاق اور تصفیہ قلب کا دوسرا نام ہے جو کتاب وسنت سے منصوص وماخوذ ہے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''اہل تصوف کا طریقہ کتاب وسنت سے مؤید ہے، سرکار غوث پاک رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی ہے کہ کتاب وسنت کے دو بازوؤں سے حق سبحانہٗ کی طرف پرواز کرو۔

قرآن میں جہاں تزکیہ اور حکمت کا ذکر ہے صوفیاء اسی کو تصوف کہتے ہیں۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ اخلاقِ ذمیمہ اور صفاتِ خبیثہ سے پاک وصاف ہونا تصوف کا حاصل ہے۔ شیخ الاسلام زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تصوف سکھلاتا ہے کہ کس طرح روح کا تزکیہ، اخلاق کا تصفیہ اور ظاہری و باطنی زندگی کی تعمیر کی جائے تاکہ ابدی سعادت ومسرت حاصل ہو۔

صوفی کی سب سے زیادہ جامع تعریف حضرت ذوالنون مصری رحمۃ اللہ علیہ نے اس طرح کی ہے کہ صوفیوں اور عارفوں کا وہ گروہ ہے جن کا دل کدورتِ بشری سے پاک ہو۔ خواہشوں اور حبِّ دنیا سے آزاد ہو اور تمام مخلوقات سے جدا ہو۔ اس طرح کہ دنیا کے تمام رشتے اس کی نظر میں ہیچ ہوں، (ابن عربی) اور محض خالق کو اختیار کرے اور دوست حقیقی کے سوا ہر ایک سے بھاگتا رہے۔ (دلیل العارفین)

صوفیاء وہ لوگ ہیں جو تمام چیزوں پر اللہ کو ترجیح دیں۔ پس ان کا مقصود اللہ، مطلوب اللہ اور محبوب اللہ ہو۔ ان کا جینا مرنا، ان کی سوجھ بوجھ اور ان کی عبادت صرف اللہ ہی کے لئے ہو۔ طالبِ راہِ سلوک کے لئے شیخ کامل کی تلاش ضروری ہے۔

ارشاد باری ہے: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ وَجَاهِدُوا فِي سَبِيلِهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُونَ . (پ٦) اے ایمان والو، اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں سخت محنت وکوشش کرو، تاکہ تم فلاح پاؤ۔

آیت شریفہ میں کلمۂ اٰمنوا کے متعلق قرآن وحدیث ہے اور اتقوا اللّٰہ میں

جملہ اوامر ونواہی شامل ہیں اور وَابْتَغُوا إِلَيْهِ الْوَسِيلَةَ سے بیعتِ پیرِ کامل مراد ہے۔اور جَاهِدُوا سے ریاضت ومجاہدۂ نفس اور سبیلہ سے راہ معرفت الٰہیہ مقصود ہے۔یعنی پیر کامل سے بیعت کر کے بارشاد مرشد حصولِ معرفت کے لئے ریاضت ومجاہدہ میں مشغول رہے تاکہ دیدارالٰہی سے جو فلاحِ ابدی ہے مشرف ہو۔پس جو شخص بیعت مرشد کا منکر ہے وہ سنت ونصِ قطعی کا منکر ہے۔نعوذ باللہ من شر نفسہٖ۔

آیت متذکرہ بالا سے یہ ثابت ہو گیا کہ راہِ مولیٰ میں وسیلہ از بس ضروری ہے۔ورنہ یہ راہِ پر خطر راہبر کامل کے بغیر طے نہیں ہوتی کہ، الرفیق ثم الطریق۔

ارشادِ نبوی ہے: مَنْ مَّاتَ وَلَيْسَ فِيْ عُنُقِهٖ بَيْعَةٌ مَاتَ مَيْتَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَمَنْ خَلَعَ يَدًا مِنْ طَاعَةٍ لَقِيَ اللّٰهَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ وَلَا حَجَّةَ لَهٗ۔(مسلم) جو شخص مر گیا اور اس کی گردن میں بیعت نہیں ہے تو وہ جاہلیت کی موت مر گیا اور جس نے اللہ کی اطاعت سے ہاتھ اٹھالیا وہ اللہ سے بروز حشر ملے گا تو اس کے پاس کوئی حجت نہ ہوگی۔

پس اس راہ میں پیر کامل کی دستگیری لازمی ہے ورنہ محرومی کا سامنا ہوگا۔جب پیرِ کامل مل جائے تو مرید پر فرض ہے کہ اپنا سب کچھ اپنے پیر پر نچھاور کر دے اور سرِ مو اپنے پیر کی عدول حکمی نہ کرے۔یہی طریقت کی پہلی اور آخری شرط ہے۔

اللہ پاک آپ کو اور ہم کو اپنے پیرانِ طریقت کی بدولت صراط مستقیم پر چلائے، اور اپنے چاہنے والوں کے ساتھ ہمارا حشر فرمائے۔آمین ثم آمین۔

ذکرِ کامل۔ذکرِ نجات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

مرتبہ
حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری الچشتی یمنی بندہ نوازی (صاحبِ قدیرؒ)

تکمیلِ عبدیت کا تقاضا یہی تو ہے　　ذکرِ حبیب پاک ﷺ ہو ذکرِ خدا کے ساتھ
ہمدم رہے تو ساتھ سفر پُر سکون ہے　　منزل کی ہے تلاش تو چل راہنما کے ساتھ

گلزارِ قدیر کے پیشِ نظر اوراق تشریحات کلمہ طیبہ کے لئے وقف ہیں۔ بحمد اللہ سعی رائیگاں نہ ہوگی۔ اللہ پاک حب نبوی عطا فرمائے۔ یہ وسیلۂ سلاسل اپنے آقا و مولیٰ کی رہبری میں بہ تقاضائے شریعت و طریقت تکمیلِ انفاس ہو جائے۔ رہبرانِ کامل دعوتِ حق کو اسوۂ حسنہ کی روشنی میں پیش کرتے ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ نوافل سے بندہ اپنے معبود سے قریب تر ہوتا ہے، سنتوں کی تکمیل ضامنِ خوشنودیٔ باری تعالیٰ ہے جس میں سکونِ زندگی مضمر ہے۔ بجز کلمۂ طیبہ کے اقرار و تصدیق کے حق شناسی ممکن نہیں۔ یہ وہ کلمۂ اول ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے مخصوص فرمایا اور اسی ذکرِ کامل کو ذکرِ نجات بنا کر اپنے فضل و کرم سے بات قبولیت کو وا کیا۔ مَنْ قَالَ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰہِ دَخَلَ الْجَنَّۃِ۔ حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ ''عین الفقر'' ص۲۲ میں ارشاد فرماتے ہیں۔

جب اللہ تعالیٰ نے اسمِ اللہ کو ذات سے جدا کیا، نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے ظہور ہوا اور اپنی قدرتِ توحید کے آئینہ میں اس کو دیکھا اور اس کے دیکھنے سے نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم کا مشتاق اور اس پر عاشق وشیدا ہوا، اور خود ناظر و منظور ہو کر رب الارباب اور حبیب اللہ کا خطاب پایا اور نورِ محمدی سے کل مخلوقات ہژدہ ہزار عالم کے پیدا کیا۔ جیسا کہ

حدیث قدسی میں وارد ہے: لَوْلَاکَ لَمَا اَظْهَرْتُ الرُّبُوْبِيَّةَ ،اے ہمارے حبیب اگر تم نہ ہوتے تو میں ربوبیت کو ہرگز ظاہر نہ کرتا۔ سب سے پہلے کلمہ طیبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اللہ تعالیٰ نے پڑھا اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی روحِ مبارک نے پڑھا،اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ نے شکمِ مادر میں پڑھا۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔باقی صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزوں پر ایمان لاتے گئے اور یہ سلسلہ قبولیت تا روزِ آخر کاملین و واصلین میں جاری و ساری رہے گا۔ ذکر بندگی کا سرمایہ ہے اور یہ ہر دم کے ساتھ ہے''۔

حضرت باہو رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ''واضح ہو کہ ہر جاندار خواہ وہ جن و انس سے ہو یا مرغ و مور سے' ہر ایک سانس اسمِ ھُو سے نکلتی ہے' کسی کی معلوم کسی کی معدوم ،جن کی معلوم ہے وہ ذاکر ہیں ،جن کی معدوم ہے وہ مُردہ ہیں''۔

مرشدِ کامل طالبِ حقیقی کو معلوم اور معدوم کے فرق سے واقف کروا کر حیاتِ جاوداں سے نوازتا ہے۔

''عین الفقر ص ۱۲ میں تحریر ہے'' فقہ کا ایک مسئلہ سیکھنا ایک سال کی عبادت کے برابر ہے۔ایک دم خدا تعالیٰ کا نام لینا اور اس کی یاد میں رہنا ہزار سال کے ثواب سے افضل ہے۔ کیونکہ فقہ کا پڑھنا اور تلاوتِ قرآن کرنا عبادتِ ظاہری ہے جس کی قضا ممکن ہے اور گزرے ہوئے وقت کی قضا ناممکن ہے،اَلْاَنْفَاسُ مَعْدُوْدَاتٌ وَ کُلُّ نَفَسٍ يَخْرُجُ بِغَيْرِ ذِكْرِ اللّٰهِ فَهُوَ مَيِّتٌ ۔انسان کی سانسیں گنتی کی ہوتی ہیں،اور جو سانس بدون ذکر اللہ کے نکلے وہ مُردہ ہے،اس لئے ہر سانس محوِ ذکر ہونی چاہیئے۔

نفس کی آمد و شد کی جو کرتا ہے نگہبانی
اسی پر منکشف ہوتے ہیں اسرارِ خدادانی

ذکر کے ساتھ فکر لازم و ملزوم ہے،علم دریائے بے کنار ہے۔علم فکر سے متصف ہو جائے تو لمحہ قیمتی ہے ''کشف المحجوب'' ص ۷۸ میں حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے

تحریر فرمایا ہے کہ علم کے ساتھ فکر بھی ضروری چیز ہے۔ چونکہ فکر و تدبر کے بغیر نہ تو آدمی کے اندر صحیح فہم پیدا ہوتا ہے اور نہ اس کے بغیر علم آدمی کی زندگی پر کوئی گہرا اور دیرپا واثر ڈال سکتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تَفَكُّرُ سَاعَةٍ خَيْرٌ مِّنْ عِبَادَةِ سِتِّيْنَ سَنَةً۔ یعنی ایک گھڑی فکر و تدبر کرنا ساٹھ برس کی (نفل) عبادت سے بہتر ہے، اندازہ کیجئے کہ تفکّر کا کیا مقام ہے۔

انسان کے علم وعمل کا ایک ظاہر ہے اور ایک ان کا باطن، مثلاً کلمۂ شہادت کا ظاہر یہ ہے کہ اسے زبان سے ادا کیا جائے اور اس کی صداقت کا اقرار کیا جائے، اور اس کا باطن یہ ہے کہ اس کے پسِ پشت حقیقت کی معرفت آدمی کو حاصل ہو اور اس کا دل اس کی تصدیق کرے۔ اسی طرح معاملاتِ زندگی کی ظاہری شکل وصورت ان کا ظاہر ہے اور ان کے پیچھے کارفرمانیّت اور ان کا اصل محرک ان کا باطن ہے۔ باطنی حقیقت کی موجودگی کے بغیر محض ظاہر کا اہتمام نفاق ہے، اور ظاہری شکل وصورت کے بغیر محض باطن کا دعویٰ صریح بے دینی اور زندقہ ہے۔ اہلِ طریقت باطن کے بغیر ظاہر کو "نقص" اور ظاہر کے بغیر محض باطن کو "ہوس" قرار دیتے ہیں۔ اس لئے طالبِ حق کے لئے ظاہر و باطن دونون کی درستگی یکساں ضروری ہے۔ (کشف المحجوب ص ۷۱)

تفرقہ ہے ناقصی اور جاہلی — کر عمل دونوں ملا کر ہو ولی
اس کو ہرگز نہ ملے راہ صفا — راہ لیوے جو خلاف مصطفیٰ

میر حیاتؒ

"راہ صفا تصدیق قلبی سے حاصل ہوتی ہے جس کو رہبرِ کامل عطا کرتے ہیں جسے استقامت حاصل ہے وہی درس استقامت دے گا"۔

مفتاح العارفین ص ۱۸ میں تحریر ہے کہ "استقامت کرامت سے بہتر ہے، ریاضت کا تعلق رجوعاتِ خلق سے ہے اور راز کا تعلق مشاہدے سے ہے۔ کامل مرشد وہ ہے جو بغیر ریاضت پہلے ہی دن میں راز بخش دے۔ اگر ریاضت کرائے تو سالہا سال، اگر عنایت کر

ے تو ایک لحظہ میں وصال کرادے، ایسے کامل اور صاحبِ تصرف مرشد کی نگاہوں میں ابتداء اور انتہا ایک ہی ہے۔

صحبت مردِ خدا ایک ساعتے   بہتر از صد ہزاراں طاعتے

کمالِ کرامت حفاظت انفاس ہے، چونکہ کرامت کی بھی دو قسمیں ہیں، ''التکشف'' میں صاحب تصنیف لکھتے ہیں ''کرامت ایک حسّی ہے ایک معنوی، عام لوگ اکثر حسّی کو جانتے ہیں اور اسی کو کمال شمار کرتے ہیں جیسے مافی الضمیر پر مطلع ہوجانا، پانی پر چلنا، ہوا میں اُڑنا وغیرہ، اور خواص کے نزدیک بڑا کمال کرامتِ معنوی ہے یعنی شریعت پر مستقیم رہنا، مکارمِ اخلاق کا خوگر ہونا، نیک کاموں کا پابندی اور بے تکلفی سے صادر ہونا، حسد اور کینہ و دیگر صفتِ مذمومہ سے قلب کا طاہر ہوجانا، کوئی سانس غفلت میں نہ گزارنا، یہ وہ کرامت ہے جس میں استدراج کا احتمال نہیں، علامہ اقبال نے کیا جامع بات کہی ہے:

محوِ تسبیح تو سب ہیں مگر ادراک کہاں   زندگی خود ہی عبادت ہے مگر ہوش نہیں

اللہ اگر توفیق نہ دے انسان کے بس کا کام نہیں   فیضانِ محبت عام سہی عرفانِ محبت عام نہیں

اللہ پاک ہم تمام کو ایمان کے ساتھ اسلام پر قائم و دائم رکھے۔ آمین

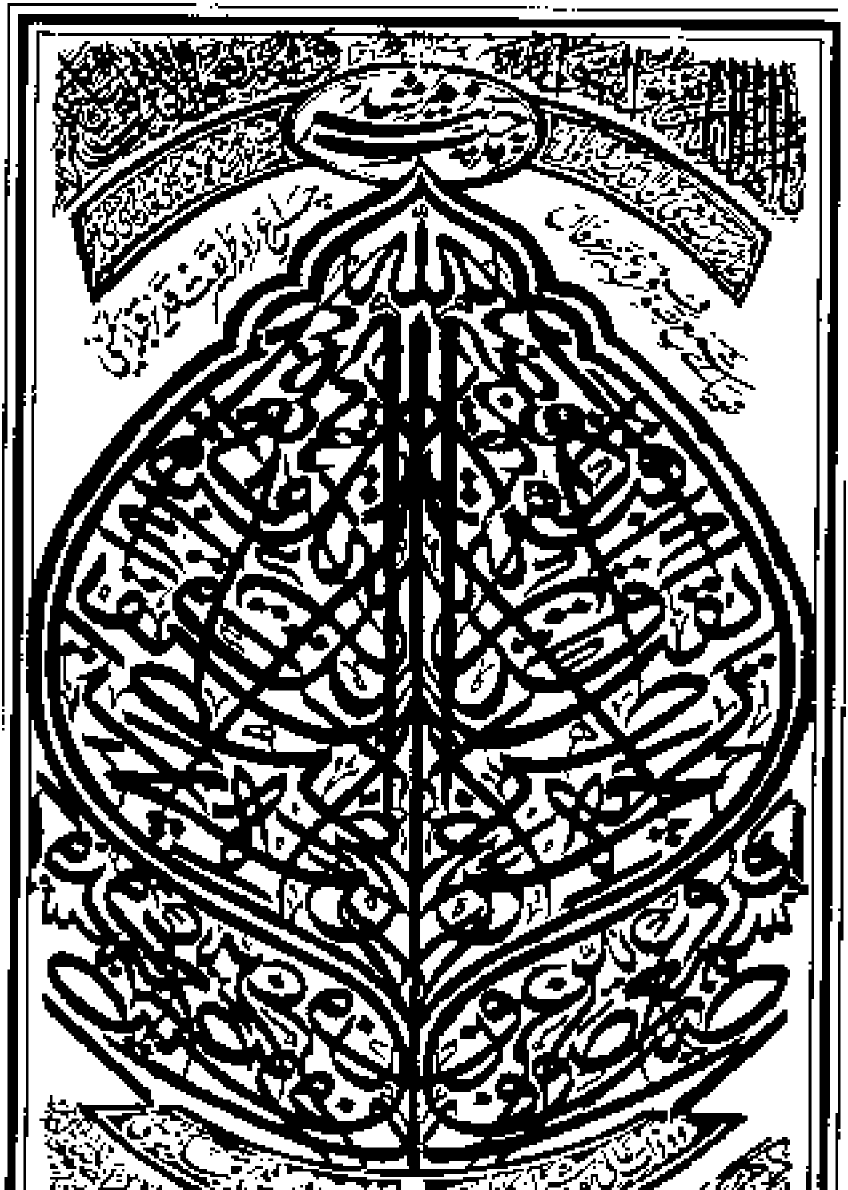

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ

طریقت، معرفت وحقیقت

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعَالَمِينَ . الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيمِ. مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّينِ. إِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَإِيَّاكَ نَسۡتَعِينُ . اهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيمَ . صِرَاطَ الَّذِينَ أَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ. غَيۡرِ الۡمَغۡضُوبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّالِّينَ .

سوال: طریقت کی کیا تعریف ہے؟

جواب: لغت میں طریقت اس راستے کو کہتے ہیں جو آدمیوں کے چلنے سے ان کے نشان قدم سے بنتا ہے اورعرف واصطلاح صوفیہ میں طریقت اس راستے کو کہتے ہیں جوصوفی وسالک کو اپنی منزل مقصود قرب ووصال کو پہنچنے کے لئے شاہ راہ طریقت پر چلنے سے اس کے نقش قدم (عمل) سے بنتا ہے یعنی شریعت ایک شاہ راہ عام سے مشابہ ہے اور طریقت وہ راستہ ہے جوصوفی وسالک کے شاہ راہ شریعت پر چلنے اس کے نشان قدم (عمل) سے بنتا ہے۔

سوال: معرفت وحقیقت کی تعریف کیا ہے؟

جواب: خدائے تعالیٰ کی ذات وصفات کوحسب رہنمائی شریعت کما ینبغی شناخت کرنے کا نام معرفت ہے اوراس معرفت سے عارف کوخود اپنی ساری کائنات عالم کی حقیقت ہویدا ہوجاتی ہے جس سے متحقق ہوکر انسان کامل اور خلیفۃ الرحمٰن بنتا ہے اور یہی اصل غرض خلق انسان کی ہے اور یہی منزل مقصود کے لئے یہ ساری تگ ودو ہے۔

سوال: اصطلاح صوفیہ کرام میں سلوک سے کیا مراد ہے؟

جواب: شریعت ایک شاہ راہ عام ہے اور طریقت اس شاہ راہ شریعت پر سالک کے چلنے سے جو اس کے نشانات قدم (عمل سے جو راہ بنتی ہے اس کا نام طریقت ہے جو منزل مقصود ومعرفت وحقیقت تک پہونچاتی ہے۔ اور منزل مقصود تک پہونچنے کے لئے چلنے کا نام سیر وسلوک اور سلوک درحقیقت شریعت پر پوری طرح عمل کرنے کا نام ہے مگر یہ عمل کرنا ایک

خاص قسم کا عمل کرنا ہوتا ہے۔ جو ذات سالک اور خدائے تعالیٰ کے مابین ایک خاص نسبت و لگاؤ کے ساتھ ہوتا ہے۔

چنانچہ ارشاد قرآنی ہے کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِیْ شَانٍ یعنی ہر دن ہر آن وہ ایک نئی شان میں جلوہ پذیر ہوتا ہے۔ لہٰذا ہر ایک کے ساتھ خدائے تعالیٰ کی ہر آن ایک نت نئی تجلی اور شان ہوتی ہے جو اس کی رہنما و مربی ہوتی ہے۔ نیز ارشاد ہے کُلٌّ یَّعْمَلُ عَلٰی شَاکِلَتِهٖ فَرَبُّکُمْ اَعْلَمُ بِمَنْ هُوَ اَهْدٰی سَبِیْلًا یعنی ہر ایک شخص اپنے اپنے خاص طریقہ پر عمل پیرا ہوتا ہے۔ اور تمہارا پروردگار خوب واقف ہے کہ کون زیادہ راہ ہدایت پر ہے نیز فرماتا ہے۔ وَلِکُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّیْهَا یعنی ہر ایک کا ایک خاص رخ و طریقہ ہے جس کے طرف وہ رخ کرتا ہے۔ فَاسْتَبِقُوا الْخَیْرَاتِ پس سبقت کرو نیک راہوں کی طرف، اِلَی اللّٰهِ مَرْجِعُکُمْ جَمِیْعًا ،یعنی سب کی منزل مقصود ایک ہی ہے۔ ان راہوں کے اختلاف سے کچھ مضائقہ نہیں۔

سوال: چار طریقے کون سے ہیں اور وہ کن کی طرف منسوب ہیں؟

جواب: اصطلاح و عرف کے لحاظ سے چار طریقے جو مشہور ہیں وہ یہ ہیں ۔(۱) قادریہ (۲) چشتیہ (۳) نقشبندیہ (۴) سہروردیہ۔

پہلا حضرت محبوب سبحانی غوث صمدانی قطب ربانی حضرت شیخ ابو محمد محی الدین سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب ہے اور اسی کو طریقہ جیلانی بھی کہتے ہیں ۔خصوصاً عرب میں اسی نام سے مشہور ہے۔

دوسرا حضرت قطب الہند خواجہ خواجگان خواجہ بزرگ حضرت خواجہ معین الدین حسن سنجری چشتی علیہ الرحمۃ کی طرف منسوب ہے

تیسرا حضرت خواجہ بہاؤ الدین سید محمد نقشبند رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے جن کا مزار بخارا میں ہے۔

چوتھا حضرت خواجہ شہاب الدین ابو حفص عمر السہر وردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے جن کا مزار عراق عرب میں ہے۔

ف: اس کے علاوہ ایک قدیم اصطلاح بھی ہے جس میں چار طریقے اور چار پیر سے مراد حسب ذیل ہوا کرتی ہے:

یعنی حضرت شاہ ولایت مولیٰ المؤمنین والمؤمنات سیدنا علی بن ابی طالب کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم کے چار خلفاء چار پیر کہلاتے ہیں، خلیفہ اول حضرت امام حسن مجتبیٰ رضی اللہ عنہ، دوم حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ، سوم حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ، چہارم حضرت خواجہ کمیل بن زیاد رضی اللہ عنہ۔

سوال: خانوادے کتنے ہیں اور وہ کن کی طرف منسوب ہیں؟

جواب: چودہ (۱۴) ہیں اور وہ حضرت خواجہ حسن بصری رضی اللہ عنہ کے دو خلیفوں حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت خواجہ حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے، پانچ حضرت خواجہ عبدالواحد بن زید تک اور ۹ حضرت خواجہ حبیب عجمی تک، اول الذکر حسب ذیل ہیں۔

(۱) زیدیہ	خاص حضرت عبدالواحد بن زید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۲) عیاضیہ	حضرت فضیل بن عیاض زید رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۳) ادہمیہ	حضرت ابراہیم بن ادہم رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔
(۴) ہبیسریہ	حضرت خواجہ ابوہبیرہ بصری رحمۃ اللہ علیہ سے منسوب ہے۔
(۵) چشتیہ	حضرت خواجہ ابواحمد ابدال چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

اور (۹) ثانی الذکر حسب ذیل ہیں۔

(۱) حبیبیہ	خاص حضرت حبیب عجمی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۲) طیفوریہ	یہ حضرت خواجہ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۳) کرخیہ	حضرت خواجہ معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۴) سقطیہ	حضرت خواجہ سری بن مغلس السقطی رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔
(۵) جنیدیہ	یہ حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

(۶) گاذردنیہ حضرت خواجہ گاذردنی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۷) طوسیہ حضرت خواجہ طوسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۸) فردوسیہ حضرت خواجہ فردوسی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔
(۹) سہروردیہ حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے۔

سوال: مذکورہ بالا تمام طریقے کن کن صحابہ سے جاری ہوئے ہیں؟

جواب: یہ سب طریقے حضرت شاہ ولایت سیدنا ابوالحسن علی بن ابی طالب کرم اللہ وجہہ سے جاری ہوئے ہیں، سوائے ایک طریقہ نقشبندیہ کے کہ یہ حضرت خلیفہ اول سیدنا ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ سے جاری ہے۔

سوال: امامت کی کیا تعریف ہے اور اس کے اقسام اور شرائط کیا ہیں؟

جواب: امامت کی دو قسمیں ہیں ایک امامت کبریٰ دوسری امامت صغریٰ۔ امامت کبریٰ وہ منصب شرعی ہے جس سے مسلمانوں کے دینی اور دنیاوی امور کا انتظام متعلق ہو جس سے مقصود ریاست یا فصل خصومات اور اجرائی حدود و قصاص وغیرہ امور ہیں۔

امامت نماز اس امامت کبریٰ کی ایک شاخ ہے، امامت کبریٰ کا تقرر انقراضِ عہد نبوی کے بعد سے مسلمانوں پر واجب ہے اس کے بغیر مسلمانوں میں حدود اور قصاص کا اجراء اور جہاد کے لئے لشکر کی ترتیب وغیرہ دینی اور دنیاوی امور کا انتظام ناممکن ہے، امام کے لئے حسب ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

عاقل ہو، آزاد ہو، مرد ہو، عادل ہو شجیع ہو، قوت اجتہادی رکھتا ہو، رائے صائب رکھتا ہو، قریشی ہو، لیکن بعضوں نے امام کے لئے قریشی ہونے کی شرط کو ضروری نہیں سمجھا ہے۔

امامت کی دوسری قسم یعنی امامت صغریٰ سے مراد علماء اور صوفیہ ہیں رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین جو بحکم اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وبفحوائے فَضْلُ الْعَالِمِ عَلٰى غَيْرِهٖ كَفَضْلِ النَّبِيِّ عَلٰى اُمَّتِهٖ وارثان علم نبوی اور قوم کے سردار ہوتے ہیں ان سے سالکان راہ خدا کی ظاہری و باطنی تعلیم متعلق ہوتی ہے اس کتاب کے اغراض کے لحاظ سے جس امامت کی تعریف مقصود ہے وہ اسی

امامت صغریٰ کی تعریف ہے، حضرت شاہ عبدالعزیز قدس سرہ نے فتاویٰ عزیزیہ میں اس بیعت کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ بیعت کے معنی اصطلاح اہل تصوف میں عقیدت کا ہاتھ مرشد کے ہاتھ میں دینا ہے۔اس امامت یعنی مشیخت کے لئے شرط یہ ہے کہ شیخ علوم ظاہری اور باطنی کا جامع ہو چنانچہ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جس نے تصوف کو اختیار کیا وہ فقہ کو چھوڑا زندیق ہوا،اور جس نے فقہ کو اختیار کیا اور تصوف کو چھوڑا وہ فاسق ہوا،اور جس نے ان دونوں کو جمع کیا محقق ہوا۔

اور حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہ اپنی کتاب القول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ شیخ کے لئے ضروری ہے کہ علوم قرآن وحدیث وفقہ میں اتنی مہارت رکھتا ہو کہ مریدوں کو مشروعات کا پابند اور نامشروعات سے پرہیز کرائے،اوران سے اخلاق ذمیمہ کے چھڑانے اور اخلاق حمیدہ سے متصف کرانے کی قابلیت رکھتا ہو،عادل اور متقی ہو طاعات اوراذ کار ماثورہ پر مواظبت رکھتا ہو،علوم صوفیہ کی تحصیل کے ساتھ قلب کا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ قائم کیا ہوا ہو۔

امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب الطبقات الکبریٰ میں فرماتے ہیں کہ قوم صوفیہ کا اس پر اجماع ہے کہ جس شخص کو علوم شرعیہ میں تبحر نہ ہو اس میں خدائے تعالیٰ کے راستہ کی تعلیم کی صلاحیت نہیں۔

حضرت شیخ ابو نجیب عبد القاہر سہروردی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب ارشاد الطالبین میں فرمایا ہے کہ (مشیخت) کے خرقہ کا اہل وہ شخص ہے جس نے اپنے نفس کو آداب صوفیہ سے مؤدب کیا ہو۔ ریاضتیں اور مجاہدے کئے ہوں مشقتیں اٹھائی ہوں ، مرادات سے خالی ہو مقامات طئے کیا ہوا ہو۔صادقین کی صحبت میں رہا ہو، احکام دین اور اس کے حدود، مذہب کے اصول وفروع کا عارف ہو،اگر ان صفات سے متصف نہ ہو تو اس کو شیخ بننا اور مرید بنانا حرام ہے۔

شیخ جنید علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ جس نے قرآن وحدیث کی تعلیم نہ پائی ہو اس کی اقتداء اس علم تصوف میں نہ کی جائے کیوں کہ ہمارا علم کتاب وسنت کے علوم سے مقید ہے۔

سوال: کیا بیعت امام کے ہاتھ پر ضروری ہے اگر ہے تو کیوں ہے؟

جواب: امامت کی دوشقوں یعنی امامت کبریٰ اور صغریٰ کے لحاظ سے بیعت کے بھی دوقسم ہیں۔

ایک بیعت اطاعت جو امام یعنی بادشاہ اسلام کے ہاتھ پر کی جائے چونکہ اس بیعت کے بغیر مسلمانوں کے مصالح دینی اور دنیوی کی تکمیل ناممکن ہے لہٰذا مسلمانوں پر جس طرح امام کا تقرر واجب ہے اور اسی طرح امام کے ہاتھ پر بیعت اور اطاعت بھی واجب ہے اس بیعت کے وجوب پر احادیث نبویہ علی صاحبہا الف الف سلام وتحیۃ اس قدر تاکید فرمائی گئی ہے کہ جس نے امام کے ہاتھ پر بیعت کئے بغیر رحلت کی ہو اس کی موت کو جاہلیت کی موت قرار دیا گیا ہے۔

دوسری بیعت تقویٰ وتوبہ جو بہ حیثیت امامت صغریٰ مشائخین صوفیہ کے ہاتھ پر علوم طریقت کی طلب کے لئے کی جاتی ہے اس بیعت کا فرض یا واجب یا سنت ہونا موقوف ہے اس مقصود کے فرض یا واجب یا سنت ہونے پر کہ جس کے حاصل کرنے کے لئے بیعت کی جاتی ہے۔

اس لحاظ سے بعض حضرات صوفیہ فرماتے ہیں کہ بحوائے طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ، جس علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ وہ علم تصوف ہے جس سے سالک کو اس کے حال اور قرب الی اللہ کے مقامات اور خدائے تعالیٰ کی معرفت کا علم حاصل ہوتا ہے۔ علماء کا مقولہ ہے کہ حدیث نبوی میں جس علم کی طلب کے فرض ہونے پر اشارہ ہے وہ علم تفسیر وحدیث وفقہ وعقائد ہے کہ ان کے بغیر دین کی تکمیل نہیں ہوتی۔

شیخ ابوطالب مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب قوت القلوب میں ان اختلافات کا تصفیہ اس طرح فرمایا ہے کہ اسلام کی بناء کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوۃ ان پانچ چیزوں پر ہے۔ تو ان ہی پانچ فرائض کا علم طلب کرنا واجب ہوگا۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب احیاء العلوم میں لکھا ہے کہ علم کی دو قسمیں ہیں ایک علم معاملہ اور دوسرا علم مکاشفہ اور حدیث نبوی میں ہر مسلمان پر جس علم کا سیکھنا فرض کیا گیا ہے وہ علم معاملہ ہے اور وہ علم معاملہ کے فرض ہونے کا سلسلہ اس طرح قائم فرماتے ہیں کہ بفور اسلام، یا بلوغ اولاً کلمہ توحید کا سیکھنا فرض ہوگا من بعد وقتیہ نمازوں کے لئے اور وضوء اور غسل کے احکام، پھر وقتیہ نمازوں کا سیکھنا، من بعد روزوں کے مسائل ، اگر غنی ہو تو زکوۃ اور حج کے مسائل، تاجر ہو تو احکام بیع وشراء کا علم اور عقد کرنا چاہے تو مسائل

نکاح اور حقوق زوجین کا علم،غرض کہ جس وقت شعبہ معاملات سے سابقہ ہواسی وقت علم کا سیکھنا فرض ہوجاتا ہے،اور علم مکاشفہ کوحضرت امام صاحب نے ان علوم میں شمار فرمایا ہے جوفرض کفایہ ہیں جس کی تعریف یہ ہے کہ قوم میں ایک شخص ہی اس علم کا متکفل ہوجائے تو قوم پر سے اس کی فرضیت ساقط ہوجاتی ہے مگر قوم کے دیگر افراد کے حق میں اس کی طلب ممنوع بھی نہیں بلکہ باعث فضیلت ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب قدس سرہٗ اپنی کتاب القول الجمیل میں فرماتے ہیں کہ مشائخین میں تقویٰ اور توبہ کی بیعت جومروج ہے یہ بیعت سنت ہے واجب نہیں ہے۔اسی واسطے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے اس بیعت کے ذریعہ تقرب الی اللہ حاصل کیا مگر کوئی دلیل شرعی تارک بیعت کے گنہگار ہونے پر دلالت نہیں کرتی ہے اور ائمہ دین نے تارک بیعت پر انکار بھی نہیں کیا ہے تو یہ عدم انکار اجماع ہوگیا اس پر وہ واجب نہیں ہے۔

نتیجہ ان اکابر صوفیہ کی تحقیق وتدقیق کا یہ ہوا کہ صوفیہ کے ہاتھ پر تقویٰ وتوبہ کی بیعت اور علم طریقت حاصل کرنا سنت ہے۔باوجود یہ کہ علم طریقت کی طلب اور اس کے حصول کے لئے شیخ کے ہاتھ پر بیعت کرنا سنت ہے۔اور داخل اعمال فضیلت ہے مگر جو شخص اس علم کو حاصل کرنا چاہے اس پر لازم ہے کہ بغیر شیخ کامل کی رہنمائی کے مدارج سلوک کے طئے کرنے کا اقدام نہ کرے کیوں کہ دوران سلوک میں مکائد شیطانی ونفسانی سے واقفیت اور تجلیات وخطرات ملکی ورحمانی وشیطانی وغیرہ امور کا امتیاز بغیر شیخ کامل کی رہنمائی کے نہ ہوسکے گا تو یہ امور کفر ضلالت وگمراہی میں مبتلا کرنے والے ہوں گے،اس لئے کہا گیا ہے کہ **مَنْ لَا شَیْخَ لَہٗ فَشَیْخُہُ الشَّیْطَانُ.**

غرض کہ علم ظاہر کا سیکھنا صوفی پر لازم ہے جس کے بغیر صوفی شیطانی خطرات سے بچ نہیں سکتا البتہ اس کلیہ سے مجاذیب مستثنیٰ ہیں کیوں کہ وہ خاص جذبات الٰہی کی وجہ سے بلا سیر وسلوک کی محنت اٹھائے ایکدم منزل مقصود کو پہونچ جاتے ہیں مگر ان کی اس خاص حالت پر دوسروں کو قیاس کرنا قیاس مع الفارق اور غیر جائز ہے۔

سوال: کیا صوفیہ شیطانی دھوکوں سے محفوظ ہو جاتے ہیں بصورت ثانی پھر بچنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: یہ ایک مسلم عقیدہ اہل حق کا ہے کہ کوئی شخص بجز انبیاء علیہم السلام کے معصوم نہیں یعنی اغوائے شیطانی سے بالکل محفوظ نہیں ہوسکتا۔

نفس از در ہاست ایں کہ مردہ است　　از غم بے التی افسردہ است

یعنی نفس انسانی ایک اژدہا کی مثال ہے جس کی عمر بڑی ہوتی ہے اور وہ جلد مرتا نہیں ۔ بلکہ کبھی وہ مردہ کی طرح جو بے حس دکھائی دیتا ہے تو کوئی حیلہ و ذریعہ نہ ملنے کے باعث دکھائی دیتا ہے اور جب اسے موقع ملتا ہے تو وہ دھوکہ دینے میں نہیں چوکتا۔ اس کی نسبت سینکڑوں احادیث و آیات ہیں جن کا ذکر یہاں موجب تطویل ہوگا۔ مگر ایک حدیث یہاں کافی ہے۔ اخرجہ مسلم فی صحیحہ:

مَامِنْکُمْ مِنْ اَحَدٍ اِلَّاوَقَدْ وُکِّلَ بِهٖ قَرِیْنَةٌ مِّنَ الْجِنِّ وَقَرِیْنَةٌ مِّنَ الْمَلَائِکَةِ قَالُوْا وَاِیَّاکَ یَارَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ وَاِیَّایَ وَلٰکِنَّ اللّٰهَ اَعَانَنِیْ عَلَیْهِ فَاَسْلَمَ فَلَایَاْمُرُنِیْ اِلَّا بِخَیْرٍ (مشکوۃ۔ کتاب الوسوسۃ)

یعنی تمہارے میں سے ہر ایک کے ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ مقرر کیا گیا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کے ساتھ بھی؟ فرمایا ہاں میرے ساتھ بھی ہے۔ مگر خدا نے مجھے اس پر غالب کر دیا ہے سو میں بچ جاتا ہوں اور وہ مسلمان ہوگیا ہے یا میرا مطیع ہوگیا ہے پس مجھے وہ محض خیر کا ہی حکم کرتا ہے۔

(مشکوۃ، کتاب الوسوسۃ)

تنبیہ:۔ لفظ اسلم کی دو طرح سے روایت ہے ایک بضم میم یعنی میں بچ جاتا ہوں، دوسری بفتح میم یعنی وہ مطیع ہوگیا ہے یا مسلمان ہوگیا ہے۔

غرض کہ ہر انسان کے ساتھ شیطان اور نفس دونوں لگے ہوئے ہیں۔ ایسی حالت میں

کوئی شخص شیطان کے شر سے نہیں بچ سکتا اگر اس سے کوئی بچنے کی صورت ہے تو شریعت اور پیروی آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ہے۔ اور یہ اہل علم ہی کا کام ہے ورنہ صوفی جاہل مسخرہ شیطان مشہور ہے اور حدیث **فَقِيهٌ وَاحِدٌ عَلَى الشَّيْطَانِ مِنْ أَلْفِ عَابِدٍ** کا بھی یہی مطلب ہے۔

تنبیہ:۔ فقیہ کہتے ہیں احکام وعلمِ شریعت میں سمجھ بوجھ رکھنے والے کو نہ محض فقہ مصطلح کے پڑھنے والے کو۔

سوال: سماع کی حقیقت کیا ہے کیا وہ صوفی کے لئے ضروری ہے؟

جواب: خوش آوازی کے ساتھ کوئی موزوں کلام سننے کا نام سماع ہے۔ خوش آوازی اور موزونیت کلام کی پسندیدگی کا مادہ انسان میں موجود ہے، اس وجہ سے انسان کو سماع سے رغبت ہوتی ہے، خوش آواز روح کو ابھارتی ہے اور نشاط میں لاتی ہے جس سے اچھے یا برے خیالات جو دل میں جاگزیں ہوتے ہیں وہ اس سماع سے برانگیختہ ہو جاتے ہیں اور یہی سماع کی حقیقت ہے رہا سماع کا جواز وعدم جواز اس میں اختلاف ہے جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے عام لوگوں کے لئے اس کا منع وارد ہے وہاں خود حضور سے اس کا سننا ثابت ہے تو اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ چونکہ عام طبائع نیک جذبات سے مملو نہیں ہوتے ہیں اس وجہ سے عام طور سماع کا سننا جائز قرار نہیں دیا گیا، البتہ ایسے لوگوں کے حق میں سماع کا جواز مستنبط ہوتا ہے جس کے قلوب صافی و نیک جذبات سے مملو ہوتے ہیں، اور ایسے لوگوں کے حق میں سماع ان کے نیک جذبات کے ابھرنے کا باعث ہوتا ہے۔

چنانچہ بزرگان چشت علیہم الرحمۃ نے جن کے قلوب صافیہ اکثر محبت وعشق خدا کے جذبات سے پر تھے نہ فقط اس کو جائز رکھا بلکہ اکثر اس کا مشغلہ رکھتے رہے مگر عام طور پر سر بازار نہیں بلکہ اپنے مریدین کی خاص مجالس میں۔

غرض کہ سماع انہیں قلوب صافیہ کو فائدہ بخش ہے جو برے جذبات سے پاک وصاف ہوں عام لوگوں کے حق میں اس کے مفاسد اور مضرتیں فوائد ومنافع سے زیادہ ہیں۔ برایں ہم

محققین نے یہ بات مان لیا ہے کہ سماع باعث ازدیادر مدارج وذریعہ وصول الی اللہ نہیں ہے، بلکہ وہ محض عشق ومحبت خدا کے جذبات کو ابھارنے کا کام دے سکتا ہے اور جنہوں نے اس کو اختیار کیا محض نیک جذبہ کو متحرک کرنے کی غرض سے اختیار کیا نہ کہ اسے عبادت وباعث ازدیادمدارج سمجھا ہو جیسا کہ آج کل سمجھا جارہا ہے۔

غرض کہ سماع صوفی سالک کے لئے نہ تو ضروری وسیلہ وذریعہ قرب الی اللہ کا ہے کہ بطور مراسم عبادت اس کی عادت کی جائے اور انعقاد مجالس کی خواہ مخواہ تکلیف گوارہ کی جائے، اور نہ اسے صوفی صافی کے حق میں ناجائز یا حرام ہے جس کے دل میں خدا اور رسول کی محبت بھری ہوئی اور اس کے لئے توجہ الی اللہ کا باعث ہو۔

سوال: نفس کے کتنے اقسام ہیں؟

جوب: نفس کے تین اقسام ہیں جن کا ذکر قرآن پاک میں ہے،

نفس امارہ یعنی وہ نفس جو خواہشات نفسانی کا حکم کرے یہ نفس عوام کا ہے،

نفس لوامہ یعنی وہ نفس جو مہذب ہو کر بری باتوں پر جو سرزد ہو جائیں ملامت کرے یہ نفس متقین کا ہے۔

نفسِ مطمئنہ، یعنی وہ نفس جس کو اپنے رب کے ساتھ اطمینان وسکون ہوتا ہے اور کوئی شک وشبہ اسے باقی نہیں رہتا، اور یہی نفس راضیہ مرضیہ ہے اور اسی کو نفس ملہمہ بھی کہتے ہیں جسے حق تعالیٰ سے الہام ہوا کرتا ہے۔

سوال: انسان کو اس نشأت دنیا میں پیدا کرنے سے خدا کا کیا مقصود ہے؟

جواب: خدا (وہ) خداوند عالم کو انسان کے پیدا کرنے سے محض اپنی معرفت یا خلافت کا حصول مقصود تھا اگر چہ ان دونوں کا ماحصل ایک ہی ہے مگر حیثیت اور اعتبار کے لحاظ سے یہ دونوں چیزیں جدا جدا ہیں یعنی معرفت سے خداوند عالم کا مقصود یہ تھا کہ اپنی ذات کو جامع جمیع صفات کمال اور بطور خزانہ مخفی کے تھی اس کو ظاہر کرے، یا یوں سمجھئے کہ یہ صفات کمال جو اسماء اللہ سے مراد ہیں انکا اقتضاء یہ ہوا کہ وہ ظاہر ہوں اور شان جامعیت ظاہر ہو۔

چنانچہ اسی غرض کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا جس کا کمال یہی شان جامعیت ہے اس کی مثال ایسی ہی ہے، کہ جب آپ اپنی خوبیوں ومحاسن جمال کو دیکھنا چاہتے ہیں تو آپ کو آئینہ کی ضرورت ہوتی ہے جس میں محاسن وخوبیوں کا پوارا عکس اتر آتا ہے اور آپ اپنی صورت کو دیکھ کر اپنے آپ کا تفصیلی اندازہ کر لیتے ہیں یہی مثال انسان کی ہے کہ وہ تمام اسماء الٰہیہ کا مظہر اتم ہے کیوں کہ تمام عالم کی کائنات ان اسماء مختلفہ الٰہیہ کے مختلف مظاہر ہیں اور یہ تمام عالم کا خلاصہ اور مختصر ڈھانچہ ہے، لہٰذا تمام عالم کی مختلف تفاصیل اس مختصر ڈھانچہ میں مجملاً مل جاتی ہیں اور اس طرح انسان کا اپنے آپ کا پہچاننا گویا خدا کو پہچاننا ہے اور یہی غرض ہے جس کے لئے انسان پیدا کیا گیا ہے اور دوسری حیثیت خلافت ہے، یعنی خدائے تعالیٰ کی قائم مقامی اور اس کی نیابت۔

چونکہ اس عالم دنیا یعنی عالم ملک وشہادت کی نشاۃ کا مقتضاء ستر واخفاء ہے، یعنی خدا کی خدائی کا ظہور ان ہی ممکنات عالم کے پس پردہ یہاں ہو رہا ہے یعنی اس عالم کی ہر ایک شئ اس خدائی کے مختلف جہات میں سے کچھ کچھ جہتوں کے مظہر ہے، لہٰذا مقتضائے مشیت ہوا کہ ایک ایسا نمونہ بنا دیا جائے جو ان تمام علیحدہ علیحدہ مختلف جہات کو اپنے اندر جمع کرے جیسے کہ اس عالم میں ذات خداوندی مختلف اسماء کی جامع ہے، **وَهُوَ الَّذِیْ فِی السَّمَاءِ اِلٰهٌ وَّفِی الْاَرْضِ اِلٰهٌ**، یعنی وہی ذات پاک ہے جو اس عالم بالا میں بھی شان الٰہیت رکھتی ہے اور اس عالم اسفل میں بھی شان الٰہیت رکھتی ہے جیسا کہ دونوں عالم میں وہ اللہ ہے ایسا ہی ضرور تھا کہ کوئی اس شان الٰہی کی نیابت کرے، چنانچہ اس غرض کے پورا کرنے کے لئے انسان کو پیدا کیا گیا۔ اور سب پر حکومت اس کو دی گئی اور سارے قوائے علوی وسفلی اس کے مسخر بنائے گئے، چنانچہ یہ تسخیر مختلف حیثیتوں سے اپنا جلوہ کرتی رہی اور کر رہی ہے یعنی معنوی وروحانی لحاظ سے دیکھو تو جو انسان کامل ہوتے ہیں ان کا ہر ایک فعل شان ربی اپنے اندر رکھتا ہے، چنانچہ حدیث، **حَتّٰی اَکُوْنَ سَمْعَهٗ وَبَصَرَهٗ اِلَخْ** اس کی بین وصریح دلیل ہے، دیکھئے حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جبال وغیرہ کا مسخر ہونا اور حضرت سلیمان علیہ السلام کے

لئے ہواوغیرہ ساری اشیاء کا مسخر ہونا اور تمام انبیاء کے معجزات اور ہمارے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے لئے معجزہ شق القمر وغیرہ اور پھر اولیاء اللہ کے کرامات یہ سب کے سب اسی تسخیر وخلافت الٰہیہ کوظاہر کررہے ہیں، پھر اگر آپ ظاہری لحاظ سے دیکھئے تو بھی آپ کواس خلافت کا اثر عیاں طور پر معلوم ہوگا کہ کس طرح انسان کی قوت نظریہ اور قوت عملیہ میں خدائے تعالیٰ نے وسعت دی ہےاور کس قدر اس کی ان دونوں قوتوں کوعروج اور ترقی عطاء فرمائی اور تمام قوائے عالم کو اس کی ان دونوں قوتو ں کے تحت مسخر کردیا،قولہ تعالیٰ :وَسَخَّرَلَكُمْ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ. الآيه میں اسی طرف اشارہ ہے یعنی مسخر کیا تمہارے لئے ان قوتوں کو جو عالم بالا میں ہیں،اور جو عالم اسفل میں ہے یہ مادی ترقی کا حال ہے جس کوترقی روحانی اور قوت ایمانی سے کوئی نسبت نہیں اور جس کا تعلق محض امتیاز انسانیت اور عروج انسانیت کے ابتدائی زینہ سے ہے بایں ہمہ اس میں بھی بلکہ ہرشئ میں عارفین کے لئے اشارات ودلائل موجود ہین کہ لَا يُخْفٰى عَلٰى مَنْ لَّهُ اَدْنٰى تَاَمُّلٌ۔

سوال: دین اسلام کا اصل مدعاء کیا ہے،اوروہ انسان کو کیا بنانا چاہتا ہے؟

جوب: نصوص قرآن واحادیث پر غور کرنے سے معلوم ہوگا کہ دین اسلام کا اصلی منشاء تہذیب ظاہری و باطنی کونوع انسان میں پھیلانا اور وہ انسان کوظاہری وجسمانی لحاظ سے ایک اعلیٰ درجہ کا متمدن اور مہذب اور باطنی اور روحانی لحاظ سے عارف کامل اور متخلق باخلاق اللہ یا خلیفۂ رحمانی بنادیتی ہےاوران کے حصول کے لئے اس نے دونوں قسم کی تعلیمات وہدایات جاری کی ہیں اور نہ صرف اس دین پاک میں تعلیمات وہدایات ہی پائی جاتی ہیں بلکہ اسلامیوں کے لئے وہ احکام شریعت کا کامل ترین مجموعہ ہے اور خداوندعالم نے بنی نوع انسان کی ہدایت اوران کوگمراہی سے بچانے کے لئے ایسے نبی کومبعوث فرمایا جنہوں نے خود اپنی ذات سے دنیا کے سامنے بہترین عملی نمونے ان دونوں باتوں کے حصول کے لئے پیش فرمائے اور دنیا کو دکھا دیا کہ بشریت کے اعتدال اور روحانیت وعرفان کی ترقی سے انسان کیوں کر اعلیٰ درجہ کا انسان بن سکتا ہےاور مادی تہذیب وروحانی کمال دونوں کس طرح ایک

جا بہترین طریقہ پر جمع ہو سکتے ہیں اور اس جامعیت کا فخر اگر حاصل ہے تو دین اسلام ہی کو حاصل ہے۔

سوال: کیا دین اسلام کے بانی حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں یا وہ قدیم دین نوع انسان کا ہے بصورت دیگر آپکی بعثت سے پھر کیا مقصود ہے؟

جواب: دین اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ وہ توحید اور اخلاق حمیدہ سکھاتا ہے اور فطرت انسانی کے مناسب رہنمائی کرتا ہے ایک قدیم دین ہے اور تمام انبیاء ومرسلین کا واحد دین ہے جن کا واحد مقصد اعلاء کلمۃ اللہ اور توحید ہے، چنانچہ خداوند عالم نے ارشاد فرمایا ہے۔ فَبِهُدَاهُمُ اقْتَدِهِ ۔۔۔۔۔یعنی اے نبی بس آپ انہی پیغمبروں کے ہدایات کی ہی پیروی کیجئے مگر سنت الٰہی وفطرت اللہ چونکہ ارتقاء کی مقتضی ہے اس لحاظ سے ہر چیز ایک ابتدائی درجہ سے ترقی کرتے کرتے معراج کمال کو پہونچتی ہے یہی حال اس دین کا بھی ہے کہ تمام انبیاء کے دین درحقیقت اسی دین اسلام کے ابتدائی مدارج تھے، جو رفتہ رفتہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذریعہ اپنے انتہائی کمال کو پہونچ گئے۔ جیسا کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِىْ. الآية

الغرض دین اسلام ایک قدیم دین ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بعثت اسی دین اسلام کی تکمیل کے لئے ہوئی۔

چنانچہ انبیاء سابقین علیہم السلام بھی اسی کی پیشن گوئی کرتے رہے ہیں۔خصوصاً حضرت عیسیٰ بن مریم علیہما السلام جو سب سے پیش پیش ہیں اور ان کی بعثت کا مقصود اصلی اسی دین وبعثت محمدی کی خوشخبری سنانا تھا اور بس۔

سوال: وصول الی اللہ کا کیا طریقہ ہے؟

جواب: گرچہ تفصیلی لحاظ سے بمصداق اَلطُّرُقُ اِلَى اللهِ بِعَدَدِ الْاَنْفَاسِ وُصُوْلُ اِلَى اللّٰهِ کے اتنے ہی طرق ہیں جتنے نفوس سالکین ہیں کیونکہ ہر سالک کا سیر سلوک ایک خاص طریقہ پر ہوتا ہے جو اس کے اور اس کے رب کے درمیان خاص رابطہ وتعلق کے مقتضیٰ

کے لحاظ سے ہوتا ہے اور اسی ذریعہ سے منزل مقصود تک پہونچتا ہے مگر اجمالی وکلی طور پر وصول الی اللہ کا محض ایک ہی طریقہ ہے، اور وہ یہ کہ ظاہر و باطن اور جسمانی و روحانی طور پر ہر طرح سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پوری پوری اقتداء کی جائے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے،

وَمَنْ يَبْتَغِ غَيْرَ الْإِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ .

یعنی جو شخص سوائے اسلام کے کوئی اور دین اور ذریعہ وصول الی اللہ کا ڈھونڈھے تو یقیناً اس سے وہ قبول و منظور نہ کیا جائے گا، اور وہ آخرت میں زیاں کاروں سے ہوگا۔

جبکہ اسلام محض اسی طریقہ وطرز عمل کا نام ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے خلفاء عامل وقائم تھے اور دین اسلام محض تقرب الی اللہ کا ہی ذریعہ ہے تو آیت بالا کا مفہوم یہی ہوا کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ سلم کے طرز عمل کی پیروی چھوڑ کر کوئی دوسرا ذریعہ تقرب الی اللہ کا ڈھونڈھے تو وہ یقیناً زیاں کار و گنہگار ہے نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی حدیث بھی اسی کی تائید کرتی ہے،

لَنْ يُؤْمِنَ اَحَدُكُمْ حَتىٰ يَكُوْنَ هَوَاهُ تَبْعاً لِمَا جِئْتُ بِهِ

یعنی کوئی شخص ایمان والا نہ ہوگا جب تک کہ اس کی خواہش تابع میرے لائے ہوئے دین کی نہ ہو۔

اور ذیل کے شعر سے بھی اسی کی تائید ہوتی ہے

خلاف پیمبر کسے رہ گزید — کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید

سوال: اسماء الٰہی جو ائمہ سبعہ کہلاتے ہیں کون سے ہیں؟

جواب: سات ہیں ،(۱) الحی (۲) العالم (۳) المرید (۴) القادر (۵) الجواد (۶) المقسط (۷) المعطی

سوال: قرآن پاک میں جو ارشاد ہے وَنَحْنُ أَقْرَبُ إِلَيْهِ مِنْ حَبْلِ الْوَرِيدِ (سورہ ق، آیت:۱۶) وَاِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ مُّحِيطُ (سورہ حم سجدہ، آیت:۴۵) یہ قرب و معیت و احاطہ ہر شئی کے ساتھ ذاتی ہے علمی؟

جواب: علماء ظاہر کے پاس یہ قرب و معیت علمی ہے یعنی خدا کا علم ہر شئی سے قریب و ہر شئی کو محیط ہے، اور صوفیہ کرام کے پاس ذاتی ہے یعنی خدا اپنی ذات سے ہر شئی کے قریب اور ہر شئی کو محیط ہے

جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے کہ تمام کائنات کے موجود ہونے کے یہی معنی ہیں کہ ان کی اعیان ثابتہ کے آثار استعدادات وجود کی چادر میں جو سارے عالم میں پھیلی ہوئی ہے ظاہر ہو رہی ہیں اور وہ وجود باری تعالیٰ کا ہے اور جب اس وجود کے اندر سارے اشیاء کا ظہور ہو رہا ہے تو وہ وجود کسی شئی سے علیحدہ نہیں بلکہ ہر شئی پر محیط ہے۔

فضائل درود شریف

(۱) مَنْ صَلّٰی عَلَیّ وَاحِدَۃً صَلّٰی اللّٰہُ عَلَیْہِ عَشْرًا

جوکوئی ایک مرتبہ مجھ پر درود بھیجتا ہے حق تعالیٰ دس مرتبہ اس پر اپنی رحمت اتارتا ہے۔

(۲) وَقَالَ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم مَنْ صَلَّی عَلَیَّ فِی کِتَابٍ لَمْ تَزَلِ الْمَلاَئِکَۃُ تُصَلِّیْ عَلَیْہِ مَا دَامَ اِسْمِی فِیْ ذٰلِکَ الْکِتَابِ

فرمایا نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہ جس نے درود بھیجا ہم پر بیچ کسی کتاب کے لکھ کر تو ہمیشہ فرشتے درود بھیجا کرتے ہیں اس پر جب تک لکھا رہتا ہے میرا نام اس کتاب میں۔

(۳) یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ لَہٗ صَلِّ عَلیٰ عَبْدِیْ کَمَا صَلّٰی عَلیٰ نَبِیِّ فَھُوَ یُصَلِّیْ عَلَیْہِ اِلیٰ یَوْمِ الْقِیَامَۃِ

فرماتا ہے اللہ عزوجل شانہٗ اس فرشتے کو کہ تو درود بھیجتا رہ میرے بندے پر جس طرح اس نے درود بھیجا ہے میرے نبی ﷺ پر، پس وہ فرشتہ برابر درود بھیجتا ہے اس درود خواں پر روزِ قیامت تک۔

(۴) إِنَّ اللّٰہَ وَ مَلاَئِکَتَہُ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ یٰٓأَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا صَلُّوْا عَلَیْہِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِیماً .

تحقیق اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر اے ایمان والو تم بھی ان پر درود و سلام بھیجو۔

درودِتاج

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِ نَا وَمَوۡلاَنَا مُحَمَّدٍ صَاحِبِ التَّاجِ وَالۡمِعۡرَاجِ وَالۡبُرَاقِ وَالۡعَلَمِ.دَافِعُ الۡبَلَآءِ وَالۡوَبَآءِ وَالۡقَحۡطِ وَالۡمَرَضِ وَالۡاَلَمِ.اِسۡمُہ مَکۡتُوۡبٌ مَّرۡفُوۡعٌ مَّشۡفُوۡعٌ مَّنۡقُوۡشٌ فِیۡ اللَّوۡحِ وَالۡقَلَمِ.سَیِّدِ الۡعَرَبِ وَالۡعَجَمِ جِسۡمُہ مُقَدَّسٌ مُّعَطَّرٌ مُّطَھَّرٌ مُّنَوَّرٌ فِیۡ الۡبَیۡتِ وَالۡحَرَمِ.شَمۡسِ الضُّحٰی بَدۡرِالدُّجیٰ صَدۡرِ الۡعُلیٰ نُوۡرِالۡھُدٰی کَھۡفِ الۡوَرٰی مِصۡبَاحِ الظُّلَمِ.جَمِیۡلِ الشِّیَمِ شَفِیۡعِ الۡاُمَمِ.صَاحِبِ الۡجُوۡدِ وَالۡکَرَمِ.وَاللّٰہُ عَاصِمُہ.وَجِبۡرِیۡلُ خَادِمُہ.وَالۡبُرَاقُ مَرۡکَبُہ.وَالۡمِعۡرَاجُ سَفَرُہ وَسِدۡرَۃُ الۡمُنۡتَھٰی مَقَامُہ.وَقَابَ قَوۡسَیۡنِ مَطۡلُوۡبُہ. وَالۡمَطۡلُوۡبُ مَقۡصُوۡدُہ وَالۡمَقۡصُوۡدُ مَوۡجُوۡدُہ.سَیِّدِالۡمُرۡسَلِیۡنَ.خَاتَمِ النَّبِیِّیۡنَ. شَفِیۡعِ الۡمُذۡنِبِیۡنَ.اَنِیۡسِ الۡغَرِیۡبِیۡنَ رَحۡمَۃٍ لِّلۡعَالَمِیۡنَ.رَاحَۃِ الۡعَاشِقِیۡنَ.مُرَادِ الۡمُشۡتَاقِیۡنَ.شَمۡسِ الۡعَارِفِیۡنَ.سِرَاجِ السَّالِکِیۡنَ.مِصۡبَاحِ الۡمُقَرَّبِیۡنَ ۝ مُحِبِّ الۡفُقَرَآءِ وَالۡغُرَبَاءِ وَالۡمَسَاکِیۡنِ.سَیِّدِ الثَّقَلَیۡنِ.نَبِیِّ الۡحَرَمَیۡنِ.اِمَامِ الۡقِبۡلَتَیۡنِ. وَسِیۡلَتِنَا فِی الدَّارَیۡنِ.صَاحِبِ قَابَ قَوۡسَیۡنِ مَحۡبُوۡبِ رَبِّ الۡمَشۡرِقَیۡنِ وَالۡمَغۡرِبَیۡنِ جَدِّ الۡحَسَنِ وَالۡحُسَیۡنِ مَوۡلاَنَا وَمَوۡلَی الثَّقَلَیۡنِ اَبِیۡ الۡقَاسِمِ مُحَمَّدِ بۡنِ عَبۡدِ اللّٰہِ نُوۡرٌ مِّنۡ نُوۡرِاللّٰہِ یٰاَیُّھَا الۡمُشۡتَاقُوۡنَ بِنُوۡرِ جَمَالِہٖ صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَاٰلِہٖ وَاَصۡحَابِہٖ وَسَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا.

سلام عشقی رحمۃ اللہ علیہ

صَلَّی اللّٰہُ عَلٰی مُحَمَّد — صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ
یَا شَفِیْعَ الْوَرٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ — یَا نَبِیَّ الْھُدٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ
خَاتَمُ الْأَنْبِیَاء سَلَامٌ عَلَیْکَ — سَیِّدُ الْأَصْفِیَاء سَلَامٌ عَلَیْکَ
أَحْمَدُ لَیْسَ مِثْلُکَ أَحَدٌ — مَرْحَباً مَرْحَباً سَلَامٌ عَلَیْکَ
وَاجِبٌ حُبُّکَ عَلَی الْمَخْلُوْقِ — یَا حَبِیْبَ الْعُلٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ
أَعْظَمُ الْخَلْقِ أَشْرَفُ الشُّرَفَاءِ — أَفْضَلُ الْأَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْکَ
کُشِفَتْ مِنْکَ ظُلْمَۃُ الظُّلَمَاءِ — أَنْتَ بَدْرُالدُّجٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ
طَلَعَتْ مِنْکَ کَوْکَبُ الْعِرْفَانِ — أَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ
مَھْبَطُ الْوَحْیِ مَنْزِلُ الْقُرْآنِ — صَاحِبُ الْاِھْتِدَاء سَلَامٌ عَلَیْکَ
اِنَّکَ مَقْصَدِیْ وَ مَلْجَائِیْ — اِنَّکَ مُدَّعَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
مَطْلَبِیْ یَا حَبِیْبِیْ لَیْسَ سِوَاکَ — أَنْتَ مَطْلُوْبُنَا سَلَامٌ عَلَیْکَ
سَیِّدِیْ یَا حَبِیْبِیْ یَا مَوْلَائِیْ — لَکَ رُوْحِیْ فِدَاء سَلَامٌ عَلَیْکَ
صَلَوٰۃُ اللّٰہِ عَلَی الْمُصْطَفٰی — أَفْضَلُ الْأَنْبِیَاءِ سَلَامٌ عَلَیْکَ
ھٰذَا قَوْلُ غُلَامِکَ عِشْقِیؔ — مِنْہُ یَا مُصْطَفٰی سَلَامٌ عَلَیْکَ

سلام بارہ

جھکا دے سر کو ادب سے ہر دم کرو محبُّو سلام بارہ
کہ جیسے کلمے کے جز ہیں بارہ سو ویسے برحق امام بارہ
ہے نصف اول جو پہلے کلمہ کا نصف آخر بھی اس کا بارہ
یہ بارہ بارہ ہیں حرف لفظی سو معنے خوش کلام بارہ
علی ،حسن اور حسین، عابد، باقر و جعفر و کاظم
رضا،تقی اور نقی و عسکر ،امام مہدی رضی اللہ عنہم تمام بارہ
ہیں دور عالم کے سال بارہ سو ہیں برس کے مہینے بارہ
ہر ایک دن کے ہیں بارہ ساعت تو برج بارہ مقام بارہ
محبت ان کی ہے سب پہ واجب عدد بھی واجب کے گن لو بارہ
یہ ترک واجب نہ کیجو ہر دم لیا کرو تم یہ نام بارہ
حدیث اثنا عشر سے ظاہر کہ ہیں کواکب پہ نورِ ایماں
بہ حکم خالق نبی کے گھر میں یہی مدار المہام بارہ
گِنو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اور علی رضی اللہ عنہ کے حساب کر کے جو فاطمہ کے
یہ تینوں ناموں کے بس ہیں صاحب حروف با انتظام بارہ
نبی صلی اللہ علیہ وسلم علی رضی اللہ عنہ کے کرو مضاعف تو نقشہ بارہ کا ہووے پورا
کہے ہے حق ان کو بہر اُمت شفیع روزِ قیام بارہ
خدا ہے ان میں خدا میں یہ ہیں کرو جو واحد میں ضرب بارہ
جو اس ضرب سے عدد ہو حاصل سو وہ ذوی الاحترام بارہ
امام بارہ امام میں کا حسین رضی اللہ عنہ سجدہ میں سر کٹایا
یہ پڑھتے ہیں رکعتیں ظہر کی شمار کر خاص عام بارہ
تجھے تو بارہ برس کے سن سے حسینؔ رہتی ہے مدح گوئی
وہ بارہ بارہ کریں گے تیرے ہر ایک مقصد کے کام بارہ

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

قصیدہ غوثِ پاک رضی اللہ عنہ

حضرت شیخ المتقدمین والمتاخرین، غوث الثقلین قطب الکونین آلِ حسنین رضی اللہ عنہما نجیب الطرفین سید الالیاء محبوب سبحانی ابو محمد میراں محی الدین شیخِ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہزار بار بشویم دہن زِ مشک و گلاب
ہنوز نامِ تو گفتن کمالِ بے ادبیست

معرفت میں قصیدہ غوثیہ کو ایک خاص اہمیت حاصل ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبد الباقی صاحبؒ فرنگی محلی نے تذکرۃ الکرام میں لکھا ہے کہ قصیدہ غوثیہ عالمِ وجد وکیف کی ایک صدا ہے جس سے دل راحت محسوس کرتے ہیں۔ اس قصیدے میں سرکار غوث الاعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے ارفع واعلیٰ روحانی مقامات کا تذکرہ فرمایا ہے اور یہ ذکر بطور تحدیث نعمت کے ہے "فتوح الغیب" کے حاشیہ پر لکھا ہے کہ جب حضرت غوث الثقلین رضی اللہ عنہ اس قصیدے کے بعض اشعار پڑھتے تو آخر میں ارشاد فرماتے: وَلَا فَخْرَ وَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّی۔ مولانا سید بہاء الدین صاحب جیلانی ثم المدنی نے "غنیۃ الطالبین" کے حاشیہ پر لکھا کہ جو سالکان طریقت معمولاً اس قصیدے کو سوچ سمجھ کر پڑھتے ہیں، ان کے روحانی مراتب میں حیرت انگیز ترقی ہوتی ہے خوف وہراس کے مواقع پر اس قصیدے کو پڑھنے سے سکونِ دل کی نعمت حاصل ہوتی ہے اور خوف وہراس کے بادل بہت دور ہوجاتے ہیں۔

تذکرۃ الجمیل مظہرِ فیوض رحمانی قطبِ ربانی، غوث صمدانی حضرت غوث الاعظم سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ۔

زمین تپتی ہے تو بارش ہوتی ہے۔ رات کی سیاہی گہری ہوتی ہے تو صبح کا نور طلوع ہوتا ہے۔ خدا کے نیک بندے خدا کی راہ سے گمراہ ہو جاتے ہیں اور گمرہی اور سرکشی حد سے بڑھ جاتی ہے تو خدائے غفور الرحیم کی رحمت کو جوش آتا ہے اور کسی عظیم رہبر کا ظہور ہوتا ہے۔ انبیاء علیہم السلام اسی لئے وقتاً فوقتاً مبعوث ہوتے رہے اور خدا کا فضل وکرم بندوں کو گمراہ ہونے سے بچاتا رہا۔ حضور نبی عربی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سلسلۂ انبیاء کی آخری کڑی ہیں خاتم النبین ہیں، اسی لئے اب دنیا کی ہدایت اور رہنمائی کا سروسامان بھی اسی افضل واشرف انبیاء کی امت کے سپرد ہوا جو دنیا کی سب سے آخری ومقدس ومنتخب امت ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: **عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ** ۔ اب تک تبلیغ وہدایت کا جو فریضہ انبیاء علیہم السلام سرانجام دیتے تھے حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد دنیا کی رہنمائی اور رہبری کا فریضہ حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی امت کے منتخب و برگزیدہ افراد علماء کے سپرد ہے۔ اوراس کے ثبوت میں آج ہم حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایک برگزیدہ عالمِ مقدس امتی قطب ربانی محبوب سبحانی غوث الاعظم مولٰینا سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا قصیدہ غوثیہ پیش کرتے ہیں۔

قصیدہ غوثیہ

۱۔ سَقَانِی الْحُبُّ كَاسَاتِ الْوِصَالِ
فَقُلْتُ لِخَمْرَتِی نَحْوِیْ تَعَالِ

مجھے خدا کی محبت نے وصال کے ساغر پلائے ہیں اور سیراب کیا ہے لیکن میں اپنے پلانے والے خدا سے یہی کہتا رہا کہ مجھ پر اور نظرِ کرم اور مجھے اور پلا اور سیراب کر۔

۲۔ سَعَتْ وَمَشَتْ لِنَحْوِیْ فِیْ كُؤُوْسٍ
فَهِمْتُ بِسَكْرَتِیْ بَيْنَ الْمَوَالِ

تو اس کی وسیع رحمت نے مجھے خوب ساغرِ معرفت پلائے اور میرے سامنے ساغر پر ساغر آتے رہے جس کا نتیجہ یہ ہو کہ عشقِ الٰہی کے سُکر و سرور میں دنیا بھر کے لوگوں سے میں بلند و محترم ہو گیا۔

۳۔ وَقُلْتُ لِسَائِرِ الْاَقْطَابِ لُمُّوْا
بِحَالِیْ وَادْخُلُوْا اَنْتُمْ رِجَالِیْ

اور دنیا کے تمام اقطاب و ابدال و اولیا سے میں نے کہا میری عظمت کے آگے سر جھکاؤ میرے سلسلہ میں داخل ہو کہ تم میرے شاگرد مُرید ہو۔

۴۔ وَهُمُّوْا وَاشْرَبُوْا اَنْتُمْ جُنُوْدِیْ
فَسَاقِی الْقَوْمِ بِالْوَافِیْ مَلَالِیْ

اور عزم کرو اور بلند محترم بنو اور خوب پیو کہ تم میرے لشکر ہو اس لئے کہ ساقیِ قوم خوب بھر بھر پلانے والا ہے۔ اور مست و بے خود بنانے والا ہے۔

۵۔ شَرِبْتُمْ فَضْلَتِیْ مِنْ بَعْدِ سُکْرِیْ
وَلَا نِلْتُمْ عُلُوِّیْ وَاتِّصَالِیْ

جب میں مست ہو گیا تو تم نے میرا جھوٹا پیا لیکن تم میرے مقامِ بلند اور قربِ الٰہی کی منزلِ اعلیٰ کو نہیں پا سکے۔

۶۔ مَقَامُکُمُ الْعُلٰی جَمْعًا وَلٰکِنْ
مَقَامِیْ فَوْقَکُمْ مَا زَالَ عَالِیْ

اگرچہ تم سب کا مقام بھی بلند ہے لیکن قربِ الٰہی کا میرا مقام تم سے بہت بلند ہے اور ہمیشہ سب سے بلند رہے گا۔

۷۔ اَنَا فِیْ حَضْرَۃِ التَّقْرِیْبِ وَحْدِیْ
یُصَرِّفُنِیْ وَحَسْبِیْ ذُوْ الْجَلَالِ

صرف مجھے ہی خاص قرب حضوری حاصل ہوا جس میں کوئی دوسرا میرا شریک نہیں ہے وہ میرا مالک ہے اور مجھ پر پوری قدرت رکھتا ہے اور وہ خدائے ذوالجلال میرے لئے کافی ہے۔

۸۔ اَنَا الْبَازِیُّ اَشْھَبُ کُلِّ شَیْخٍ
وَمَنْ ذَا فِی الرِّجَالِ أُعْطِیَ مِثَالِیْ

میں آسمانِ معرفت کا باز ہوں اور ہر شیخ پر مجھے قدرت حاصل ہے اور نہ دنیا میں کسی ولی کو میری جیسی بزرگی وعظمت عطا ہوئی ہے۔

۹۔ کَسَانِیْ خِلْعَۃً بِطِرَازِ عَزْمٍ
وَتَوَّجَنِیْ بِتِیْجَانِ الْکَمَالِ

خدائے قدوس نے مجھے اولوالعزمی و بلند ہمتی کا خلعت عنایت کیا ہے اور کمالات کے بہت سے تاج مجھے پہنائے ہیں۔

۱۰۔ وَاَطْـلَـعَـنِـیُ عَلٰی سِرٍّ قَدِیُمٍ
وَقَـلَّـدَنِـیُ وَاَعْـطَـانِیُ سُؤَالِیُ

خدائے واحد نے مجھے اپنے رازِ قدیم کا واقف و محرم بنایا ہے اور میرے گلے میں عزت کا ہار پہنایا اور جو کچھ میں نے اس سے طلب کیا وہ اس نے اپنے فضل و کرم سے مجھے عطا کیا۔

۱۱۔ وَوَلَّانِیُ عَلَی الْاَقْطَابِ جَمْعاً
فَحُکْمِیُ نَافِذٌ فِیُ کُلِّ حَالِ

اور دنیا کے تمام اقطاب و اولیاء کا مجھے حاکم و والی بنایا ہے پس میرا حکم ہر حال میں ہر شخص پر واجب التعمیل ہے اور واجب الاطاعت ہے۔

۱۲۔ فَلَوُ اَلْقَیُتُ سِرِّیُ فِیُ بِحَارٍ
لَصَارَ الْکُلُّ غَوُراً فِی الزَّوَالِ

اور اگر میں اپنے عشق کا کوئی راز سمندروں میں ڈال دوں تو تمام سمندر بھی اسے برداشت نہ کر سکیں گے ان کا پانی زمین میں دھنس جائے گا اور سارے سمندر خشک ہو جائیں گے۔

۱۳۔ وَلَوُ اَلْقَیُتُ سِرِّی فِی جِبَالٍ
لَدُکَّتُ وَاخْتَفَتُ بَیُنَ الرِّمَالِ

اور اگر میں اپنا کوئی حال پہاڑوں پر ظاہر کر دوں تو وہ ریزہ ریزہ ہو جائیں اور ریت بن کر اُڑ جائیں۔

۱۴۔ وَلَوُ اَلْقَیُتُ سِرِّیُ فَوُقَ نَارٍ
لَخَمِدَتُ وَانْطَفَتُ فِیُ سِرِّ حَالِیُ

اور اگر میں اپنا راز آگ پر ظاہر کردوں تو وہ میرے حال کی عظمت سے بُجھ جائے اور اپنی روشنی اور حرارت سے محروم ہو جائے۔

۱۵۔ وَلَوْ اَلْقَیْتُ سِرِّیْ فَوْقَ مَیِّتٍ
لَقَامَ بِقُدْرَۃِ الْمَوْلٰی تَعَالِ

اور اگر میں اپنی محبت الٰہی کی توجہ کسی مُردہ پر ڈال دوں تو خدائے تعالیٰ کی قدرت سے وہ فوراً زندہ ہو جائے۔

۱۶۔ وَمَا مِنْھَا شُھُوْرٌ اَوْ دُھُوْرٌ
تَمُرُّ وَتَنْقَضِیْ اِلَّا أَتَی لِیْ

جو زمانے دنیا میں گزرتے ہیں، اور جو حالات دنیا والوں پر آتے جاتے رہتے ہیں اُن میں سے کوئی زمانہ اور کوئی حالت ایسی نہیں ہے کہ جو میرے پاس نہ حاضر ہوتی ہو یعنی ماحول اور زمانے کا خدا نے مجھے حاکم بنایا ہے۔

۱۷۔ وَتُخْبِرُنِیْ بِمَا یَاتِیْ وَیَجْرِیْ
وَتُعْلِمُنِیْ فَأَقْصِرْ عَنْ جِدَالِیْ

اور وہ ماحول اور وہ زمانہ میرے ہاں حاضر ہو کر مجھے دنیا میں اس وقت ہونے والے اور آئندہ جو کچھ ہوگا اس کی خبر دیتے ہیں پس جو شخص مجھے نہیں جانتا وہ کیوں مجھ سے بحث کرتا ہے۔

۱۸۔ مُرِیْدِیْ ھِمْ وَطِبْ وَاشْطَحْ وَغَنِّیْ
وَافْعَلْ مَا تَشَا فَالْاِسْمُ عَالِیْ

میرے مریدو! ہمت و عزم سے کام لو اور خوش رہو، غنی ہو جاؤ، کسی سے مت ڈرو جو چاہو کرو اس لئے اسی لئے کہ تمہاری بیعت کی نسبت میرے نام سے ہے جو عظیم و بزرگ ہے۔

۱۹۔ مُـــرِیْـــدِیْ لَا تَـــخَفْ اَللّٰہُ رَبِّـــیْ
عَـــطَـــانِیْ رِفْعَۃً نِلْتُ الْمَنَالِ

میرے مریدو! کسی سے کوئی خوف مت کرو کہ اللہ میرا پروردگار ہے اور اس نے اپنی مہربانی وعنایت سے مجھے ایسا مقام بلند عطا فرمایا ہے کہ میں اس سے ہر آرزو اور دولت کو حاصل کرلیتا ہوں کائنات دوجہاں کی ہر نعمت میرے قبضہ میں ہے۔

۲۰۔ طُبُوْلِیْ فِیْ السَّمَاءِ وَالْاَرْضِ دُقَّتْ
وَشَاؤُسُ السَّعَادَۃِ قَدْ بِدَا لِیْ

زمین وآسمان میں میری شان وعظمت کے نقّارے بجتے ہیں اور سعادت وعزّت کے نقیب میرے آگے آگے چلتے ہیں۔

۲۱۔ بِلَادُ اللّٰہِ مُلْکِیْ تَحْتَ حُکْمِیْ
وَوَقْتِیْ قَبْلَ قَبْلِیْ قَدْ صَفَا لِیْ

خدا کے تمام شہر اور زمین میرا ملک ہے میرے زیرِ فرمان ہے اور دنیا پر میری یہ حکومت میرے قلب کے آئینہ ہونے سے پہلے ہے، یعنی وَہبّی ولی ہوں پیدائشی حاکمِ وقت ہوں۔

۲۲۔ نَظَرْتُ اِلٰی بِلَادِ اللّٰہِ جَمْعًا
کَخَرْدَلَۃٍ عَلٰی حُکْمِ اتِّصَالِ

اس وقت ہی میں تمام روئے زمین پر نظر ڈالی تو مجھے یہ رائی کے دانے کے برابر حقیر وصغیر نظر آئی۔

۲۳۔ دَرَسْتُ الْعِلْمَ حَتّٰی صِرْتُ قُطْبًا
وَنِلْتُ السَّعْدَ مِنْ مَوْلَی الْمَوَالِیْ

پھر میں نے ظاہری و باطنی علوم وکمالات حاصل کئے یہاں تک کہ میں قطب ہو گیا اور مجھے یہ سعادت وعظمت خدائے احکم الحاکمین کے دربار سے حاصل ہوئی ہے۔

۲۴۔ رِجَالِیْ فِیْ هَوَاجِرِهِمْ صِیَامٌ
وَفِیْ ظُلَمِ اللَّیَالِیْ کَالّاٰلِیْ

میرے مرید اور شاگرد سخت گرمیوں میں بھی روزے رکھتے ہیں اور راتوں کی تاریکیوں میں موتیوں کی طرح چمکتے ہیں، یعنی دن کو روزہ رکھتے ہیں اور راتوں کو نمازیں پڑھتے ہیں۔

۲۵۔ وَکُلُّ وَلِیٍّ لَهٗ قَدَمٌ وَاِنِّیْ
عَلٰی قَدَمِ النَّبِیِّ بَدْرِ الْکَمَالِ

ہر ولی کا ایک طریقہ ہوتا ہے لیکن میرا طریقہ صرف اتباعِ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہے جو کمالات کے ماہتاب ہیں۔

۲۶۔ فَمَنْ فِیْ اَوْلِیَاءِ اللّٰهِ مِثْلِیْ
وَمَنْ فِی الْعِلْمِ وَالتَّصْرِیْفِ حَالِیْ

پھر اولیاء اللہ میں میرا مثل کون ہے اور کون ہوسکتا ہے جو میرے علم اور تصرف کا مقابلہ کر سکے۔

۲۷۔ نَبِیٌّ هَاشِمِیٌّ مَکِّیٌّ حِجَازِیٌّ
هُوَ جَدِّیْ بِهٖ نِلْتُ الْمَنَالِ

حضور صلی اللہ علیہ والہ وسلم جلیل القدر نبی ہیں ہاشمی ہیں اعلیٰ نسب مکی ہیں بلد محترم کے رہنے والے ہیں، حجازی ہیں مدینہ کی شاداب سرزمین کے مالک ہیں میرے جدِّ اعلیٰ وامجد ہیں

اور آپ ہی کے اتباع واقتداء اور پیروی میں میں نے عزت وحکومت یہ دولتیں ونعمتیں حاصل کی ہیں۔

۲۸۔ مُـرِیْـدِیْ لَا تَـخَفْ وَاشٍ فَـاِنِّـیْ

عَـزُوْمٌ قَـاتِـلٌ عِـنْـدَ الْقِتَـالِ

میرے مُرید! کسی بھی خطرناک دشمن کا خوف نہ کر کہ میں بہت صاحبِ ہمت ہوں بے حد بہادر ہوں اور دشمن سے تیرے مقابلے کے وقت میں اس کو قتل کر دوں گا۔

۲۹۔ اَنَـا الْـجِیْـلِـیُّ مُـحْـیِ الدِّیْنِ اِسْمِیْ

وَاَعْلَامِـیْ عَـلٰی رَاْسِ الْـجِبَـالِ

جیلان میرا وطن ہے اور لقب محی الدین ہے۔ اور دین کی اسی خدمت کی وجہ میرا لقب محی الدین ہوا ہے، اسی لئے میری عظمت اور حکومت کے جھنڈے پہاڑوں کی انتہائی بلند چوٹیوں پر لہرا رہے ہیں۔

۳۰۔ اَنَـا الْـحَسَـنِـیُّ وَالْـمَـخْدَعُ مَقَامِیْ

وَاَقْـدَامِـیْ عَـلٰـی عُـنُقِ الـرِّجَـالِ

میں سید ہوں امام حسن رضی اللہ عنہ کا بیٹا ہوں میری جگہ مخدع ہے اور اسی عظمت وعلو کی وجہ سے میرے پاؤں تمام اولیاء اور بزرگان دین کی گردن پر ہیں۔

۳۱۔ وَعَبْـدُ الْـقَـادِرِ الْـمَشْهُوْرُ اِسْمِیْ

وَجَـدِّیْ صَـاحِـبُ الْـعَیْـنِ الْکَمَالِ

اور عبد القادر (رضی اللہ عنہ) میرا مشہور نام ہے اور میرے جدِّ محترم حضرت محمد مصطفٰی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کمالات کے چشموں کے مالک ہیں۔

منقبتِ خاص

ماویٰ وملجا حضور قبلہ وکعبہ خواجۂ خواجگان حضرت سید محمد گیسودراز بندہ نواز صدرالدین رحمۃ اللہ علیہ، مقدس شہر گلبرگہ شریف۔ دکن

شعر دُرِّ بے بہا

نیست کعبہ در دکن جُز درِگہہِ گیسو دراز
بادشاہِ دین ودنیا تا ابد بندہ نواز

حق تعالیٰ نے کہا قرآن میں ہے وَاعْلَمُوْا پوچھ اہلِ ذکر سے نیں جانتا کر ذکر تو
میں تمہارے ہوں دموں میں حق کہا کر جستجو ہم کو اپنے پیر سے یہ راز پہنچا ہو بہو
مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

یہ جو صورت ہے سو ہے لَا اِلٰہ کے تمام مرد کی صورت جو ہے سو ہیگا اِلا اللّٰہ مقام
شغل سے کلمہ کے زن کو حمل کا ہے انتقام اس میں سے صورت رسول اللہ آتے ہیں قیام
مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

بعض کہتے قتل کرنا نفس کو اے دوستو نفس کس رُو سے ہوا دشمن ہے تم اپنا کہو
بے سمجھ جو ہیں تم ان کی بات ہرگز مت سنو نفس سمجھو من عرف اور نفسہٗ کو اب پڑھو
مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

ہے گلستاں میں لکھا شیخ سعدی کا سُخن　　نفس کو سمجھوتو صاحب نفس سے قائم ہے تن
نفس کی ہر آمد و شد میں صدا رہتا ہے من　　عاشقوں کو نفس میں دوعید ہوتے جانے من

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہ'
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

نفس کہتے دم کے تئیں نفس کے معنی ہے ذات　　نفس کے تابع ہوئے ہیں دیکھ یہ سبع صفات
حضرت مولیٰ علی فرمادیئے ہیں یہ نکات　　حضرت خواجہ حسن بصری سے پہنچی یہ ثبات

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہ'
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

نفس سے بنیاد آدم نفس سے جاری نسل　　عشق کے جوش سے ہوتا نفس میں نفس وصل
توّ دونہ فرع ہیں انکا فرع کا یہ نفس اصل　　نفس آدم نفسِ حوّا نفس سے ہابیل نقل

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہ'
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

نفس جس کو نئیں لگا سو کونسا انسان ہے　　نفس جس کو نئیں لگا سو کونسا حیوان ہے
ہے سمجھ میں فرق اس کے جو ہوا نادان ہے　　نفس کہتے سو محبّو تن میں اپنے جان ہے

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہ'
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

نفس ہے ایک ایک اپنا جان ہے اک ایک نبی　　غیر ذکرِ حق کے ہوئے قتل ہے اک ایک صحی
نئیں کیا انفاس کا کچھ پاس تو اے تبتغی　　یعنی ستّر مرتبہ کعبہ کو توڑا اے اخی

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہ'
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

نفس کا جو لفظ ہے گن لیجئے اس کے حرف تین
ایک نبی ایک فاطمہ ایک سرِّ سرمد بالیقین
نفس کے ہے تر کھوٹی میں ذات کا موتی معن
نفس کو پہچان کر چلتے اور پھرتے اہلِ دین

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

من عرف دعوات ہے اور نفس ہو یگا قلم
قَدْ عَرَفَ کے لَوح اُوپر رَبَّہٗ رہے گا رقم
نفس سے جاری ہوئے اولادِ آدم ہے بہم
نفس جس کو بولتے سو حضرتِ آدم کا دم

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

اے دلِ بیدارؔ تیرے شعر کا ہے ڈھب عجب
جس کے ہر مصرع میں حاصل معرفت ہے منتخب
اس طرح سے کہہ گئے ہیں ماسلف کے لوگ سب
نفس کو بدمت کہو ہے نفس میں موجود رب

مَنْ عَرَفَ کی راہ سے پہچانتے ہیں رَبَّہٗ
آتے جاتے نفس پر رکھتے ہیں ہم اللہ کو

دیگر منقبت

حضور خلیفۂ اکبر حضرت قبول اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں حضرت بندہ نواز گیسودراز حسینی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے، طالبانِ حق حق شناس ہوں

رب آپ باتیں کرتا ہے سمجھو جو سنتے ہو　　سمجھے نہیں تو کاہے کو تم پڑھتے گنتے ہو
پائے نہیں ہو مغز کو کیوں نقطے چنتے ہو　　خواجہ کی سُن یہ بیت کیوں نہ سرکو دھنتے ہو
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
ارشاد پیشوا سے یہ بندے اُوپر ہوا　　انفاس کا تو پاس کیا کر بدل سدا
مشہور ہے نقل یہ بزرگوں سے میں سُنا　　ٹوٹا اگرچہ تار تو جب راگ سے سرا
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
بے کار نہ رہو اللہ کہا سو کام　　پردے میں اے دوستو ہرگز کرو نہ شام
اوقات اپنے صرف کرو یاد میں مدام　　بندہ نواز خواجہ نے بولا ہے یہ کلام
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
اس تار کے پشت میں سب انس وجان ہیں　　اس تار کے پشت میں سب کون ومکان ہیں
اس تار کے پشت میں دونوں جہان ہیں　　اس تار کو جو سمجھے سو کرتے بیان ہیں
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
کاہے کو تم بجاتے ہو جوئیں سو تار کو　　بوجھے نہیں ہو اب تمہیں اس دم کے تار کو
اس تار کو جو سمجھے سو پاتا ہے یار کو　　آتا نہیں قرار دلِ بے قرار کو
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

اس تار میں جو بل کھاوے وہی حق کا یار ہے　　اس تار کو جو توڑا ہوا تار تار ہے
چوبیس ہزار روز کہ اس کا شمار ہے　　اس تار میں رہنا سدا عاشق کا کار ہے
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
اندر ہے دم کا تار تو اوپر ہے روئی کا تار　　اس تار سے ہے شاہ و گدا کو سدا قرار
وہ تار ٹوٹ گیا تو رکھیں قبر میں سنوار　　اے دوستو اس تار پہ ہوتے رہو نثار
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
میثاق سے ابد میں دم کا بندھا ہے تار　　اس تار کی پشت میں آدم کی ہے قطار
وہ تار گنجِ مخفی ہے ٹٹنے سے پایا یار　　اس واسطے کہتے ہیں رہو تار پر قرار
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
ہے تار دم کا ہاتھ میں حضرت رسول ﷺ کے　　حسنین کے علی کے اور حضور حضرت بتول کے
لاگا نہیں وہ ہاتھ کبھی بوجہل کے　　سفیان نہ معایہ نہ یزیدِ ملول کے
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
ہے تارِ دم جو کاتا تو آدم اسے کہیں　　جب تار ٹوٹ گیا تو بے دم اسے کہیں
عالم کے دم میں آیا تو عالم اسے کہیں　　جو تار دم کو جانا ہے اعظم اسے کہیں
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو
آدم کے دیکھو باغ میں دم کا بہار ہے　　تحت الثریٰ سے عرش تیئں ایک تار ہے
اس تار کے جو ساتھ رہا اس کا یار ہے　　درگاہِ کبریا سے بڑا اس پہ پیار ہے
یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

جو تار دم نہ توڑا سو زندہ اسے کہیں　　جو تار دم کو توڑا سو مُردہ اسے کہیں
محرم ہوا جو تار سے بندہ اسے کہیں　　نہ جان کر جو بولا سو زندہ اسے کہیں

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

جو پنجتن کے دوست ہیں ان کو ملا وہ تار　　وہ تار دوستی کا لے ڈالی گلے کا ہار
لٹ پٹ جو ہے وہ تار سے بیڑا ہے اس کا پار　　اے دوستو وہ تار کو توڑو نہ زینہار

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

گنج خفی بنولا ہے روئی اس کی نور نار　　ہر آن کھچے اس کی حفاظت میں ہوشیار
تحقیق جس نے کرتا ہے تحقیق اس کا تار　　مصروفِ حق جو رہتا رب کا ہے ان پہ پیار

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

ہے لا الہ تا نا الا اللہ بانا ہے　　ہر تار سے ملانا رسول اللہ دانا ہے
اس تار سے جو آگے ہوا سو یگانہ ہے　　کہنا اسے سیانا یا کہنا دیوانا ہے

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

جو تنّا بنّا سیکھا ہے اس تار کو لیا　　بنتا ہوا ہمیشہ اسی تار میں رہا
منہ سے شکر کہیں تو زبان کو نہیں مزہ　　جس نے چکا زبان پر لذت وہی لیا

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

تحقیق کرنا کلمہ سو وہ رہے گا اسم ذات　　بیدار تم یوں رہنا سو ہے دائم الصلوٰت
پرہیز غیر روزہ ہے اور حج اور زکات　　تم یاد رکھو کہنا قبول اللہ سچ ہے بات

یہ روئی اس بنولے کی ہے جو تم نے دھنتے ہو
اس تار کو نہ توڑو جسے تنتے بنتے ہو

منقبت جھولا نامہ

پیر روشن ضمیر حضرت خواجہ شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ

جھولو محمد ﷺ جھولو

اعوذ باللہ سے وحدت میں آئی — شیطان ملعون سے کثرت میں آئی
بسم اللہ پڑھ کر لوری میں گائی — پڑھ کر الرحمٰن الرحیم جھولا جھولائی

جھولو محمد ﷺ جھولو

لَااِلٰـــہ اِلَّا اللّٰـــہ ظاہر میں آئی — محمد رسول اللہ کلمہ پڑائی
ناسوت بیگم باہر سے آئی — بعد از ملکوت بیگم اندر سے آئی

جھولو محمد ﷺ جھولو

جبروت بیگم پردے میں آئی — لاہوت بیگم پردہ اُٹھائی
ہاہوت بیگم نوری کِھلائی — دیکھو سیاہوت بیگم صدر میں آئی

جھولو محمد ﷺ جھولو

ساتوں سہیلیاں محلوں میں آئی — بصیرا خاتوں نظروں میں آئی
سمع خاتون سُننے کو آئی — موسیٰ کلیم خاتون کلمہ پڑھائی

جھولو محمد ﷺ جھولو

علیم خاتون عِلم سکھائی — مرید خاتون ارادہ کرائی
قدیر خاتون قدرت دکھائی — آگے حیّ خاتوں حیاتی میں آئی

جھولو محمد ﷺ جھولو

دیوانہ کریم اللہ نام رکھائی — مرشد کے قدموں پہ سر کو جھکائی
تانے کو سب نے مبارک سنائی — تانے کے ماں باپ کو بھی مبارک دلائی

جھولو محمد ﷺ جھولو

عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر

یاد اقرار ازل ہے عہد و پیمانِ قدیر
آتی جاتی سانس میں جاری ہے فیضانِ قدیر

دل کے زخموں کو بنا کر ہم گلستانِ قدیر
کس مزے سے جی رہے ہیں زیرِ دامانِ قدیر

ارفع واعلیٰ ہے کتنی ذاتِ ذی شانِ قدیر
جس کی جتنی فکر ہے اتنا ہے عرفانِ قدیر

جب بھی سجتی ہے کہیں بزم مُحبانِ قدیر
خود بخود آتے ہیں کھنچ کر جاں نثارانِ قدیر

زندگی کی الجھنوں میں لاکھ غفلت ہو تو کیا
روح سے رہتا ہے قائم ربطَ پنہانِ قدیر

ہونے والا کچھ نہیں ہے گردش حالات سے
سر پہ ہے سایہ فگن جب تک کہ دامانِ قدیر

ہے قدیری آستانہ مرکزِ خلقِ خدا
فیض بخشِ ہر زمانہ مظہرِ شانِ قدیر

صرف اہل سلسلہ پر ہی نہیں ہے منحصر
ہر عقیدت مند ہے ممنونِ احسانِ قدیر

معرفت کا راستہ ہر ایک کے بس کا نہیں
عارفوں کو ہی ہوا کرتا ہے عرفانِ قدیر

کلمے کی تفسیر تو ہر دَور میں ہوتی رہی
کلمے کی تحقیق ہے کارِ نمایانِ قدیر

ایک ہی جلوے کے دونوں آئینہ خانے ہیں شوقؔ
چاہے اس کو دل سمجھ لو چاہے ایوانِ قدیر

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ' واڑی)

دوری میں بھی نصیب ہے قربت قدیر کی

کس طرح کوئی سمجھے گا عظمت قدیر کی
جیسا خیال ویسی مَعِیَّت قدیر کی

دل میں ہے کس مزے سے سکونت قدیر کی
ہے زندگی کے ساتھ محبت قدیر کی

لائی ہے کس مقام پہ نسبت قدیر کی
دُوری میں بھی نصیب ہے قُربت قدیر کی

دل پر رکھا ہے ہاتھ خیالِ قدیر نے
جب بھی پڑی ہے ہم کو ضرورت قدیر کی

سانسوں کو لا الٰہ کا ترانہ بنایئے
ہر حال میں یہی تھی ہدایت قدیر کی

ہمسائیگیٔ درد سے نکلا نہ دل کبھی
چھوٹی نہ ایک پَل کو رفاقت قدیر کی

جھکتے ہیں سر کے ساتھ زمانے کے قلب بھی
ہے کتنی لازوال حکومت قدیر کی

جس دن سے ہم کو آیا ہے کچھ ہوشِ زندگی
سمجھے ہیں زندگی کو امانت قدیر کی

قدموں میں ہے فقیر کے دنیا تو کیا عجب
عرفانِ حق کا نام ہے دولت قدیر کی

مہکا ہوا ہے دل میں عقیدت کا گلستاں
پھولوں میں تُل رہی ہے محبت قدیر کی

راہِ خدا میں شوقؔ خیال اپنا کچھ نہ تھا
تھی ایسی سادہ زندگی حضرت قدیر کی

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ' واڑی)

نورعین قدیرؔ

سیدہ حافظہ یمنیؒ (ہلکٹہ شریف)

آج بھی اہلِ نظر کا آئینہ ہے حافظہ
ایک مدت سے توکل کی سدا ہے حافظہ

آپ کی پوشیدگی سے راز ظاہر ہوگئے
بادشاہِ قادری کا مدعا ہے حافظہ

ذاکر ایمان کی ہر دم محافظ قبر ہے
غور سے دیکھو سلامت سرتاپا ہے حافظہ

کلمۂ بالقلب کی نظروں سے ان کو دیکھئے
باوفا ہے باوفا ہے باوفا ہے حافظہ

سلسلہ در سلسلہ ایک انقلاب آنے لگا
دورِحاضر کا یقیناً فیصلہ ہے حافظہ

بزمِ رنداں میں کوئی صاحبؔ بھی ہے تشنہ دہاں
ساغر عرفاں عطا ہو التجا ہے حافظہ

(صاحبؔ قدیریؒ)

کلامِ کریم رحمۃ اللہ علیہ

میرا حساب میں ہوں میری کتاب میں ہوں
مجھ سے خراب میں ہوں، دریا حباب میں ہوں

آیا ہوں میں نہ جاؤں جیسے کا ویسا میں ہوں
عمدہ شراب میں ہوں، خاصہ کباب میں ہوں

ساقی مجھے بلایا، باقی شراب پلایا
دیوانہ آپ میں ہوں عالی جناب میں ہوں

میرا نہیں مکاں ہے، میرا نہیں ٹھکاں ہے
میرا جواب میں ہوں، میرا ثواب میں ہوں

کون و مکان میں ہوں اور لا مکان میں ہوں
خود بے حجاب میں ہوں گلشن گلاب میں ہوں

سید صدرالدین قادری مجھ پر عطا تمہاری
درکا کلاب میں ہوں اور با ثواب میں ہوں

دیوانۂ کریم اللہ مُرشِد کو جان اللہ
ان کا رواب میں ہوں آفتاب کی تاب میں ہوں

سلامِ قدیر

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

عرش پہ جا کر فرش پہ آئے راز نہ کوئی ہم سے چھپائے
سینہ بہ سینہ علم سکھائے عالم ناسوت والے تم پر لاکھوں سلام

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

مَنْ عَرَف کی ہم کو گھاٹ چڑھائے نفس کو نفی کر رب کو دکھائے
رحمتِ عالم رحم فرمائے عالم ملکوت والے تم پہ لاکھوں سلام

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

اسمِ گرامی ہم کو بتائے بے رُوپ ہو کر روپ میں آئے
من میں محمد ﷺ صورت دکھائے عالم جبروت والے تم پہ لاکھوں سلام

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

آپ میں آپ ہی آپ کو پائے مانگے سو ہم آپ سے پائے
ساتوں سماواں کے تالے کھلائے عالم لاہوت والے تم پہ لاکھوں سلام

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

وقتِ اخیر میں تشریف لائے بھید حقیقی ہم کو دکھائے
کلمہ طیب پڑھوانے آئے عالم ہاہوت والے تم پہ لاکھوں سلام

بھولے بھالے اللہ والے تم پہ لاکھوں سلام

شیخ کے در پہ سر کو جُھکائے نعرے قدیر ہا ہو ہے کے لگائے
عاشقِ حقیقی عشق کو پائے عالم سیاہوت والے تم پہ لاکھوں سلام

کلامِ قدیر

من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا
پانچ عناصر کا پچرنگی پُتلا ذاتی صفاتی مظہر والا
حامی مددگار ہے حق تعالیٰ ناسوتی عالم والا نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

مَن عَرَف نفسہٗ جس نے پہچانا اللہ رسول کا ٹھکانا وہ ٹھانا
دونوں جہاں میں ہے وہ سیانا ملکوتی عالَم والا وہ نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

آپ ہی بصیرٌ آپ ہی سمیعٌ آپ ہی کلیمٌ آپ ہی علیمٌ
قدیرٌ مریدٌ آپ ہی حیٌ جبروتی عالم والا نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

نوری بدن پر نور کا برقعہ تن میں چلاتے بیٹھا ہے چرخہ
دیکھنا دیکھو چھوڑ کے فِرقہ لاہوتی عالم والا نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

تن تنہا تن سے کام پڑے گا آسرے میدان امام کھڑے گا
فکر نہیں اس کی اسلام بڑے گا ہاہوتی عالم والا نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

رکھو ہمیشہ شاہا سب پہ نظریا جب سے عطا ہے تیری کالی کملیا
قدیر قدرداں ہیں اولیا انبیاء سیاہوتی عالم والا نرالا
من کا نام ہے محمد ﷺ من سے تن میں ہے اوجیالا

کلامِ قدیر

آدم جادم یہی ذکر ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا
آپ کو پا کر نفس کو کھونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا
کلمے کی تحقیق کلمے میں ہونا، کلمے کو پا کر کلمہ ہی ہونا
ہونا نہ ہونا تحقیق ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا

ہم نام ہوکر گمنام ہونا، گم نام ہوکر ہم نام ہونا
حقیقت میں حق کی تحقیق ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا
آدم ہونا حوا ہونا، حوا ہوکر آدم ہونا
گندم کھانا بدنام ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا

ذات ہونا صفات ہونا، ساقی کوثر کا ہاتھ ہونا
ہاتھ میں لے ہاتھ ہم ذات ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا
ہندو بھی ہونا، مسلماں بھی ہونا، انسان کی پہچان آسان ہونا
آسان ہونا نہ حیران ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا

کریم اللہ ہونا کرم للہ ہونا قدیرؔ اللہ ہے اللہ بھی ہونا
مرید ہوتو ایسا مرشِد بھی ہونا، اللہ بھی ہونا محمد ﷺ بھی ہونا

کلامِ قدیر

میں بھی ادنیٰ ساقیا تیرے طلب گاروں میں ہوں
چودھویں کا چاند تو ہے، میں تیرے تاروں میں ہوں

کیا بیاں زندہ نوازی کا کرے اک اک مرید
مردہ دل زندہ کیا تو تیرے دلداروں میں ہوں

مستی سینہ بہ سینہ مست ہم ساقی الست
دمبدم ہمدم رواں چوبیس ہزار تاروں میں ہوں

ہے بلندست دعا، لا انتہا ہے مدعا
میں نہ مانوں گا کبھی برلا میں حق داروں میں ہوں

میرے حصے کی مجھے دے ساقیا باقی جو ہے
میں تیرے میخواروں کے پاپوش برداروں میں ہوں

دمبدم باکار ہوں بے کار سے منہ پھیر لوں
ہو عطا اتنی عطا میں تیرے آہ زاروں میں ہوں

شیخ کی تصویر ہم نے آتے جاتے دمبدم
کھینچ لی دل سے قدیرؔ خود بیں پرستاروں میں ہوں

کلامِ قدیر

دنیا کے چمن میں پیر میرا دیوانہ بنا کر چھوڑ دیا
ہر گل میں شجر میں قدرت کا مجھے رنگ دکھا کر چھوڑ دیا
اک جام پلا کر مست کیا میرے ہوش نہیں ہیں مجھ میں بجا
اس بندہ حقیر ناچیز کو اک چیز بنا کر چھوڑ دیا
الطاف کرم میرے مرشد کا میں بھولا نہیں مجھے یاد ہے سب
عرفان کے دریا میں مجھ کو اک غوطہ لگا کر چھوڑ دیا
میرے چاہنے والو کہہ دو ذرا دیکھو کیسا فضل مرشد کا ہوا
رویا میں دکھا کر صورت کو مستانہ بنا کر چھوڑ دیا
آیا تو نظر مجھے مثل قمر پروانہ ہوں تیرا اے دلبر
حق حق کی باتیں مجھ کو سنا دُر دانہ بنا کر چھوڑ دیا
نیرنگی تماشہ مجھ کو دکھا، دیکھا میں ہر شئے میں ہے خدا
نحن اقرب کی آیت مجھ کو پڑھا میرے دل کو لُبھا کر چھوڑ دیا
سادات کی چادر رنگ دیا نہیں رنگ میں کوئی فرق ذرا
رنگ ریز کریم اللہ پیر مرا رنگ دینا سکھا کر چھوڑ دیا
اے سید محمد جان قدیر تیری صورت میں ہے بھید چُھپا
دیوانہ کریم اللہ قادری نے دیوانہ بنا کر چھوڑ دیا

کلامِ قدیر

چلا آہستہ آہستہ تیرے کلمہ سے دم میرا
نزع میں کیسے بھولوں ہے وظیفہ دمبدم میرا

یہی ارشادِ مرشد ہے یہی تو رازِ مرشد ہے
مراد پایا میرا انفس عدوے بے شرم میرا

ہوا زندہ جبھی دمبدم ہو یاد میں محکم
نہیں خوفِ خطر ہمدم میں دوراں ہے صنم میرا

ہے ہستی میں عجب ہستی ویرانے میں جگ بستی
مقدر سے ملا کھویا ہوا درد و الم میرا

تمنائیں وہ برلائیں پڑھیں کلمہ وہ پڑھوائیں
الم نشرح لک صدرک سے پُر دل کا حرم میرا

زمانہ آخری آیا خودی کھویا خدا پایا
جمایا پیر کامل نے یہی کہہ کہ قدم میرا

جہاں میں جتنی ارواحیں ہیں آئی اور جو آئیں
بصد تعظیم قدؔیر سر کو جھکائے لوں سلام میرا

سبز جالی کے مکیں کلمہ کی کل کھلوائیں گے
حق تعالیٰ سے ہمارا حال دل دلوائیں گے

تم سوا اپنے تردد کا نہیں کس کو خیال
تم سراپا نور ہو نوری محل بنوائیں گے

پنجتن کی لاج رکھ ہم تم جتن تم ہم جتن
پنج بنا اسلام کے عالم پہ حل فرمائیں گے

شور ہے آخر زماں ہے آخر زماں ہے حال ہے
تم سوا مخلوق کب ایک دید و دل ہو جائیں گے

حامل بار امانت علم وعمل یاسیدی
تو نگہبان کارکن ہم لکھے ازل کو پائیں گے

پیش راہ سالارِ مخدوم درگاہ قدؔیر پیر مغاں
پیر معین آباد معین یمنی دنگل فرمائیں گے

کلامِ قدیر

عیاں در نین پنہاں ہیں محمد
کُل شئے میں دیکھو درمیاں ہیں محمد

یہاں ہیں وہاں ہیں کہاں ہیں محمد
بہ تحقیق پیر مغاں ہیں محمد

حقیقت میں صاحبِ زماں ہیں محمد
بہ تصدیق آخر زماں ہیں محمد

سب محتاج کل انبیاء ہیں محمد
آپ سر تاجِ پیغمبراں ہیں محمد

تمہیں روحِ کل قدسیاں ہیں محمد
ہمیں کل نفس آپ جاں ہیں محمد

حقیقت میں حق راز داں ہیں محمد
جوانِ عرب بن عیاں ہیں محمد

ہر اک دل میں کلمہ رواں ہیں محمد
وہ دل نہیں باغِ جناں ہیں محمد

قدؔیر قدرداں قدرداں ہیں محمد
عجب شان شانِ سجاں ہیں محمد

کلامِ قدیر

آل احمد ﷺ سے ہوگا ستارہ طلوع　　دینِ احمد ﷺ جگائیں گے وہ چار سوٗ
سب سے لیں گے یقیں امتحاں روبرو　　وہ ہیں نائب رسولِ خدا ہوٗ بہوٗ

ہوٗبہوٗ　ہوٗبہوٗ　ہوٗبہوٗ　ہوٗبہوٗ

اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو

تیرے ملنے کی کس کو نہیں آرزو　　تو حیاتِ نبی ﷺ اور تو ہی ذاتِ ہوٗ
ایک ہوٗ کی صفت میں جہاں ہے محو　　تیرا شیدا حقیقت میں ہے وحدہٗ

وحدہٗ　وحدہٗ　وحدہٗ　وحدہٗ

اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو

کھول تفسیر دیکھا فَثَمَّ وجہہٗ　　جب سے دیکھا ہوں میں میں نہیں تُو ہی تُو
سب جہاں تیرا شیدا دکھا اپنا رُو　　ہے جہاں دیکھو واں تذکرہ مَیں وتُو

میں وتُو　میں وتُو　میں وتُو　میں وتُو

اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو

تیری وہ شان ہے لاشریک لہٗ　　تجھ سے ہے عرض میری بچا آبروٗ
ہے عجب خلق میں آج کل جُستجو　　نہ ہمیں کس سے درکار ہے تیری لو

تیری لو تیری لو تیری لو تیری لو

اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو　اللہ ہو

شہ کامل محی الدین خوب روٗ　　اپنے طالب کے حق میں کیئے جستجو
بس قدیر ان کا ہوکر مرید سُرخ روٗ　　دینِ احمد ﷺ جگاتے چلا چار سوٗ

دم ساز دم بہ دم کیا آواز آرہی ہے — پڑھ پڑھ کے ذاتِ عالی کلمہ پڑھا رہی ہے
مطلوب دین وایماں ہندو ہو یا مسلماں — ایک ذات درمیاں ہو فتنہ مچا رہی ہے
محبوب کبریا کی الفت عطا خدا کی — یہ محویت ہماری کیا کیا دکھا رہی ہے
ساقی ازل میں پیالا پلوا کے پھر پلایا — ہر شان ساقیا کی ہر آں بقا رہی ہے
دل میں دوئی کو رکھ کر حق دیکھے کوئی کیوں کر — حق بات کی صدائیں کانوں میں آرہی ہے
دل کر چکا زیارت بافیض باکرامت — محبت حبیب حق کی حق سے ملا رہی ہے

شافی ہے اپنا والی قدیر جدّ عالی
اُمت کے بخشوانے کی آواز آرہی ہے

جوگی یا بیراگی جنگم صبر تقویٰ چاہیئے — دھار پر مچھلی چڑھے چڑھنے کو تقویٰ چاہیئے
بندگی کرنا ہے رب کی ورنہ ہے پس مندگی — روبرو ہمدم رہے ہمدم سا مکھوا چاہیئے
جائے دل میں دو نہیں دین ختم المرسلین ﷺ — اپنی صورت دکھنے اپنا سا گروا چاہیئے
دل میں ہے دورِ زماں لے دم بدم تو امتحاں — حاجتیں بر آئے گی بس دل نڈر وا چاہیئے
جس کو دیکھو مبتلا مست الست قالو بلیٰ — مست ہے پہلے سے وہ دونا نہ مروا چاہیئے
صورتیں اکثر بدل کلمہ کی کل ہے باعمل — جب تلک تحقیق نہ ہو بٹوانے حلوا چاہیئے

کیا کریمی تیری ہے اللہ کریم اللہ میں
تو ہی تو باقی قدیر سب سے بے پروا چاہیئے

مبارک باد ہو دیدار دکھلانا محمد کا
یقیں ہر گھر میں آمد رفت روزانہ محمد کا

وہی گھر شاد ہے آباد ہے آباد
ازل سے تا ابد باقی ہے کاشانہ محمد کا

نہ جانا سوتی عالم اسی عالم میں ہے قائم
خدا خود بن محمد مکھ دکھلانا محمد کا

تعجب کچھ نہیں زاہد حقیقت میں خدا واحد
بخشوانے ہمیں تھا عرش پر جانا محمد کا

خدا کا نام لے لے کر جو مرتے ہیں محمد پر
انہیں آسان ہے جنت میں لے جانا محمد کا

ہے جس کو اُلفتِ صادق کھڑے ہیں منتظر عاشق
بڑھانے دین دینداروں میں دیوانہ محمد کا

ہے اعلیٰ آپ کی بنیاد قدؔیر ہیں صاحبِ سجاد
پڑھو کلمہ حسن خوش ہو کے نورانہ محمد کا

کام ایسا دکن میں کر جانا
داغ کلمہ کا دل پہ دھر جانا

حق کا پیارا اسی کو کہتے ہیں
کلمہ تحقیق کر کے مر جانا

مرنے والا رہے نہ کیوں زندہ
سچ بتاؤ بھلا کدھر جانا

بے خبر کے کہاں نظر میں اثر
بے خبر آ کے باخبر جانا

جان جائے تو جائے جاناں میں
جاناں کے در پہ سر کو دھر جانا

بادشاہی سے کیا فقیر کو غرض
فقر فاقے پہ فقر کر جانا

حق کی جس کو طلب ہے آٹھوں پہر
حق کو پا سب کے تئیں بسر جانا

در پہ مرشد کے بس جھکا کر سر
قدر داں کے قدؔیر گھر جانا

کلامِ قدیر

یقیناً بھائی جان گھراجالا ہونے والا ہے
ہمارا دو جہاں میں بول بالا ہونے ولا ہے
ستارے اب بلند ہوں گے بجیں گے جابجا ڈنکے
زبردست عنقریب میں ایک ہلہ ہونے والا ہے
نہ ہم پر طعنے دو اے کفر والو دیکھ لو ٹہرو
یقیناً ہندوالوں میں اجالا ہونے والا ہے
یہ منشاء خاص ہے رب کا بجے گا چو طرف ڈنکا
شیاطینوں کا رنگ لال پیلا ہونے والا ہے
یہ ناداں ہیں نہیں سمجھے جو سمجھے وہی پائے
سمجھ داروں کا حق سے خاص پیالا ہونے والا ہے
تمہارے حسن کی تعریف ہم سے کیا بیاں ہوگی
گلے کا آپ کے حضرت یہ مالا ہونے والا ہے
سنا حضرت کریم اللہ، رسول اللہ ﷺ سے بولے
رسول اللہ ﷺ کا ارشاد اعلیٰ ہونے والا ہے
مسلمانو، ذرا ٹہرو بڑا دیں دینِ احمد ﷺ کو
قدیر اپنا لقب اللہ والا ہونے والا ہے

کلامِ قدیر

مقدر کا ہمارے فیصلہ معلوم ہوتا ہے
تمہارا سلسلہ نورُ علیٰ معلوم ہوتا ہے

ہوا حضرت ہمیں معلوم مچیں گی کوئی دم میں دھوم
یہ منشاء آپ کا صل علیٰ معلوم ہوتا ہے

خدا دکھلائے گا وہ دن رہیں گے چوطرف مؤمن
یہ مطلب بھائی جان مخفی کھلا معلوم ہوتا ہے

ہوئے مصروف حضرت کار بنائیں گے یقیں گلزار
چمن حضرت کا کیا پھولا پھلا معلوم ہوتا ہے

اٹھانے والے ہیں برقعہ مٹائیں گے یقیں فرقہ
اسی بستی میں بیٹھا قافلہ معلوم ہوتا ہے

ہمارے دل کو سمجھانے بنے پھرتے ہو دیوانے
کسی کے عشق میں وہ مبتلا معلوم ہوتا ہے

کہوں کیا دل کو حضرت میں نکلتی ہیں صحیح باتیں
میرے دل میں یقین رب العلیٰ معلوم ہوتا ہے

کرو سب مل جہادا کبر ہیں حامی شافع محشر
حمایت پر شہنشاہِ کربلا معلوم ہوتا ہے

نہیں اب ضبط کی طاقت سنبھالئے ہمیں حضرت
میرا عشق روز افزوں چلبُلا معلوم ہوتا ہے

دعا کیجئے کریم اللہ ہمارے حال پر واللہ
قبول کرنے منتظر الٰہ معلوم ہوتا ہے

کرو تصدیق جمع اللہ شہادت دیں گے روح اللہ
سنو اس بات پر اک مرحلہ معلوم ہوتا ہے

گِرہ تقدیر کی کُھل جائے جو مانگے سو خدا سے پائے
قدیرؔ تو مصطفیٰ کا لاڈلہ معلوم ہوتا ہے

کلامِ قدیر

محبو کلمہ طیب میں صبیح و شان ہے باقی
مشائخ جو ہیں ان کے سینہ میں عرفان ہے باقی

کیا تیار چھ دن میں زمیں و آسماں کو حق
وجودِ حضرت آدم میں چھ مہمان ہے باقی

جو پایا چھ حقیقت کو وہ پایا کلمہ طیب کو
مٹا دیکھو خودی اپنی صحیح سبحان ہے باقی

عجب کیا ان کی نظروں میں بڑھا دے دین احمد کو
بہادر ایسے ایسے صاحب ایمان ہے باقی

کفر مٹ جائے گا سارا زمانہ ہے صحیح ایسا
ابھی مہدی حضرت آخر الزمان ہے باقی

مجھے افسوس ہوتا ہے ڈل مُل آج کل ایماں
زمانے میں ابھی تک رہبرِ عظمان ہے باقی

کرو عظمت بزرگی آل کی قرآن کی سب مل
رسول اللہ کے صد ہا صحیح فرمان ہے باقی

جو نکلی سانس کلمہ سے وہ زندہ ہو گئی بے شک
نہیں سمجھا جو کلمہ کو کہاں انسان ہے باقی

پڑا میں تو کا جھگڑا جس میں اس میں حق کہاں باقی
زمیں پر کیسے کیسے بے وفا شیطان ہے باقی

وہی بندہ صحیح غافل نہ ہو رب سے کوئی لمحہ
انہی کے واسطے حُور و پری غِلمان ہے باقی

قدیر عشق محمد مصطفیٰ دیوانہ کر ڈالا
انا کہہ کر چڑھوں سولی یہی ارمان ہے باقی

کلامِ قدیر

کریمہ جالی سبز رنگوائی

دیڑھ فٹ اَٹریا تین فٹ جالی دروازے باز و لگائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

جانب مغرب لوٹن شاہ لیٹے مشرق کریمہ سجائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

تیری کمائی مولا جلوہ نمائی مولا کیا شان ہے کبریائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

لاج رکھو مورے کلمہ کی ساجن لُٹ تن من دھن لُٹائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

ہند نورانہ تربت سہانا ہندو مسلمان فدائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

داسی قدیرؔ سینہ بہ سینہ مرشد نبی جی کی جائی

کریمہ جالی سبز رنگوائی

بازارِ رحمت

گرم ہے بازارِ رحمت جو بھی چاہو مانگ لو
ہے محمد ﷺ کی حکومت جو بھی چاہو مانگ لو

دینے والا دے رہا ہے لیتے ہیں شاہ و گدا
سب پہ ہے یکساں عنایت جو بھی چاہو مانگ لو

ان کے احساں و کرم کی بات ہے جو ہو گئی
گنبدِ خضری سے نسبت جو بھی چاہو مانگ لو

کیا نہیں ملتا میرے سرکار کے دربار سے
ملتی ہے اس در سے عزت جو بھی چاہو مانگ لو

حاصل تقدیر ہے آمد مدینے کی ترابؔ
ہے یقین والوں کی جنت جو بھی چاہو مانگ لو

ترابؔ قدیری

لَا ہُو کالا الٰہ سفید اِلَّا اللہ ہرا
لال محمد ﷺ پیلے رسول اللہ کھرا

رنگ ہیں اقسام کے کلمہ میں کیا
کالا اُجلا سبز لال پیلا کھرا

پانچ رنگ پچیس گُن کلمہ میں چُن
ہے فرض اسلام کا پہلا بڑا

تن ہو دل ہو جان ہو سر ہو نور ذات
ذات سب کی ایک سر مالا پڑا

فطرت رنگ ریز ہے کیا رنگ رنگ
پہن ساقی جامہ وجہُ اللہ کھڑا

یا الٰہی دے اَلم کی جگ کو دید
جگ جگت منتر ہو دل دُلہا میرا

خاطر علم الیقیں مرشد یقین
مرحبا عین قدؔیر اللہ بھرا

نظر میں رہنما ہے میں نہیں ہوں
مرے دل میں خدا ہے میں نہیں ہوں

اقامت میں رکوع سجدے و جلسے
لباسِ ظاہرا ہے میں نہیں ہوں

مٹا کر آپ کو دیکھا تو پایا
وہی بے چوں چرا ہے میں نہیں ہوں

ہے نورِ احمدی ہی دونوں جگ میں
عرب پہ جگ فدا ہے میں نہیں ہوں

انا الحق کی صدا دل نے سُنایا
عجب کچھ انتہا ہے میں نہیں ہوں

برہمن دیر میں جا دیکھتے ہیں
میں دیکھا جا بجا ہے میں نہیں ہوں

قدؔیر ہیں دستگیر سر پہ ہمیشہ
وہی تو پیشوا ہے میں نہیں ہوں

کامل کمال پیر سے کلمہ کی کل چلے　　راہِ صفا کو چھوڑ کر رستہ بدل چلے

برحق ہے پیر پیر سے اتنی نہ کی صحیح　　کامل وہی عمل ہے جو کہ باعمل چلے

اتنی نہ دوری خالق اکبر سے چاہیئے　　اتنا ہو بس حضور میں ذکر و شغل چلے

موذی نفس سے بچتے بچاتے خدا کو پا　　سب کو سنبھالتے ہوئے سنبھلا سنبھل چلے

دیندار ہونا دینِ محمد محی محی　　ان کے فراق میں کوئی نکلا نکل چلے

جانا یہی وصال ہے اس کی نہ صبح و شام　　اتنی ہو محویت کہ سبھی ایک دل چلے

بخشا کریم از مہرِ و کرم اپنے سب گناہ　　اللہ میاں قدیرؔ پہ کرتے عدل چلے

کلامِ قدیر

فکر نہیں ہے ہماری ہم کو ہمارا نگراں ہمارا صاحب
نہ کس کا ڈر ہے دونوں جہاں میں بڑا مہرباں ہمارا صاحب

بے فائدہ کر رہے ہو جھگڑا نہیں یہ سمجھے ہے کس نے پکڑا
ذرا تو ٹھہرو وہ آرہا ہے لے لے کے ساماں ہمارا صاحب

نہیں تھا جب تک یقین کامل ہوئے تھے ہم بھی انہیں میں شامل
فکر نہیں کچھ ہے اپنے گھر میں ہمارے مہماں ہمارا صاحب

وہ سُن رہا ہے وہ دیکھ رہا ہے وہ آپ چاہے سو کر رہا ہے
صبر ہے لازم شکر ہے لازم ہے ہم سے شاداں ہمارا صاحب

ذرا تو سوچو ہے غور کی جا کرو نہ تم حق پہ ظلم بے جا
نہ اس کا شکوہ کرو تم ہرگز ہے ہم میں پنہاں ہمارا صاحب
جو مانگتے ہیں وہ دے رہا ہے نہ مانگے پھر بھی وہ دے رہا ہے
ہے کیا کیا احسان ہم پہ رب کا وہی ہے رحمٰں ہمارا صاحب
نہ ہم ہیں ذاکر نہ ہم ہیں شاکر نہ ہم ہیں صابر نہ ہم ہیں وافر
نہ دور جب تک کریں گے غفلت کرے گا حیراں ہمارا صاحب
ہے دیکھو ہژدہ ہزار عالم جو مانگے دیتا ہے ان کو ہر دم
ہم مانگنے پر نہ دے وہ ہم کو نہیں ہے ناداں ہمارا صاحب
کرے کوئی گر ہم پہ حکومت دکھائے گر اپنی شان وشوکت
تو ہم یہ کہہ دیں گے صاف ان سے دیا ہے یہ شاں ہمارا صاحب
خدا کو جو لوگ ڈھونڈتے ہیں زمیں کے اندر یا آسماں پر
نہیں یہ بندے ہیں دل کے اندھے وہ دے گا نیناں ہمارا صاحب
وہ پیر بن کر مرید کر کر مرید مانگے سو دے دِلا کر
لکھا پڑھا کر سکھا سمجھا کر دیا ہے عرفاں ہمارا صاحب
وہ اپنا دیدار ہمیں دکھایا اور نحن اقرب دلیل سنایا
بشر میں سر تا پا خود سمایا پڑھا یا فرقاں ہمارا صاحب
ہیں پیر و مرشد کریم اللہ شاہ نہ ان کا ثانی کوئی شہنشاہ
وہ سب کا حامی وہ سب کا والی وہ سب کا سلطاں ہمارا صاحب
شکر خدا کا کیا ہے پیدا وہ پیدا کر کر ہوا ہے شیدا
صحیح بتاؤ ہے کس سے پیدا قدیرؔ قدرداں ہمارا صاحب

کلامِ قدیر

کاغذی تحریر پر کلمہ کی کل آئی نہیں
اس لئے سینہ بہ سینہ راز لکھوائی نہیں

کلمہ کی کل کھول دیکھا دیکھنا پہلا فرض
رَاَیْتُ رَبِّیْ بِرَبِّیْ بےرب نظر آئی نہیں

خط کتابت یہاں کہاں سینہ بہ سینہ علم ہاں
دل میں پنہاں جانِ جاں جانِ جہاں پائی نہیں

لا وجودی کا وجود موجود ہی موجود ہے
کیا مجال اپنی نہیں کہنا وہ بینائی نہیں

سر وحدت کا خلاصہ کھول کر سر دیکھنا
لا خبر پیر مغاں لائی سو پھر لائی نہیں

وحدت وکثرت کے جملے حل نہ ہوں مرشد بغیر
دار پر منصور سا سر کوئی چڑھوائی نہیں

راز کی دو بات ہیں اللہ نبی جو ساتھ ہیں
دم بہ دم ہمدم قدیرؔ بے یاد کھنچوائی نہیں

شکل انسان میں رحمٰن ہے مل کر دیکھو
صورت شیخ میں سبحان ہے مل کر دیکھو

عشق ہو جائے تو دیکھیں گے معمے مخفی
خود کی پہچان ہے پہچان ہے مل کر دیکھو

کیا عجب ہے کہ ہو جائے گا دیدارِ خدا
جان پہچانکے انجان ہے مل کر دیکھو

جو فنا ہوتا ہے ایک روز بقا پائے گا
دل میں ارمان ہے ارمان ہے مل کر دیکھو

میں سنا شیخ کو پا کر تو کہا دل میرا
میں وہ سلطان ہوں سلطان ہے مل کر دیکھو

رایت ربی بربی ہے حدیث احمد ﷺ
جو نہ جانے اُسے حیوان ہے مل کر دیکھو

اے قدیرؔ دیکھ لے دیدار خدا ہے خود میں
پیر کامل کا وہ احسان احسان ہے مل کر دیکھو

رازِ مخفی دیکھ لی اظہار کے قابل نہیں
کُنتُ کنزاً مخفیاً اسرار کے قابل نہیں

نحنُ اقرب خود کہا اور خود ہی سمجھایا ہمیں
جان لی میں ایسی رگ اظہار کے قابل نہیں

ثم وجہ اللہ کہا قرآن میں ہے جا بجا
ہے نہاں اسرار کیا دیدار کے قابل نہیں

عین میں اور غین میں کیا فرق نکتہ ایک ہے
جو نہ جانے آپ کو وہ سرکار کے قابل نہیں

احد اور احمد میں دیکھو فرق ہے صرف میم کا
جو نہ سمجھا میم وہ سردار کے قابل نہیں

لام الف اور میم میں ہے بھید قرآں دیکھ لو
پھنس گئے دنیا میں ہم دلدار کے قابل نہیں

رہنما کی یاد میں آٹھوں پہر شاداں قدیرؔ
رازِ مخفی دیکھ لی مختار کے قابل نہیں

کلامِ قدؔیر

ہر روز شب مجھے ہے محبت نماز کی
مسجد لے جارہی ہے یہ الفت نماز کی

مومن کو چاہیئے کہ سدا یادِ حق کرے
لاکھوں عبادتوں میں عبادت نماز کی

وہ قوت حقیقی ہے اور یاد ان کی ہے
حاصل ہو یاخدا مجھے لذت نماز کی

نار جہنمی سے بچے جو پڑھے نماز
قرآن میں ہے دیکھو فضیلت نماز کی

جنت کی گر امید اگر ہے تو اس میں ہے
میں جانتا ہوں روز حقیقت نماز کی

بندہ نہیں خدا کا جو پڑھتا نہیں نماز
جو رکھتے ہیں دلوں میں بغاوت نماز کی

محبوب خدا کرتے تھے ہے وہ نماز یہ
معراجِ مومنین ہے راحت نماز کی

قرب خدا یقین ہے دیکھو نماز میں
اسلام کی ستون ہے دولت نماز کی

یارب خشوع خضوع سے ادا گر ہوئی نماز
سمجھوں قدؔیر خدا سے ہے قربت نماز کی

امام پنجتن پاک پاک نام ہے دل
ظہور اِنّی اَنَا لا کلام کلام ہے دل

بدن میں دل ہے یہ دل ہی نہیں وہ دل ہے اور
بتائے گا تمہیں شیخ جہاں کا نام ہے دل

جہاں سے جائیں گے پوچھے گا دل کہاں چھوڑا
جواب دل کا تو لو ورنہ خاص و عام ہے دل

عبث تلاش میں گرداں ہے بے بصر ہر سو
صبح تو ہو چکی ہے دیکھو شام شام ہے دل

حسیں جمیل وہ ایسا ہے دوسرا ہی نہیں
سایہ بدن کو ہے بے سایہ کا مقام ہے دل

سلام دل کو کروں دل میں جو ہے رب کو کروں
رایت ربی بربی کروں سلام ہے دل

قدیرؔ ذات کے صدقے صفات کے قرباں
میں پا رہا ہوں جہاں ہی کا تو امام ہے دل

بہارِ لطف یزدانی شہ معشوق ربانی
شہ فُقرا فقیرانی شہ معشوق ربانی

دکن میں دین کے بانی دکھا دو جلوہ نورانی
عرس جاگیر سلطانی شہ معشوق ربانی

ہے دل میں آجکل خدشہ بگڑنے کو ہے کل نقشہ
خدا باقی خودی فانی شہ معشوق ربانی

جمال پاک کا صدقہ زمین پاک کے قرباں
وہ پاک آستاں کے بانی شہ معشوق ربانی

حضور دل سے ہے میری عرض حضور آپ پر ہے فرض
کرو دل گھر کی نگرانی شہ معشوق ربانی

تم ہی ہو اولیاء ثانی تم ہی ہو انبیاء ثانی
تم ہی ہو علم حقانی شہ معشوق ربانی

قدیرؔ قدرت خدا کی دیکھ دو عالم ایک ہی ہے ایک
وہ یکتا شانِ ربانی شہ معشوق ربانی

میری حاجت روائی جس نے وا کی | یہ فضل کبریائی ہے خدا کی
جہاں تک ابتدا تھی انتہا کی | مسیحائی ہے کلمہ طیبہ کی
دیا خاموش ہے کیوں چپ سلگ جا | ہے شام مصطفیٰ صبح خدا کی
الٰہی تا ابد گلشن ہمارا | حیاتی تا ابد ہے رہنما کی
شرف بخشی ہے اشرف دوجہاں کی | جہاں میں ہے جہاں تک کبریا کی
حضور دل وہی حاضر جو کچھ ہے | وہ لذت پوچھ دل سے دلربا کی

قدیرؔ بنی کریمہ کار سازی
کرامت ہے میرے گھر پیشوا کی

من عرف نفسہ پہچان گنبد | عیاں ہے خلیفۃ الرحمٰن گنبد
مکاں جیسا مالک مکیں بان گنبد | خزانہ ہیں ناسوتی سلطان گنبد
بہ جانب مغرب دروازہ گنبد | بہ جانب مشرق ہیں ذیشان گنبد
عجب شش جہت سے ہے ایجاد نقشہ | ہے نقاش ازلی مسلمان گنبد
مبارک یقیں تا حشر علم سینہ | ہے سینہ بہ سینہ شایان گنبد
ہیں محبوب صاحب محبوبیاں ہیں | ہیں محبوب سبحانی سبحان گنبد
ہیں مظہر بسم اللہ الرحمٰن الرحیم | یقیں نفس دل روح انسان گنبد
تو رکھ لاج آل نبی آل تیری | ہیں دست بستہ حاضر دربان گنبد

نگہ دار حافظہ خدیجہ کریمہ
قدیرؔ سب کے سب ہم ہیں مہمان گنبد

هُوَ الْقَدِیْر

تعارف

الحمدللہ آج حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحبؔ قدیری کا عرفانی کلام آپ کے سامنے ہے۔

حضرت ممدوح کا تعارف مجموعی طور پر ممکن نہیں، بس یوں سمجھ لیجئے کہ سلسلہ قدیر کے رمز شناس سخنور ذاکرؔ مرحوم کی بلند خیالی، حارثؔ مرحوم کی سادگی و پُر کاری، ناصر صدیقی کی معنی آفرینی اور شاہینؔ کی فلک پیمائی کو یکجا کر دیا جائے تو ایک نام بنتا ہے صاحبؔ قدیری۔

موصوف کو اپنے والد محترم رحمۃ اللہ علیہ سے ۲۲ ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ بروز پنجشنبہ بمقام چٹگو پہ خلافتِ قادریہ سے سرفرازی ہوئی اور حضرت جانشین بندہ نواز حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیرؔ بندہ نوازی رحمۃ اللہ علیہ سے چشتی خلافت ۲۵ ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ بروز جمعہ بمقام حیدرآباد دکن حاصل ہوئی، موصوف حضرت قبلہ علیہ الرحمۃ کے اکلوتے صاحبزادے اور جانشین ہیں، یہ حضرت قبلہ ہی کی صحبت اور تربیت کا فیضانِ عام ہے کہ آپ سب کی نگاہوں کا مرکز بن گئے میری دعا ہے کہ آسمانِ شعر وسخن کا یہ آفتاب ہمیشہ جگمگاتا رہے۔ آمین۔

صابر توکلی شاہینؔ کریم نگر

بِسمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیمِ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

شمعِ قدیر

تعارف بس میرا یہ ہے کہ خاکِ پائے جاناں ہوں
یہ فضلِ پیر ہے صاحبؔ پکارا جا رہا ہوں

خاکپائے قدیرؔ و غلامِ سلسلہ

صاحبزادہ خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی

صاحبؔ قدیری رحمۃ اللہ علیہ

سلام

بحضور عالی مقام سید المرسلین خاتم النبین شفیع المذنبین رحمۃ للعالمین امام الاولین والآخرین احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

امین وارثِ فضل و عطاء سلامٌ علیک
دلِ غریب کے حاجت روا سلامٌ علیک

مقامِ قرب کے حق آشنا سلامٌ علیک
حبیب جس کو کہا خود خدا سلامٌ علیک

ہے جن کے نام سے عرشِ بریں بھی تابندہ
انہی کے نور سے سب کچھ بنا سلامٌ علیک

قلم بھی شق ہوا لکھ کر محمد عربی
وہ مرتبہ ہے وراء الوراء سلامٌ علیک

کہ جس پہ روز ملائک درود پڑھتے ہیں
محمد آپ پہ دو جگ فدا سلامٌ علیک

علی کا واسطہ حسنین کے لڑکپن کا
عطا ہو صدقۂ غوث الوراء سلامٌ علیک

دیارِ پاک میں صاحبؔ کی التجا ہو قبول
ہمیں عطا ہو کرم آپ کا سلامٌ علیک

نعت شریف

یہ اہلِ وفا کی محفل ہے ہم نعت نبی سنواتے ہیں
تعظیم کرو تعظیم کرو سرکارِ مدینہ آتے ہیں

یہاں تشنہ لبی کا ذکر ہی کیا ہیں ساقی دوراں فکر ہی کیا
وہ رحمتِ عالم شاہِ امم رحمت کی گھٹا برساتے ہیں

فریاد غریبوں کی سن لو بُلواؤ ہمیں بھی اے شاہا
ہم دیدہ پُر نم ٹھہرے ہیں طیبہ کو سفینے جاتے ہیں

وہ فخرِ دو عالم عرش نشیں کونین ہے جن کے قبضے میں
شاہانہ زمانہ کے سر بھی واللہ یہاں جھک جاتے ہیں

طوفانِ حوادث لاکھ سہی اس در پہ جو آیا پار ہوا
حالات سنوارے جاتے ہیں تقدیر کے بل کُھل جاتے ہیں

دیوانۂ الفت کو صاحبؔ روکا ہے نہ کوئی روکے گا
جب شمع جلائی جاتی ہے پروانے وہیں جل جاتے ہیں

صلِّ علیٰ

آپ سے پائی ہے ایماں کی ضیاء صلِّ علیٰ
خانۂ دل بن گیا ہے آئینہ صلِّ علیٰ

دامنِ رحمت کی وسعت اللہ اللہ دیکھئے
رحمۃ للعالمیں حق نے کہا صلِّ علیٰ

ہے مقامِ قرب کی معراج جس کی ذات میں
مرحبا کیا مرتبہ ہے مرتبہ صلِّ علیٰ

جس پہ قرآنِ مُبیں نازل ہوا وہ آپ ہیں
اور حق نے کہہ دیا ہادئ ہُدیٰ صلِّ علیٰ

آپ کی شانِ بشارت آپ کا اعجاز ہے
قبر سے محشر تلک آگاہ کیا صلِّ علیٰ

ہیں گواہ سب انبیاء بولے سرِ میثاق یہ
ڈھانپ رکھا ہے ہمیں نور آپ کا صلِّ علیٰ

کیا یہ کم ہے کہ غلامِ مصطفیٰ کہلائیں گے
موجبِ بخشش ہے رحمت کی گھٹا صلِّ علیٰ

جب قدیر اللہ سے نسبت ملی سرکار کی
تحفہ بالقلب پایا برملا صلِّ علیٰ

تا دمِ آخر رہے سینے میں کلمے کی صدا
لب پہ ہو صاحبؔ کے نامِ مصطفیٰ صلِّ علیٰ

خیر الوریٰ

ادب کیجئے کہ شاہِ انبیاء کا ذکر ہوتا ہے
محمد مصطفیٰ صلِّ علی کا ذکر ہوتا ہے

حیاتِ جاوداں ملتی ہے ہر لمحہ میرے دل کو
میری ہر سانس میں خیر الوریٰ کا ذکر ہوتا ہے

نہ لوٹا ہے نہ لوٹے گا کوئی مایوس اس در سے
خطائیں معاف ہوتی ہیں عطا کا ذکر ہوتا ہے

شہیدِ نازِ تیغِ آزمائش پر بھی شاکر ہیں
یہ کربل ہے یہاں صبر و رضا کا ذکر ہوتا ہے

جبینِ شوق سجدہ گاہِ عرفاں ڈھونڈ لیتی ہے
روا ہوتا ہے سجدہ نقشِ پا کا ذکر ہوتا ہے

اے طالب دیکھ تا حدِّ نظر جلوہ ہی جلوہ ہے
مقامِ قرب میں کب ماسوا کا ذکر ہوتا ہے

زہے تقدیر ساقی نے ہمیں اپنا لیا صاحبؔ
قدیری بزم میں اہلِ وفا کا ذکر ہوتا ہے

یاسیدی

مرحبا صلِّ علیٰ یاسیدی یاسیدی
آپ کا ہے آسرا یاسیدی یاسیدی

اک شکستہ ناؤ ہے طوفان کی آغوش میں
ہو کرم بہرِ خدا یاسیدی یاسیدی

آپ ہیں بدرالدجی نورالہدیٰ کہف الوریٰ
آدمیت کی بقاء یاسیدی یاسیدی

کلمۂ بالقلب کیا ہے وصفِ حضرت ہی تو ہے
ہر نفس ہے بولتا یاسیدی یاسیدی

عرش و کرسی ساکنانِ بحر و بر لوح وقلم
ذرہ ذرہ آپ کا یاسیدی یاسیدی

روزِ محشر کالی کملی میں پناہ دے دیجئے
غم کے ماروں نے کہایاسیدی یاسیدی

اے شہِ عرب وعجم صاحبؔ پہ ہونظرِ کرم
آپ کا ہے آپ کا یاسیدی یاسیدی

خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم

خدائی کا منشاء دو عالم کا مقصد امامت کا نورِ نظر سامنے ہے
اُلٹ کر وہ اپنا نقاب آ گئے ہیں ذرا دیکھو خیر البشر سامنے ہے

جسے دیکھنا ہو خدائی کے جلوے نگاہوں میں ان کی نگاہیں ملائے
تجلّی کا مخزن وہ نورِ مجلّٰی یہاں آؤ شمس و قمر سامنے ہے

مٹانے سے پہلے ذرا سوچ لینا غلام محمد ہوں یہ یاد رکھنا
بگاڑیں گے کیا میرا بحرِ حوادث مرے ساتھ ان کی نظر سامنے ہے

حیات النبی ہیں یہ ہم نے بھی مانا ٹھکانا کہاں ہے ہمیں یہ بتانا
ذرا جان کر جان کی بات پانا وگرنہ عدم کا سفر سامنے ہے

بدلتے ہوئے انقلابات آئے کہ وہ راہبر کو بھی رہزن بنائے
گھڑی ہے مدد کی مدد کر خدایا کہ ہنگامِ برق و شرر سامنے ہے

یہ فرشِ زمیں عرش سے کم نہیں ہے کہ خود ذاتِ والا جو پردہ نشیں ہے
ذرا سوچیے اس میں کیا کیا نہیں کہ معراج کی رہگذر سامنے ہے

یہ شمع قدیری کے پروانے دیکھو خودی کو مٹا کر خدا پا رہے ہیں
ذرا تم بھی صاحب نظر ہو تو جانو مکمل ثمر کا شجر سامنے ہے

یہ فیض یداللہ کا ہے تقاضا وہاں دید ہو گی یہاں جس نے دیکھا
نہ گھبراؤ صاحبؔ اندھیروں سے ہرگز مقدر کی اپنے سحر سامنے ہے

شرحِ قرآں

مقصودِ شش جہات' ازل کا بیاں ہیں آپ
یعنی رسولِ پاک شہِ دو جہاں ہیں آپ
تخلیقِ کائنات کی روح رواں ہیں آپ
بے شک امیرِ قافلۂ انس وجاں ہیں آپ
پرواز جبرئیل کی ممکن نہیں جہاں
معراجِ حق نمائی کے وہ راز داں ہیں آپ
اللہ کی زبان زبانِ حبیب ہے
قرآن کہہ رہا ہے کہ شرحِ قرآں ہیں آپ
ہر ذرہ وجود میں ہے آپ ہی کا نور
دریائے معرفت کا وہ سیلِ رواں ہیں آپ
عالم پناہ جس کو دوعالم نے کہہ دیا
عالم میں وہ صحیفۂ امن واماں ہیں آپ
یہ ہر قدم پہ صاحبِ نسبت کو ہے یقیں
کون ومکان میں صاحبِ کون ومکاں ہیں آپ

عنوانِ مشیت

واقف سر نہاں انسان کامل آپ ہیں
در حقیقت دیکھئے انسان کا دل آپ ہیں

ہر نظر میں آپ کی جلوہ گری پوشیدہ ہے
نور بن کر آنکھ کی پُتلی میں شامل آپ ہیں

آپ ہی کی ذات عنوانِ مشیت ہوگئی
شور مینا کیفِ ساغر رنگِ محفل آپ ہیں

دورِ حاضر کی مسیحائی تمہارے ہاتھ ہے
انقلاب دہر کے مد مقابل آپ ہیں

زخم کھا کر بھی دعائیں دیتے ہیں شاہِ امم
کس نرالی شان سے بخشش پہ مائل آپ ہیں

آج بھی انسانیت ہے آپ کی احسان مند
ہر زمانے کے لئے مقصودِ منزل آپ ہیں

آپ کی تصدیق ہی توحید کی تکمیل ہے
زندگی یا بندگی دونوں کا حاصل آپ ہیں

کلمہ بن کر میری یک یک سانس میں ہیں جلوہ گر
کون یہ کہہ سکتا ہے صاحبؔ سے غافل آپ ہیں

مدحت غوث الوریٰ علیہ الرحمۃ

(درشانِ غوث الثقلین قطب الکونین آل حسنین نجیب الطرفین سید الاولیاء
محبوب سبحانی میراں محی الدین سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ)

جو بھی آیا آپ کے در پر شہا غوث الوریٰ
ہو گیا وہ ایک دم میں باخدا غوث الوریٰ

چشمِ رحمت جس پہ کی قطبِ زماں کہلا گئے
راہزن کتنے ہوئے ہیں رہنما غوث الوریٰ

آپ ہیں حَسنی حُسینی شان کے روشن چراغ
سب سے اونچا اولیاء میں مرتبہ غوث الوریٰ

کلمۂ طیب کی دولت اس کے سینے میں ملے
قادری جس کا رہے گا سلسلہ غوث الوریٰ

سرزمیں بغداد کی جنت نشاں ہے دیکھئے
بادشاہت بھی ہے اس در پر گُجا غوث الوریٰ

بادشاہِ قادری کی ایک چشمِ فیض نے
آپ کے دامن تلک پہنچا دیا غوث الوریٰ

مستحق چشمِ کرم کا صاحبؔ ناشاد ہے
آپ کے در کا ہے ادنیٰ سا گدا غوث الوریٰ

ذکرِ خیرؔ

حضرت عالی وقار جانشین بلند پرواز نور دیدۂ حسنین مرشدی
ومولائی حضرت شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیرؔ بندہ نوازی رحمۃ اللہ علیہ

اک بہارِ بے خزاں دربار ہیں شاہ حسینؒ
غم کے ماروں کے لئے غم خوار ہیں شاہ حسینؒ

آپ کی بندہ نوازی کا بھلا کیا وصف ہو
واقعی سرکار ہیں سرکار ہیں شاہ حسینؒ

حق پہ جو قائم رہا اس کو برابر حق ملا
اور باطل کے لئے تلوار ہیں شاہ حسینؒ

پھول بھی اپنے مقدر پہ ہے نازاں دیکھئے
آستاں پر آپ کے گلزار ہیں شاہ حسینؒ

یہ کسی زندہ کو پا جانے کی ہے زندہ مثال
قبر میں بھی دیکھئے ہوشیار ہیں شاہ حسینؒ

آج پروانے قدیری شمع کے ہیں جاں نثار
یہ وفاؤں کے علمبردار ہیں شاہ حسینؒ

بارشِ رحمت برستی ہے وہاں صاحبؔ چلو
کیوں کہ میرے پیر کے دلدار ہیں شاہ حسینؒ

نذرِ عقیدت

آقائے ولی نعمت حضرت قبلہ دادا پیر شیخ المشائخ شیخ کریم اللہ شاہ قادری الچشتی
نور اللہ مرقدہٗ (چٹکو پہ شریف)

بیاں کیا مجھ سے ہو تیرا فسانہ یا کریم اللہ
ہزاروں بے ٹھکانوں کا ٹھکانا یا کریم اللہ

گذاری جس نے ساری زندگی شانِ فقیری میں
عیاں ہے یہ ثبوتِ عاشقانہ یا کریم اللہ

زمیں کیوں سرخ ہے دربار کی سوچو ذرا تم بھی
یہ خونِ دل کا ہے رنگِ یگانہ یا کریم اللہ

یہ پردہ کس لئے تھا کیوں کیا، کیا وجہ تھی اس کی
قدیری روپ لینے کو بہانا یا کریم اللہ

بہ شکلِ بادشاہِ قادری رنگِ وفا ہوکر
سکھایا ہے دلوں میں گھر بنانا یا کریم اللہ

زہے قسمت غلاموں میں ہمیں بھی کر لیا شامل
وگرنہ تھا کہاں اپنا ٹھکانا یا کریم اللہ

یہ صاحبؔ بھی کرم کا مستحق ہے اب کرم کیجے
دیوانوں میں ہے تیرے یہ دیوانہ یا کریم اللہ

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

کُنْتُ کَنْزاً مَخْفِیّاً فَاَحْبَبْتُ اَنْ اَعْرَفَ فَخَلَقْتُ الْخَلْقَ (حدیث قدسی)

(مفہوم) ڈوبا ہوا تھا خزانہ پوشیدگی میں جب چاہا اللہ اپنے کو ظاہر کرنا تو پیدا کیا خلق کو۔

سمجھنا ہے ضروری اپنی ہی تعمیر کا مقصد
صفات و ذات میں اللہ کی تحریر کا مقصد

یہی تو سرِّ قرآں ہے یہی تو حُسنِ جاناں ہے
نہیں بے وجہ بسم اللہ کی تفسیر کا مقصد

اسی نکتہ ہی میں معبود کو موجود پاؤ گے
ہویدا کُنْتُ کَنْزاً سے ہوا تصویر کا مقصد

خرد کی بارگاہ میں کب تلک سر کو جھکاؤ گے
مقامِ وصل میں ہے عشق کی تاثیر کا مقصد

ہوا آدم پہ سجدہ یا کہ پھر خلاق آدم پر
کسی کے خواب میں خواب کی تعبیر کا مقصد

محمد نورِ مطلق سرِّ وحدت جانِ عالم ہیں
کتابِ حق سے ظاہر ہو گیا تقریر کا مقصد

بغیر رہنمائی کوئی منزل پا نہیں سکتا
سمجھتے ہیں ہدایت یافتہ ہی پیر کا مقصد

کلامِ مصطفیٰ ہی سے کلام اللہ ظاہر ہے
نہاں پردہ بہ پردہ ہوتا ہے دلگیر کا مقصد

جہانِ دید میں صاحبؔ قدیری شان پاتے ہیں
ملا ہے سلسلہ در سلسلہ زنجیر کا مقصد

جمال و عظمتِ پروردگار ہے کلمہ
درونِ قلب رواں ذکرِ یار ہے کلمہ

لباسِ آدمِ خاکی میں کون آیا ہے
خود اپنے آپ کا آئینہ دار ہے کلمہ

تجلّیات سے معمور ذرّہ ذرّہ ہے
وہ رنگ و نور کا باغ و بہار ہے کلمہ

اسی نے بخشی ہے تاریکیوں کو شمعِ حیات
خزاں کی ضد ہے مکمل بہار ہے کلمہ

وہ میکدہ ہے جہاں پی کے ہوش آتا ہے
یہ استقامتِ صبر و قرار ہے کلمہ

نماز روزہ و حج و زکوٰۃ کا ہے مدار
ہے فرضِ عین بہت پائیدار ہے کلمہ

یہ سائبانِ شفاعت ہے دوڑتے آؤ
پناہِ آخری روزِ شمار ہے کلمہ

اُڑان وہ کہ ہر ایک سانس جس کی ہو معراج
مقامِ وصل کا وہ شہ سوار ہے کلمہ

عطائے ہادئ برحق کا فیض ہے صاحبؔ
نفس نفس میں میرے نغمہ بار ہے کلمہ

کلمہ طیبہ

کلمہ طیب کو سانسوں میں بسانا چاہیئے
دل اگر سینے میں ہو تو درد پانا چاہیئے

لوگ کہتے ہیں مقدر آزمانا چاہیئے
میں یہ کہتا ہوں اُنہیں اپنا بنانا چاہیئے

نغمہ حسنِ ازل کا راز پانا چاہیئے
ذکرِ ہا ہو ہے سے ہر دم کو سجانا چاہیئے

دل سے پڑھ کلمہ کہیں گے قبر میں منکر نکیر
مسئلہ پیچیدہ ہے اس کا حل کرانا چاہیئے

دعوتِ حق سارے عالم کو سنانے کے لئے
خود وہ سوچا کہ محمد بن کے آنا چاہیئے

کٹ گئی سب کچھ جو باقی ہے غنیمت جان لے
اے خودی نا آشنا اب ہوش آنا چاہیئے

پیر کامل ایک دم میں حق تمہیں دکھلائے گا
ورنہ پھر اللہ کو پانے زمانہ چاہیئے

بندگی بھی اپنی قسمت پر ہو نازاں دیکھئے
آستانِ یار پر یوں سر جھکانا چاہیئے

عشق کہتا ہے کہ صاحبؔ راہِ الفت میں سدا
یا قدیر اللہ کا نعرہ لگانا چاہیئے

منزل عشق

منزلِ عشق آساں نہیں ہمنشیں، دل کُشادہ نظر معتبر چاہیئے
سامنے کربلا کا ہے منظر عیاں سر کٹانے کو بھی گھر کا گھر چاہیئے

تیرے جلوؤں پہ پردہ نہیں ہے مگر بات تو اپنے اپنے مقدر کی ہے
طالبانِ یقیں ہی کو منزل ملی دیکھنے کو بھی اہلِ نظر چاہیئے

خود کو پہچان کر ہی خدا پاؤ گے آپ اپنی نظر میں نظر آؤ گے
کہہ رہا ہے کوئی آج بھی مہرباں دل کی راہوں پہ عزمِ سفر چاہیئے

ایک لمحہ عبادت کا ممتاز ہے اہلِ دل کی ہر اک سانس معراج ہے
نسبتِ پیر سے پالے اس راز کو بے اثر زندگی ہے اثر چاہیئے

اک طرف موت ہے یک طرف زندگی اس کشاکش میں سانسوں کی رفتار ہے
وقت نازک ہے امداد فرمایئے اک نظر اے شہِ بحر و بر چاہیئے

کفر بڑھنے لگا ظلمتیں چھا گئیں اور موسم بھی دیکھو خزاں بار ہے
ہادیٔ دیں ضرورت ہے اب آپ کی پھر زمانے کو خیر البشر چاہیئے

اس کی سنتا ہے رب العلیٰ بالیقیں حالِ دل پُر اثر ہو مؤدّب رہے
بندگی کا تقاضا ہے اے ہمنوا التجا لب پہ ہو چشمِ تَر چاہیئے

قادری بزم کی نعمتِ خسروی دستِ مرشد سے پائی نجاتِ اخروی
فیض کلمے کا نسبت قدیری ملی اب نہ زر نہ تو لعل و گہر چاہیئے

ہجر کی رات بے چینیاں کیا کہوں آج صاحبؔ بھی خستہ جگر ہو چلے
جاں بہ لب ہے مریضِ وفا آ بھی جا یار کی ہی خبر نامہ بر چاہیئے

دیرینہ خواب

تعمیر کائنات کا دیرینہ خواب ہوں
اوراقِ زندگی کی مکمل کتاب ہوں

اُلجھے ہوئے ہیں آج بھی اہلِ خرد یہاں
جلوہ ہوں یا کہ پردہ نشیں کا نقاب ہوں

میرے وجود ہی سے چمن پُر وقار ہے
کانٹوں کے بیچ دیکھئے مثلِ گلاب ہوں

غوث وقطب' سکندر وفرہاد و بایزید
ائینۂ وجود میں اک انقلاب ہوں

موسیٰ کلیم ہوں کہیں جلوہ ہوں طور کا
سامع کہیں پہ اور کہیں پہ خطاب ہوں

یہ سچ ہے پی لیا ہوں مگر چشمِ ناز سے
اور لوگ کہہ رہے ہیں کہ غرقِ شراب ہوں

صاحبؔ نگاہِ یار نے تھاما ہے ہر نفس
اللہ کا کرم ہے بہت کامیاب ہوں

کلامِ حارثؔ حیدرآبادی

بلبلو خوش ہو کہ اب فصلِ بہار آنے کو ہے شادماں ہو جاؤ موسم خوشگوار آنے کو ہے
مدتیں گزری ہیں دل کو اضطرابِ شوق میں بیقراری راستہ دے اب قرار آنے کو ہے
سازگارِ معرفت خود لے کے مضرابِ یقیں رازِ ہستی کا بجانے کو سِتار آنے کو ہے
سر خمیدہ با ادب ہوشیار شرمندہ نظر تاجدارِ اولیائے ذی وقار آنے کو ہے
فیصلہ آمد کا جس کی روزِ اول میں ہوا آگیا وہ دن وہ مردِ نامدار آنے کو ہے
کونہ کونہ کر تو حارثؔ دل کے حجرے کا صفاء نورِ ذات کبریا بن کر وہ یار آنے کو ہے
حارثؔ دم آخر وہ بندہ ہے خوش نصیب
جسکی زباں سے کلمۂ طیب نکل گیا

پوشیدہ جس کے سینہ میں کلمہ کا راز ہے اے بندۂ خدا وہی بندہ نواز ہے
جب یاد یار آئی تو سر کو جھکالیا طاعت یہی اور یہی میری نماز ہے
ہے بے نیاز اپنی اطاعت سے اس کو کیا بندہ نیاز مند خدا بے نیاز ہے
زاہد کو اپنی زہد و عبادت پہ ہے گھمنڈ لیکن گنہگار کو رحمت پہ ناز ہے
دم ہے وہی جو دم کی خبر لائے دمبدم آواز جو نہ دے وہی بے کار ساز ہے
وہ کان میں تو کچھ نہ کہے اور کہہ اُٹھے حارثؔ کسی کے آگے نہ کہنا یہ راز ہے

کلامِ حارثؔ

ہوں جان و دل سے نہ کیوں اپنے پیر کے صدقے
غریب کیوں نہ ہو کامل فقیر کے صدقے

وہ بے خبر نہیں حالت سے میری واقف ہیں
میں ایسے مرشِد روشن ضمیر کے صدقے

لگایا تاک کے تونے نشانہ جو دل پر
یہ تیری تاک کے قرباں و تیر کے صدقے

کہاں سے دیکھئے دستِ کرم دراز ہوا
غلامِ غوث ہوں میں دستگیر کے صدقے

یہ جان و مال ہے کیا چیز اُن کے قدموں پر
جو بس چلے تو کروں دل کو چیر کے صدقے

جب ایسے کار نمایاں کرے ریاست میں
نہ کیوں ہو شاہ بھی اپنے وزیر کے صدقے

نگاہِ قدر ہمیشہ رہی ہے حارثؔ پر
میں اپنے پیر یہ پاشاہ قدیرؔ کے صدقے

آیئے دیکھئے تفصیل ذرا گنبد کی
نقش و دیوار میں تفسیر ہے کیا گنبد کی

شش جہت سے جو نہ واقف ہو اُسے سمجھاؤ
نام گنبد ہے مگر شان ہے کیا گنبد کی

ہوگی ظاہر تو نکل آئے گا باطن کا پتہ
ابھی گنبد میں ہے سب شرم وحیا گنبد کی

گونجتی رہتی ہے عالم میں جو آوازِ اذاں
شک نہیں ہے بخدا ہے یہ صدا گنبد کی

علمِ باطن ہی سے ایجاد ہوا ہے یہ مکاں
بے سبب کے نہیں ڈالی ہے بِنا گنبد کی

وہ حرم چھوڑ دے اور دیر سے یہ منہ موڑے
گر لگے شیخ و برہمن کو ہَوا گنبد کی

ہو جو اس راز سے واقف، ہے وہی مہدیٔ دیں
جو نہ واقف ہو تو کیا اِس میں خطا گنبد کی

شرق تا غرب، جنوب شمال، تحت و فوق
کونسی جا نہیں پھیلی ہے ضیا گنبد کی

آپ کے علم سے بابا خلیفۃ الرحمٰن
بن گئی سرِّ الٰہی یہ سرا گنبد کی

نہیں جانا بخدا کوئی حقیقت اصلی
ہادیٔ دینِ محمد کے سوا گنبد کی

سننے والا ہے تو وہ کان لگا کر سن لے
آ رہی ہے دل حارثؔ سے صدا گنبد کی

ہے وقت کرم بخشی اے شیخ کریم اللہ
جھیلا ہوں بہت سختی اے شیخ کریم اللہ

تم نے جو پلائی تھی ہاتھوں سے مئے عرفاں
اب تک ہے وہی مستی اے شیخ کریم اللہ

جیسی ہو گزاروں گا غیروں سے نہ مانگوں گا
گر لاکھ ہو تنگ دستی اے شیخ کریم اللہ

اللہ کے بندوں کو اللہ کی حاجت ہے
بسنے کو ہے وہ بستی اے شیخ کریم اللہ

کلمہ ہو بلندی پر اب چاند کے سینہ پر
ہو اوج پر اب پستی اے شیخ کریم اللہ

خم خانۂ وحدت جو تم نے مجھے بخشی ہے
دیتا ہوں بہت سَستی اے شیخ کریم اللہ

سینے میں بھرا عرفاں ہے آپ کا یہ احساں
حارثؔ کی ہے کیا ہستی اے شیخ کریم اللہ

کلام حارثؔ در مدح حافظہؒ

اے میری نورِ نظر روحِ معطر حافظہ
بھول جاؤں میں تمہاری یاد کیونکر حافظہ

باپ کی لختِ جگر ہو جانِ مادر حافظہ
فاطمہ بنتِ نبی کی آلِ اطہر حافظہ

گم ہوا جاتا ہوں تیری یاد میں دو دو پہر
حافظہ کمزور کردی یاد آکر حافظہ

علم سینہ سے تھا روشن دل تمہارا اس لئے
نور سے پُر نور ہے قبرِ منور حافظہ

مل ہی جائیں گے در جنت پہ کیجے انتظار
آرہے ہیں کل کو کلمہ کی پکڑ کر حافظہ

نام ہے سید محمد بادشاہ قادری
میں قدیرِ بے نوا ہوں وہ ہے قادِر حافظہ

ڈال دو خوانِ کرم سے اس کو بھی ٹکڑا ذرا
یہ بھی حارثؔ آپ کا ہے اک سگِ در حافظہ

کلامِ حارث

نظر آنے کو ہے عالم کو پھر جلوہ محمد کا
وہی صورت وہی چہرہ وہی نقشہ محمد کا

ہے سایہ کی جگہ خود نورِ حق سایہ محمد کا
خدا سایہ کے بدلے میں ہے ہم سایہ محمد کا

جو منظورِ خدا ہے بس وہ مقصودِ محمد ہے
ارادہ ہے خدا کا جو بھی ہے منشا محمد کا

مقام کلمہ طیب ہے جس کے سینہ و دل میں
تو دامن بھی اسی کے ہاتھ میں آیا محمد کا

ہٹو اے حشر والو راستہ دو چھوڑ دو مجھ کو
وہاں ٹھہروں گا جا کر ہے جہاں جھنڈا محمد کا

خودی جب تک رہی باقی نہیں آیا خیال ان کا
ہوئی اک بے خودی سی جب خیال آیا محمد کا

جمالِ کلمۂ طیب سے جس کا دل نہ ہو روشن
نہیں ممکن وہ دیکھے چہرۂ زیبا محمد کا

کلیدِ مغفرت حاصل اگر کرنی ہو اے حارث
زبانِ دم سے ہر دم نام لیتا جا محمد کا

صلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ وسیدنا محمد والہ وصحبہ وسلم

کلامِ ذاکرؔ

(حضرت محمد زکریا قادری ذاکرؔ سکندر آبادی)

نفس کی آمد و شد کی جو کرتا ہے نگہبانی
اسی پر منکشف ہوتے ہیں اسرارِ خدا دانی

چلا تو ہے حقیقت کھولنے تخلیق عالم کی
مگر اپنی حقیقت آج تک جانی نہ پہچانی

نہ ذوقِ مَن عرف ہے اور شوقِ خود شناسی ہے
مسلماں گور میں ہیں اور کتابوں میں مسلمانی

بہت کم ہیں اُٹھا لیتے ہیں جو بارِ امانت کو
نہیں ہے شیخ آساں کلمۂ طیب کی نگہبانی

جو ہیں ثابت قدم راہِ سلوک فقر و فاقہ میں
حقیقت میں وہ کرتے ہیں دو عالم کی جہاں بانی

وہ عارف ہوں کہ ہر دم جھولتا ہوں دم کے جھولے میں
اسی جُھولے سے حاصل ہے مجھے معراجِ عرفانی

زہے قسمت کہ اپنے پیر سے ہم نے بھی پایا ہے
وہ جُھولا جس میں جھلتے ہیں جنابِ غوثِ صمدانی

یہ فیضِ مرشد کامل قدیرِ با صفا کا ہے
مجھے ذاکرؔ بنا کر سونپ دی دم کی نگہبانی

رکھ تارِ نفس پر دھیان، کامل ہے یہی ایمان

سانسیں ہیں جو یہ ہر دم جاری　　کلمہ کے ہیں یہ اسرار خفی
ایمان کے ہیں یہ دو موتی　　اس راز کو پائے حق کے ولی

کیوں جان کے ہے انجان کامل ہے یہی ایمان

کلمہ ہی ساری زینت ہے　　کلمہ ہی میں کل کی حقیقت ہے
کلمہ ہی جانِ عبادت ہے　　کلمہ ہی کلیدِ جنت ہے

پختہ ہے یہی عرفان کامل ہے یہی ایمان

گر جائے گا یہ ناسوتی محل　　او عقل کے دشمن اب تو سنبھل
اسلام کا فرض ہے یہ اول　　تحقیق سے لے کلمے کی کل

کچھ سوچ سمجھ نادان کامل ہے یہی ایمان

قرآن وجود کے سی (۳۰) پارے　　پڑھ اُن کو کبھی اے بے چارے
مرشد ہی پڑھاتا ہے سارے　　پھرتا ہے کہاں مارے مارے

کر اپنی ذرا پہچان کامل ہے یہی ایمان

ناسوت سے چل ملکوت میں آ　　ملکوت سے چل جبروت میں آ
جبروت سے چل لاہوت میں آ　　لاہوت سے چل ہاہوت میں آ

سیاہوت ہے اعلیٰ شان کامل ہے یہی ایمان

یاں نقد ہی سودے ہیں بکتے　　اس ہاتھ سے لے اُس ہاتھ سے دے
یاں مول لے جس کا جی چاہے　　اور دام بھی ہیں سب سے سستے

جاری ہے یہاں فیضان کامل ہے یہی ایمان

اس علم کو جس نے ہے جانا　　اس کل کو ہے جس نے پہچانا
قایم جو رکھے تانا بانا　　مومن ہے وہی مردِ دانا

اس بھید کو پہلے جان کامل ہے یہی ایمان

جو سانچے گرو کے ہیں چیلے　　کاٹے نہ کٹے مارے نہ مرے
دجال کا بس بھی چل نہ سکے　　ہوتے ہیں بڑے دُھن کے پکے

ان کو نہ سمجھ نادان کامل ہے یہی ایمان

ہے صاف مِرے مرشد کا چلن　　اور پاک اچھوتا ہے دامن
کیا روپ ہے کیا پیاری ہے پھبن　　اس رُوپ پہ واروں تن من دھن

یہ جان بھی ہے قربان کامل ہے یہی ایمان

اب اوج پہ میری قسمت ہے　　معراج کی حاصل دولت ہے
صد شکر قدیرؔ سے نسبت ہے　　ذاکرؔ پہ خدا کی رحمت ہے

یہ پیر کا ہے احسان کامل ہے یہی ایمان

شیخ کامل سے کُھلا ہے قفل باب زندگی　　آ نہیں سکتا گہن میں آفتابِ زندگی
کلمۂ طیب کے جُز ہیں یہ جو سانسیں ہیں تیری　　قدر کر ان کی کہ دنیا ہے حسابِ زندگی
پڑھ لیا میں نے جو پڑھنا مجھ پہ فرضِ عین تھا　　کر لیا ہے میں نے تکمیل نصابِ زندگی
چُن لیا گنج خفی سے گوہر نایاب کو　　زندگی میں پا لیا میں نے ثوابِ زندگی
ہوش میں اب تو ہی لائے ساقی روزِ ازل　　مستیوں میں چُور ہے مستِ شرابِ زندگی
مجھ سا ناکارہ عدم ہی میں جو رہتا خوب تھا　　کیوں دیا یارب مجھے ناحق عذابِ زندگی
عمر بھر کرتا رہا ذاکرؔ پرستش حُسن کی　　مدرسے میں عشق کے پڑھ کر کتابِ زندگی

کلام محمد عثمان شاہ قادری (مصور) المتخلص بہ یقیںؔ سکندر آبادی

میرا مال اور جان تیرے حوالے میرا دین و ایمان تیرے حوالے
مِری جان و ایمان تیرے حوالے میں عاشق ہوں تیرا تو اپنا بنالے
اے سید محمد میرے بھولے بھالے

تو سادات ہے تیرے گھر کی ہے دولت لُٹاتا ہے جگ میں بلا قید و قیمت
نہ دیکھا سخی داتا ایسا باہمت سیاہ کار پر کر تو چشمِ عنایت
تو ہی لاج رکھ میری او کملی والے

میں بُھوکا ہوں تیرے ہی لطف وکرم کا میں جامِ محبت کا ہوں تیری پیاسا
نہیں کوئی واللہ تو ہی دے سہارا میں محتاجِ چشم و کرم کا ہوں تیرا
سہارا ہے تیرا اب تو ہی سنبھالے

تیرے آگے ہے ہیچ سارا زمانہ ہے جیسا کہ سورج کو شمع بنانا
تو پایا ہے کلمے کی کل کا خزانہ سزاوار ہے تجھ کو کلمہ پڑھانا
دھنی ہے تو کلمے کا شیو راج والے

تیرے آگے بن کر کرے کیا خلیفہ کہاں عشق کا لائیں یہ مشغلہ
ذرا چاہئے اس کو بھی حوصلہ یہ خدمت نہیں ہوتی ہم سے ادا
پھر اس پر بھی دیتا ہے تو ہی نبھالے

سوا تیرے سجتی نہیں ہے یہ عزت بھکاری ہوں در کا بس اتنی ہے نسبت
تیرے بادہ خواروں کی تلچھٹ غنیمت ادا ہو نہیں سکتی ہم سے یہ خدمت
بلا نوش ہوں صرف بُو ہی سونگھالے

یہ ہلتا ہے کٹہ نہ گرتا کبھی ہے نہ سڑتا نہ گلتا نہ جلتا کبھی ہے

کھیڑے گاؤں دیہات کے ہیں معمے　　تو حل کرتا مسئلوں کے کٹے نہ کٹے
فقط کلمے طیب سے ہلکٹے والے

تمنا ہے تیرے ہی قدموں پہ سر ہو　　اجل بھی کھڑی ہو شفاعت تیری ہو
میرا زادِراہ کلمۂ طیب بندھا ہو　　زباں سے بھی ہردم ادا ہو رہا ہو
گناہ گار جاتا ہے عزت بچالے

طلب روزِ محشر کرے کارنامہ　　نہ سوُجھے واں کوئی حیلہ بہانہ
سیاہ ہے یقیں تیرا اعمال نامہ　　ابھی سے تو کرلے اپنا ٹھکانہ
قدؔیر اپنی کمبل میں ہم کو چُھپا لے
اے سید محمد مِرے بھولے بھالے

رباعی

غلام قدؔیر شیخ محمد شاہ قادری قریشی خلیفہ سی ونہم (۳۹) متوطن بھوپال

کاملان را راہ نما و گمرہانؔ را خضر راہ
ذاتِ پاک قبلہ من سید محمد بادشاہ
یک نگاہِ لطف بہرِ کریم اللہ بر حالِ من
صدقہ حسنین مہرِ خواجۂ عالمؔ پناہ
(غلام)

کلام رفعت الحسینی شاہ قادری متخلص رفعت بھوپالی

اس اندھیرے کے لئے مشعل یزداں لائے
آپ توحید کا وہ مہر درخشاں لائے
ہے ضیاء کلمۂ احمد کی تیرے چہرے پر
تابِ نظارہ کہاں سے کوئی انساں لائے
طالبان مئے عرفاں کے مقدر جاگے
بادشاہِ یمنی ساغرِ عرفاں لائے
حشر کا خوف مٹے دل سے جو پڑھ لے یکبار
کلمہ اب ایسا مرے مرشدِ ذی شاں لائے
پھول کے ہار کوئی زر کوئی دستار و عبا
ہم تری نذر میں جان و دل و ایماں لائے
رفعتؔ سوختہ اُٹھ دیکھ ترے پیر و ولی
قادری شاہ دوائے غمِ دوراں لائے

جہاں بھی جلوہ نما ان کو پالیا میں نے
سر نیاز وہیں بس جھکا لیا میں نے
اگر جو آپ کو اپنا بنالیا میں نے
قسم خدا کی دو عالم کو پالیا میں نے
نہیں اٹھے گا تیرے در سے دیکھ سر میرا
جھکا لیا جو اسے بس جھکا لیا میں نے
وہ رازِ حق جو نہاں تھا کسی کے سینے میں
ہزار شکر اسے آج پالیا میں نے
کسی کی نظر کرم آج مجھ پہ ہو جائے
طلب کا ہاتھ میں کاسہ اٹھا لیا میں نے
میں بن کے دہر میں نکلوں گا تیرا دیوانہ
اسی خیال میں دل کو جما لیا میں نے
ضیائے نور سے دل جگمگا اٹھا ہے آج
کہ راز کلمۂ طیب کا پالیا میں نے
نظر نظر میں تیری شکل ہی ہویدا ہے
نفس نفس میں ترا ذکر پالیا میں نے
کہ جس طرح سے بسے گل کے جسم میں خوشبو
اسی طرح تجھے دل میں بسا لیا میں نے
وہ حسن جو کہ فرشتوں کو بھی نصیب نہیں
ترے خلوص میں وہ حسن پالیا میں نے
پیئو پیئو کہ تمہیں اذنِ عام دیتا ہوں
کہ اپنے ہاتھ میں ساغر اٹھالیا میں نے
کہ آج بادشاہ قادری کو اے رفعتؔ
یقیں قلب سے مرشد بنالیا میں نے

کلام سید شاہ فضل الرحمان صاحب قادری

سعیدؔ جلالی (حیدر آبادی)

جذبۂ شوق اگر خوگرِ تدبیر بھی ہو | تم میرا خواب ہو اور خواب کی تعبیر بھی ہو
دیدۂ نم یہ تیری خام خیالی ہوگی | حسن رسوا نہ ہو اور عشق کی تشہیر بھی ہو
کیا ستم ہے تیرا اے حلقۂ زلفِ پیچاں | دل گرفتار نہ ہو اور تیرا نخچیر بھی ہو
قلب و قرآں کے سوا ہے کوئی دنیا میں کتاب | جس میں اجمال بھی ہو اجمال کی تفسیر بھی ہو
کیفِ آشفتہ سری لائے تو ایسا لائے | کہ خطا بھی نہ ہو آئینہ تقصیر بھی ہو
ساقیا لطف ہو مجھ کو وہ مئے آگاہی | نشہ جس میں نہ ہو اور نشہ کی تعبیر بھی ہو
چوٹ کھایا ہوا ہوتا ہے وہی دل جس میں | ظلمتِ غم بھی ہو اور حسن کی تنویر بھی ہو

میرے معبود ہو جب نزع کے عالم میں سعیدؔ
نام بھی لب پہ ہو دل میں تیری تصویر بھی ہو

قطعۂ تاریخ اشاعتِ گلزارِ قدیرؔ بارِ سوم

انوارِ بصیر ہے یہی گلزار قدیر | آواز ضمیر ہے یہی گلزار قدیر
۱۰۵۳، ۳۱۴، ۱۵ ۲۵ ، ۲۵۸ ، ۳۱۴
گوہرؔ نے کہی خوب یہ صاحبؔ تاریخ | پیغام قدیر ہے یہی گلزار قدیرؔ

۱۹۷۹ء

خاک پائے قدیر رحمۃ اللہ علیہ غلام خواجہ معین الدین بی،اے، گوہرؔ کریم نگری

کلامِ حارثؔ

(محترم عبدالہادی قادری، حارثؔ حیدرآبادی)

جو جان لے کوئی عظمت و شان کلمے کی
بنالے دل کو سراپا زبان کلمے کی

نہیں ہے کلمہ طیب سے کوئی شئے خالی
ہے ذرّے ذرّے میں پوشیدہ جان کلمے کی

در اصل کلمۂ طیبہ ہی بانیٔ کل ہے
یہ کائنات ہے سب مہمان کلمے کی

پڑھو تو ایسا پڑھو دل سے کلمۂ طیب
لسان قلب بنے مہربان کلمے کی

سوائے مرشد کامل نہیں کوئی واقف
خدانے بخشی ہے ان کو زبان کلمے کی

میں کانپ جاتا ہوں تحریر لا سے اے حارثؔ
بیاں کیا کروں عظمت وشان کلمے کی

انوارِ قدیرؔ

منتخبہ کلام محترم سید محی الدین شاہ قادری القدیری صابر توکلی شاہینؔ کریم نگری

کلیدِ معرفت

سراپا آئینہ دیدِ یار ہے کلمہ
نظر کی روشنی دل کا قرار ہے کلمہ

عروسِ لالہ وگل کا سہاگ ہے کلمہ
بہار کہتی ہے جانِ بہار ہے کلمہ

تجلیات کا مرکز صدائے کن فیکوں
صدائے کن فیکوں کا مدار ہے کلمہ

نفس نفس جو عروج و نزول پاتا رہا
نگاہ عشق میں وہ ذکر یار ہے کلمہ

یہی ہے باعث تخلیق عالم ہستی
ہر ایک ذرہ میں سرگرم کار ہے کلمہ

صحیح طلب ہو تو کلمہ سے کیا نہیں ملتا
خدا گواہ کہ حاجت برار ہے کلمہ

کبھی مذاہب عالم جسے بھلا نہ سکے
تجلیات کا وہ شاہکار ہے کلمہ

بلا تعین اوقات ہر زمانے میں
ازل سے تابہ ابد یادگار ہے کلمہ

درِ قدیرؔ سے شاہینؔ ہم نے یہ سمجھا
جمیع علوم کا آئینہ دار ہے کلمہ

سلطان الاذکار

کونین میں سر چشمۂ فیضان ہے کلمہ
توحید ورسالت کا نگہبان ہے کلمہ

اللہ کا مخلوق پہ احسان ہے کلمہ
مخلوق کی تصدیق کا سامان ہے کلمہ

اے دید کے محتاج ذرا دیکھ ادھر بھی
سرتابقدم جلوۂ رحمان ہے کلمہ

ایمان کی خواہش ہے تو سو بار کہوں گا
ایمان ہے ایمان ہے ایمان ہے کلمہ

اے قاری قرآں تجھے اللہ نظر دے
تو بول اٹھے بولتا قرآن ہے کلمہ

ہر رنگ میں موجود ہے کلمے کی تجلی
ہر نور کے شیدائی کا ارمان ہے کلمہ

اس دل میں کوئی غیر جگہ پا نہیں سکتا
جس دل کا شب وروز نگہبان ہے کلمہ

یہ تلخ حقیقت کوئی مانے کہ نہ مانے
افسانۂ تخلیق کا عنوان ہے کلمہ

اے طالب حق مملکتِ ذکر وشغل میں
سب عاجز ومحکوم ہیں سلطان ہے کلمہ

دنیا کے لئے امن ومساوات کی دعوت
انساں کے لئے خیر کا اعلان ہے کلمہ

ایک سانس صحیح ہو تو اتر جاتا ہے دل میں
اے دوست نہ گھبرا بہت آسان ہے کلمہ

بے پردہ جہاں ذات نظر آتی ہے صاؔبر
واللہ وہ آئینۂ عرفان ہے کلمہ

تحفۂ معراج

جبینِ عرش پر حق نے لکھا کلمہ محمد کا
صفات و ذات کا پردہ بنا کلمہ محمد کا

ازل میں حق تعالیٰ نے پڑھا کلمہ محمد کا
محمد نے محمد سے سنا کلمہ محمد کا

سرِ میثاق نبیوں نے دل وجاں سے گواہی دی
زبانِ من عرف سے جب سنا کلمہ محمد کا

صفِ ارواح میں تصدیق کی صدیق اکبر نے
علی نے بطن مادر میں پڑھا کلمہ محمد کا

جہاں قلب ونظر نے معجزاتِ مصطفیٰ دیکھے
تہہِ دل سے صحابہ نے کہا کلمہ محمد کا

بلا کر عرش پر خود حق نے جب تصدیق فرمادی
شب معراج پورا ہوگیا کلمہ محمد کا

قسم اللہ کی اس نے دو عالم کے مزے لوٹے
خلوص دل سے جس نے پڑھ لیا کلمۂ محمد کا

زمیں سے آسماں تک ذرّہ ذرّہ ورد کرتا ہے
خدائی پڑھتی ہے صبح و مسا کلمہ محمد کا

جسے اللہ نے اپنے لئے مخصوص فرمایا
اسے بالقلب حاصل ہوگیا کلمہ محمد کا

کہاں کی آتشِ دوزخ یہ دوزخ کو بجھادے گا
زباں تک جب بھی دل سے آئیگا کلمہ محمد کا

مرا ایمان ہے واعظ یہ دنیا ہو یاوہ دنیا
یقیناً ہر جگہ کام آئے گا کلمہ محمد کا

دمِ آخر یا قبر وحشر میں کب بھول سکتا ہے؟
کتاب دل پہ جس نے لکھ لیا کلمہ محمد کا

مقامِ آب و خاک و باد و آتش جاننا ہو تو
کسی زندہ نفس یمنی سے پا کلمہ محمد کا

کہاں کی لاش اے صابرؔ کفن تک گل نہیں سکتا
قدیرؔ اللہ سے جس کو ملا کلمہ محمد کا

تمنائے آخر

دیدۂ بینا عطا کر روح کی پہچان دے
دینے والے مجھ کو اپنے آپ کا عرفان دے

کون ہوں کیسے بنا ہوں کس لئے آیا ہوں میں
کم سے کم اتنا تو مجھ کو علم دے ایقان دے

مبتلائے نور و ظلمت تشنۂ تحقیق ہوں
عبد و رب کو جان لوں وہ جو ہر ایمان دے

کون ہے سجدہ کے قابل کس کو میں سجدہ کروں
وہ نظر وہ روشنی وہ جان وہ پہچان دے

اپنی ہی ہستی میں ہر شئے کا تماشا دیکھ لوں
دیکھنے والے کو ایسی دیکھنے کی شان دے

خود کے آگے خود کو رکھ کر من عرف کا درس لوں
یوں میرے معبود اپنی دید کا ارمان دے

ایک ہی پل میں طلسم کفر و ایماں توڑ دوں
نکتۂ وحدت کا وہ اٹھا ہوا طوفان دے

اپنے محتاج کرم پر بھی خدارا یک نظر
بے سروساماں کھڑا ہوں ساز دے سامان دے

وقتِ آخر نور کی خلعت عطا فرما مجھے
اپنی خوشنودی کا میرے ہاتھ میں فرمان دے

ذرّے ذرّے میں جمالِ یار کا پرتو ملے
وہ نگاہِ شوق کو آئینۂ عرفان دے

بس یہی شاہیؔن یک التجاء ہے یا قدیرؔ
میری اک اک سانس میں منہ بولتا قرآن دے

دعوتِ عام

کسی پیر کامل سے ایمان لے لو
خدا دے تو بخشش کا سامان لے لو
وہ مومن نہیں جس نے کلمہ نہ سمجھا
کہیں مل سکے تو یہ عرفان لے لو
متاعِ دل وجاں دل وجاں کا کلمہ
یہی ہے سکون دل و جان لے لو
جو ایک سانس میں شش جہت کھول ڈالے
کسی اہل دل سے وہ قرآن لے لو
اٹھو کلمۂ حق کی تصدیق پا لو
بڑھو دولتِ ذکر رحمان لے لو
جو غافل مرو گے تو بخشش نہ ہوگی
جو ہو کار آمد وہ سامان لے لو
کوئی سانس بے کلمہ آئے نہ جائے
دلِ زندہ سے عہدو پیمان لے لو
اگر تم کو اللہ توفیق دے تو
میرے پیر سے روحِ ایمان لے لو
غلاموں کی شاہیؔن نسبت یہی ہے
جونسبت سے مل جائے ایمان لے لو

حق آشنا

پیکرِ حسن وفا ہیں بادشاہ قادری
دیدۂ حق آشنا ہیں بادشاہ قادری

عارف دم واقف اسرار معراج خودی
من عرف کے پیشوا ہیں بادشاہ قادری

جس نے اک اک سانس میں قرآں کی تصدیق کی
وہ فقیر باخدا ہیں بادشاہ قادری

پردہ دار کفر و ایماں جلوۂ رنگ وفا
شش جہت کے رہنما ہیں بادشاہ قادری

نغمۂ تارِ نفس مضراب حق آوازِ کُن
کون جانے اور کیا ہیں بادشاہ قادری

روحِ عرفاں شرحِ قرآں سوز وسازِ زندگی
سر تا پا حق آشنا ہیں بادشاہ قادری

منزلِ دیر وحرم ہو یا مقامِ کفر دیں
ہر طرف جلوہ نما ہیں بادشاہ قادری

باللساں اہل خرد کیا خاک سمجھیں گے انہیں
اہلِ دل کے دل ربا ہیں بادشاہ قادری

آؤ اے مسند نشینو نقدِ ایماں مانگ لو
نائب خیرالوریٰ ہیں بادشاہ قادری

کیوں میں اے شاہینؔ طوفانِ حوادث سے ڈروں
جبکہ میرے ناخدا ہیں بادشاہ قادری

رہبرِ کامل

رہبرِ کامل بتا اے چشمِ حیراں کون ہے
نائبِ حق مظہرِ کل نورِ یزداں کون ہے

وجہِ تخلیقِ دو عالم نبضِ دوراں کون ہے
وقت کا دستور شرحِ کفر و ایماں کون ہے

جلوۂ کون و مکاں تصویرِ جاناں کون ہے
اپنی ہستی میں نمایاں اور پنہاں کون ہے

واقف امر و نہی تفسیر قرآں کون ہے
من عرف میں دمبدم دم کا نگہباں کون ہے

کلمۂ طیب کی جب تصدیق بھی حاصل نہیں
شیخ جی پھر آپ ہی کہئے مسلماں کون ہے

لوگ جو چاہیں کہیں میں تو کہوں گا بر ملا
میرے مرشد کے سوا ہر سو نمایاں کون ہے

کس کے جلوے ہر طرف دکھلا رہے ہیں آئینہ
میں نہیں جب میں نہیں تو مجھ میں پنہاں کون ہے

کون بڑھ کر مل رہا ہے والہانہ موت سے
آج بھی اے دل حریفِ موجِ طوفاں کون ہے

تم سے اے ظاہر پرستو اب میں یہ کیسے کہوں
کس کا میں افسانہ ہوں یا میرا عنواں کون ہے

کس سے اے جذبِ دروں پوچھوں میں اسرار ازل
شش جہت جو کھول دے وہ زندہ قرآں کون ہے

من عرف کے راز داں ہیں بادشاہ قادری
پھر نہ کہنا اے جہاں والو وہ انساں کون ہے

کیوں میں اے صابرؔ مصیبت میں کسی کا نام لوں
میرا میرے پیر سے بڑھ کر نگہباں کون ہے

جانِ غزل

مرے پیرومرشد مرے شیخ ورہبر، مرا دین وایماں تم ہی ہوتم ہی ہو
اندھیروں میں جس نے مرا ہاتھ تھاما وہ شمعِ فروزاں تم ہی ہوتم ہی ہو

مرا شعرو نغمہ مرا درد و درماں مرا سازو ساماں تم ہی ہوتم ہی ہو
میں اپنی دعا میں کسے حق سے مانگوں مرا دل مری جاں تم ہی ہوتم ہی ہو

تمہیں جب سے میری نگاہوں نے دیکھا شریعت کو جانا طریقت کو سمجھا
غلط یا صحیح جو بھی سمجھے یہ دنیا دو عالم کا عنواں تم ہی ہوتم ہی ہو

تمہیں جب یہ دیروحرم مان لیں گے خود اپنی حقیقت کو پہچان لیں گے
جو پل میں اندھیروں کا منہ پھیر دے گی وہ صبح درخشاں تم ہی ہوتم ہی ہو

بجز آپ کے کس کو اپنائیں آخر یہ در چھوڑ کر ہم کدھر جائیں آخر
جہاں سب مشائخ صف بستہ حاضر وہ سلطان دوراں تم ہی ہوتم ہی ہو

مرے کفروایماں کے ان فیصلوں کو خدا کے لئے دوسروں پر نہ چھوڑو
مرے پیر میرے لئے میرے حق میں حدیث اور قرآں تم ہی ہوتم ہی ہو

تمہیں اپنی نسبت کی سوگند مولیٰ مری بندگی پر کبھی شک نہ کرنا
جسے رات دن میں نے سجدے کئے ہیں وہ تصویر جاناں تم ہی ہوتم ہی ہو

یہ دنیا نہیں آپ کا اپنا دل بھی تڑپ کر یہ آواز دیتا رہے گا
اٹھو آج صابرؔ کے دونوں جہاں میں حقیقی نگہباں تم ہی ہوتم ہی ہو

سلسلۂ ہدایت

صد شکر کردگار کہ وہ رہنما ملا
ہر بے خبر کو منزلِ حق کا پتہ ملا

ایک ایک سانس کلمہ طیب سے جی اٹھی — شاہِ یمن کے صدقے وہ ذکر خدا ملا
واللہ اس نے شاہوں کو نیچا دکھادیا — سلطانِ شش جہت کا جسے آسرا ملا
پہلو میں قلب زندۂ جاوید ہوگیا — گھر بیٹھے ایسی شان کا حق آشنا ملا
اب ساری کائنات خفا ہو تو غم نہیں — میں مطمئن ہوں مجھ کو میرا مدعا ملا
ہر سانس آتے جاتے یہ تصدیق کرتی ہے — کلمے سے من عرف کا حقیقی پتا ملا
میری نظر میں غوث سے واللہ کم نہیں — جن سے کہ یہ وسیلۂ غوث الوریٰ ملا
شاہوں میں وہ فقیر بڑا خوش نصیب ہے — جس کو میرے قدیر کا یہ سلسلہ ملا
اب تو نگاہِ شوق میں جچتا نہیں کوئی — وہ لاجواب تحفۂ مہرو وفا ملا
دیرو حرم میں شیخ و برہمن نہ پا سکے — ہم کو دل و نگاہ میں وہ راستہ ملا

شاہینؔ جب سے بادشاہِ قادری ملے
خود اپنے ہی وجود میں اپنا خدا ملا

نذرِ قدیرؔ علیہ الرحمۃ

حضرت قبلہ وکعبہ سیدی وسندی مرشدی ومولائی خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی رحمۃ اللہ علیہ کے سانحہ ارتحال پر جو آنسو شعر کے قالب میں ڈھل گئے وہ ہدیہ ناظرین ہیں

کون یہ جانِ تمنا جانِ جاں خاموش ہے　　شدتِ غم سے زمیں چپ آسماں خاموش ہے
کس قدر قدموں سے لپٹ کر رو دیا سارا چمن　　یہ وہ منزل ہے جہاں خود داستاں خاموش ہے
جس نے واضح کر دیئے تھے کفر ودیں کے فیصلے　　اب وہی فرمانروائے انس وجاں خاموش ہے
جس کے رمزِ من عرف پر جھومتا عرشِ بریں　　آج خود زیرِ زمیں وہ آسماں خاموش ہے
کون تھا وہ جانِ منزل جس کے رخصت ہوتے ہی　　راستوں نے ساتھ چھوڑا کارواں خاموش ہے
کس کی میت پر تڑپ کر کہہ رہی ہے شش جہت　　آج میری آبرو کا پاسباں خاموش ہے
کس نے یہ چپکے سے جاں جاں آفریں کو سونپ دی　　کس کے ماتم میں حیاتِ جاوداں خاموش ہے
ان گنت جس نے سجا رکھے تھے گلزارِ قدیرؔ　　آج رنگ ونور کا وہ ترجماں خاموش ہے
جس کی خاموشی بھی ایک حسنِ بیاں سے کم نہ تھی　　اب وہی انسانیت کا رازداں خاموش ہے

سب یہی کہتے ہیں کہ شاہینؔ کچھ تو بھی سنا
کیا سناؤں جب کے میرا قدرداں خاموش ہے

سلام بحضور رہبرِ انام

حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدس سرہ العزیز

اے شاہِ اولیاء سلامٌ علیک　　اے چراغِ وفا سلامٌ علیک
ابنِ مشکل کشا سلامٌ علیک　　جانِ غوث الوریٰ سلامٌ علیک
منزلِ حق نما سلامٌ علیک　　فخرِ شاہ وگدا سلامٌ علیک
نفسِ حق آشنا سلامٌ علیک　　قلبِ مہر ووفا سلامٌ علیک
روحِ صبر ورضا سلامٌ علیک　　سرِ کرب وبلا سلامٌ علیک
ایک ہی نکتۂ حق میں سمجھا دیا　　ابتداء انتہاء سلامٌ علیک
اہلِ دل نے سنا من عرف آپ سے　　آپ سے حق ملا سلامٌ علیک
تم نے اقطائے عالم میں ہر فرد کو　　دین پہنچا دیا سلامٌ علیک
کیجئے حق تعالیٰ سے اتنی دعا　　اے مجیب الدعا سلامٌ علیک
حرف آئے نہ اپنی وفا پر کبھی　　خواجۂ دوسرا سلامٌ علیک
دمبدم اپنی منزل کی جانب بڑھے　　قادری قافلہ سلامٌ علیک

تا ابد آپ کے حق میں کہتا رہے
صاؔبرِ بے نوا سلامٌ علیک

بسم الله الرحمن الرحیم

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰهِ

أَلَا إِنَّ أَوْلِيَاءَ اللَّهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے
(علامہ اقبالؔ)

تذکرۂ وصال قدیرؔ

حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی

متاعِ لوح وقلم چھن گئی تو کیا غم ہے
کہ خونِ دل میں ڈبولی ہیں انگلیاں میں نے

۱۳؍محرم الحرام ۱۳۹۹ھ م ۱۴؍ڈسمبر ۱۹۷۸ء بروز جمعرات بوقتِ فجر آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا اور اسی مقام پر آخری سانس لی جہاں سے آپ نے تمام عالم کو کلمہ طیبہ کے انوار وتجلیات کی دعوت دی۔ اکثر آپ فرمایا کرتے کہ اگر کلمۂ طیبہ کی دعوت واشاعت کرتے کرتے مریدین ہی کے گھر موت آجائے تو وہ زندگی بڑی کامیاب زندگی ہے۔ الحمد اللہ جو کہا ویسا ہی کر دکھایا، اکثر یہ بھی کہتے کہ نہیں معلوم کون نیک بخت میرا کفن لائے گا شانِ فقیری دیکھئے کہ اپنا کفن بھی اپنے ہاتھوں مہیا نہیں فرمایا بلکہ اللہ اور اس کے نیک بندوں پر چھوڑ دیا۔ بالآخر اہلِ سلسلہ کی جانب سے خادم و برادرِ محترم سید نور محمد قادری عرف چاند بھائی، محترم محمد عبدالعزیز قادری، محترم شہاب الدین خاں قادری نے تکفین کے لئے آخری لباس فراہم کیا۔ جزاھم اللہ خیراً۔

عالم ایجاد کی خصوصیت کا وہ دن جو اپنے آغاز وانجام کی جامعیت میں حرفِ اول و آخر ہے جسے ہم یومِ عاشورہ کہتے ہیں اسی دن آپ کی والدہ ماجدہ نے وصال فرمایا تھا۔حسبِ معمول آپ کی فاتحہ سالانہ اور ایصال ثواب کے لئے آپ حیدرآباد سے ہلکٹہ تشریف لاتے ہیں ۔ یادِ حسین رضی اللہ عنہ میں عاشورہ کا دن تمام ہوا، صبحِ صادق آپ کی والدہ ماجدہ کی سالانہ فاتحہ و دعائے مغفرت میں شریک رہے ۔حیدرآباد، واڑی اور ہلکٹہ کے بہت سے اصحابِ خیر حافظہ باولی ہلکٹہ پر موجود تھے، چونکہ دو ہفتہ پہلے ہی سے آپ کی طبیعت ناساز تھی، تقاضۂ عمری توجہ کا مرکز بنا ہوا تھا۔جاں نثارانِ قدیر پل پل خدمت میں حاضر اپنے فرائض انجام دے رہے تھے۔حضور کی صحت انتہائی کمزور ہو چکی تھی۔لیکن آپ کی بے پناہ قوت ارادی اور ارشادات پیر کی تکمیل کا حوصلہ ہر سانس میں جواں تھا، بار بار آپ ذکر کی تلقین فرماتے اور یہ کہتے کہ اس نعمت عظمیٰ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَسُوْ لُ اللّٰهِ کی بالقلب حفاظت ہی زندگی ہے ۔اور یہ بھی ارشاد فرمایا کہ زندگی کا دارومدار سانسوں پر ہے ہم کیا رہیں گے جب نہ رسول خدا رہے۔پھر اہل سلسلہ کی خدمات سے متاثر ہو کر آپ نے انتہائی پرسوز لہجہ میں فرمایا، جو جو مجھ پر احسان کئے ہیں وہ مجھے یاد ہے، وہ صورتیں میرے سامنے ہیں، میں دعا گو ہوں: جاننے والا جان رہا تھا لیکن ہم انجان کیا جانتے ؟ حیدرآباد واپسی کی تیاری ہونے لگی، اپنی بہو کو یاد فرمایا وہ حاضر خدمت ہوئیں اور حضور کی کمزوری اور ضعف ونقاہت متاثر کر رہے تھے، میری اہلیہ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور وہ کہنے لگیں، باوا جان آپ کے سوا ہمارا کون ہے، آپ جہاں تک ہوسکے اپنی صحت کا خیال رکھئے ، باوا حضور نے فرمایا، دلہن رنجیدہ نہ ہو تمہارا باپ جیسا بھی گزارا ہے وہ عالم پر ظاہر ہے، تم اچھے رہو گے میری کرنی کا خالق صلہ دیں گے بزرگانِ دین کے راستہ کو اپنا ؤ جو ذکر تم کو دیا گیا ہے اس کی حفاظت کرو۔

بعدازاں حسب عادت قدیمہ چھ روپے دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ بچوں میں تقسیم کر دینا ، میں دو دن میں آرہا ہوں، اب آؤں گا تو نہیں جاؤں گا (اللہ اللہ کیا فیصلہ کن ارشاد فرمایا)۔ بالآخر حیدرآباد کے لئے بذریعہ موٹر کار روانگی عمل میں آئی، خادم اور واڑی کے اہل سلسلہ حضور

کو رخصت کرنے ریلوے گیٹ واڑی تک ہمراہ آئے تھے۔ آپ نے خادم کو طلب فرمایا، جب خادم آپ کے قریب جا بیٹھا تو کہنے لگے، حیدرآباد کب آرہے ہو؟ خادم نے کہا جیسے باوا جان کا ارشاد، فرمایا گھر کے انتظامات طے کرکے جلد آنا، پھر تعلیمات کی حفاظت اور کلمہ طیبہ کی تلقین کی ہدایت فرمائی۔ اور میری بڑی ہمشیرہ صاحبہ جو کہ بیوہ ہیں ان کے متعلق حکم فرمایا کہ ان کا ہر حال میں خیال رکھا کرو، اپنی زندگی ہوش مندی کے ساتھ گزارو اور نہایت اطمینان سے گفتگو فرماتے رہے۔ بعدازاں رخصتی عمل میں آئی، یہی غلام کی غلامی اور شرف ہم کلامی کے آخری لمحات تھے۔

۱۲ رمحرم کی رات اور دن گزرا، ۱۳ رمحرم کی رات میں حیدرآباد ایکسپریس سے خادم روانہ ہوا، نت نئے خیال آتے رہے، وقت کے ساتھ ساتھ ذہن بھی کروٹیں بدل رہا تھا۔ ٹرین پانچ بجے صبح نامپلی پہنچی، فتح دروازہ پہنچ کر گھر میں قدم رکھا ہی تھا کہ ہمشیر کی چیخ کانوں میں گونجنے لگی کہ صاحبؔ باوا جان چل بسے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

یہ سنتے ہی جیسے پیروں تلے زمین نکل گئی، عجیب کشمکش یقین و بے یقینی کا عالم تھا، ذہن اس واقعہ کو قبول کرنے کے لئے تیار نہ تھا۔ ہماری زندگی کا مالک یوں ہمیں موت دے جائے گا کبھی سوچا بھی نہ تھا، خادم کے آپ سے دو رشتے تھے، ایک جسمانی دوسرا روحانی، بالآخر مشیت کے فیصلے فیصلے ہوا کرتے ہیں، شاید غلام کی دعا کو میرے مولا نبھا گئے۔ خادم نے کہا تھا:

یہ مانا چراغِ سحر ہو چلا ہوں نہ تکلیف دوں گا شبِ ہجر تم کو
سرِ بالیں آ کر لگا دینا کاندھا اگر جان جائے سویرے سویرے
(صاحبؔ)

جانے والے وہ انوار و تجلیات کی روشنی چھوڑ گئے، جو بھی اسے بہ صمیم قلب سے اپنا لے گا وہ یقین محکم پالے گا۔ مقامات بدلتے ہیں لیکن اطاعت فرمانبرداری کے مرکز قائم ہی رہتے ہیں۔

گلزارِ قدؔیر کے باغبان ایسی آبیاری کر گئے ہیں کہ اہل وفا ان پھولوں سے ہمیشہ بوئے وفا حاصل کرتے ہی رہیں گے۔ خدمات رائیگاں نہیں جاتیں، آج لاکھوں سوگوار اپنے ''باوا'' کے لئے اشکبار ہیں۔ لفظ باوا لاکھوں شیدائیوں کا ایک مرکزی کلام تھا اور ہے جس میں نہ جانے کتنا پیار، کتنا بڑا سہارا اور کتنا یقین پوشیدہ ہے، بلحاظ شریعت تکمیل کار کا خیال آیا۔

خادم نے آپا جان سے دریافت کیا کہ عزیز بھائی کہاں ہیں تو پتہ چلا کہ باواجان نے انہیں رات ہی میں اپنے پاس روک لیا تھا، محمد عبدالعزیز قادری باواحضور کے ساتھ بڑی دیر تک جاگتے رہے، رات میں آپ کی صحت پہلے کی بہ نسبت بہت زیادہ اچھی تھی، ایک بجے رات کو آپ نے دوا طلب کی اور چائے نوش فرمائی، آدھی چائے بچا کر عزیز بھائی کو دی، خوش نصیب ہیں وہ اہل نسبت کو آخری نعمت سے مشرف ہوئے۔ باواحضور نے زندگی کے آخری لمحات میں عزیز بھائی سے یہی کہا کہ میں نے کلمہ طیبہ کی تعلیمات کو بڑی محنت اور جاں فشانی کے ساتھ اپنے پیر کامل سے حاصل کیا ہے، جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرو، یہی جملہ بار بار دہراتے رہے، فجر کے وقت ہی عزیز بھائی نے دیکھا کہ آپ استراحت فرما ہیں، اور تنفس میں ٹھہراؤ آ گیا ہے۔ ذکر جاری تھا کہ سانسوں کا جھولا جھولتے جھولتے تھم گیا۔ رحمت خاص کا نزول تھا، واصل بحق ہوئے حضور کی معنی خیز خاموشی بزبان حال کہہ اٹھی:

اَن گنت جس نے سجا رکھے تھے گلزار قدؔیر — آج رنگ و نور کا وہ ترجماں خاموش ہے
جس کی خاموشی بھی یک حسنِ بیاں سے کم نہ تھی — اب وہی انسانیت کا راز داں کاموش ہے

(شاہؔین)

معلوم ہوا کہ عزیز بھائی سلسلۂ قدیریہ کے قدیم و بزرگ خلیفہ محترم ڈاکٹر محمد نذر محبوب شاہ قادری کو اطلاع دینے گئے ہیں۔ (حضرت قبلہ دو ہفتے سے آپ ہی کے زیرِ علاج تھے۔ موصوف کی دائمی خدمات اور طبیعت شناسی کے حضرت قبلہ بھی معترف تھے)۔ ڈاکٹر صاحب موصوف کے علاوہ سید نور محمد صاحب قادری، عبدالعزیز صاحب قادری، محمد شہاب الدین خان صاحب قادری، محمد ہاشم خان صاحب قادری، دائرہ نواز قادری، محمد فائق قادری و ہمنوا شیخ محمد حسن قادری

خواجہ معین الدین قادری و سید ظفر قادری، محمد خیر الدین قادری، محمد عبدالعظیم قادری، محمد مشائخ قادری، شیخ محمد امام قادری، محمد بشیر الدین قادری، محمد قاسم قادری و برادرانِ لالہ گوڑہ اہلِ سلسلہ نارائن گوڑہ و محترم سراپا اخلاص خواجہ محمد احمد شاہ قادری چشتی بجنا پلی و مریدہ صادقہ حضرتہ کلثوم آپا صاحبہ و محترمہ بڑی ہمشیرہ صاحبہ، حاجی آپا صاحبہ نے بڑی محنت و جانفشانی سے حضرت قبلہ کی تیمارداری کی۔ وصال کی اطلاع پاتے ہی چاند بھائی قادری و عبدالمجید قادری فوری مشغولِ انتظام ہوگئے۔ جانثارِ قدیر برادرم محمد عبدالعظیم قادری نے نذرِ تعظیمی پیش کی۔ وسائل بفضلِ تعالیٰ مہیا ہوتے گئے، اسباب بنتے گئے، تار، اخبار، ریڈیو کے ذریعہ سب کو مطلع کیا گیا۔ طلوعِ آفتاب کے ساتھ چاہنے والوں کا ایک جمِ غفیر شیخ بڈھن صاحب قادری المعروف بہ سیٹھ صاحب کے مکان واقع فتح دروازہ کی جانب بڑھنے لگا۔ یہی وہ جگہ اور مکان ہے جہاں سے حضرت قبلہؒ نے اقصائے عالم کو پنج رنگی طغرے کے ذریعہ کلمۂ طیبہ کے رموز و نکات سے روشناس فرمایا اور اسی جگہ آپ نے فریضۂ اعلاء کلمۃ الحق ادا کرتے ہوئے جانِ عزیز جاں آفریں کے حوالے کردی۔

حضرت قبلہ کے وصال کی اطلاع پاتے ہی حضرات سرخیل سلسلہ افتخاریہ محترم سجادہ نشین آستانہ وطن، سید شاہ معین الدین چشتی المدنی افتخاری دیدار کے لئے تشریف لائے، دعائے مغفرت فرمائی، (اور بذریعہ روزنامہ منصف وملاپ تعزیتی پیام میں حضرت قبلہ سے نسبت چشتیہ کی وضاحت فرمائی)۔ بعد نماز عشاء نماز جنازہ مسجد چوک میں ادا کی گئی۔ آپ کا جسد مبارک ہزاروں چاہنے والوں کی معیت میں نو بجے شب حیدرآباد سے بذریعہ سرویس ہلکٹہ لے جایا گیا، جہاں مختلف مقامات سے آئے ہوئے ان گنت اہلِ سلسلہ عقیدت منداور مخلص احباب موجود تھے اہلیانِ چنگوپہ نے حضرت کریم اللہ شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کے عزیز ترین جانشین کے جسد عنصری کو چنگوپہ لے جانے کا مطالبہ کیا، خادم کی مودبانہ گزارش اور جمیع اہل سلسلہ کی متفقہ رائے پر ہلکٹہ ہی جائے مدفن قرار دیا گیا۔ اور یہی منشائے خداوندی تھا جو پورا ہو کر رہا۔

حضرت حافظہ بی بی یمنی رحمۃ اللہ علیہا کے مزار شریف سے مشرقی سمت میں آرامگاہ ابدی کی تعمیر محترم سید بہاء الدین حسینی عرف چاند پاشا صاحب مقدم مالی ہلکٹہ کی نگرانی میں شروع کی گئی۔ بعد نماز فجر ہزاروں وابستگانِ قدیر کی موجودگی میں خلیفۂ محترم خواجہ سید علی شاہ

قادری چشتی پیش امام رنگشائی پیٹ ورنگل جو قدیم اہلِ نسبت ہیں تمام حاضرین سے مخاطب ہوکر کہا کہ حضور پیرومرشد قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی روح دیکھ رہی ہے۔ہم حقِ نسبت ادا کرتے ہوئے گزارش کرتے ہیں کہ صاحبزادہ محترم باوا حضور قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کے قائم مقام ہونے کے ناطے ہم سب کی سرپرستی فرمائیں، ان شاءاللہ ہم تمام اہل سلسلہ اپنی آخری سانس تک آدابِ فقیری اور ہدایاتِ پیر پر قائم رہیں گے ۔جمیع حضارمجلس واہلِ سلسلہ نے باآواز بلند خلیفہ موصوف کی تائید کی۔

خادم اٹھا اور باچشم نم ہزاروں فرزندانِ قدیرؔ سے مخاطب ہوکر کہا کہ:

''سب سے پہلا فرض جو تمام وابستگانِ قدیر پر عائد ہوتا ہے وہ ہے ارشاد پیر کی تکمیل وہ ہے ذکر کا ہر لمحہ ہر وقت قائم ودائم رکھنا، بے شک آج بھی قدیرؔ تعلیماتِ قدیر میں زندہ ہیں ۔سلسلہ قدیر کا ہر بزرگ خادم کا بزرگ ہے، ادب فقیری کی پہلی منزل ہے، رہا سرپرستی کا معاملہ تو خادم کا یہ فیصلہ ہے کہ خادم نے اب تک اپنے آپ کو خاکپائے قدیر لکھا مگر آج سے خود کو غلام سلسلہ لکھ رہا ہوں۔آپ سب دعا فرمائیں کہ حقِ خدمت ادا کرسکوں۔''

بعد ازاں سلسلۂ قدیر کے جہاں دیدہ صاحبِ فہم وادراک خلیفہ محترم حضرت صابر توکلی شاہیںؔ صاحب نے وابستگانِ قدیر سے مخاطب ہوکر مسلکِ فقرائی ،قوانینِ بیعت و ارادت اور آدابِ شیخ پر تفصیلی روشنی ڈالی اور دعا فرمائی کہ مولیٰ تعالیٰ پیرانِ طریقت کے صدقے میں اہلِ سلسلہ کو اپنی تعلیمات سے والہانہ وابستگی اور استقامت عطا فرمائے ،اور پیر ومُرشد قبلہ کی محنت شاقّہ سے لہلہاتا ہوا چمن ہمیشہ تروتازہ رہے۔آمین۔

۱۴رمحرم جمعہ کی صبح روشن تھی، وقت کے ساتھ ساتھ فدایانِ قدیر ہلکٹہ پہنچنے لگے۔۱۱ بجے دن سلسلۂ قدیر کے جواں سال خلیفہ حافظ وقاری اشفاق محمد شاہ قادری مشہدی ندوی ایڈیٹر''ایاز'' بھوپال (فرزند شیخ محمد شاہ قادری قریشی) اور سید احمد علی صاحب قادری دہلی سے حیدرآباد اور حیدر آباد سے ہلکٹہ شریف آپہنچے ۔جنت مکانی حقیقت افشائے تجلیات کا دیدار کیا۔حافظ ممدوح نے خطبۂ جمعہ دیا اور نماز ادا کروائی۔ جمعہ کے بعد نماز جنازہ کا اعلان ہوا۔خادم نے نماز جنازہ کی امامت کی عجیب رقت آمیز ودردانگیز منظر تھا۔وقت کی دھڑکنیں لمحہ بہ لمحہ پوچھ رہی تھیں،

کس نے وقتِ سحر آخری سانس لی رُک گئی نبضِ کون ومکاں دوستو
کون یہ بزمِ ہستی سے رخصت ہوا وقت لینے لگا ہچکیاں دوستو
ہم نے اس کی نماز جنازہ پڑھی، ہم نے اس کو سپردِ لحد کر دیا
زندگی بھر جو دیتا رہا دمبدم منبرِ دل سے اپنی اذاں دوستو
شاہینؔ

مختلف مقامات سے آئے ہوئے شمعِ قدیر کے پروانوں نے کلمہ طیبہ کو اپنے سینے سے لگائے تصدیق بالقلب کی دولت سے سرفراز کرنے والے داتا کے ہُلیائے ناسوتی کو باچشمِ نم آرامگاہ ابدی کے سپرد کر دیا۔

فاضل جفا کشانِ محبت کی موت کیا جب تھک گئے تو سو گئے آرام کے لئے

مقامِ قرب کے طلب گار وابستۂ دامانِ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ شاعرِ نعت ومنقبت محترم صابرؔ شاہ آبادی نے مزارِ والا پر سلامِ عقیدت کی نذر پیش کی اور واقعاتِ حاضرہ کو قلم کی زبان دیتے ہوئے یوں کہا:

(۱)

ہے کل کی بات پاشا قادری کو ماں کی برسی پر مریدوں نے یہیں دیکھا تھا تختِ سرپرستی پر
قدیر اللہ کے سائے کی ضرورت تھی ضرورت ہے ترس آنا تھا مولا تجھ کو لاکھوں کی یتیمی پر

(۲)

دمِ اول وہ جس کلمہ سے باہم کر دیا سب کو دمِ آخر اسی مرکز پہ قائم کر دیا سب کو
محرم کے مہینے میں اچانک پردہ فرما کر بڑی ترکیب سے مصروفِ ماتم کر دیا سب کو

(۳)

قدیر اللہ جب غوث الوریٰ سے مل رہے ہونگے کریم اللہ تو بڑھ کر گلے لگوا لئے ہوں گے
اچانک اپنے ابا کے پہنچنے کی خبر پا کر خوشی سے حافظہ بی بی کے آنسو آ گئے ہوں گے

(۴)

عقیدت دیکھئے سید کی اپنے جدّ اکرم سے
گلے ملنے لگے ہیں کس طرح شہدائے اعظم سے
قدیر اللہ نے ثابت کر دیا پر دہ فرما کر
علی زادوں کو جو روحانی نسبت ہے محرم سے

(۵)

بحمد اللہ ان کا یوم پیدائش بھی جمعہ ہے
اور اسی پر فضل دیکھو حجِ اکبر کا بھی موقع ہے
غرض اللہ ہی جانے ادا اللہ والوں کی
اسی دن ترکِ دنیا بھی کیا' کیا شانِ عقبیٰ ہے

(۶)

گزر جاتے تو ہیں وہ بھی جو رحمت کا ذریعہ ہیں
نظر آتے بھی ہیں لیکن انہیں جو باوسیلہ ہیں
خدا کے قرب کو ہم منزلِ مومن جو سمجھیں تو
قدیر اللہ پہلے سے زیادہ آج زندہ ہیں

(۷)

قدیر اللہ شاید دس محرم کو گزر جاتے
شہ عاشورہ کی دعوت سے کیا انکار فرماتے
نہ ہوتی مادرِ اقدس کی برسی کی جو مجبوری
یہ بیتابِ شہادت تین دن پہلے نکل جاتے

(۸)

کبھی معیار سے نیچے اتر جانا نہیں چاہا
کبھی حدِ مشیت سے گزر جانا نہیں چاہا
چراغِ غوث نے خاموش ہو کر صبح سے پہلے
قضا منظور کی سورج سے ٹکرانا نہیں چاہا

(۹)

جو قربانِ خدا ہوتے ہیں مر جایا نہیں کرتے
نظر والوں سے ہر گز پردہ فرمایا نہیں کرتے
جو سمجھو تو یہ درجاتِ وفا کی بات ہے صابرؔ
جو سب سے پار ہوں یوں ہی نظر آیا نہیں کرتے

(۱۰)

ابھی طاری ہی تھی دل پر فضا دسویں محرم کی ابھی باقی تھی دامن پر روانی چشمِ پُرنم کی
خموشی تھی کہ بڑھتی ہی چلی تھی عرشِ اعظم کی نئی فہرست تھی پیشِ خدا شہدائے اکرم کی

کہا تیرہ محرم نے کہ ہے کوئی فقیر اللہ ؟
صدائے اولیں آئی کہ حاضر ہے قدیر اللہ

خدا والوں کا یہ اندازِ تسلیم و رضا دیکھو بوقتِ خوف یہ مردانِ حق کا حوصلہ دیکھو
محرم کا مہینہ جمعہ کے دن تعزیہ دیکھو جو مر کر زندہ ہو جاتے ہیں ان کی بھی قضا دیکھو

مقامِ عشق کا جو بھی علمبردار ہوتا ہے
وہی مردِ مجاہد قافلہ سالار ہوتا ہے

سبھوں نے کلمۂ طیب کو فرضِ اولیں سمجھا اسے معیارِ وحدت زینتِ عرشِ بریں سمجھا
بجا سمجھا اسے جس نے رگِ جاں کے قریں سمجھا بنائے دیں کہا بعضوں نے بنیادِ یقیں سمجھا

قدیر اللہ میں لیکن یہ وصف خاص پایا ہے
کہ کلمہ گو کو اس درویش نے کلمہ بنایا ہے

جہاں وہ جائے گا ایمان اپنے ساتھ پائے گا جہاں تک جائے گا عرفان ہی عرفان پائے گا
ہو خالی ہاتھ تو قرآن اس کے ہاتھ آئے گا قسم اللہ کی کلمہ جہنم میں نہ جائے گا

قدیر اللہ نے کلمہ کا جو عرفان پایا ہے
رسول اللہ کا صدقہ کریم اللہ کا سایہ ہے

کہاں تک قلب کو مصروفِ عرفاں کر دیا آخر کہ ہر ہر سانس پہ کلمہ کو چسپاں کر دیا آخر
غرض آرامِ جاں کو نذرِ ایماں کر دیا آخر کہ صابرا اپنا قول و فعل یکساں کر دیا آخر

فقط تلقینِ لَا کرتے تھے لو تعمیل بھی کر دی
قدیر اللہ نے آخر کار اپنی بھی نفی کر دی

(جزاک اللہؑ آمین)

سلام

بحضور حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیر رحمۃ اللہ علیہ (ہلکٹہ شریف)

(گزرانیدہ:۔صابرؔ شاہ آبادی)

اے قدیر آشنا ، اَلسَّلام علیک　　مومنِ باصفا　اَلسَّلام علیک
جانِ مشکل کشا　اَلسَّلام علیک　　دیدۂ فاطمہ　اَلسَّلام علیک
غوث کے نقشِ پا　اَلسَّلام علیک　　شاہِ بغدادیہ　اَلسَّلام علیک
والدِ حافظہ اَلسَّلام علیک　　سایۂ جاریہ اَلسَّلام علیک
تو نے حسبِ وفا نسبتِ شیخ کا　　کردیا حق ادا　اَلسَّلام علیک
رازِ بیعت کی تشریح و تبلیغ کا　　کر دیا حق ادا　اَلسَّلام علیک
طاعتِ خالق و خدمتِ خلق کا　　کردیا حق ادا　اَلسَّلام علیک
کلّ نفس کے حلقے میں ہوتے ہوئے　　زندۂ جاویدا اَلسَّلام علیک
میں تری خاک پا ہوں اے لعلِ یمن　　تو مرا واسطہ　اَلسَّلام علیک
تیرا کردار عالی بفضلِ خدا　　موت سے ماوراء اَلسَّلام علیک
نذرِ تبلیغ کر دی بحکم خدا　　ساری عمرِ وفا　اَلسَّلام علیک
تو کہ آیا یمن سے براہِ وفا　　اے سَفیرِ خدا　اَلسَّلام علیک
صابرِؔ جاں بہ لب پہ بھی چشم کرم　　ہو برائے خدا　اَلسَّلام علیک

(آمین)

حضرت قبلہ کے اخلاقِ کریمانہ اظہر من الشّمس تھے جس نے جس انداز میں بھی پایا حق وصداقت کے معیار پر پورا پایا۔کردار واخلاق کی یہ بلندی حضرت سید شاہ نبی محی الدین قادری رائچوری رحمۃ اللہ علیہ کی تربیت آستانۂ بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کی نوازشات اور حضرت

سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیر رحمۃ اللہ علیہ بندہ نوازی کی دعاؤں کا ثمرہ تھا کہ پیر کامل شیخ کریم اللہ شاہ قادری چشتی رحمۃ اللہ علیہ جیسی صاحب دید ہستی نے بہ نظر انتخاب آپ کو کلمہ طیبہ کی تصدیق کا ایک مرکز بنا دیا، ایک شمع کیا جلی شش جہت کو روشن کرگئی۔

تری فطرت نے اے ساقی عجیب دریا دلی پائی
وہیں ابر کرم برسا جہاں جیسی کمی پائی
(شاہین)

ہزاروں چاہنے والوں میں کچھ ایسے بھی دیوانے تھے جو مشیت کے آگے دم نہ مار سکے، مگر صدمۂ ہجر و فراق نے تڑپایا تو بے اختیار کہہ اٹھے:۔

جب یاد تمہاری آتی ہے رہ رہ کے مجھے تڑپاتی ہے
ہر سانس تمہاری یادوں کی پیغام وفا کا لاتی ہے
ہر شئے میں تمہی کو پاتا ہوں ہر چیز تمہیں دکھلاتی ہے
جو میرؔ انہیں اپناتے ہیں منزل بھی انہیں اپناتی ہے
(سید میر قادری میرؔ کڈپوی)

خطیب اہل سنت حضرت عبدالخالق حیرتؔ نظامی صاحبؒ
خطیب جامع مسجد واڑی نے وصالِ قدیرؔ پر کہاں:۔

عشق وعرفاں کا سمندر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

عشق وعرفاں کا سمندر اب بھی ہلکٹہ میں ہے
کیا حیات افروز منظر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

قادری یمنی صنوبر اب بھی ہلکٹہ میں ہے
باغِ چشتی کا گلِ تر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

ہوش بردم کا مفسر اب بھی ہلکٹہ میں ہے
کلمۂ طیب کا ناشر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

خواجۂ اجمیر کے فیضان کا جام و سبو
شاہِ جیلانی کا ساغر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

حضرتِ سید محمد بادشاہ قادری
جلوہ نورِ پیمبر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

اہلِ دل کا حکمراں روحانیت کا تاجدار
اک مقدر کا سکندر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

مردِ حق آگاہ و حق بیں محرمِ اسرار ھُو
چشم روشن دل منور اب بھی ہلکٹہ میں ہے

جس کی عظمت کی گواہ ہے دیکھ ''گلزار قدیرؔ''
وہ سخن داں وہ سخنور اب بھی ہلکٹہ میں ہے

حضرت خواجہ کریم اللہ کا خوانِ کرم
بانٹنے والا سخی گھر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

چنگو پہ میں ڈوب کر نکلا ہے کوثر کے قریب
بحرِ وحدت کا شناور اب بھی ہلکٹہ میں ہے

کر دیا آفاق میں مشہور ہلکٹہ کا نام
وہ بھی خود اور اس کا گھر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

اہلِ دل کا کارواں چلتا رہے بڑھتا رہے
کارواں کا اعلیٰ افسر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

اب بڑے صاحب نہیں تو چھوٹے صاحب ہی سے مل
وہ تو بالفاظِ دیگر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

بارہا حیرتؔ کا خطبہ سن کے جس نے دی دعا
قدر دانِ اہلِ منبر اب بھی ہلکٹہ میں ہے

اس طرح یادِ قدیرؔ تسکینِ قلب ونظر بن کر کہہ رہی ہے:۔

چھپ کر بھی ہم نے آپ سے پردہ نہیں کیا
سانسوں میں ذکر بن کر سدا بولتے ہیں ہم (صاحبؔ)

بعدازاں حسبِ طریق انتظامات چہلم ہوئے ، اس موقع پر سجادہ نشین عالی وقار، نور دیدۂ بندہ نواز حضرت سید شاہ محمد محمد الحسینی صاحب قبلہ مدظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف، محترم المقام حضرت سید شاہ قبول اللہ محمد محمد الحسینی صاحب قبلہ مدظلہ العالی رحمۃ اللہ علیہ روضہ منورہ خورد گلبرگہ شریف ازراہِ شفقت ہلکٹہ شریف تشریف لائے اور دعائے خیر فرمائی۔ اور حضرت سید شاہ خواجہ معین الدین حسن مدنی صاحب قبلہ سجادہ نشین بارگاہ حضرت وطن رحمۃ اللہ علیہ حیدرآباد تمام مراسم میں موجود رہے۔ علاوہ ازیں ہر علاقے سے اہلِ طریق علماء ومشائخین نے شرکت کی جو یقیناً اس خادم پر نظر شفقت ہے:۔

ہے خدا کا شکر کے غم آشنا موجود ہے
منزلِ تسکین کا اک رہنما موجود ہے

منقبت

(بموقع عرس شریف حضرت قدیر رحمۃ اللہ علیہ ہلکٹہ شریف)

(حضرت خواجہ شوق حیدرآبادی)

کیا غم جب اپنے ساتھ خدائے قدیر ہے
راضی ہیں اس پہ جو بھی رضائے قدیر ہے

ہر سانس زندگی کی برائے قدیر ہے
جو کچھ ہے اپنے پاس عطائے قدیر ہے

مفہوم لا الہ کا ہے خود سپردگی
اقرارِ کلمۂ عہد وفائے قدیر ہے

ملتی ہے ہر قدم پہ نگاہوں کو روشنی
دھڑکن نہیں ہے دل کی صدائے قدیر ہے

دولت بھی رکھ کے لوگ سکوں آشنا نہیں
کمبل میں اپنی مست گدائے قدیر ہے

دنیا کسی کے در سے بھی وابستگی رکھے
اپنا سرِ نیاز بپائے قدیر ہے

غفلت کا کیا سوال ہے یادِ قدیر سے
خود زندگی کا نام وِلائے قدیر ہے

اسرار من عرف کے جو انسان پر کھلے
فیضِ نگاہِ سینہ کشائے قدیر ہے

خالی نہیں ہے سانس کوئی اسکے ذکر سے
یادِ قدیر دل میں بجائے قدیر ہے

حائل ہوں شوق، راہ میں کتنے ہی فاصلے
منزل نظر کی جلوہ سرائے قدیر ہے

(۱۴/محرم ۱۴۰۴ھ)

منقبت

درِ مدحِ پیرومرشد حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری الچشتی یمنیؔ قدیرؒ

ہم کیسے بھول سکتے ہیں شفقت قدیر کی
کل بھی تھی آج بھی ہے عنایت قدیر کی

وہ ہوگیا ہے واقفِ اسرار من عرف
جس کو نصیب ہوگئی صحبت قدیر کی

سیراب سب کو کر دیا چھوٹا ہو یا بڑا
یکساں رہی ہے سب پہ عنایت قدیر کی

ویرانیاں بھی رشک صد گلزار بن گئیں
یہ بھی ہے ایک ادنیٰ کرامت قدیر کی

پردہ بھی کر کے دور نہیں ہیں نگاہ سے
ہر لمحہ سامنے رہی صورت قدیر کی

گلزارِ شش جہات کی تفسیر کے لئے
پڑھئے کتاب غور سے حضرت قدیر کی

سارے جہاں کو درس حقیقت جو دے سناؔ
کیسے بیاں کرے کوئی عظمت قدیر کی

گذرانیدہ: عبدالحفیظ قادری سناؔ بھنڈاری واڑی جنکشن ضلع گلبرگہ شریف

سلام بحضور خیر الانام ﷺ

عظمت دوجہاں سلامٌ علیک
فخرِ کون ومکاں سلامٌ علیک
جز تمہارے ہمارا کوئی نہیں
حامیٔ بے کساں سلامٌ علیک
سب کے رہبر ہو سب کے نگران ہو
خاتم المرسلاں سلامٌ علیک
لاج رہ جائے بات بن جائے
شافعِ عاصیاں سلامٌ علیک
وجہِ تخلیق کائنات ہو تم
بے نشاں رانشاں سلامٌ علیک
اہل مجلس کی ہو قبول دعا
مقصدِ سائلاں سلامٌ علیک
ایک صاحبؔ ہے گردِ راہِ سفر
اے شہِ کارواں سلامٌ علیک

کلام پرویز دھمڑی (انجینئر آستانۂ قدیری)

جناب مستان پٹیل قادری پرویز دھمڑی، شاہ آباد ضلع گلبرگہ شریف

دہقانی زبان میں منفرد لب و لہجہ کے شاعر، کمال فن ہے کہ بطریق ادب نعت سرا ہیں۔

جو بیڑا پار ہونا ہو تو سب سے پار کو دیکھو
خدا کے نادِ دستیں سو خدا کے یار کو دیکھو

علم سے وابستہ ہو تو علمبردار کو دیکھو
خدا کو دیکھنا ہو تو میرے سرکار کو دیکھو

میرے سر کو نکو دیکھو بہت الزام ہیں اس پر
میں جس کی چھاؤں میں بیٹھا ہوں اس دیوار کو دیکھو

اگر تُمنا فضل کو چلتے پھرتے دیکھنا ہو تو
میرے سرکار کو سرکار کے گھربار کو دیکھو

اگر من کی ملامت کی دوا ہونا چ ہے تُمنا
نظر بھر کو محمد کے کسی بیمار کو دیکھو

مدینہ دو قدم پر ہے اگر پکّی عقیدت ہو
محمد کہہ کے تم اس پار سے اس پار کو دیکھو

جو آنکھیاں کھولتے ایسے تو در دیکھے چہ ہوں گے تم
جو قسمت کو کرے بیدار اس بیدار کو دیکھو

میں اپنا سر جھکاؤں کس طرح ان پاک قدموں پر
میرے سر پوائے دھمڑیؔ پاپ کے انبار کو دیکھو

کلام میرؔ

قاضی سید میر شاہ قادری الچشتی میرؔ کڑپوی

تیری یاد بن گئی ہے میری زندگی کا حاصل
تو ہے یا قدیؔر عالم میری زندگی کا حاصل

میرے دل میں تو ہی تو ہے میری ہر نفس میں تو ہے
یہ صلہ ملا ہے مجھ کو تیری آگہی کا حاصل

تو میرے غموں میں شامل تو میری خوشی میں شامل
میری کشمکش میں تو ہے میری زندگی کا حاصل

میرے دل کو استقامت تیرے ذکر کی عطا کر
میری زندگی ہو ہر دم تیری رہبری کا حاصل

میرا حال واقعی ہے میرا ظرف واقعی ہے
تو ہی تو ہو ہر نظر میں میری خاموشی کا حاصل

تیری یاد ہو بہ ایماں تیرے دید کا ہو ساماں
یہ ہے زندگی کا حاصل یہ ہے آدمی کا حاصل

یہ کرم ہے میرؔ مجھ پر میرے ساقیا کا ہر دم
جو ہے محویت کا عالم میری میکشی کا حاصل

حضرت قبلہ رحمۃ اللہ علیہ کی جدائی میں جناب نسیؔم شولا پوری کا بے پناہ غم شعر بن کر قلب ونظر کی راہ سے بہہ نکلا۔

الوداع

دینِ نبی کے یارِ وفادار الوداع
ہم بے کسوں کے مونس وغم خوار الوداع

سر تا پا عشق آپ کی ، ہستی پر وقار
میخانۂ رسول کے سرشار الوداع

راہِ وفا پہ چل کے چلایا ہے آپ نے
لاکھوں دلوں کے قافلہ سالار الوداع

سکھلائے آپ نے ہمیں آدابِ بندگی
اے رحمتِ خدا کے طلبگار الوداع

خود کو بھلایا کلمۂ طیب کے راز میں
روشن ضمیر واقفِ اسرار الوداع

مدت سے یہ نسیؔم طلب گار فیض ہے
اے بادشاہ اے صاحبِ گلزار الوداع

سرزمین کریم نگر سے ایک اہل نسبت ادب شناس تاریخ گو شاعر غلام خواجہ معین الدین صاحب قادری ، بی ، اے گوہؔر کریم نگری بصد خلوص آستانۂ قدؔیر رحمۃ اللہ علیہ کے لئے قطعۂ تاریخ کی یادگار نذر پیش کی۔

قطعۂ تاریخِ وصال

قدیر اللہ یمنی قادری چشتی خلیفہ ہیں — جوارِ حق میں زیر سایۂ دامانِ مولیٰ ہیں
بفیضِ حضرت صابؔر کہی تاریخ گوہر نے — لحد میں بادشاہِ قادری آرام فرما ہیں

غمِ قدیر میں اشکبار
(۹۹ ہجری ۱۳ / ۸ / ۷ عیسوی ۱۹)

منقبت (بموقع عرسِ قدیرؔ)(۲۰ اکتوبر ۱۹۸۴ء)

در مدحِ حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری الچشتی یمنی قدیر رحمۃ اللہ علیہ قدس سرّہ العزیز

ڈاکٹر راہیؔ قریشی صاحب

شعبۂ اردو گلبرگہ شریف ۶

ہر سمت التفاتِ خدائے قدیر ہے
کیا دل کشا جمالِ فضائے قدیر ہے

جو جستجو ہے اپنی ، برائے قدیر ہے
اے دل قدم قدم پہ عطائے قدیر ہے

ہر سرخ روئی، ان کی نوازش کا ہے ثمر
ہر کامرانی ، فیضِ دعائے قدیر ہے

دل کو کشاں کشاں لئے جاتی ہے ان کی یاد
اس رہ گزر میں جیسے صدائے قدیر ہے

یہ لمحے یادگار رہیں گے تمام عمر
دل میں ہے یاد ، لب پہ ثنائے قدیرؔ ہے

اخلاص، التفات، محبت، وفا، عطا
ہلکٹہ کی فضاء میں ادائے قدیر ہے

راہیؔ یہ افتخار، یہ اعزاز کم نہیں
اپنا سرِ نیاز بہ پائے قدیر ہے

تاریخ تعمیر آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف

حدِ نگاہ دیکھئے فیض عظیم ہے
جو کچھ ہے بالیقیں عطائے کریم ہے

بحمداللہ ۲۶/رمضان المبارک ۱۳۹۹ھ م ۱۹۷۹ء آستانۂ قدیری کا سنگِ بنیاد رکھا گیا:۔

تقاضۂ محبت وجہ تعمیر وفا ٹھہرا
ہجومِ عاشقاں نے آستانے کی بناء ڈالی

۱۷/شوال المکرّم بنیاد تکمیل پائی، سلسلہ تعمیر کارواں دواں رہا۔ ماہِ رمضان المبارک ۱۴۰۰ھ م ۱۹۸۰ء میں چھت مکمل ہوئی۔ ذکر وفکر دوش بدوش چلتے رہے۔ بالآخر ۱۴۰۲ھ م ۱۹۸۲ء میں گنبد شریف مرکزِ نگاہ ہوا۔

سلسلہ عشق کا آداب وفا ہوتا ہے
جو بھی ہوتا وہ مرضیٔ خدا ہوتا ہے

جمیع اہل سلسلہ قدیریہ نے دامے درمے سخنے حصہ لیا، اللہ پاک جزائے خیر سے نوازے۔ آمین:

ہر ایک اہل دل نے کیا حق ادا یہاں
مشکل جو مرحلے تھے وہ آسان ہوگئے

خادم کو وہ لمحات یاد ہیں اور ان شاء اللہ تادم زیست یاد رہیں گے جب وابستگانِ قدیر نے اپنے محبوب کو خراجِ عقیدت پیش کرنے کے لئے ''آستانۂ قدیری'' سے اظہارِ وفا کیا۔

چھپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا

گہرا ہے ربط روح سے کتنا قدیر کا
جاری نفس نفس میں ہے کلمہ قدیر کا

احسان زندگی پہ ہے کیا کیا قدیر کا
سب کچھ چھٹا، خیال نہ چھوٹا قدیر کا

پہلے تو صدقِ دل سے تو ہو جا قدیر کا
پھر اس کے بعد دیکھ تماشا قدیر کا

ہر روپ میں ہے اک نیا جلوہ قدیر کا
دنیا ہے یا ہے آئینہ خانہ قدیر کا

محدود کب ہے حسن دل افزا قدیر کا
جیسی نظر ہے ویسا نظارہ قدیر کا

تو رازِ من عرف سے ذرا آشنا تو ہو
ہر سو دکھائی دے گا اجالا قدیر کا

کرتا ہے کوششوں پہ بڑا ناز آدمی
کرتا ہے کام اصل میں منشا قدیر کا

اپنی نفی کا نام ہے اقرارِ لاالٰہ
یعنی جو کچھ بھی ہے وہ ہے تنہا قدیر کا

تحقیقِ کلمہ دین کی خدمت حق آگہی
مسلک یہی رہا ہے ہمیشہ قدیر کا

رکھا نہ کام دولتِ دنیا سے عمر بھر
ایسا تھا فقر فخری سے رشتہ قدیر کا

انداز بولتے ہیں نظر بولتی ہے شوقؔ
چھپتا کہاں ہے دیکھنے والا قدیر کا

(طرحی مشاعرہ ہلکٹہ واڑی)

کاروانِ زندگی

آپ کے دم سے ہے قائم کاروانِ زندگی
آپ کی نظرِ کرم ہی تو ہے جانِ زندگی

میری حاجت پوری ہوتی ہے مرے سرکار سے
میرے آقا میرے محسن نگہبانِ زندگی

زندگی زیرِ لحد اپنی حقیقت کے ہے ساتھ
اور زیرِ آسماں گویا گمانِ زندگی

ایک جرعہ میرے ساقی تیری نظروں سے ملے
بادہ و مینا کہاں ہیں مہربانِ زندگی

کیا گنا سکتا ہے صاحبؔ آپ کے احسان کو
آپ کے صدقے میں ہے دراصل شانِ زندگی

(صاحبؔ قدیری)

منظوم شجرہ مبارکہ قادریہ عالیہ خلفائیہ

یا الٰہی پیکرِ صبر و رضا کا واسطہ
سید ابراہیم شاہِ باوفا کا واسطہ

ہو عطاء سید محمد بادشاہ کا واسطہ
سالکِ شاہِ کریم اللہ شاہ کا واسطہ

قادری بزمِ قدیری شاد ہو آباد ہو
عبدِ قادر سیدِ کل اولیاء کا واسطہ

حضرتِ چندا حسینی کا کرم شامل رہے
صدرِ دین واقف راز وفا کا واسطہ

شاہِ عبد قادر ذی شان کی ہمت رہے
ہو عمر موجود شاہِ حق رسا کا واسطہ

لطف ہو عرفان علی شاہ قادری کا دمبدم
حضرت جعفر علی شاہ ساقیا کا واسطہ

خواجۂ سید حسن مودودی شاہ کا ہو کرم
حضرت اکبر علی مودودی شاہ کا واسطہ

جو کہ ہیں سید محمد میر بہلی شاہِ دیں
اور امر اللہ شاہ باوفا کا واسطہ

شاہ آبادی شاہ بہاء الدین شاہ قادری
شاہِ دین شیخ نجم الحق نما کا واسطہ

نسبتِ عبدالعزیز شاہ شکر بار کا فیض
اور بہاالدین شاہ شطاریہ کا واسطہ

جو ہیں تاج العارفین رزاق دین شاہ جمال
غوث الاعظم شاہِ عبد قادرا کا واسطہ

بو سعید عارفین جو ساکن مخزوم ہیں
بو حسن خواجہ علی قرشی پیا کا واسطہ

یوسف طرطوسی کی مدحت میں دن گذریں میرے
عبد واحد بن تمیمی ساقیا کا واسطہ

یا الٰہی بوبکر شبلی سا ذوق بندگی
دے ابو القاسم جنیدی حق رسا کا واسطہ

عاشقوں میں بُوحسن خواجہ سری سقطی کے رکھ
حضرت معروف کرخی کی ادا کا واسطہ

سیدِ سادات امام دین حق رضا علی
موسیٰ کاظم سے امام بے ریا کا واسطہ

جعفر صادق کے صدقے میں الٰہی بخشدے
ہاں امام باقر صدق و صفا کا واسطہ

زینتِ دیں شاہ زین العابدین ابن حسین
سید الشہداء شہیدِ کربلا کا واسطہ

نور چشمِ فاطمہ یعنی حسن ابن علی
ہاں علی المرتضیٰ شیر خدا کا واسطہ

یاالٰہی بخش دے عصیاں ہمارے بخش دے
ہادیٔ برحق محمد مصطفیٰ کا واسطہ

ہو براہیمی چمن آباد گلزارِ قدیرؒ
حضرت صاحب قدیری کی دُعا کا واسطہ

حاضرِ دربار ہیں احمد قدیری بُوتراب
ہو کرم ہر دم شہہ اہلِ صفا کا واسطہ

کیا کہیں کیا ہمیں ارباب وفا دیتے ہیں
لوگ اس راہ میں کیوں آنکھ بچھا دیتے ہیں
یہ تو ہر ایک کو دینے کے سوا دیتے ہیں
کوئی کیا دے گا جو خاصانِ خدا دیتے ہیں
دین و دنیا وا غریبوں کو بنا دیتے ہیں

ان کی دہلیز پہ ہوتا ہے عیاں سرِّ نہاں
ان کی ٹھوکر سے بنے سینکڑوں انساں انساں
بخدا ان کے ہر اعجاز کا قائل ہے جہاں
صاحب کشف و کرامات ہیں پیرو مغاں
ایک چلّو میں دو عالم کو لٹا دیتے ہیں

یہ جو پرزے کئے بیٹھے ہیں گریبانوں کو
کوئی سمجھے بھی تو ان سوختہ سامانوں کو
دل لگی سوجتی ہے کس لئے فرزانوں کو
چھیڑنا ٹھیک نہیں عشق کے دیوانوں کو
نالہ کرتے ہیں تو یہ عرش ہلا دیتے ہیں

یوں تو ہر ایک سمجھتا ہے کہ ہوں میں کامل
کوئی ٹھہرا نہ کسی وقت بوقت مشکل
ہوگئے لاکھوں کے اس راہ میں دعوے باطل
دوستی کا شرف ان کو فقط ہے حاصل
جو پسینے کی جگہ خون بہا دیتے ہیں

درحقیقت ہوں گناہوں سے پشیماں ذاکر
پھر بھی عقبیٰ سے نہیں ہوں میں پریشاں ذاکر
حق نے رکھا ہے مجھے راسخ الایماں ذاکر
جان و دل حیدر کرار پہ قرباں ذاکؔر
میری بگڑی کو وہ دم بھر میں بنادیتے ہیں

(عاشق حضرت قدؔیر حضرت ذاکرسکندرآبادی)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ اَکۡرَمَکُمۡ عِنۡدَ اللّٰہِ اَتۡقٰکُمۡ (القرآن)

بے شک اللہ کے نزدیک وہی بزرگ ہے جو صاحبِ تقویٰ ہے۔

جانشینِ قدیرؔؒ

حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحب قدیریؔ رحمۃ اللہ علیہ

از: صاحبزادہ خواجہ سید ابوتراب شاہ قادری چشتی یمنی ترابؔ قدیری ہلکٹہ شریف

لاکھ لاکھ شکر ربّ کائنات کا اور بے شمار درود و سلام محبوبِ ربّ کائنات صاحبِ لولاک احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر کہ جن کی غلامی ہی منزلِ مقصود اور حاصلِ نجات ہے۔

بہ فیضانِ کریمی نورِ نگاہِ کریم جدِ اعلیٰ حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؔؒ ہلکٹہ شریف کی عظیم شخصیت زمانے میں آج محتاجِ تعارف نہیں۔ آپؒ کی حیات و خدمات دعوت و تبلیغِ دین، اتباعِ طریقت، کثیر وابستگان و محبان آپ کے فیضان کا مظہر ہیں۔ آپؒ نے تاحیات ایک روشن دور کی یادگار صبح کے فرائض انجام دیئے۔ مقبول و معروف شخصیتوں نے آپ کی خدمت میں اپنے تاثراتِ قلبی کو کچھ اس طرح بھی پیش کیا۔

بہ فیضِ مرشدِ کامل قدیرِ باصفا کا ہے
مجھے ذاکرؔ بنا کر سونپ دی دم کی نگہبانی

(ذاکرؔ سکندر آبادی)

طالبانِ مئے عرفاں کے مقدر جاگے
بادشاہِ یمنی ساغرِ عرفاں لائے

(رفعتؔ الحسینی بھوپالی)

سلسلۂ قدیریہ کے لئے جدِ اعلیٰ حضرتِ قدیرؔؒ کی تصنیف و تالیف ''گلزارِ قدیر'' اور آپ کے فرزند و جانشین والدی و مرشدی حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحب قدیری سرمایہ افتخار ہیں۔

رہبرِ شریعت پیشوائے طریقت آشنائے رمزِ معرفت محرمِ رازِ حقیقت مرکزِ عاشقاں عاشقِ حضرت بندہ نوازؒ نورِ عینِ حضرتِ قدیرؔ سیدی مرشدی و والدی حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحب قدیری قدس سرہ العزیز کی شخصیت زمانے پر عیاں رہی ہے۔

آپ اپنے والدِ محترم و مرشدِ معظم کی تعلیماتِ معنوی، تحقیق و تفہیم، ذکر و فکر، اخلاص و عمل کے جامع و جائزہ بردار رہے۔

والدِ محترم نے تمام حالات و واقعات کو نہایت تفصیل کے ساتھ اپنی تصنیف ''تذکرۂ قدیرؔ'' میں محفوظ فرمایا ہے۔ جس کے ذریعہ تاریخ کا مکمل جائزہ حاصل ہوجاتا ہے۔

بتاریخ ۱۰/ربیع الاول ۱۳۶۲ھ م ۱۷/مارچ ۱۹۴۳ء بروز چہارشنبہ بمقام ہلکٹہ آپ کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔

آپ کا نام سید ابراہیم حسن یمنی رکھا گیا۔ صرف تیرہ سال کی عمر میں بتاریخ ۲۲/ربیع الثانی ۱۳۷۵ھ بروز پنجشنبہ بمقام چٹگوپہ شریف آپنے والد و مرشد نورِ نگاہِ کریمؒ حضرت خواجہ سید محمد بادشاہ قادری چشتی یمنی قدیرؔ سے خلافتِ قادریہ عالیہ خلفائیہ سے سرفرازی پائی اور بتاریخ ۲۵/ذی الحجہ ۱۳۷۵ھ بروز جمعہ بمقام حیدرآباد نورِ دیدۂ بندہ نواز جانشینِ گیسودراز فیاضِ دوراں حضرت سید شاہ حسین محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیرؔ بندہ نوازیؒ سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف سے خلافتِ چشتیہ نظامیہ بندہ نوازیہ سے سرفرازی ہوئی۔ اس طرح آپ خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی کہلائے۔

حضور جانشینِ بندہ نوازؒ تقدس مآب حضرت سید شاہ محمد اکبر محمد محمد الحسینی خیرؔ بندہ نوازی صاحب قبلہؒ سجادہ نشین روضۂ بزرگ گلبرگہ شریف کی سرپرستی میں بتاریخ ۱۷/رجب المرجب ۱۳۸۴ھ م ۲۲/نومبر ۱۹۶۴ء بروز اتوار بمقام حیدرآباد آپ کا نکاح عمل میں آیا۔

بفضلہٖ تعالیٰ و بہ طفیلِ رسولِ اکرم ﷺ ۱۹۹۳ء میں حج بیت اللہ و زیارتِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مشرف ہوئے اور بہ لطفِ سرکارِ مدینہ و بہ فیضانِ پیرانِ سلاسل ۱۹۹۵ء میں عمرہ فرمایا اور مقاماتِ مقدسہ کی زیارت فرمائی۔ ایران، عراق روضہ حضرت علی رضی اللہ عنہ، روضۂ نبی حضرت ایوب علیہ السلام، صحابیٔ رسول حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ، بارگاہِ حضرت غوثِ اعظم رضی اللہ عنہ، سلسلۂ قادریہ کے دیگر بزرگ حضراتِ کاظمین رحمۃ اللہ علیہما، حضرت

ابوالحسن سری سقطی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت معروف کرخی رحمۃ اللہ علیہ، بارگاہِ حضرت بہلول دانا رحمۃ اللہ علیہ، کربلائے معلّٰی، بارگاہِ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ، بارگاہِ منصورِ حلاج وغیرہ دیگر مقدس ومتبرک مقامات کی زیارت فرمائی۔ ۲۰۰۸ء میں پاکستان میں آرام فرما بزرگانِ دین حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری، حضرت عثمان مروندی علی شاہباز قلندر، حضرت خواجہ فریدالدین گنجِ شکر پاک پٹن، حضرت سلطان باہو اور حضرت شاہ رکن الدین سہروردی ملتانی وحضرت بہاءالدین ذکریا ملتانی، حضرت عبداللہ شاہ غازی شہید کراچی رحمۃ اللہ علیہم اجمعین اور شاعرِ اسلام علامہ اقبالؔ رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ کی زیارت فرمائی۔ مجھ ذرۂ کمترکو بھی آپ کے ہمراہ ان مقاماتِ مقدسہ کی زیارت کا شرف حاصل ہوا۔

آپ انسانیت کے برگزیدہ گروہ سے تعلق رکھتے ہیں جو قدیم ترین زمانے سے نوعِ انسانی کو خدا پرستی اور حسنِ اخلاق کی تعلیم دینے کیلئے اُٹھتا رہا۔

والدی ومرشدی حضرت صاحب قدیری تاعمر اپنے پیرانِ عظام کے آداب واخلاق اور تعلیمات کا پیکر رہے، اور جامع شریعت، منبع اخلاص ومحبت رہے۔ زندگی کے ہر شعبے میں اپنی خدمات کے انگنت نقوش چھوڑتے ہوئے علماء ومشائخ عام وخواص ہر صف میں نمایاں و محبوب شخصیت کا مقام حاصل فرمایا۔ چاہنے والوں نے آپ کو"سرتاپا فیضانِ قدیرؔ" بھی کہا۔

عنایات والتفاتِ خیرؔ وقدیرؔ شریکِ حال رہے۔ بلاتفریق مذہب وملت مخلوقِ خدا کے لئے آپ نے اپنے وجود کو ابرِ باراں کی طرح افادۂ خاص وعام کردیا، تمام عمر قومی یکجہتی اور پیامِ محبت کے علمبردار رہے۔ آپ کی ساری زندگی مجاہدانہ اور آپ کا کردار مخلصانہ رہا۔

عفوودرگزر، معیاری خدمت آپ کا شعار اور محبت آپ کا وقار رہا۔ آپ ایسے مخلص و ملنسار تھے کہ ایک دفعہ جو آپ سے ملتا وہ آپ کا گرویدہ ہوجاتا۔

آپ کی شخصیت علم پروری کی حامل رہی، علمائے کرام ومشائخ عظام میں آپ کی یکساں مقبولیت رہی۔ مذہبی، ملی، سماجی، ادبی ہر حلقہ کے ہر سطح ہر درجہ ومقام کے افراد میں آپ کا مثبت ویکساں تاثر رہا۔ آپ سے ملنے والا ہر فرد یہ سمجھتا کہ صاحب قبلہ مجھے سب سے زیادہ عزیز رکھتے ہیں۔ آپ کو بے شمار بزرگانِ دین کی مخلصانہ خدمات کا شرف بھی حاصل رہا۔

سلسلۂ قدیریہ واہلِ سلسلۂ قدیریہ کی تاریخ، حالات، واقعات وخدمات کو ''تذکرۂ قدیرؔ'' کی تالیف سے سند بخشی اور ''گلدستۂ قدیرؔ'' کی ترتیب کے ذریعہ سلسلۂ قدیریہ کے اہلِ سخن حضرات کی عزت افزائی فرمائی۔ آپ کے مجموعۂ کلام ''فیضانِ قدیرؔ'' میں آپ کے عاجزانہ وعارفانہ کلام ضیاء بار ہیں۔

دورِ جدید میں حقائقِ طریقت کی قدامت و پاکیزگی کو برقرار رکھتے ہوئے آپ نے اپنے ۵۷ سالہ دورِ خلافت کو یادگار بنادیا۔ عصرِ حاضر کے بے شمار اہلِ علم و دانش آپ کے دامانِ امن سے وابستہ ہوکر دولتِ ایمان سے ہمکنار ہوئے اور توحید و رسالت کے اقرار وتصدیق بالقلب کی لازوال نعمت سے مالا مال ہوئے۔

آپ کے ۵۰ سالہ تکمیلِ خلافت کے ضمن میں منعقدہ ''بزمِ اظہارِ تشکر'' ہی ایک ایسا موقع تھا جو آپ کے مناقب کے اظہار کا موجب بنا، جس میں علماء ومشائخ اور اہلِ محبت نے اپنا اپنا ہدیۂ خلوص پیش کیا تھا۔ اس موقع پر حضرت العلامہ مولانا محمد خواجہ شریف صاحب قبلہ شیخ الحدیث جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے بھی ''باقۃ التھانی'' کے عنوان سے عربی زبان میں تہنیت پیش فرمائی تھی۔

نُهَنِّئُ بِالْهَنَاءِ الْمُسْتَدِيْمِ　　بِاِخْلَاصٍ وَ بِالْقَلْبِ السَّلِيْمِ
ہماری دائمی مبارکبادی قبول ہو　　خلوصِ دل اور قلب کی گہرائیوں سے
وَ اَنْتَ الَّذِیْ قَدْ فَاقَ جُوْدًا　　وَ فِی الْاَقْوَامِ یُدْعٰی بِالْکَرِیْمِ
آپ جود و سخا میں سب پر فائق ہیں　　اور قوموں میں آپ کریم کے نام سے یاد کئے جاتے ہیں
وَ اِبْرَاهِیْمَ بَاشَاہُ قَادِرِیْ　　وَ هٰذِیْ نِسْبَۃُ الْکَرَمِ الْعَمِیْمِ
اور حضرت سید ابراہیم پاشاہ قادری ہیں　　اور یہ بڑے کرم کی نسبت ہے
رَشَادُ اَنْتَ سَعْدٌ لِلْقَرِیْبِ　　وَ لِلنَّائِیْ ضِیَاءٌ کَالنُّجُوْمِ
آپ قرب میں رہنے والے کے لئے حق نما ہیں　　اور جو دُور ہیں ان کے لئے ستاروں کی روشنی

حضرت خواجہ شوقؔ صاحب نے اپنی تہنیت میں اس طرح ہدیۂ خلوص پیش فرمایا

پاکے اسنادِ خلافت ہوگئی آدھی صدی
ہو مبارک سید ابراہیم شاہِ قادری

بارگاہوں کی بھی خدمت خلق کی خدمت کے ساتھ
زندگی کی زندگی ہے بندگی کی بندگی
قدرتِ فیاض نے بخشے ہیں اوصافِ جمیل
درد مندی انکساری آدمیت دوستی
مجمعٔ خوبی سراپا کون ہے تو کہہ دے شوقؔ
سید ابراہیم شاہ صاحب قدیری قادری

عزیزم اظہؔر القادری یادگیری نے یوں اپنا نذرانۂ عقیدت پیش کیا۔

بزمِ اظہارِ تشکر سے یہ ظاہر ہوگیا
حضرتِ صاحبؔ سے جاری ہے عطا کا سلسلہ
یہ کریمی اور قدیری شان کا ہیں آئینہ
پیکرِ حسنِ وفا ہیں مجمعٔ جود و سخا
خود کو دہراتی ہے اظہؔر دیکھئے تاریخ بھی
سربہ سر سینہ بہ سینہ سلسلہ در سلسلہ

عرسِ قدیرؔؒ کے موقع پر طرحی وغیر طرحی مشاعروں کا انعقاد فرماتے رہے اور دیگر بزرگانِ دین کے اعراس کے موقع پر منعقد ہونے والے مشاعروں میں بنفسِ نفیس خود بھی شریک ہوتے اور ہمیں بھی اپنے ساتھ لے جاتے، ہمارا ذوقِ سخن بھی آپ کی صحبتِ بافیض کا ہی اثر ہے ورنہ ؎

ذرۂ کمتر ترابِؔ خستہ جاں کی بات کیا
شاہِ یمنی کی غلامی پر ہمیشہ ناز ہے

آپؒ نے ''گلزارِ قدیرؔؒ'' کی کئی جلدوں کی اشاعت فرمائی اور اہلِ سلسلہ کے اصرار پر اپنے عاجزانہ و عارفانہ کلاموں کے مجموعے ''فیضانِ قدیرؔ'' کو بھی چار جلدوں میں (بہ زبانِ اردو اور ہندی) شائع فرمایا۔

جہاں تک بحیثیتِ شاعر والدِ بزرگوار حضرت صاحبؔ قدیریؒ کے تعارف کی بات ہے تو سلسلۂ قدیریہ کے بزرگ شاعر و خلیفہ حضرت صابرؔ توکلی شاہینؔ کریم نگریؒ نے آپ کے شعرو

سخن کے کمال کا اظہار فرماتے ہوئے فرمایا تھا کہ

''ممدوح کا تعارف مجموعی طور پر ممکن نہیں، بس یوں سمجھ لیجئے کہ سلسلۂ قدیریہ کے رمز شناس سخنور ذاکرؔ مرحوم کی بلند خیالی، حارثؔ مرحوم کی سادگی و پُر کاری، ناصرؔ صدیقی کی معنی آفرینی اور شاہینؔ کی فلک پیمائی کو یکجا کیا جائے تو ایک نام بنتا ہے صاحبؔ قدیری''۔

کسے خبر تھی کہ سلسلۂ قدیریہ کے روحِ رواں، لاکھوں ہزاروں چاہنے والوں کے مرکزِ نگاہ ورونقِ محفل اچانک یوں محفل کو سونی کر جائیں گے۔

وہ کیا گئے کہ رونقِ بزمِ وفا گئی

مشیت کے فیصلے فیصلے ہوتے ہیں، اورانہیں قبول کئے بغیر کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

ازل کے فیصلے پروردگار دیتے ہیں

مختصر ترین بلکہ صرف چار دنوں کی قلیل علالت، قدرے تکان محسوس فرمائی، بنگلور دواخانے میں معائنہ کروایا گیا، ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ شریکِ دواخانہ ہوجائیں مگر۔

ملیں نہ آپ تو صبر و قرار کیا معنی

ترے بغیر ہو فصلِ بہار کیا معنی

آپ شہنشاہِ دکن سیدنا خواجہ بندہ نواز گیسودراز رحمۃ اللہ علیہ کے ایسے عاشق تھے شریکِ دواخانہ ہونے سے انکار فرمایا اور کہا ''میاں بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا عرس قریب ہے''۔ میں یہاں نہیں رہ سکتا، آپ کے اصرار پر ہم بنگلور سے حیدرآباد کے لئے روانہ ہوئے۔ اور دوسرے دن ہمارے اصرار پر حیدرآباد دواخانہ میں دوبارہ معائنہ کے لئے راضی ہوئے۔ حیدرآباد کے ڈاکٹروں نے بھی وہی مشورہ دیا کہ آرام کی ضرورت ہے شریکِ دواخانہ ہوجائیں۔ دواخانہ شریک ہونے کے لئے تیسرے دن کی تاریخ مقرر ہوئی، ایک دن کا وقفہ، والدہ محترمہ ہلکٹہ میں تھیں، میں ہلکٹہ گیا والدہ صاحبہ کو حیدرآباد لے آیا۔ دونوں دن آپ کی طبیعت میں بشاشت رہی، طبیعت میں کوئی تغیر نہیں، صرف ایک ہی دُھن تھی، بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کا صندل ہے شریک ہونا ہے، مقررہ تاریخ پر شریکِ دواخانہ ہونے کے لئے کہا گیا تو فرمایا یہ دنیا کے ڈاکٹر میرا کیا علاج کریں گے ہمارے روحانی ڈاکٹر تو بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ ہیں، مجھے گلبرگہ شریف لے چلو، بصد اصرار آپ کو دواخانہ کے لئے راضی

کرلیا، دواخانہ روانہ ہوتے وقت آپ میری والدہ محترمہ کو تسلی دیتے ہوئے فرمانے لگے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، اور مجھے اب کوئی فکر نہیں ہے، میرا بچہ سب سنبھال لے گا، آپ دعا کرو، دواخانہ میں شام گزری، رات نے اپنے پر پھیلائے، ہم دواخانے میں بیٹھے آپ سے محوِ گفتگو ہیں، کچھ اِدھر اُدھر کی سناتے رہے اور پھر اچانک موضوعِ سخن بدل گیا، فرمایا میاں دادا پیر نے فرمایا تھا ہم کیا رہیں گے جب انبیاء نہیں رہے، یہی حقیقت ہے۔

موت تو ایک دن آنی ہے، خندہ پیشانی سے اسے قبول کرنا مومن کی نشانیوں میں سے ہے۔ سب اللہ کی مرضی ہے، ہم رہیں نہ رہیں آپ میرے بعد بھی سب کو یوں ہی اپنے ساتھ لے کر چلیں گے مجھے اس کا یقین ہے، اور ذکر و شغل کی وہ تلقین جو دادا جان حضرتِ قدیرؒ نے فرمائی تھی اُسی کو واقعات کے انداز میں دہرانے لگے۔ میں نے عرض کیا آپ وہ باتیں اب کیوں فرمارہے ہیں تو فرمایا باواجان کی ایک ایک بات میرے لئے سرمایہ حیات ہے، ہم ہر قدم پر باواجان کی ہدایات پر چلتے رہے، اللہ تعالیٰ کا بڑا فضل و کرم رہا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صدقہ پیرانِ سلاسل کا فیضان جاری ہے۔

ہمیشہ عفو و درگزر کو اپنا شیوہ بناؤ کہ اس میں قلبی اطمنانِ ہے، اللہ معاف کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے۔ معاف کرنے کی صفت کو کبھی مت چھوڑنا۔ رشک و حسد سے کچھ بھی حاصل نہیں۔ ایمان پر استقامت اور اعمال کے صالح ہونے میں دونوں جہانوں کی کامیابی ہے۔ دورانِ گفتگو میں نے عرض کی بہت دیر ہوگئی ہے ذرا آرام کرلیجئے۔ تو بستر سے اُٹھے، ضرورت سے فراغت پائی اور وضو فرمالیا، پھر مجھے بھی آرام کرنے کی ہدایت فرماتے ہوئے بستر پر آکر لیٹنے لگے، درودِ شریف اور دعائیں پڑھیں پھر کلمۂ طیبہ کا ورد جاری رہا، کچھ ہی دیر میں آپ کروٹ بدلنے لگے، میں سامنے ہی ہوں، نظریں ملی ہوئی ہیں، ایک کروٹ بدلی، دوسری کروٹ میں جیسے ایک انگڑائی تھی اور بس دیکھتے دیکھتے آنکھیں ٹھہر گئیں، میں کھڑا باوا، باوا کہتا رہا، فوراً ڈاکٹر کو آواز دی، مگر آپ وصال فرماچکے تھے۔

حضرت خواجہ سید محمد گیسودراز بندہ نواز رحمۃ اللہ علیہ کے صندلِ مبارک کی شب بتاریخ ۱۵/ذی قعدہ ۱۴۳۲ھ م ۱۴/اکتوبر ۲۰۱۱ء بروز جمعہ عاشقِ بندہ نوازؒ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہتے ہوئے عالمِ ظاہری سے پردہ کرلیا۔

اب دل کی عجیب حالت، یقین و بے یقینی کی کشمکش، یہ کیا ہوگیا، ابھی تو آپ گفتگو فرمارہے تھے، ایسا بھی کہیں ہوتا ہے، ہمارے وہم وگمان میں بھی یہ نہیں کہ اس طرح سے وہ ہمیں تنہا کر جائیں گے، ہم کچھ ہی لوگ دواخانہ میں موجود ہیں۔ پھر ہمت باندھی اور سب کو اطلاع کر دیا۔

دیکھتے دیکھتے صبح سے ہی چاہنے والوں کی آمد کا سلسلہ شروع ہوا، نمازِ جنازہ تاریخی مکہ مسجد حیدرآباد میں بعد نماز ظہر بروز ہفتہ ادا کی گئی، حضرت علامہ مفتی محمد عظیم الدین صاحب قبلہ صدر مفتی جامعہ نظامیہ حیدرآباد نے نمازِ جنازہ کی امامت فرمائی۔

شہرِ حیدرآباد اور اطراف کے مشائخِ عظام، علمائے کرام، سیاسی قائدین، مریدین و معتقدین کا ایک جمِ غفیر مکہ مسجد میں آپ کی نمازِ جنازہ میں شریک، عجیب رقعت آمیز وروح پرور منظر زبانِ حال سے کہہ رہا تھا کہ ؎

انقلابِ آخر کا حل ہے تیرے سینے میں
اب زمانہ ڈھونڈے گا تیرے آستانے کو

بعد نمازِ جنازہ آپ کا جسدِ مبارک ہزاروں چاہنے والوں کی معیت میں حیدرآباد سے ہلکٹہ شریف لے جایا گیا۔ جہاں مختلف مقامات سے آئے ہوئے ان گنت اہلِ سلسلہ، عقیدت منداور علمائے کرام ومشائخِ عظام موجود تھے۔ سماع خانہ ہلکٹہ شریف میں آپ کا آخری دیدار کروایا گیا، بتاریخ ۱۷رذی القعدہ ۱۴۳۲ھ م ۱۶را کتوبر ۲۰۱۱ء بروز اتوار آستانۂ قدیری ہلکٹہ شریف میں آپ کو آرام گاہِ ابدی کے سپرد کیا گیا۔

آپ کے عرس کی تقاریب ایک سال بعد دُخترِ حضرت قدیرؒ سیدہ حافظہ بی بی یمنیؒ کا عرس جو کہ ۲۷ سال سے ہلکٹہ شریف میں ۱۸اور۱۹ذی قعدہ کو منایا جاتا رہا ہے اُسی عُرس میں والدی ومُرشدی حضرت خواجہ سید ابراہیم شاہ قادری چشتی یمنی بندہ نوازی صاحب قدیریؒ کا عرس بھی بہ اہتمام جمیع اہل سلسلۂ قدیریہ بصد عقیدت واحترام منارہے ہیں۔

طالبانِ دید کے آگے کوئی پردہ نہیں
حسن پردے میں ہے لیکن عشق سے چھپتا نہیں